بعون صانع مطلق و فیض توفیق خالق جل و عز نسخہ

بتوفیق مالک و رزاق رسالہ و در بیان ماجرای کربلا ترجمہ تحریر الشہادتین موسومہ

تقریر الشہادتین

تصنیف مولوی میر شاہ علی مدظلہ العالی بفرمائش تاجر باوقار حافظ محمد عبدالستار خان سلمہ المنان

در مطبع کرمی حسن اسد خاں لکھنؤ واقع جھوائی ٹولہ زیور انطباع یافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان اللہ کیا خدا کی قدرت ہے کہ آب شمشیر شہیدون کی حق مین فیض کیمیائی سے آبحیات ہے اور اونکو مرتبۂ شہادت سی ہمیشہ ثبات روحین اونکی زیر عرش قنادیل سبز مین جلوہ افروز ہین اور سیر عالم سے بھی مسرت اندوز الغرض مجال بشر نہین ہے کہ اللہ کی قدرتون کا استیعاب کر سکے **لمؤلفہ** سچ ہے کہ

ثنائے ایزد پاک ٭ پیدا کیے جس نے سب یہ افلاک ٭ شمس و قمر و نجوم روشن

ہے جسکے کہ صحن چرخ گلشن
جسکا نہ شمار نہی ثنا ہے
عاجز ہے یہان زبان تقریر
دنیا مین جو آتی ہے نظر شئے
کیجیو تقل کا خلل ہمین کیا ہو
سلطے خاموش کر زبان بند

طبقات زمین و ما علیہا
ہین شمہ قدرت اسکے
دیکھو تو ذرا بدیدۂ دل
وہ صفحۂ آب اپنی وضع پر ہے
ہے سب سے وہ برتر اور والا
مستغنی ثنا سے ہے خداوند

اسباب جہان و اہل دنیا
ہوسکتے ہی کب کسی سے تحریر
کس مرتبہ بات ہی یہ مشکل
جس چیز مین قدرت خدا ہو
ما اعظم شانہ تعالے لئے
اسجا یہ ضرور ہے جو سے شے

ہر چند یہان یہ گر مجبوری آ درسکے لہذا التماس نعت رسول مقبول سرور انبیا احمد مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کہ مداح جسکا ممدوح کا ثنا ہے اور مقدور انسان نہین ہے ایک حرف بھی مدح خیاب

پاک حمد سے ہو لاک کا زبان لا سکے تاب
خالق کیطرف سے اونکو معراج
مصداق علیہ قاب قوسین
ہر چند بہت سے انبیا ہین
رکھتی ہین خدا سے اپنے اخلاص
ذات انکی ہے افتخار عالم
مجموعۂ انبیا و رسل
کسطرح ادا ہو اونکی تعظیم
عالی رتبہ بلند القاب

المؤلفہ طاقت ہی نہین ہے اسکو
مخلوق کی ہین وہ درۃ التاج
رتبہ ہے انہون نے جو یہ پایا
مقبول جناب کبریا ہین
پر انکا جو وصف مرتبہ ہے
ہین باعث فخر نوح و آدم
جو وصف کہ انبیا نے پائے
بس بھیجیے آپ پر درود و تسلیم
ہین سب وہ کمال پاک طینت

سے لکھے جو مدحت نبی کو
مقبول خدا رسول ثقلین
حصے مین وہ آوے کے کب یا
ہین یہ بھی خدا کے نبی وہ خاص
سارے عالم سے وہ جدا ہے
بس آپ کی ذات ہے مکمل
یان ذات مین آپ کی ہے جب آئے
اور جو کہ ہین اونکے آل و اصحاب
اونپر بھی سلام و رحمت

المختصر جسطرح سے کہ حمد جناب کبریا محال ہے اوسی طرح نعت سرور انبیا مین بھی یارا [illegible]
ناطقہ لال ہے مناسب یہی ہے کہ اس معاملہ کو یکو سے باعتراف عجز و قصور قطع نظر کر کے
حرف مطلب کو زبان پر لایا چاہیے اور وہ یہ ہی کہ رسالہ سر الشہادتین تصنیف
شاہ عبد العزیز قدس اللہ سرہ العزیز کا کہ جس مین سر شہادت سبطین بقولین [illegible]
بیان سے ارشاد فرمایا ہے کہ آجتک یہ نکتۂ دقیق کسی کی ذہن رسا مین نہ گذرا اگر [illegible]
سی موشگافی ہو گئی بہ کمال فصاحت و بلاغت زبان عربی مین تھا اور [illegible]
کا سمجھنا چونکہ ہر شخص کو سہل نہ تھا بہین لحاظ جناب مولانا مقتدانا [illegible]
والالقاب ابلغ بلغائے زمان افصح فصحائے دوران عالم تحریر فاضل [illegible]
محمد سلامت اللہ المتخلص کشفی اطال اللہ تعالی ظلال الیامہ سے مفارق المسترشدین
المرشدین افاض اللہ فیوضہم علی رؤس قلوب المعتقدین المخلصین کے زبان قلم اور قلم زبان

اونکے شرح فضائل اور کمالات صوری و معنوی مین یکسر قاصر ہے جو شخص کہ اونکے
فیض صحبت سے مستفیض و شرف ملازمت سے مشرف ہوئے ہین رتبۂ عالی اونکا
اونسے پوچھا چاہیے سچ یہ ہے کہ جسقدر نکتے اور دقیقے کہ صحبت وعظ قرآن و حدیث کے
بیان کے وقت ارشاد ہوتے ہین وہ ایک فیض خاص ہے کہ مبدأ فیاض سے ستوا تر افاضہ
ہوتا ہے و الا تفسیرین مفسرین کی اون سے یکسر خالی ہین اور ان مین نشان اونکا پایا
نہین جاتا اور خوش بیانی کا یہ حال ہے کہ سامعین با فہم سقدر اوس کے لطف اور مذاق
عشق مین مستغرق ہوجاتے ہین کہ پھر اون کو دنیا و مافیہا کی خبر نہین رہتی خوشا قسمت
اونکی جو سعادت قدمبوسی سے ممتاز اور خطاب کلام سے سرفراز ہین لمؤلفہ

وصف اونکا ہونہین سکتا بیان	فیض سے اونکے شہرہ جہان	مجمع حسنات اونکی ذات ہے
ذات اونکی مجمع حسنات ہے	خلق پر جاری ہے اونکا فیض عام	پُر اثر ہے اسقدر اونکا کلام
مُس یا جسنے وہ مطلب پا گیا	جو اوسے منظور تھا سب پا گیا	جسکا قاصر دستاویز مقسوم ہے
بس اونکی فیض سے محروم ہے	سیکڑون کی دل نے پایا اور لو	لوز کا اونکے جہان مین شہرہ
وصف کا اونکے نہین حد و حساب	گر لکھون ہوجائے طولانی کتاب	ہی مناسب بیان یہ صدفی اختصار
یہ دعا کر یا جناب کردگار	خیر و برکت سی سلامت او نکو رکھ	اور سلامت با کرامت اونکو رکھ

القصہ جناب ناظم ممدوح نے بخیال افادہ عام اور نفع تام کے شرح اوس رسالے کی کمال متانت
سے اور سلاست سے زبان فارسی مین لکھکر افادہ خاص و عام کے واسطے معمول کیا
کہ ماہ محرم شریف مین جمعہ کے دن بجائے وعظ قرآن اور حدیث کے حال شہادت
بیان فرمایا کرین مجلس در دگیر برپا ہوتی ہے داخل ثواب عظیم فرماتے ہین اور نام اوس
رسالے کا تحریر الشہادتین مقرر فرمایا بیان واقع یہ ہے کہ جیسے مولانا دام ظلہم

سے نے اوس رسالے کی شرح ارشاد فرمائی اور چھاپہ ہوئی تب سے ہر صحیح
عزیز الوجود فقید النظیر سمجھنے لگے اور اوسکے محاسن اور اسرار سے واقف ہوسکے وہ
دُرِ مکنونِ مضمون سلک بلاغت مین منسلک ہوکر جلوہ افروز ابصار ناظرین کا ہوا اور
حقیقت مین وہ شرح باعث فروغ متن کی ہوئی اور یہ بات مبالغہ عرض نہین کرتا ہون
سب قاصی و دانی پر خالی ہے کہ قبل اسکے کسیکو قدر رسالہ سر الشہادتین کی چندان
نہتھی الحاصل اس ایام مین مخدوم و مکرم محمد شبیر علیخان صاحب کہ اللہ نے انکو
توفیق خیر و سعادت بکمال تہذیب و اخلاق عنایت کی ہے اور اس فقیر کے حال پر
کمال التفات فرماتے ہین مجھسے مصر ہوئے کہ اگر تو اس رسالے کو زبان اردو مین
لکھے تو بہت مناسب ہے اسواسطے اس ذلیل نحیف فاقد البصیرۃ **وارث علی**
سیفی نے تقدیم ارشاد خانصاحب ممدوح کا مقدم سمجھکر باوصف فقدان لیاقت
و ضیق اوقات کے تحریر اسکی اوائل ۱۲۹۴ ہجری مین کہ عشرات اس سن کے سن
شہادت جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا سے مطابقت کلی رکھتے ہین شروع
کرکے بتوفیق ایزدی ختم کیا اور کچھ اشعار حسب موقع اپنے اپنے مقامات پر
زیادہ کیے اور نام اسکا باقتدا التسمیہ متن و شرح کے **تقریر الشہادتین** رکھا چونکہ حقیقت
مین اس ہیچمدان کو مطلق لیاقت تالیف و تصنیف کی نہین ہے اور اس کوچہ سے
محض نابلد ہے اسواسطے ناظرین خطاپوش سے امید یہ ہے کہ اس فقیر
پر نظر نکرین اور اصل مطلب سے غرض رکھین اُنظر اِلٰی ما قال ولا تنظر الی من قال

گرچہ میرا کلام ناقص ہے	اور میرا سر تمام ناقص ہے	مطلب ہے میری اس قابل
گر اسے دیکھے کوئی صاحب دل	ہے سراسر مری غلط سمجھ	یعنی آپ ہی ہے اپنی جرأت کی

مین کہان اور کہان یہ امر عظیم
مجھمین طاقت کہان یہ حال کہان
کہ نہین لیے کمال کا درس کے
کہ نہ کبریہ مجھے اذل البشر

چاہیے اسکو ایک فہم سلیم
گو لا اسکام کا نہتا مقدور
اس رسالی کی مجھسے خوش ہین کے
اسمین جو نقص ہو معاف کرین

مجھسے نافہم کی مجال کہان
پر مین احباب سے ہوا مجبور
اب یہ امید ہے زاہل نظر
دل ریش کو اپنے صاف کرین

یہان سے مطلب شروع ہوتا ہے اسکو بگوش دل سُنا چاہیے **لمؤلفہ** اولا اپنے نبی کے

فضائل تو سُنو
ہم سبھو اونکی سنت مین جو ملا
اونکے رتبے کو کوئی مخلوق جانے بھلا
سب سالکو بھی ذکر کبریا کرے
ذکر اونکا رات دن رو کر کیے جانے

ہو منوس ابکا تم شکر اب کیسے کرو
انبیا کو شان ہو یکا جنکے دھیان ہے
خالق اونکی اور رتبہ عالی کو ہی پہچانتا
مدح اونکی ہے بیان توریت اور انجیل ہے
گر توقع اپنی کچھ کہتے ہو تم بیان سے

اسقدر اللہ نے فضل کرم اونکا
کبریائی کا تم سب ہے جسیان ہے
دوسرا مثل اونکا مخلوقات مین ہو نہ کیا ہے
اونکا رتبہ جو میکائیل اور جبریل ہے
اعلم بحمد اللہ عز وجل کا

آغاز رسالہ

سمجھو تو اس بات کو رحمت ہو تجھپر خدای عز وجل کی کہ جسقدر کمالات ذوات جمیع انبیا علیہم السلام مین متفرق و منتشر تھی وہ سب کمال و فضائل ہمارے پیغمبر آخر الزمان برگزیدۂ ایزد سبحان علیہ الصلوۃ والتحیۃ کی وجود باجود مین آکر جمع ہوے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بالتحقیق اللہ نے عنایت کی آنحضرت صلے اللہ علیہ سلم کو خلافت اور نیابت مثل آدم و داؤد علیہما السلام کے اور ملک سلطنت سلیمان علیہ السلام کا اور حسن وجمال یوسف علیہ السلام کا اور خلت اور اتحاد ابراہیم علیہ السلام کا اور کلام وخطاب موسیٰ علیہ السلام کا اور عبادت وطاعت یونس علیہ السلام کی اور شکر نوح علیہ السلام کا سمجھ تو کہ ہر ایک نبی انبیاء کرام سے ایک صفت اور لقب خاص ہے جیسے وصف خلافت کہ عبارت ہی نیابت حق

اور پہونچانا احکام شرعیہ کا خلق کو اور رواج دینا امورات دینیہ کا اور ...
اور تدبیر مملکت اور انتظام عالم اور اصلاح حال بنی آدم اور سوا اسکے بہت سے کام
ہین جو اصلاحِ معاش و معاد بندگان خدا سے تعلق رکھتی ہین اور وصف ملک و سلطنت
کا کہ جسکو ریاست اور حکومت کاملہ کہتی ہین اور وصف حسن و جمال کا کہ اس سے تناسب عضا
اور خوش سلوبی سراپا مراد ہے اور وصف خلت کا کہ جسکی تفسیر یار جانی اور دوست و جانی
اور ایک جان و دو قالب ہے اور یہ بات ایک کیفیت خاص وجدانی ہے کہ بیان
اوسکا الفاظ و استعارات مین ممکن نہین اور وصف کلام کا متکلم ہونا جناب باریتعالے
کے ساتھ اور وصف عبادت کا کمال عجز و انکسار اور خضوع اور خشوع سے متوجہ ہونا حضرت
صمدیت کیطرف اور اپنی تئین بعدم بحت سمجھنا اور وصف شکر کا اوسی رضا و تسلیم
مشیت ایزدی پر مراد ہے حاصل اسکا یہ کہ حضرت آدم اور داؤد علیہما السلام صفت خلافت
خلیفۃ اللہ کہلائے اور ملک اور سلطنت صفت غالب حضرت سلیمان کا ہے اور حسن و جمال میں
حضرت یوسف مشہور ہین اور خلت و اتحاد حضرت ابراہیم پر ختم ہے اور حضرت موسیٰ بسبب
تکلم کے جناب کبریا سے کلیم اللہ ہوئے اور عبادت حضرت یونس کی اور شکر حضرت نوح کا
زبان زد ہوا یہ مجموعہ اس صفات اور کمالات کا ذات بابرکات ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی ہے یہ سب صفتین جو انبیاء کرام مین بالانفراد جمع ہوئی تھین ہمارے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی ذات با صفات مین اگر مجتمع ہوئین اگر بچشم تامل دیکھیے تو ہماری
علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ آن سب اوصاف مین شریک غالب ہین ...

وداؤد علیہما السلام ملقب بہ خلیفۃ اللہ ہوئے ... تم ... تحت
زمین آسمان مین اشہد ان محمدا رسول اللہ ... اور حضرت سلیمان کے لئے اگر

ایک شخص تخت بلقیس اوٹھالایا تو لیا ہمارے حضرت کے واسطے مقدمہ نکاح زینب
مین جناب کبریا تعالے شانہ خود فرمایا ہے تاقیجا کھا اور حسن جمال یوسفی عام اور
ہمارے حضرت کا حسن باکمال خاص ہے اور عام خاص مین جسقدر کہ فرق ہے
ظاہر ہے چنانچہ حضرت عائشہؓ نے آپکی حسن کی تعریف مین ایک شعر فرمایا ہے
کہ مضمون اوسکا مابہ الامتیاز حسن یوسفی اور حسن محمدی کا ہے ترجمہ اوسکا یہ ہے لمؤلفہ

؎ زنان مصر گر یوسفؑ کی سیر دیکھتین صورت + تو دلکو کاٹتین ہاتھون کی جا بے اختیار سے

اب اس سے بھی بڑھکر سنا چاہیے کہ آپ نے فرمایا ہے مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى
الْحَقَّ یعنی جس نے مجھے دیکھا بالتحقیق اوس نے خدا کو دیکھا یہ بات بڑی باریکی کی ہے
سوچا چاہیے اور ابراہیم علیہ السلام کو اگر لباس خلت ملا ہمارے حضرتؐ کو خلعت محبوبیت
عنایت ہوا موسے علیہ السلام نے اگر کوہ طور پر کلام باری سنا ہمارے حضرت نے عرش بریں پر
جا کے سنا تھا اللہ سے کہا حضرت نوح اگر شکر مین مشہور مین ہمارے حضرتؐ شکر و
صبر دونون مین مشکور الغرض جو کمال اور صفات کہ تمام انبیا کو علیحدہ علیحدہ سے ملے ہمارے
حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو وہ سب اور بہتر اون سے مجموع عنایت ہوئے
مگر چونکہ اون اوصاف مین دیگر انبیا بھی شرکت رکھتے تھے ہو اسطے بنظر امتیاز و اختصاص
کے اللہ تعالے نے آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اور بہت سے اوصاف عنایت کیے
اب تفصیل اون کی سنا چاہیے کہ زیادہ دئے آپکو اللہ تعالے نے اوصاف مثل ولایت اور
محبوبیت مطلقہ اور برگزیدگی خاص اور دیدار حق اور قرب تمام تر اور شفاعت
عظمٰی اور جہاد اور محاربہ دشمنان خدا کے ساتھ اور علم وسیع اور عرفان اتم اور منصب
قضا اور فتوی اور اجتہاد اور احتساب اب سمجھا چاہیے کہ ولایت عبارت سے ہے

تصرف روحانی سے اور اس مرتبہ کی اقسام اور انواع بہت ہین کہ بیان اونکا بھی
تفصیل چاہتا ہے بلکہ ممکن نہین ہے کہ شرح اون کی پایان پذیر ہو اور اسطرف
اشارہ ہے کہ اَلْوَلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ اور محبوبیت مطلقہ اسکو کہتے ہین کہ سب افعال و اقوال
اور اعمال اور احوال ظاہر باطن کی مرغوب و محبوب جناب ایزدی ہوون اور کوئی
کام رضائی خدا سے جدا نہو اور برگزیدگی کی معنی یہ ہین کہ وہ شخص ہمہ تن مقبول
خاص ہو اور مقبولیت اور محبوبیت لازم و ملزوم ہے اور دیدار حق سے یہی
مراد ہے کہ جناب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب معراج مین دیدار خدا بدیدۂ سر
حاصل ہوا اور دلیل اوسکی یہ آیۂ کریمہ ہے ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی
اور آپ شب معراج مین اوس مقام پر پہونچے کہ وہان کسی کا گذر نہین ہوتا حضرت
جبرئیل امین کہ خادم سب اور مقرب خاص ہین وہ کہتے ہین ؎ اگر یکسر موی برتر
پرم ÷ فروغ تجلی بسوزد پرم ÷ ہرگاہ کہ ایسا ملک مقرب یہ کہے پھر دوسرے کا کیا حساب ہے
اور شفاعت عظمیٰ وہی کہ جب معرکۂ حشر مین سب انبیا اور جملہ جہان تجلی رحمانی سے
پریشان و بدحواس ہون گے اور اوس وقت کسی کی جرأت نہوگی کہ جناب کبریا سے
عرض کرین اوس حالت مین آنحضرت کی شفاعت سے سب نجات پائین گے
تفصیل اس حال کی بہت ہے اس جگہ پر اسقدر بالاجمال کہا گیا اور جہاد و [illegible]
کہ کوئی نبی اس امر عظیم پر مامور نہوا یہ بڑی شجاعت کی بات ہے چنانچہ جنگ
جب لڑائی برہم ہوئی اور صحابہ متفرق ہو گئے اور [illegible] ہو گیا
اور آپ تن تنہا رہ گئے اوسوقت جوش شجاعت سے آپ فرماتے تھے اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ
اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ اور علم وسیع یہ ہے کہ آنحضرت کو اللہ تعالے نے علم اولین

اور آخر مین سب سکہا دیا اور منصب قضا عبارت ہے رفع قضایا اور قطع تنازع بندگان
خدا کا یہ کمال خلق کریم و لطف عمیم اور حال آپ کی فیصلۂ مقدمات کا یہ تہا کہ جب
انفصال مقدمہ فرماتے اوس وقت متخاصمین اپنے دلون مین حق باطل کو امتیاز کرکے
دل وجان سے رضامند ہوجاتے اور ارشاد آپ کا بہ صمیم قلب تسلیم کرتے اور
قانون فتوی کا حال کتب احادیث اور سیر سے واضح ہے کہ کیسی کلیہ اور دستور العمل
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر فرمائی ہین کہ آج تک قاضیون اور مفتیون کے
لیے دستور العمل چلا آتا ہے اور اجتہاد کا رتبہ یہ ہے کہ جب کسی کام مین آپ متامل ہوتے
قبل انتظار وحی کے آپ کی راے صائب مین جو آتا اوس پر عمل فرماتے اور احتساب
اسکو کہتے ہین کہ معاملہ محاسبہ اعمال بندگان خدا اور جزا سزا اوسکے آپ کی
طور پر تہی اور کمال قراۃ کا یہ تہا کہ قراء سبعہ یعنی سات شخص قاری جو مشہور ہین اون سب
نے آپ کی قراۃ سے استنباط کیا ہے اور سوا اسکے اور کمالات کہ جو متعلق بہ جسم شریف
تہی اونکو بیان کرتا ہون لوازانجملہ یہ ہے کہ آپ جیسا سامنے سے دیکہتے تہے ویسا ہی آپ
کو پس پشت بہی نظر آتا تہا یہ حاجت نہ تہی کہ جو چیز پس پشت ہو اوسکو منہ پہیر کر دیکہین
اور اندہیری رات مین ایسا دیکہتے تہے کہ جس طرح سے روز روشن مین اور یہ وصف دلیل
روشن ہے اسبات پر کہ آنحضرت کا جسم شریف لطیف خالص خاص تہا اور قوت بصارت
کی اس طرح تہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد مدینۂ منورہ کے
بنا ڈالی کعبہ شریفہ کو چشم سر سے دیکہکر سمت قبلہ کے درست فرمائی اور عقد ثریا کے
جو گیارہ ستارہ ہین اونکو آپ بسبب لطافت بدید ظاہر شمار کر لیتے تہی اور علیحدہ
علیحدہ دیکہتے تہے اور کمال سماعت اس درجہ تہا کہ ایک روز مجمع صحابہ مین رونق

اور فرماتے تھے کہ دفعتاً آسمان کی طرف نگاہ اوٹھا کر فرمایا کہ اس وقت میرے کان مین ایک
دروازہ آسمان کے کھلنے کی آواز آئی کہ وہ دروازہ قبل اسکے کبھی نہین کھلا اور اس
دروازہ سے ستر ہزار فرشتے سورہ انعام کے ساتھ آتے ہین اور لعاب دہن مین یہ
وصف تھا کہ جنگ خیبر مین حضرت مرتضی علی علیہ السلام کو درد چشم ہوا اور اوسنے بہت
شدت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن اون کی آنکھون مین ذرا سا
لگا دیا پس اسی وقت آنکھین اچھی ہوگئین اور درد بالکل جاتا رہا اور ایک روز حسب
اتفاق حضرت امام حسن علیہ السلام پیاسے تھے آپ نے اپنی زبان مبارک انکے
منہ مین دے دی تمام دن امام حسن علیہ السلام نے پانی نہ پیا اور یہ معجزہ آپ کا
آل اطہار تک جاری رہا چنانچہ واقع کربلا مین جب پانی میسر نہوا اور سب اطفال اہلبیت
پیاس سے بیتاب ہوئے جناب سید الشہدا علیہ السلام نے اسی معجزہ کو جاری
فرمایا کہ جو پیاسا ہوتا اوسکو اپنا لعاب دہن دے دیتے پیاس اوسکی رفع ہو جاتی
اور روایت ہے کہ انس بن مالک نے کنوان بنوایا اتفاقاً پانی اوسکا کھاری نکلا اونھون
نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا حضرت نے ایک قطرہ لعاب
دہن کا اوسمین ڈال دیا پھر پانی اوسکا ایسا میٹھا ہوگیا کہ کسی کنوین کا پانی مدینہ میں
ایسا میٹھا نہ تھا اور حسن وجمال آپکا ایسا تھا کہ براء بن عازب روایت کرتے ہین
ایکدن مینے آپکو حلہ سرخ شب ماہ مین پہنے دیکھا اوس وقت مین ایک نظر
چہرہ مبارک کو دیکھتا تھا اور ایک نظر چاند کی طرف [illegible] روشنی چہرہ
مبارک کی ماہ شب چہاردہم پر ہزار درجہ غالب تھی اور حال لطافت اور نرمی جسم
مبارک کا یہ حال تھا انس بن مالک سے یہ روایت ہے کہ مینے کسی دیبا وحریر کو

آپ کے کف مبارک سے نرم نپایا اور کسی مشک وعنبرہ کی خوشبو آپ کی جسم مبارک کی بوسے لطیف سے زیادہ نہ دیکھی چنانچہ مشہور ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں تشریف لیجاتے اور بعض صحابہ کو جو پیچھے ہوتے معلوم ہوتا کہ آپ کہاں تشریف لے گئے ہیں تو وہ لوگ خوشبو کی رہبری سے آپ تک پہونچ جاتے اور جس جگہ آپکا گذر ہوتا وہ گلی کوچہ معطر ہو جاتا علی ہذا القیاس آپ کی کمالات اور معجزات اسقدر ہیں کہ جنکا شمار ہرگز نہیں ہو سکتا ارباب احادیث نے کتب سیر میں چونسٹھ ہزار معجزہ قلمبند کئے ہیں و معجزہ شق القمر کا عرب سے ہند تک مشہور ہے چنانچہ راجہ سراندیپ نے جب یہ معجزہ آنحضرت کا سنا اپنے برہمنان شاستردان سے اسکا حال پوچھا اونھون نے تصدیق کی اور کہا سچ ہے یہ سنکر وہ مسلمان ہوا اور آنحضرت پر ایمان لایا اور درجہ سوج حاکم دکن نے یہ معجزہ آنکارات کیوقت بچشم خود دیکھا اور وصف اور کمال سیر معراج کا اور سواری براق کی اور مقام قاب قوسین او ادنی تک پہونچنا اور سب سے پہلے آپکا قبر سے اوٹھنا اور ستر ہزار فرشتونکا جلو مین ہونا اور عرش کے داہنے جانب کرسی پر بیٹھنا اور مقام محمود پر مشرف ہونا اور لواء الحمد ہاتھ مین رکھنا اور تمام ذریت حضرت آدم کو اوسکے سایہ کے تلے مکرار رکھنا اور پہلے پل صراط سے گذرنا اور سب سے قبل دروازۂ بہشت کو کھولنا اور سب کی شفاعت کرنا یہ کمالات آپہی کے لیے مخصوص ہیں الغرض آپکے اوصاف اور کمالات حد شمار سے باہر ہیں کہ حصر اونکا امکان نہیں رکھتا اور آپ کے مرتبہ اور رتبہ سے خداوند حقیقی خوب واقف ہے سچ یہ ہے کہ مصرعہ لمؤلفہ خدا کے بعد تمہین تم ہو مختصر قصہ + اب اسبات کو معلوم کیا چاہیے کہ اللہ تعالے نے سب طرح کے اوصاف اور مراتب

آپ کو عنایت کیے اور شہادت کہ ایک رتبہ عظیم ہے وہ آپکو حاصل نہوا اسلیے لیا وجہ
حال آنکہ آن حضرت نے مقدمۂ تمنای حصول شہادت مین فرمایا ہے کہ بالتحقیق مین شہید
ہونے کو اسقدر دوست رکھتا ہون کہ راہ خدا مین شہید ہون پھر زندہ ہون پھر شہید ہون
پھر زندہ ہون پھر شہید ہون باوصف اسقدر آرزوی شہادت کے آپ کو درجۂ شہادت
بذاتہ حاصل نہوا تو اس بات کی بھی سن لیا چاہیے کہ اگر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ
درجۂ شہادت بنفس نفیس حاصل ہوتا تو یہ واقعہ باعث کسر شوکت اسلام و موجب اختلال
دین کا ہوتا چنانچہ نمونہ اوسکا یہ ہے کہ جب غزوۂ احد مین شیطان بشکل جعال بن سراقہ
کے متمثل ہو کر باواز بلند پکارا کہ الا ان محمداً قد قتل یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
شہید ہوے پس اس آواز کے سنتے ہی دفعۃً لشکر اسلام متفرق اور منتشر ہو گیا اور کسیکے
ہوش وحواس باقی نہ رہے حالانکہ یہ خبر مطابق واقع کے نہ تھی اور جو واقع ہوتا تو آپ شہید
ہو جاتے تو خدا جانے کیا رخنہ دین اسلام مین پڑ جاتا اور اگر آن حضرت بالذات
شہید ہوتے جیسے کہ بعض خلیفہ آپ کے شہید ہوے تو اوس شہادت کی شبہ
اسکے ضمن میں بالاجمال دال شہادت بعض خلفای راشدین کا بھی سن لیا چاہیے یعنی حضرت
عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم چونکہ یہ مقام تفصیل کا نہین ہے اسلیے
مجمل بیان شہادت اون خلفائے ثلثہ کا کیا جاتا ہے تحصیل شہادت حضرت عمرؓ
کہ ایک روز مسجد مدینہ منورہ مین نماز صبح کی بامامت پڑھاتے تھے کہ ابو
ابو لولو بھی کہتے ہین اور وہ کمبخت مدت سے کمین گاہ مین
پاکر عین نماز صبح مین دو تین ضربہ چھری کے آپ کے شکم مبارک مین لگائے حضرت
عمرؓ زخم کاری اوٹھا کر نماز سے علیحدہ ہوے اور عبدالرحمن بن عوف کو امام نماز کردیا بعد اسکے

حضرت عمر کو دولتخانہ مین لائے آپ نے وصیت اور مشورہ کر کے تیسرے روز یکشنبہ کے دن غرہ محرم ۲۴ھ چوبیس ہجری مین شربت شہادت کا نوش کر کے اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی اور شہادت حضرت عثمانؓ کی بہت طول چاہتی ہے اور حقیقت مین یہ ماجرا گویا مقدمۃ الجیش واقعہ کربلا اور شہادت جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کا ہی مختصر یہ کہ بعد نماز جمعہ ہیجدہم شہر ذی الحجہ کو چند آدمی بلوائیان مصر ہمسایہ کے کوٹھے پر چڑھ کے آپ کی دولتسرا مین کود پڑے اور حضرت عثمانؓ کو عین تلاوت کلام اللہ مین زخم شمشیر سے شہید کیا چنانچہ کئی قطرے لہو کے کلام اللہ کے آیت فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ پر گرے اور کاغذ سرخ ہو گیا اور یہ بات حدیث شریف کے موافق ہے کہ آنحضرت اس حادثہ کو ارشاد کر چکے تھے اور وہ کلام اللہ اب تک موجود ہے اور اسکو مصحف امام کہتے ہین حقیقت حال یہ ہے کہ یہ صبر و تحمل حضرت عثمانؓ کا بمقتضای حلم کریم تھا کہ فقط منظور اسکے کہ فتنہ مین بہت سے کلمہ گویان کا خون ہو جائیگا آپ نے فقط صبر کیا اور اپنی ہی جان پر لی بعد اسکے سانحہ شہادت جناب امیر علیہ السلام کا مجملاً یون ہے کہ آپ کی عادات شریفہ مین تھا کہ بہت سویرے سب سے پہلے نماز صبح کے واسطے دار الخلافت سے مسجد کو مین تشریف لاتے تھے اور سونے والونکو بآواز تکبیر جگاتے تھے کہ اٹھیں اور نماز کا تہیہ کرین اور وضو اور طہارت مین مشغول ہون ایک روز حسب معمول آپ مسجد صبح کو تشریف لائے ابن ملجم ملعون کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشقی الآخرین فرمایا ہے ستون کی آڑ مین چھپا کھڑا تھا اوس شقی ازلی نے تلوار زہر آلود وہ آپ کے سر مبارک پر ماری ہرچند ایسا زخم کاری

نہ تھا مگر زہر کی تاثیر سے امید صحت منقطع ہوگئی اور یہ حادثہ نوزدہم
سنہ چالیس ۴۰ ہجری مین واقع ہوا اور تیسرے روز اکیسوین تاریخ ماہ مبارک کے جناب
امیر علیہ السلام مرتبہ شہادت کو فائز ہو کر تشریف فرمای فردوس برین ہوئے
اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ خلاصہ کلام یہ ہے کہ شہادت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی دو حال سے خالی نہ تھی اور انہین دو صورتون مین منحصر تھی یا معرکہ
معرکہ جنگ مین بطریق اعلان و اشتہار شہید ہوتے یا دفعۃً بطور اخفا کہ کوئی
سنتا اور کوئی نہ سنتا شہادت پاتے تقدیر اول مین تو شان و شوکت اسلام کی
جاتی تھی اور دوسری صورت مین تکمیل شہادت نہ ہوتی کیا معنی کہ شہادت کامل
اور تامہ اسکو کہتے ہین کہ آدمی عالم مسافرت مین وطن سے دور قتل ہو اور
اوسکی گھوڑون کی ٹاپون کاٹی جاوین اور لاشہ اوسکا بے سر ڈال دیا جاوے
اور گرد اوسکی لاش کے ایک جماعت کثیر اوسکے عزیز قریب دوست شفیع
ہوے پڑی ہون و مال و اسباب وسکا لوٹا جاوے اور عورتین اور اولاد اوسکی
قید کر لیے جاوین اور یہ سب مصیبت اوس پر خالصًا مخلصًا خدا کی راہ مین ہو کہ کسی
طرح کا شائبہ اوس مین مرادات دنیوی اور اغراض نفسانی کا نہ ہو اور یہ شہادت سنت
سے ہے اور چونکہ ایسی شہادت خلاف شان نبوت تھی اسواسطے حکمت الٰہی اسبات
مقتضی ہوئی کہ یہ کمال عظیم شہادت کا بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کے
اہلبیت اور عزیز قریب تر اور اولاد کے کہ وہ اولاد حکمی فرزند
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہو اسواسطے متوجہ ...
الحاق پر بعد انقضای ایام خلافت کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ...

کے حاصل ہونے مین کوئی حالت منتظرہ باقی نہ رہے پس نائب اور قائم مقام کیا ارادت الٰہی نے حضرت امام حسنؑ او امام حسینؑ کو مقام جد امجد اونکے کا اور الله نے اون دونون سبطین کو بمنزلۂ آئینۂ جمال حق مین آنحضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم کے مقرر کیا اور چونکہ شہادت نفس الامر مین دو قسم مین منحصر تھی شہادت سریہ اور شہادت جہریہ اور ہر ایک شہادت اپنے اپنے آثار و علامات علیحدہ اور جدا رکھتی ہے ہرگاہ کہ شہادت کی دو قسمین ٹھہرین اور دونون مختلف پھر اجتماع نقیضین بمحل واحد مین دشوار ہوا اسواسطے شہادت سریہ سبط اکبر یعنی حضرت امام حسن کے واسطے مخصوص ہوئی اور بنظر اسکے کہ عالم سر عالم شہادت پر مقدم ہے قسم اول شہادت کی بڑے بھائی کے حصے مین آئی کہ جس سے ترتیب وضعی بھی ہاتھ سے نجانے اب و... شہادت سریہ کا اور آثار و علامات اوسکے دریافت کر لیا چاہیے یعنی شہادت سریہ کتمان اخفا سے علاقہ رکھتی ہے اسی سبب سے ذکر اس کا نہ وحی مین آیا اور نہ جناب رسول خدا صلے الله علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور جناب امیر علیہ السلام بھی اسکو زبان پر نہ لائے اور قاتل بھی حضرت امام حسنؑ کا مشتبہ رہا اور ظہور اس فعل مذموم کا بھی جورو کے ہاتھ سے واقع ہوا اس لیے کہ حدوث ایسے امر شنیع کا ... محبت سے ہو نہ عداوت سے کمال نازیبا ہے آئندہ ایسے شخص کیطرف ... اس حرکت کا خلاف عقل اور بعید القیاس سے ہے اور قسم ثانی شہادت جہریہ کہ سبط اصغر یعنی حضرت امام حسینؑ کے لیے مقرر ہوئی اوس شہادت کا مدار ... شہادت ... اسی وجہ سے نازل ہوئی اسکی اطلاع وحی میں بزبان حضرت جبرئیل اور بعض اور فرشتون کی معرفت اور رد واسطے سے اور بیان فرمایا حال

اس شہادت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور جناب امیر علیہ السلام ...
واقعہ کے تاکہ کوئی دقیقہ اسکی شہرت اور اشتہار کا باقی نہ رہے اور سب اہل دنیا اس
واقعۂ جانکاہ سے واقف ہوجائین اسی واسطے آثار و علامات ارضی و سماوی اسکے
اعلان کے لیے وقوع مین آئے چنانچہ خاک مبدّل بخون ہوگئی اور پتھرون سے
لہو جاری ہوا یہان تک کہ کوئی پتھر بیت المقدس کا ایسا نہ تھا کہ اوسکے تلے خون
تازہ بہتا نہ پایا گیا ہو اور برسنا خون کا آسمان سے اسدرجہ کہ گھڑے اور برتن
تمام جہان کے خون سے لبریز ہوگئے تھے اور رونا باتفاق غیب کا اور نوحہ
جنات کا کہ ذکر ان سب باتون کا بروایات معتبرہ اس رسالی مین آئیگا اس مقام مین
ایک نکتۂ دقیق اور بھی سن لینے کے قابل ہے یعنی نوحہ جنات کو اس نوحہ پر کہ
اس زمانے مین فرقۂ جہال نے اختراع کیا ہے قیاس اور محمول نہ کیا چاہیے ایسا نوحہ
شرع مین ممنوع ہے مراد نوحہ سے یہ ہے کہ بیان واقعی حال مصیبت شہیدون کا
کہنا اور اون کے مصائب پر رونا بطریق افسوس اور تاسف کے نہ یہ کہ بہت سے
اسباب خلاف شرع جمع کرنا عیاذاً باللہ من ذالک الاعتقاد اور علامات
شہرت کی اسی قبیل سے کہ لاشہای شہیدان کی محافظت بہایم اور سباع [illegible]
صحرائی نے کی اور اون کے قاتلون کی ناک مین سانپ گھس گئے اور اونکا [illegible]
زہر واز ہر ہوگیا اور زعفران جو عورتین عرب کی موافق اپنے دستور کے [illegible]
وہ سیاہ ہوجاتا تھا اور روز روشن ایسا تاریک ہوگیا تھا جیسے اندھیری [illegible]
مدت تک رویا کیا یہ سب نشان اور آثار اسواسطے تھے کہ [illegible]
سب حاضر و غائب اس سانحۂ ہوش ربا سے مطلع اور آگاہ ہوجائین اور کوئی [illegible]

باقی نہ رہے کہ اوسکو اس سانحہ کی خبر نہ ہوا ور مقصود اس سے ایک یہ بھی تھا کہ قیام
قیامت تک یہ غم دنیا مین قایم رہے اور کوئی مخلوقات سے کیا عالم غیب اور شہادت
کیا جن انسان ناطق وصامت اس غم جانکاہ سے بیخبر نہ ہو مین یہ تو سب سن چکے اب
وجہ فرزندیت حضرات حسنین کی بنسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سن لیا چاہیے
یعنی حسنین آنحضرت کے فرزند اور لڑکے دو وجہ سے تھے ایک یہ کہ دونون حضرات
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے تھے یعنے لڑکی کے لڑکے اور نواسے
لڑکے کے حکم مین داخل ہین اسی سبب سے حضرت عیسی علیہ السلام فرزندان یعقوب
سے معدود ہوے کہ حضرت مریم حضرت یعقوب کی اولاد مین تھین اور دوسری وجہ
یہ ہے کہ احادیث متعددہ سے ثابت ہوا کہ آن حضرت نے اون دونون کو متبنی کیا
اور بارہا فرمایا کہ یہ دونون یعنی حسنین میرے لڑکے ہین چنانچہ امام احمد
بن حنبل اپنی کتاب مسند مین ابی اسحاق سبیعی اور ہانی بن ہانی اور وہ حضرت امیرالمومنین
علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ جب امام حسن پیدا ہوے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ دکھاؤ میرے لڑکے کو اور تمنے
اوسکا نام کیا رکھا ہے حضرت علی نے کہا کہ نام انکا مینے حرب رکھا ہے آن حضرت
نے فرمایا کہ نہین نام اونکا حسن ہے اور جب حضرت امام حسین پیدا ہوے آن حضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور کہا دکھاؤ میرے لڑکے کو اور تم نے اسکا
نام کیا رکھا ہے جناب امیر نے عرض کی کہ نام انکا مینے حرب رکھا ہے آپ نے
فرمایا نہین نام انکا حسین ہے بعد اسکے جب حضرت محسن پیدا ہوے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدم رنجہ فرمایا اور کہا دکھاؤ میرے لڑکے کو اور تمنے اسکا نام

کیا رکھا ہے جناب علی مرتضیٰ نے کہا کہ نام اسکا حرب رکھا ہے آپ نے فرمایا نہ بلکہ
نام اسکا محسنؑ ہے بعد اسکے آن حضرتؐ نے فرمایا کہ ان لڑکون کا نام سے اپنے بنام
فرزندان ہارون علیہ السلام کے کہ زبان عبرانی مین شبر و شبیر و مشبر ہے رکھا اور
روایت کیا اسی حدیث کو طبرانی نے اپنی معجم کبیر مین اور دار قطنی نے کتاب
افراد مین اور حاکم اور بیہقی اور ابن عساکر ان سبھون نے جناب علی مرتضیٰ علیہ
السلام سے اور اسی حدیث کو امام بغوی اور طبرانی نے حضرت سلمان فارسیؓ
سے روایت کیا غرض کہ آن روایات سے فرزندیت اور متبنی ہونا حضرات
حسنینؑ کا بہ نسبت آن حضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے بخوبی تمام ثابت ہوا اور
ایک بات اور بھی اس حدیث سے مستنبط ہوئی وہ کیا ہے کہ پیدا ہونا حضرت
محسنؑ کا حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم مین و مشرف ہونا بالتسمیہ حق
زبان نبوت ترجمان سے ظاہر ہوا اور قول ام مخالفین کا کہ اسقاط اور حیا ہوا ہے
کہ جناب امیر علیہ السلام نے یہ نام یعنے حرب موافق عرف اور عادت عرب کے
رکھے تھے اس واسطے کہ عرب مین دستور تھا کہ اپنے لڑکون کا نام اکابر اور
روساء عرب کے نام پر رکھتے تھے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے ان
نامون کو تبدیل فرمایا اس سے ثابت ہو کہ اپنی اولاد کا نام کفار کے نام پر نہ رکھنا
چاہیے اور اسی نظر سے بعد ازان حضرت امیر علیہ السلام نے لڑکون
کے نام روساء جاہلیت کے نام پر نہ رکھے اور اسی
مین جو شخص از روی جہل یا تجاہل کہے یہ کہ حضرت امیر علیہ السلام نے نام اپنی
اولاد کا اسماء صحابہ پر موافق معمول عرب کے رکھا تھا اوسکی جہالت سے نہ اور یہ

قیاس نفس کے مقابلہ میں ہے یعنی جب جناب رسالت مآب منع فرما چکے کہ تسمیہ اولاد کا ایسون کے نام پر نہ چاہیے پھر کیا معنے کہ جناب امیر خلاف اوسکے عمل میں لاتے اعاذنا اللہ من سوء الاعتقاد اور مقدمہ ثانیہ یعنی ہونا حضرت حسنین کا بمنزلہ دو آئینہ کے واسطے ملاحظہ جمال باکمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ بھی دو وجہ سے ہے اول بسبب سیادۃ مطلقہ کے کہ عبارت ہے سرداری بے قید سے یعنے آنحضرت کی سرداری مین کسی طرح کی قید اور اضافت نہ تھی سند اوسکی یہ ہے کہ روایت کیا نسائی اور رویانی اور ضیاء مقدسی نے خدیفہ اور ابو یعلی سے اور روایت کیا ان دونو نے ابو سعید سے اور ابن ماجہ نے ابن عمر سے اور ابن عدی نے ابن مسعود سے اور ابو نعیم نے حضرت علیہ السلام سے اور طبرانی نے اپنی معجم کبیر مین عمر سے اور براء بن عازب اور اسامہ بن زید اور مالک بن حویرث اور دیلمی نے انس سے اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابی رمثہ سے کہ بالتحقیق فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حسن اور حسین یہ دونون سردار نوجوانان بہشت کے ہین اور ابن ماجہ وغیرہ نے اتنا اس روایت مین اور زیادہ کیا کہ باپ ان دونون کا یعنے حضرت علی مرتضی ان سے بہتر ہے اور طبرانی کے نزدیک یہ لفظ کہ افضل ہے بجای بہتر اور حاکم اور ابن حبان وغیرہ نے اس روایت مین اتنا اور زیادہ کیا کہ سوای حضرت عیسے ابن مریم اور حضرت یحیی بن زکریا کی الحاصل سیادت مطلقہ حسنین کی طرق متعددہ اس حدیث سے کہ بہت سے راویون اور محدثون سے اس روایت کی ہے بسند کامل ثابت ہوئی اور فضیلت جناب امیر علیہ السلام کی حسنین پر از قبیل نور علی نور سمجھا کرنا چاہیے اور آنحضرت نے اس حدیث مین

حضرت عیسیٰ اور یحییٰ کو مستثنیٰ فرمایا اس طرح کا استثنا آن حضرت نے اپنی فضیلت
مین بھی اکثر مقام مین فرمایا ہے تاکہ دلالت مطابقی درمیان آن حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور حضرات حسنینؑ کے ہو جاوے اور متفرعات اس رمز سے ہے کہ محبت
حسنینؑ کی عین محبت آن حضرت اور عداوت اونکی عین عداوت جناب رسالت
مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی چنانچہ روایت ابن عساکر وغیرہ مین عبداللہ ابن عباس سے آیا ہے
کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص حسنینؑ کو دوست رکھیگا وہ مجکو
دوست رکھے گا اور جو شخص ان دونون سے بغض رکھیگا اوسنے مجہ سے بغض کیا
اس صورت مین دوستی حسنینؑ کی عین دوستی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے
اور دشمنی اونکی عین دشمنی آن حضرت کی اور وجہ ثانی آئینہ ہونے جمال باکمال
آنحضرت کی یہ ہی کہ جسطرح سے حضرات حسنینؑ سیرت اور باطن مین آن حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ تھے اوسی طرح ظاہر اور صورت مین بھی مشابہت
اور مماثلت تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رکھتے تھے اور سند اسکی یہ ہے
کہ روایت کی بخاری نے انسؓ سے کہ تحقیق کوئی شخص مشابہ تر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے سوا حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے نہ تھا اور چونکہ اس حدیث مین مشابہت صورت
ظاہری بالاجمال ہے اسواسطے دوسری حدیث کا اوس مین بیان مفصل سے منقول
ہوئی ہے یعنی روایت کیا اس حدیث کو مفصل ترمذی نے حضرت علیہ
السلام سے کہ حضرت امام حسنؑ مشابہ تر تھے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے سر سے سینے تک اور حضرت امام حسینؑ مشابہ تر تھے آن حضرت سے ناف سے
نیچے پاؤن تک یعنی جسم طرف اعلی حضرت امام حسنؑ کا آن حضرت سے مشابہ تھا اور جسم

طرف اسفل امام حسینؑ کا آنحضرتؐ سے مشابہ تھا پس اس اعتبار سے حضرات حسنینؑ
گویا تصویر صورت باکمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے اور صورت
جبلیہ و سیرت خلقیہ آنحضرت کی حقیقت مین دو حصے ہو کر مادہ خلقت حضرات حسنینؑ
مین شامل ہوئی اور حضرت علیؑ اور فاطمہؑ واسطے ثبوت سیرت اور صورت حضرات حسنینؑ مین
ہوئے اسحالت مین یہ پنجتن مثل حواس خمسہ کے کامل و مکمل ہوئے اور ما بہ الامتیاز آن
حضرتؐ کے سوای اصلیت اور فرعیت کے کوئی دوسری بات نہ رہی اور اس ہیئت
مجموعی سے محبت ان سب کی ارباب ایمان پر فرض عین ہو گئی اور گویا یہ حدیث خلاصہ
اس کلام کا ہے کہ روایت کی ترمذی نے کہ بتحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے حسنؑ اور حسینؑ کو اپنے پاس پکڑ کر کے فرمایا کہ جو شخص دوست رکھے مجھکو اور دوست رکھے انکو
اور انکے ماں باپ کو وہ شخص میرے ساتھ اور میرے درجے مین روز قیامت کو ہوگا اور صحیح مسلم
سے روایت ہے کہ باہر آئے ایکدن صبح کے وقت جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور آنحضرت اسوقت ایک کمل سیاہ بوٹی دار کہ اوس بوٹی مین کجاوہ شتر
کی شکل بنی تھی اوڑہے ہوئے تھے استنے مین آئے امام حسنؑ آنحضرت نے
اوس کمل مین انکو بالیا بعد اسکے آئے حضرت امام حسینؑ آپ نے اونکو بھی کمل اوڑھا
لیا بعد اسکے آئین حضرت فاطمہؓ آپ نے اونکو بھی اوسی کمل مین چھپا لیا بعد اسکے
آئے حضرت علیؓ آنحضرت نے اونکو بھی اوسی کمل مین لے لیا اور آیۂ تطہیر پڑہی یعنی
اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَ
کُمْ تَطْھِیْرًا اور ابن عساکر روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیا
پاس میرے ایک فرشتہ آسمان سے کہ وہ آگے کبھی نہین آیا تھا اور سلام کیا اوسنے میرے اوپر

اور خوشخبری دی مجکو اوسنے اس بات کی کہ بالتحقیق حسنؑ اور حسینؑ یہ دونوں سردار جوانان بہشت کے ہین اور روایت کیا ترمذی نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بالتحقیق حسنؑ اور حسینؑ یہ دونون پھول ہین میرے باغ دنیا سے اور ترمذی روایت کرتے ہین کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یہ دونون یعنی حسنؑ اور حسینؑ میرے لڑکے ہین اور میری لڑکی کے لڑکے ہین بارخدایا دوست رکھتا ہون مین اونکو اور پیار کرتا ہون تو بہی آپ خداوند تعالی دوست رکہ ان دونون کو اور دوست رکھ اوس شخص کو کہ جو ان دونون کو دوست رکھے اور ان سے محبت کرے بیان ثابت ہوا کہ محبت حسنینؑ کی باعث محبت خدا او رسول خدا ہے اور دلیل اوسکی یہ ہے کہ دعا جناب رسالت مآب کی بیشبہہ مقبول پہر جو شخص کہ ان حضرات سے محبت کرے گا بیشک خدا اور رسولؐ اوس شخص سے محبت کرینگے روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن داود اور نسائی نے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز خطبہ پڑھتے تھے منبر شریف پر کہ استے مین حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ تشریف لائے اور بسبب صغر سن کے پاون حضرات حسنین کے چلنے مین لڑکھڑاتے تھے آن حضرت کے دل مین خیال آیا کہ مبادا یہ دونون گر پڑین اور چوٹ لگ جاے بے اختیار ہوکر آپ نے خطبہ کو چہوڑا اور بکمال شفقت اور فرط محبت صاحبزادونکو گود مین اٹھالیا عاشقان حسنین اس مقام سے شفقت آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دریافت کیا چاہیئے کہ کسقدر تہی ... گوارا کیا اور اونکی اذیت گوارا نہ کی اور بانیہمہ ... معرکہ کربلا مین کیسی کیسی مصیبتون مین گرفتار ہوکر شہید ہوے اور کیا کیا رنج دشمنان دین کے ہاتھ سے اوٹھائے

الغرض اس قسم کی حدیثین بہت بکثرت کتب احادیث مین مسطور ہین اگر بالاستیعاب ان کو
اس رسالہ مین درج کیجیے تو ایک دفتر طولانی ہوجاے اسواسطے اسی قدر پر اکتفا کی گئی اب
پہلے کچھ فضائل خاص حضرت امام حسن علیہ السلام کے سن لیا چاہیے بعد اسکے آپ کی واقعہ
شہادت کو سنکر گریہ و بکا سے دامن تر کیا چاہیے حضرت امام جعفر بن محمد صادق علیہما السلام
اپنے پدر بزرگوار سے روایت کرتے ہین کہ حج کیے حضرت امام حسن علیہ السلام نے پندرہ
حج پیادہ پا باوصف اسکے کہ بہت سے گھوڑے کوتل سواری کے آپ کے آگے آگے
چلتے تھے اور حضرت امام حسن علیہ السلام نے تمام مال و اسباب اپنا خدا کی راہ مین دوبار
خیرات کیا اور تین بار آدھا مال راہ خدا مین نصفانصف خیرات کیا اور تنصیف مین اسقدر احتیاط
فرماتے تھے کہ اگر دو جوڑے جوتی کے تھے اوسمین سے ایک خیرات کیا اور ایک
رکھا یہ غور کا مقام ہے کہ بالکل دفعۃً سب مال کا خیرات کردینا سہل ہے اور ایسی تقسیم
علی السویہ نفس پر کمال شاق ہوتی ہے اور آپ کے تہذیب اخلاق مین لکھا ہے کہ ایک روز
آپ مسند امامت پر جلوہ فرما تھے اور پاس آپ کے بہت سے مصاحب اور احباب بیٹھے تھے
کہ ناگاہ ایک شخص فرقہ کفار سے آیا اور اوسنے آکر پوچھا کہ اس مجلس کا رئیس کون ہے اور
اوسکا کیا نام ہے آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ مین ہون حسنؑ ابن علیؑ اوس شخص
نے بکمال خشونت کہا کہ وہی علیؑ کہ ایک مرد خونخوار اور نہایت جبّار تھا اور اسی طرح کے
بہت سے کلمہ کفر بخلاف شان حیدری بکنے لگا آخر حاضران مجلس کو اوس شخص کی بے ادبی نہایت
ناگوار ہوئی اور ضبط نہ رہا چاہا کہ اسکو سزا دیجیے کہ اوس ایک متنفس کے کیا حقیقت سے تھے اس
ضمن مین حضرت امام حسن علیہ السلام نے اون سبکو اس ارادے سے منع فرمایا اور اوسکی طرف
بکمال التفات متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ ای شخص تیرے کہنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تو کسی بلا مین

گرفتار ہی اور تیری طرز تقریر سے یہ تراوش کرتا ہے کہ تجھپر کوئی ایسی مصیبت پڑی [illegible]
خیر تو اگر بھوکا ہے تو یہان کھانا لذیذ اور نفیس انواع و اقسام کا طیار ہے کھالے اور
اگر پیاسا ہے تو آب سرد برف سے بہتر موجود ہے پی اور اگر [illegible] کسی شخص کا قرضدار
ہے اور وہ تجھپر تقاضای سخت کرتا ہے تو وہ قرض تیرا بالکلیہ ادا کردون اور اگر کوئی دشمن
تیرا تیرے درپے قتل و ایذا رسانی ہے تو بیان کر مین تیری حمایت اور اعانت کرون
اور اوسکی پنجۂ ظلم سے تجکو چھڑا دون اور سوا اسکے اور جو کچھ تیری حاجت اور تمنا [illegible]
کہہ کہ مین اللہ کے فضل سے اوسکو بھی روا کر سکتا ہون جب حضرت نے اوس
شخص سے ایسی باتین شکر ریز قند آمیز کمال التفات اور شفقت سے فرمائین [illegible]
دل مین کمال نادم اور پشیمان ہوا اور بولا کہ سچ تو حضرت علی ولی اللہ کا فرزند [illegible]
جسنے دروازہ خیبر کا اوکھاڑا اور عمر عنتر کو مارا اور وہ بیشک بھائی اور وصی پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا تھا یہ کہکر مشرف باسلام ہوا اور مدت العمر [illegible] شریف [illegible]
رہا اور فدائیان خاص مین محسوب ہوا اسطرح کے [illegible]
کے کتب سیر مین بہت کثرت سے مرقوم ہین [illegible]

اشک غم برساؤ آنکھون سی عزیزو اسگھڑی
یہ وہ غم ہی جسنے سینۂ انبیا کا شق کیا
آسمانونپر ملک روئے زمین پر جن و انس
کونسا دن ہی کہ جسمین خون فلک رویا نہین
ظلم اعدا سے گل تازہ وہ پژمردہ ہوا
یہ وہ غم ہی جسکی ہرگز انتہا ممکن نہین

سبط اکبر کی شہادت کا بیان [illegible]
احمد و حیدر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
شرح اسکی ہی زبان [illegible]

الغرض وفات حضرت امام حسن علیہ السلام کی ارجح اقوال مین اول ماہ ربیع الاول یا آخر صفر سنہ اونچاس ہجری مین مشہور ہی اور بعضون نے لکھا ہے کہ پنجم ربیع الاول کو آپ شہید ہوے سبب ظاہری شہادت حضرت امام حسن علیہ السلام کا یہ تھا کہ یزید بن معاویہ نے آپکی زوجہ جعدہ بنت اشعث بن قیس کو یہ پیغام بھیجا اگر تو حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر سے شہید کرے تو تجکو مین اپنے نکاح مین لاؤن جعدہ کمبخت نے اوس لعین کے بہکانے سے دنیا کی طمع مین گرفتار ہو کر حضرت کو زہر دیا آپ چالیس روز تک بیمار رہے بعد اسکے وفات پائی بعد شہید ہونے حضرت امام حسنؑ کے جعدہ نابکار نے یزید کو لکھا بھیجا کہ مینے جو تجہ سے اقرار کیا تھا وہ تو پورا کر چکی اب تو نے جو مجہ سے وعدہ کیا ہے اوسکو وفا کر یزید پلید نے اوسکو جواب دیا کہ تو سخت بیوقوف ہے جب مین اسکا راضی نہ تھا کہ تو امام حسنؑ کے پاس رہے حالانکہ مین اونکو اپنا دشمن جانتا تھا پھر تجکو اپنے پاس رکھنے کا ارادہ کرونگا استغفر اللہ وہ جعدہ بے نصیب دونون طرف سے گئی نہ ادہر کی ہوئی نہ ادہر کی اور مصداق علیہ اس آیت کی ہوئی خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ ذٰلِکَ ھُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ؁ اور اوس زہر کی تاثیر سے حضرت کا یہ حال تھا کہ اسہال کبدی آپکو شروع ہو گیا یعنی آپ کی انتین کٹ کٹکر گرتی تھین چنانچہ منقول ہے کہ ایک شخص آپ کی عیادت کو گئے حضرت اوس وقت پاخانے سے تشریف لائے تھے اوس سے فرمانے لگے کہ میرا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے راوی کہتا ہے کہ مینے بچشم خود جا کر دیکھا تو فی الواقع وہ جگر کے ٹکڑے تھے اور جب وقت وفات حضرت امام حسن علیہ السلام کا قریب آیا حضرت امام حسینؑ تشریف لائے اور پوچھا کہ ای بھائی صاحب آپ کو معلوم ہی کہ کسنے آپکو زہر دیا ہی حضرت امام حسنؑ نے فرمایا کہ ای بھائی کیا تم چاہتے ہو

کہ میری قاتل کو قتل کرو حضرت امام حسین نے کہا کہ ہان بیشبہہ آپ نے فرمایا کہ اگر قاتل میرا وہی ہے کہ جسپر میرا گمان ہے مینے منتقم حقیقی کے سپرد کیا اور وہ انتقام کے لیے کافی ہے کیا سنے کہ انتقام خدا کا انتقام بشر سے بہت سخت اور شدید ہے اور اگر قاتل میرا واقع مین وہ نہین ہے کہ جسپر میرا شبہہ ہے تو مین نہین چاہتا ہون کہ ایک بیگناہ کے قتل کا تم سے مواخذہ ہو بعد اس گفتگو کے فرمایا کہ ای بھائی حسین اگرچہ دشمنون نے کئی بار زہر دیا مگر اب کی مرتبہ کا زہر نہایت سخت ہے اور ایسا حال میرا کبھی نہین ہوا تھا جو اِبکی مرتبہ ہے اس ارشاد سے اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ اب امید زندگی سے منقطع ہوئی اور صحت کی توقع نہین ہی سمجھنا چاہیے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے کئی وجہ سے قاتل کو نہ بتایا اولاً یہ کہ بنا اس شہادت کی بر اخفا پر تھی اسلیے قاتل کو بھی مشتبہ رکھنا لازم پڑا کہ اسطرح سے بھی راز پردے ہی مین رہے ظاہر و اعلان کا نام اس شہادت پر نہ آنے پائے اور دوسرے یہ کہ بموجب احکام شرعیہ کے قصاص مین بہت احتیاط چاہیے تا وقتیکہ بالیقین معلوم نہ ہو قصاص کا حکم جاری نہین کرسکتے اور تیسرے یہ کہ افشا اس حال کا آپ کے حلم و صبر اور مروت اور اخلاق کے خلاف تھا بنا اسکا کمال تحمل زبان پر نہ لائے ورنہ یہ بات کچھ ایسی نہ تھی اگر آپ اسمین بہت سی کد و کاوش کرتے تو زہر دینا جعدہ مردود کا ثابت ہو جاتا مگر سچ یہ ہے کہ ایسے مقام مین باوجود قدرت انتقام دشمن سے قطع نظر کرنا انھین حضرات کا کام ہے جو اہل تقویٰ و خواص مین رہجاتے ہین کتاب فصل الخطاب سے منقول ہے کہ امام حسن علیہ السلام کو چند مرتبہ زہر دیا پانچ مرتبہ اوسنے اثر نہین کیا چھٹی مرتبہ کارگر ہو گیا کہ آپ شہید ہوئے خلیفہ ابونعیم مین عمیر بن اسحاق سی روایت ہے کہ مین اور ایک شخص حضرت امام حسن علیہ السلام

کی عیادت کو گئے آپ نے فرمایا کہ ای عمیر اگر تجکو مجھ سے کچھ پوچھنا ہو تو پوچھ لے راوی کہتا ہے میں نے عرض کی کہ حضرت آپ کی طبیعت نا درست ہے اسحالت مین کچھ مین نہین پوچھ سکتا جب آپ کو اس مرض سے افاقہ ہوگا تو پوچھ لونگا بعد اسکے آپ دولت خانہ مین تشریف لیگئے اور پھر باہر آکر فرمایا کہ ای عمیر جو کچھ پوچھنا ہو پوچھ لے ورنہ پھر کہان سوال کی فرصت پائیگا اور مجھے جواب کی طاقت کب ہوگی پھر ارشاد کیا کہ مجکو کئی بار زہر دیا مگر اس مرتبہ میرا حال بہت غیر ہے میرے جگر کے ٹکڑے کٹ کٹ کر گرتے ہین آدمی کہتا ہے کہ دوسرے روز جو مین آپ کی خدمت مین حاضر ہوا دیکھا آپ کو حالت احتضار ہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام سرہانے بیٹھے ہوئے قاتل کا نام اور حال پوچھ رہے ہین روایت ہے کہ ایک روز حضرت امام حسن علیہ السلام نے خواب مین دیکھا کہ آپ کی دونون آنکھون کے درمیان مین قل ہو اللہ لکھی ہے آپ نے اس خواب کو سعید بن المسیب سے بیان کیا انھون نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپکی وفات کا زمانہ قریب پہونچا الغرض جب حضرت امام حسن علیہ السلام کا وقت وفات قریب آیا حضرت امام حسین علیہ السلام سے وصیت کی کہ مین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھ لیا ہے کہ مین روضہ مبارک جد اپنے کے قریب دفن ہون اور انھون نے مجھسے وعدہ کیا ہے تمکو چاہیے کہ میرا جنازہ روضہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لیجانا اور حضرت عائشہ رض سے اجازت مانگنا اگر وہ لوگ مجھکو روضہ مبارک کے پاس دفن کرنا مگر مین جانتا ہون کہ بنی امیہ مجکو وہان دفن ہونے نہ دینگے اسصورت مین اون سے قصہ و تکرار کچھ ضرور نہین جنازہ میرا جنت البقیع مین لیجا کر دفن کر دینا چنانچہ ایسا ہوا کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام نے وفات پائی تو جنازہ آپ کا حضرت عائشہ کے پاس لیگئے اونھون نے کہا کہ بہت مناسب ہے

اونکو یہان دفن کر جب یہ خبر مروان خبیث کو پہونچی اوس بدبخت کو ابتدا سے جناب رسول خدا اور اہلبیت رسالت سے عداوت قاطبۃ تھی وہ ناپاک بزور جبر بالغ آیا اور حضرت امام حسنؑ کو وہان دفن کرنے نہ دیا مجبور حضرت امام حسنؑ کو جنت البقیع مین قبہ عباس فاطمہ بنت اسد آپ کی جدہ کے پہلو مین دفن کیا اور کوئی آدمی بنی امیہ سے آپ کے جنازہ کا شریک نہوا مگر سعید بن العاص کہ اوس عہد مین حاکم مدینہ تہا اوسنے حضرت امام حسینؑ کی اجازت سے نماز جنازہ کی پڑہائی خلاصہ آپ کی شہادت کا یہ تہا کہ اس مقام مین لکہا گیا + **لمؤلفہ نظم**

روئے غم حسنؑ مین ذرا ہوئے اشکبار — اس غم سے اپنے سینہ و دل کو کرو فگار
اس غم سے روئے جن و ملک مدتون تلک — اس غم سے روئے خاص محبوب کردگار
روتے ہین یاس الم سے بہت حیدرؑ و بتولؑ — لازم ہے تمکو توڑو نہ اب آنسوؤن کا تار
اس غم سے خون بہایا ہے آنکہون سے چرخ نے — اس غم سے دل ہے ماہ منور کا داغدار
یہ غم رہے گا تا بہ قیامت جہان مین — یہ غم ہے کائنات مین مشہور و آشکار
سب انبیا نے سبط محمدؐ کا غم کیا — سارے ملائکہ کو ہے اس غم سے انتشار
دنیا مین کوئی چیز نہین جسکو غم نہین — اس غم سے وحشیون نے کیے نالہائے زار
جسکو یہ غم نہین اوسے شادی کبہی نہین — یہ غم وہ ہے ابد تک ہے جسکا مآل کار
حسنینؑ کسے جو غم مین سوا زندہ ہو گیا — تاثیر آب خضر ہے اس غم سے آشکار
ہوسکتی ہے کہین غم سبط نبیؐ کی شرح — اس غم کی انتہا نہین [illegible]
سیفی جناب ایزد حق سے کر دعا — صدقہ [illegible]

اور عمر شریف حضرت امام حسن علیہ السلام کی سینتالیس برس دو چہ مہینے کے تہا اور پیدایش آپکی بروایتے نصف شعبان سنہ تین ہجری مین اور بعض کے نزدیک ماہ مبارک رمضان مین

پوشیدہ نہ رہے کہ جسطرح حضرت امام حسن علیہ السلام کی ولادت مین اختلاف ہی ایسیہی آپ کی شہادت مین بھی روایات مختلف ہین بعض کے نزدیک آپکی ولادت شعبانکی نیدرہوین اور بعض کے نزدیک رمضان کی نپدرہوین سنہ تین ہجری آور اسی طرح سے وفات آپ کی بقول مختار ماہ ربیع الاول مین بعض کے نزدیک غرہ اور بعض کے نزدیک پانچوین تاریخ اور مشہور اٹھائیسوین ماہ صفر کی سنہ پچاس ہجری اور منقول ہے کہ آپ کی عمر سینتالیس برس اور کئی مہینے کی تھی سات برس حضور رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین پرورش پائی اور تیس برس ظل حمایت پدر بزرگوار یعنے جناب حیدر کرار مین سے اور اٹھہ برس کئی مہینے فقط حفظ وحمایت جناب احدیث مین زندگی کی یہ جو کچھ کہ مذکور ہوا شہادت سریہ سے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کے حصے مین آئی متعلق تھا باقی رہی اب شہادت جہریہ اوسکا حال بھی سنا چاہیے کہ قسم ثانی شہادت جہریہ کہ سبط اصغر یعنی جناب سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے نصیب ہوئی وہ ایک بڑا واقعہ مشہور ہے کہ تمام عالم اور عالمیان اور زمان اور زمانیان اوس سے واقف ہوئے

اشک ریزان سر کا نغد پہ قلم ہوتا ہے	اب جو شبیر کا احوال رقم ہوتا ہے
غم سے خامے کا جگر چاک ہوا جاتا ہے	ہاتھ مین میرے یہ اندوہ سے تھرّاتا ہے
یارو شبیر کی تم وجہ شہادت سن لو	اور اوس فرقۂ بیدین کی شقاوت سن لو

اور سبب اوس کی اشتہار اور شہرت کا یہ تھا کہ جب حضرت معاویہ بن ابی سفیان کا انتقال ہوا اور یزید پلید اپنی باپ کی جگہ تخت سلطنت پر بیٹھا اوس نے اپنے قلمرو مین جو ملک کہ اوسکے باپ کی قبضۂ قدرت مین تھے وہان کے حکام وعمال کو نامے لکھے کہ سب رعایا اور ساکنین ہر دیار سے میری بیعت لو آنجملہ ایک نامہ ولید بن عقبہ کو بھی کہ حاکم مدینہ تھا

اسی مضمون کا لکھا کہ معاویہ ایک بندہ بندگان خدا سے تھا وہ ہوا اور وہین [illegible]
مقام ہوا اور بادشاہت مجکو ملی آب مین یہ چاہتا ہون کہ تمام رعایا میرے ملک کی میری
بیعت کرین اسواسطے تجکو بھی لکھا جاتا ہے کہ بمجرد پہونچنے اس نامے کے امام حسینؑ اور
جو اہالی مدینہ اور اکابر اوس شہر کے ہین اون سب سے میری بیعت لے اور ہمین ہرگز تاخیر
نکر اور خوب مستعد ہو کر اسکام کو انجام دے جب نامہ یزید کا بایں مضمون ولید بن عقبہ کو آیا
اوسنے اوسی روز حضرت امام حسینؑ اور عبداللہ بن زبیر کو بلا بھیجا کہتے ہین کہ جب نامہ یزید کا
ولید بن عقبہ کے پاس آیا تو اوسنے مروان خبیث سے اس بات کا مشورہ کیا اور پوچھا
کہ اسکی کیا تدبیر ہے اوس بدبخت نے بمقتضای خباثت جبلی ولید بن عقبہ سے کہا کہ صلاح
یہ ہے کہ تو امام حسینؑ اور عبدالرحمن بن ابی بکرؓ اور عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ کو بلا کر
ان چاروں کسیون سے بیعت کی درخواست کر اگر بیعت کرین بہتر نہین ان چارون کو
قتل کر تاکہ اور سبکو عبرت ہو جائے اور پھر کوئی قبول بیعت مین عذر او تکرار نہ کرے
جب مروان خبیث نے یہ بات دور از کار کہی ولید مرد مسلمان تھا اور قدر و مرتبہ اولاد
رسول مقبول کا اسکو خوب معلوم تھا اس بات پر راضی نہوا اور مروان سے کہا کہ
استغفر اللہ مجھ سے یہ نہوگا کہ میں ان بزرگون کو قتل کر کے دین و دنیا اپنی سیاہ کرون
القصہ کہتے ہین کہ ولید بن عقبہ نے جب حضرت امام حسین علیہ السلام کو بلایا آپ نے
اپنے سب غلام اور موالی کو ساتھ لیا اور سبکو دروازے پر چھوڑ کر آپ تنہا [illegible]
تشریف لیگئے ولید کمال تعظیم اور تپاک سے پیش آیا اور نامہ [illegible]
حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ مین یزید کی بیعت [illegible] وہ فاسق اور [illegible]
ظالم ہے کہتے ہین کہ مروان نے بمقتضای خباثت باطنی ولید سے کہا کہ ای امیر

اگر تو نے امام حسینؑ سے اسوقت بیعت نہ لی اور رخصت دی پھر تو انپر قابو نہ پائیگا اور
یہ تیرے ہاتھ نہ آئینگے مصلحت یہی ہے کہ ان سکو تو قید کر اگر بیعت کرین خیر نہین قتل کر
کہ اس بات سے تجھے بہت امنی ہوگا اور تیرا رتبہ بڑھا دیگا ولید نے کہا وای
بر تو ای مروان اگر ہفت اقلیم کی سلطنت مجھکو ملے حاشا کہ مین یہ حرکت نکرون مروان
سنکر چپ رہا الغرض جناب امام حسینؑ وہان سے اوٹھکر دولتخانے مین آئے اور
آتے ہی سامان سفر فرمایا اور چوتھی تاریخ شعبان کی آپ مدینہ منورہ سے مع عیال اور
اطفال مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے جب یہ خبر اہل کوفہ کو پہونچی کہ حضرت امام حسینؑ نے مدینے سے
ہجرت کی تمام اہالی کوفہ نے آپ کو اس مضمون کے نامے لکھے کہ یا حضرت ہم آپ کے
تابعدار اور خدمتگذار ہین آپ یہان تشریف لائیے ہم سب جان و مال سے حاضر ہین اور آپکی
اطاعت سعادت دارین سمجھتے ہین بے تکلف رونق افروز ہوجیے اور منتظرین کو مشرف
فرمائیے الغرض حضرت امام حسین علیہ السلام کے بلانے مین تمام اہل کوفہ نے کمال مبالغہ
اور اصرار کیا اور قریب ڈیڑھ سو نامے کے بھیجے اور قاصد روانہ کیے کہتے ہین کہ نامہ آخیر
اہل کوفہ کا جو ایک معتبر شخص کے ہاتھ آیا تھا اوسکا یہ مضمون تھا کہ یہ نامہ ہے حسینؑ بن
علیؑ کی طرف ان کے شیعون اور انکے باپ کے شیعون کیطرف سے بعد سلام علیک کی تحقیق
ہو کہ سب لوگ آپکے تابعدار اور آپکے منتظر ہین اور سوا حضرت کے ہمکو کسیکی اطاعت منظور
نہین آپکے اوپر ہمارا مال اور جان نثار ہے آپ بہت جلد تشریف لائیے بہت
جلد تشریف لائیے والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جب نامہ آخیر اس مضمون کا پہونچا اور کوفیون
کا اصرار آپکی طلب مین حد سے گذری حضرت امام حسینؑ نے قصد کوفہ کا
مصمم فرمایا عبداللہ ابن عباسؓ اور جو بڑے بڑے صحابہ مکہ معظمہ مین تھے سب نے آپکو سمجھایا

کہ اہل کوفہ کے قول و فعل کا مجھ اہل اللہ کو بھی کچھ اعتماد نہیں اور وہ لوگ بے وفائی اور بیوفائی مین مشہور ہین ہمارے نزدیک آپکا تشریف لیجانا نامناسب ہے اور اگر انکو آپ کے بلانے مین اصرار کامل ہے سمجھ لے اور کسی شخص کو اپنے عزیزان مین سے وہان روانہ کیجیے اور اونکا طرز دیکہیے بعد چند روز کے مذاکرہ مین جب یہی صلاح ٹھری حضرت امام حسین علیہ السلام نے مسلم بن عقیل کو کوفہ کی طرف روانہ کیا اور اہل کوفہ کو لکھا کہ بالفعل بھائی مسلم تمہارے پاس پہنچتے ہین [illegible] اطاعت اور فرمانبرداری اپنی سعادت جانو بعد [illegible] حضرت مسلم مکہ معظمہ سے رخصت ہوکر کوفہ مین پہونچے اور مختار بن عبید ثقفی کے گھر اوترے سب اہل کوفہ نے جمع ہوکر بیعت حضرت امام حسین کے حضرت مسلم کے ہاتھ پر کی اور کمال اطاعت سے پیش آئے کہتے ہین بارہ ہزار آدمی اور بروایتے تیس ہزار اور بروایتے چالیس ہزار نے بیعت کی نعمان بن بشیر کہ مرد صحابی خوش اعتقاد یزید کی طرف سے والی کوفہ تھا جب اس حال سے مطلع ہوا باسباب ظاہر یزید کے خوف سے لوگون [illegible] فقط ممانعت زبانی پر اکتفا کرکے زیادہ متعرض و مزاحم نہوا بلکہ باطن [illegible] اور تحریص کرتا تھا اور اعانت اور امداد حضرت مسلم کی اور [illegible] جبکہ حضرت مسلم کے ساتھ ایک جمعیت کثیر ہوگئی اور نعمان بن بشیر نے [illegible] تعرض نہ کیا تب مسلم بن یزید حضرمی اور عمارہ بن ولید بن عقبہ کہ یزید [illegible] طرف سے بطور اخبار نویس کے تھے ان دونون نے [illegible] حسین کے یہان آئے اور چالیس ہزار آدمی نے [illegible] کی بیعت کی [illegible] ساتھ دل و جان سے حاضر ہین اور نعمان بن بشیر کہ حاکم ہے [illegible] تغافل کرتا ہے [illegible]

نہین ہوتا بالادر پردہ وہ بھی شریک ہے ہم اطلاعًا عرض کرتے ہین یزید نے یہ دریافت کرکے نعمان بن بشیر کو معزول کیا اور حکومت کوفہ سے موقوف کر دیا لکھا ہے کہ جب اہل کوفہ نے باین ہیئت اجتماعی حضرت مسلمؓ سے بیعت کی اور اونکے ساتھ چالیس ہزار آدمی کا مجمع ہوا اور یہ خبر یزید کو پونچی کہ مسلم کے ساتھ اتنی جمعیت ہوگئی اور حضرت امام حسینؓ بھی مکہ سے کوفہ مین جلد آیا چاہتے ہین یزید کو کمال تردد ہوا اور اپنے ارکین سلطنت کو بلاکر مشورہ کیا کہ اب اسمین کیا صلاح ہے وہ سب بالاتفاق بولے کہ ابھی تک خیر ہے اور اگر امام حسینؓ بھی کوفہ مین داخل ہوجاوینگے تو سخت مشکل ہوگی اور یہ سلطنت برہم ہوجائیگی اور ملک عراق ہاتھ سے جاتا رہیگا صلاح وقت یہی ہے کہ نعمان بن بشیر کو کوفہ سے معزول کیا چاہیے اور کسی ورشخص قسی القلب کو اوسکی جگہ بھیجا چاہیے کہ وہ مسلمؓ کو اور اوسکے مددگارونکو بھگا یا قتل کرے اور یہ فساد موقوف ہوجاے آخر بعد ردو بدل کے یہ قرار پایا کہ یہ کام عبید اللہ بن زیاد کے دوسرے سے کے ہاتھ سے انجام نہ پائیگا کہ وہ شخص نہایت شدید القلب بے رحم جابر ہے وہ اس معاملہ مین کسی کی رعایت اور مروت نہ کرے گا یزید پلید نے بصلاح مشیران مملکت نعمان بن بشیر کو معزول کیا اور عبید اللہ بن زیاد کو کہ حاکم بصرہ تھا نامہ لکھا مینے تجکو کوفہ کی حکومت دی فورًا اپنے تئین وہان پہونچا اور بصرہ مین اپنی طرف سے اور کسیکو مقرر کردے اور کوفہ مین پہونچکر مسلم بن عقیل کو اور جو اوسکے مددگار ہین اون سبکو قتل کر اور امام حسینؓ سے میری بیعت لے اور اگر بیعت کرین تو خیر نہین اونکو بھی قتل کر جب یہ نوشتہ یزید کا ابن زیاد شقی کو پہونچا وہ شقی اپنی قساوت قلبی سے عداوت قاطبۂ اہلبیت رسالت سے رکھتا تھا اوسنے اپنے بھائی کو اپنی جگہ مقرر کرکے خود کوفہ کو روانہ ہوا اور قادسیہ کو نام

ایک شہر کا ہے نواح کوفہ میں وہاں پہونچکر لشکر او رفوج کو چھوڑا اور فریب و مکر سے حاجیوں کا لباس پہنکر اور عمامہ سر پر باندہ کر اور ایک اونٹ پر سوار ہوکر اوس دست کوفہ کو چلا جو مکہ سے کوفہ کو آتی تھی اور اندھیری رات میں مغرب او رعشا کے درمیان وقت کوفہ کے پہونچا اہل کوفہ کو خبر آمد آمد حضرت امام حسین علیہ السلام کی سنکر او ر منتظر او ر مشتاق ہو رہے تھے اور روانہ استقبال کیواسطے کوفہ سے باہر جاکر شام تک آپکا انتظار کرتے تھے وہ سب غلط فہمی سے ابن زیاد کو بصورت حجاج دیکھکر یہ سمجھے کہ حضرت امام حسین تشریف لائے سب نے دوڑ کر استقبال کیا اور قدمبوس ہوے اور سلام کیا اور مرحبا مرحبا کہتے ہوے آگے ہولیے ابن زیاد نے اونکے مغالطہ دینے کو جواب سلام کا آہستہ سے دیا اور خاموش ہو رہا پھر کچھ بات نہ کی تا آنکہ دار الامارہ کوفہ میں داخل ہو گیا اور یہ فریب اور خدع اسواسطے تہا کہ ایسا نہو کہ مردم کوفہ مجکو پہچان لیں اور مار ڈالیں جب صبح ہوئی ابن زیاد شقی نے سب قومون کو جمع کیا اور سند اپنی حکومت کی جو یزید نے دی تہی سبکو پڑھکر سنائی اور کوفیون کو یزید کی مخالفت سے ممانعت کی او راپنی تدبیر تزویر سے جماعت مسلم کو متفرق کیا اہل کوفہ کہ بزدلی اونکی جبلی ہے ابن زیاد کے دہمکانے سے حضرت مسلم سے جدا ہو گئے جب حضرت مسلم نے یہ حال دیکھا ہانی بن عروہ کے گھر میں جا بیٹھے ابن زیاد نے سنا کہ مسلم ہانی کے گھر میں ہین [illegible] محمد بن اشعث کو بھیجا کہ ہانی کو پکڑ لاؤ وہ کچھ فوج لا کر ہانی کو لے گیا ابن زیاد نے [illegible] محبوس کیا اور سپاہی کوفہ کو بہی اپنے قلعہ میں [illegible] یہ رنگ دیکھا اپنے رفیقون کو جمع کیا چالیس ہزار [illegible] متفق ہوکر حضرت مسلم کے ساتہ عبید اللہ بن زیاد کے مکان کو گہیر لیا اور [illegible] کیا ابن زیاد نے منتظر

ہوکر رئیس کوفہ کے کہ اوسکے پاس نظر بند تھی اون سے کہا کہ تم اپنے اپنے عزیزون
قریبونکو سمجھا دو کہ مسلم کی رفاقت چھوڑ دین ورنہ مین تم سب کو قتل کرونگا اون لوگون نے
خوف جان سے اپنے اپنے عزیزون کو سمجھایا اور ڈرایا سب اہل کوفہ مسلم کی رفاقت
سے متفرق ہو گئے اور چلدیے حتے کہ شام تک چالیس ہزار آدمی سے کل پانسو
رہ گئے اور جب تاریکی شب پردہ انداز روی آفاق ہوئی وہ باقی ماندگان سیاہ
قلب بھی اپنے اپنے راہ چلے گئے حضرت مسلم کو اکیلا چھوڑ دیا لکھا ہے کہ جب حضرت
مسلم نے مسجد کوفہ مین نماز مغرب کی امامت کی پانسو مقتدی تھا اور جب سلام پھیرا تو ایک
آدمی بھی نظر نہ آیا نماز مین فرصت پاکر چلدیے اور حضرت مسلم اکیلے رہگئے لکھا ہے کہ
جب حضرت مسلم ابن زیاد کے مکان کے پاس پہونچے دیکھا کہ سب ساتھ والے بھاگے
چلے جاتے مین آپ نے اون سے کہا کہ اے شیعیان علیؑ کہان بھاگے جاتے ہو
کسنے جواب نہ دیا تب آپ نے فرمایا اے مردم کوفہ تم لوگون نے مجکو خط لکھے
اور قاصد بھیجے اور کمال اصرار سے بلایا اور کیا کیا اقرار اور وعدے کیے اور اب دشمنو
کے ہاتھ مین اکیلا چھوڑ دیا الغرض جب حضرت مسلم کو کوفیان بیدین نے تن تنہا چھوڑا
اور سب نے اپنی اپنی راہ لی حضرت مسلم شب تاریک مین تردد اور تشویش پھرتے تھے بھوک
پیاس معلوم ہوئی ایک عورت کہ طوعہ اوسکا نام تھا اوسکا گھر آپ کو نظر پڑا اوس سے آپ نے
پانی مانگا اوس نیکبخت نے حضرت مسلم کو پانی پلاکر اپنے گھر مین بٹھایا اب یہان پکار خیال
قضا و قدر سے آگے دیکھا چاہیے کہ جب طوعہ نے کمال دلداری سے حضرت مسلمؑ کو اپنے
گھر مین کہا حسب اتفاق بیٹا طوعہ کا گھر مین آیا اور وہ بدبخت محمد بن اشعث کا چیلا تھا
حضرت کو اپنے گھر مین دیکھکر اوسیوقت جاکر اوسکو خبر دی کہ مسلم مع دونون صاحبزادون کے

میرے گھر میں ہیں اوس ناپاک نے اوسیوقت ابن زیاد شقی سے جا کر یہ حال کہا ابن زیاد نے عمرو بن حریث کو توال شہر اور محمد بن اشعث کو حکم دیا کہ مسلم کو پکڑ لاؤ وہ دونوں بہت سا لشکر لیکے ساتھ آئے اور طوعہ کے گھر کو گھیر لیا اور قصد کیا کہ مسلم کو گرفتار کریں اوسوقت حمیت و غیرت ہاشمی نے یہ تقاضا نہ کیا کہ ایک عورت کے گھر میں بیٹھے رہیے اور ان نامردوں کا مقابلہ نہ کیجیے حضرت مسلمؑ شیر غران کے طرح ہاتھ میں تلوار لیے ہوے اوس گھر سے باہر نکل آئے اور ان نامردونکو مارنا شروع کیا جب بہت سے شقی واصل جہنم ہوے اور کسی نے مقابلہ نہ کیا ابن اشعث اور کوتوال بدمآل سمجھا کہ ان کا مقابلہ کون کر سکتا ہے اور کس میں طاقت ہے کہ بنی ہاشم کی تلوار کا تحمل کرے کیا معنی کہ شجاعت بنی ہاشم کی ضرب المثل تھی تب وہ دونوں مکر و خدع اور فریب سے پیش آئے اور حضرت مسلم سے کہا کہ آپ کیوں بیوجہ لڑتے ہیں اور ہمارے آدمیونکو قتل کرتے ہیں ہم کچھ آپ سے لڑتے نہیں آپ ہمکو امان دیجیے اور ہمارے ساتھ چلیے جب ان لوگوں نے امان چاہی حضرت مسلم بمقتضاے حلم و مروت بر سر رحم آئے اور لڑنا موقوف کر کے مع دونوں صاحبزادوں کے انکے ساتھ ہوئے وہاں ابن زیاد شقی نے دربانوں کو پہلے ہی سے حکم دیا تھا کہ جسوقت مسلمؑ دروازے پر قدم رکھیں انکو تلوارونسے قتل کر ڈالنا میرے پاس لانا کچھ ضرور نہیں پس وہ ملاعین حسب اجازت اوس شقاوت بنیاد کی تلوارین ننگی لیئے ہوے دروازے پر کھڑے تھے جسوقت کہ حضرت مسلمؑ نے دروازے میں قدم رکھا دونوں طرف سے تلوارین چھوٹ پڑیں اور آپکو اور آپکے دونوں صاحبزادونکو شہید کیا لکھا ہے کہ جسوقت حضرت مسلمؑ نے ابن زیاد شقی کے دروازے پر قدم رکھا اوسوقت یہ آیت پڑھی رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ

اور ابن زیاد شقی نے ہانی بن عروہ کو قتل کروایا اور سر ان مظلوموں کا نیزے پر رکھ کے کوچہا ے کوفہ میں دربدر پھرایا اور یہ سانحہ تیسری تاریخ ذیحجہ کی واقع ہوا محبان حسین ان اشعار کو سنکر حضرت مسلم کے غم میں اشک چشم پرنم سے دہونوں کو تر کر کے یہ پڑہنی تمہارے جاہی ہی للمولفہ

شہید مسلم بیکس ہوا ہزار افسوس	فرشتے کرتے تھے اس غم سے بار بار افسوس
میں کس طرح سے کروں شرح ظلم ابن زیاد	کیا نہ حال پہ مسلم کے زینہار افسوس
بہ تیغ ظلم تیموں کو اوسنے قتل کیا	ڈرا خدا سے نہ کچہ وہ سیاہ کار افسوس
شقی نے کچہ بہی نہ غربت کا اونکی پاس کیا	چلائی حلق پہ شمشیر ابدار افسوس
کچہ انتہا ہی نہیں اونکے ظلم کی یارو	ادہر اکیلے اودہر فوج بیشمار افسوس
نہ سمجہے رتبہ زہرا و مصطفے و علی	یزیدیان شقی و ستم شعار افسوس
بروز حشر سزا اونکی دیکہنا سیفی	جنہوں نے سینۂ زہرا کیا فگار افسوس

اے مومنو حال مسلم تو ختم ہوا اب حال سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کا اور روانگی آپ کی مکہ معظمہ سے کوفہ کی طرف اور پہونچنا دشت کربلا میں اور انواع انواع رنج مصائب کا اوٹھانا بگوش ہوش سننا چاہیے اور خوب دل کہول کر رولیا چاہیے رباعی للمؤلفہ

اب حال سنو شاہ شہیدان کا ذرا	یعنے اونپر معاملہ کیا گذرا
خدا نہ کی مصیبتوں پر اے	مقدور بشر نہیں کرے صبر اتنا

جس روز کہ حضرت مسلم کوفہ میں شہید ہوے اوسی روز حضرت امام حسین علیہ السلام باقافلہ اہلبیت مکہ سے کوفہ کو روانہ ہوے اور سبب آپکی روانگی کا یہ ہوا کہ جب حضرت مسلم سے اصاغر و اکابر اہل کوفہ نے بیعت کی اور کمال اطاعت اور تابعداری سے ہر شخص پیش آیا تب مسلم نے حضرت امام حسین کو لکہا کہ زیادہ چالیس ہزار آدمی سے میرے

ساتھ ہین اور وہ سب جان و مال سے حاضر ہین اور کسی طرح کا کچھ مقام تردد باقی نہین
رہا اب کسی نوع کا تامل نہ کیجیے اور بے تکلف آپ تشریف لاییے حضرت امام حسین
علیہ السلام نے بموجب نوشتہ حضرت مسلم کے قصد کوفہ کا مصمم کیا اور سب سامان سفر طیار فرمایا
عبداللہ ابن عباسؓ اور عبداللہ ابن عمرؓ اور جابر اور ابوسعید خدری اور ابو واقد لیثیؓ اور
صحابہ جلیلہ جو مکہ معظمہ مین تھے وہ سب مانع ہوے اور کہا کہ آپ کوفیون کے قول و
فعل پر اعتماد نہ کیجیے اور یہ خانہ خدا ہے یہان سے تشریف نہ لیجاییے خدا جانے کیا
معاملہ پیش آوے اور کیسی فساد برپا ہو کچھ معلوم نہین ہے کہ ان کوفیون نے آپکے باپ
اور بھائی کے ساتھ کیا کیا اہل کوفہ بڑے دغا باز ہین اور نہایت بدعہد ہین اور اگر حضرات
نہین مانتے تو مناسب ہے کہ اپنی عیال و اطفال کو چھوڑ جاییے اور آپ تشریف لیجاییے
خصوصاً عبداللہ ابن عباسؓ نے آپکی ممانعت مین زیادہ تر اصرار کیا جب آپ نے
کسی کا کہنا نمانا ان سب صحابہ کو نہایت ملال ہوا اور باتین رنجش کی کرنے لگے حضرت
امام حسینؑ علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ لوگ راز پنہان سے تو واقف نہین ہین بیوجہ آزردہ
خاطر ہوتے ہین اب بغیر افشاء راز چارہ نہین تب آپ نے مجبور ہوکر راز سربستہ کو ظاہر کیا اور
فرمایا کہ اے حضرات مین نے اپنے باپ یعنی علیؑ مرتضی علیہ السلام سے سنا اور انہون نے جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آن حضرت نے فرمایا کہ ایک بکری مکہ مین ذبح کیجاویگی
اور اس کا ذبح ہونا حرم کعبہ مین موجب ہتک حرمت کعبہ کا ہوگا
یہ نہین چاہتا کہ وہ بکری مین ہون اور میرے سبب سے [illegible] کعبہ
شرف کعبہ مین فرق آوے اس حدیث کا حال مفصل ترجمہ طبری اور ترجمہ صواعق اور
بہت سی کتابون مین مذکور ہے جاننا چاہیے کہ مصداق علیہ اس حدیث کی عبداللہ بن زبیرؓ

کہ سعر کہ تھا یعنی مین مکہ معظمہ مین حرم کے اندر اونہون نے شہادت پائی اور یہ خونریزی
باعث استحلال کعبہ ہوئی سبحان اللہ مرتبہ احتیاط اور اداب خانہ کعبہ کو ملاحظہ کیا چاہیے
جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا نے یہ بات گوارا نہ کی کہ میرے قتل سے کسیطرح کی بے ادبی خانہ کعبہ مین ہو
الغرض حضرت امام حسین علیہ السلام نے جب سب صحابہ سے یہ راز مخفی بیان کیا تو وہ سب لاجواب ہوگئے
اور حضرت مکہ معظمہ سے تیسری تاریخ ذیحجہ کی بیاسی آدمی کے ساتھ مع اہلبیت اور دوست
اور غلام کے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے اثنا راہ مین خبر پائی کہ اہل کوفہ نے بدعہدی کی
اور ابن زیاد شقی نے حضرت مسلمؑ کو مع دونون صاحبزادون کے شہید کیا اور جماعت مسلمؑ
کی بالکل متفرق ہوگئی اور کسی نے ساتھ نہ دیا حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ خبر سنکر
بمقتضائی عادت اصحاب ظاہری کے رعایات تدبیر عالم اسباب کی مستلزمات بشریت
سے مراجعت کا قصد فرمایا اور کہا کہ جو حال اہل کوفہ کا یہ ہے وہان جانا کیا ضرور ہے
اور معاملہ متغیر ہے کہ اس حال مین کوفی کو جاہیئے حضرت مسلم کے بھائی جواب کرسکا رہے تھے
اور دل مین محبت برادری مسلمؑ نے جوش مارا اونہون نے قسم شرعی کھا کر کہا کہ یا حسینؑ
ہم تو اب نہ پھرینگے اور کوفہ کو جاوینگے یا تو دشمنون سے اپنے بھائی کا انتقام لینگے
یا خیر ہم سب یون مارے جاوینگے جو ہو سو ہو جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے برادران
مسلم سے یہ بات سنی اور ان کا ارادہ صمیم دریافت کیا فرمایا لاخیر فی الحیوۃ بعدکم
یعنے جب تم سب مارے گئے تو پھر زندگی کا کیا مزا اور جینے کا کیا لطف ہے القصہ چلے لگا ہے
اثنا راہ مین حضرت امام حسینؑ کو فرزدق شاعر با جماعت جبہ پوش ملا اور وہ کوفہ کیطرف سے
آتا تھا آپ نے اوس سے کوفہ کا حال پوچھا اوس نے عرض کی کہ یا حضرت اتنا تو مین جانتا ہون
کہ دل اونکے آپ کے ساتھ ہین اور تلوارین اونکی بنی امیہ کے ساتھ اور قضا و قدر آسمان سے نازل

ہو رہی ہے واللہ یفعل ما یشاء حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کی قضا کو بھی کوئی روک سکتا ہے القصہ جب امام حسین علیہ السلام نے مرضی برادران مسلم کی معاودت پر نہ پائی آپ مع جماعت آگے بڑھے چلتے چلتے نواحی عراق میں پہونچے اور وہان سے کوفہ دو منزل تھا اوس مقام پر حر بن یزید ریاحی کہ ہزار سوار مسلح ابن زیاد کے اوسکے ساتھ تھے حضرت کو ملا جب حضرت امام حسین علیہ السلام سے اوس حضرت ملاقات ہوئی حر نے عرض کیا کہ یا امام حسین مجکو ابن زیاد نے اسواسطے بھیجا ہے کہ جسطرح سے ہو امام حسین کو میرے پاس لے آ اور ہرگز نہ چھوڑنا اور اس بات مین بہت تاکید کی ہے مگر دلمین بالطبع اس فعل کو مکروہ جانتا ہون کہ آپکو اوس شقی کے پاس لیجاؤن اب نہایت مشکل ہے کہ نہ آپ کو لیجا سکتا ہون نہ چھوڑ سکتا ہون جب حر نے یہ کہا حضرت نے اوسکے جواب مین ارشاد کیا کہ بھائی سن مین نے از خود تمہارے شہر کا ارادہ نہین کیا اور قصد نہین کیا ہون جب تم لوگون نے بہت قاصد بھیجے اور لکھا کہ آپ بیشک ادہر کا قصد کیا ورنہ مجکو کیا غرض تھی جو مین یہان آتا اگر تم اہل کوفہ اب بھی اپنے عہد و پیمان پر قایم اور ثابت ہو تو خیر ورنہ تمہارے شہر کو دیکھتا ہون نہین پھرا جاتا ہون مجکو تم سے کچھ مطلب بھی نہ تھا ... حر نے یہ حال سنا تو اوس نے قسم کہا کر کہا کہ حاشا مجکو مطلق خبر نہین جو ہم لوگ نے آپ کو خط لکھا اور کس نے ... کیون بلایا بلکہ مین نے سنا بھی نہین خدا جانے آپ کیا فرماتے ... آپ کے لیگئے ہوئے کچھ نہین ... امام ...

نامہ اور پیام اون کی غیبت مین کیے ... نے یہ عرض کیا **المولفہ نظم**

ہے ازل سے جسکی قسمت میں سعادت دوستو — آخر اوسکا خاتمہ بالخیر ہوتا ہے ضرور
ابتدا جہل کی ظلمت سے گو لغزش کرے — انتہا میں یہ چمکتا ہے کبھی ایمان کا نور
حال حُر دیکھو خدا نے جب ہدایت کی اوسے — ہو گیا نزدیک راہ راست سے تھا گرچہ دور

لکھا ہے کہ حُر بمقتضای سعادت ازلی کے کہ نور ایمان اوسکے دل میں تھا ابن زیاد کے بھیجنے سے آیا تو البتہ مگر اوسکو حضرتؑ کے مقابلہ سے بالقلب کراہت تھا اور صمیم قلب سے حضرت کے ساتھ اعتقاد رکھتا تھا اوسکو منظور تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام ابن زیاد کے پاس تشریف نہ لیجائیں اس سبب سے کہ حُر کو ابن زیاد کی خباثت اور عداوت اہلبیتؑ رسالت کے ساتھ خوب حالی تھی اس نظر سے حُر نے حضرتؑ سے کہا کہ خیر آپ کا جہاں جی چاہے وہاں تشریف لیجائیے میں آپ سے تعرض نہیں کرتا اور کوفے کو پھرا جاتا ہوں ابن زیاد سے کہوں گا کہ امام حسین مجکو نہیں ملے اور مجھ سے ملاقات نہیں کی [illegible] میں [illegible] ابن زیاد کا حُر کے نام یہ مضمون پہونچا اگر حسین کی گرفتاری میں تو نے کسی طرح سے پہلوتہی کی تو میں تجکو وہ سزا دونگا کہ تو اوسکا ہرگز متحمل نہ ہوگا جب نامہ ابن زیاد کا حُر کے پاس آیا تو یہ ڈرے اور خیال کیا کہ اگر میں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو چھوڑ دیا تو یہ سوار ابن زیاد کے جو میرے ساتھ ہیں ابن زیاد سے بے شبہ کہدینگے اور پھر وہ ناپاک خدا جانے مجپر کیا آفت لائیگا اس سبب سے اونے آپ سے اس مقدمے میں گفتگو کو طول دیا القصہ حضرت امام حسینؑ نے جانب کوفے سے قصد فسخ کر کے اور طرف کی راہ لی اور قضا و قدر نے کشاں کشاں آپ کو دشت کربلا میں پہونچایا اب حال قابل [illegible] دیکھنے کے ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام جب کربلا میں پہونچے محرم کی دوسری تاریخ تھی آپ نے وہاں نہر فرات کے [illegible] خیمہ کیا

بالکہ لکڑی درخت سے توڑتے تھے خون نکل آتا تھا سچ یہ ہے کہ اگر جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا صبر کو کام نہ فرماتے تمام دنیا خون ڈوب جاتی اور طوفان لہو کا آجاتا حضرت امام حسین علیہ السلام نے جب حال دیکھا فرمایا کہ مقام موعود یہی یہاں سے میں نہیں چل سکتا ترجمہ طبری میں لکھا ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام کربلا میں پہونچے آپ نے خواب میں دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ملائکہ کی جماعت کے ساتھ تشریف لائے اور حضرت کو بغلگیر فرمایا اور ارشاد کیا ای فرزند میں خوب جانتا ہوں کہ یہ دشمن کینہ ور تیرے درپئے قتل ہیں اور تجھکو مارا چاہتے ہیں خیر مگر یہ سب تیرے دشمن روز قیامت کو میری شفاعت سے محروم رہیں گے اور قریب ہے کہ خدا تعالیٰ تجھکو درجہ شہادت عطا فرمائے اور بہشت تیرے واسطے آراستہ ہوئی اور والدین تیرے منتظر ہیں یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور اپنا دست مبارک امام حسین علیہ السلام کے سینۂ شریف پر رکھکر کہا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ الْحُسَيْنَ صَبْرًا وَّ اَجْرًا ای بار خدا حسینؑ کو صبر اور اجر عنایت کر حضرت امام حسین علیہ السلام خواب سے جاگے اور یہ خواب سب اہلبیت سے بیان کیا سب سنکر خوب روئے اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہا القصہ جب خبر حضرت امام حسینؑ کے پہونچنے کی کربلا میں ابن زیاد کو پہنچی اوسنے حضرت کو ایک نامہ لکھا کہ سب بیعت یزید کی کرو قاصد ابن زیاد کا وہ نامہ حضرت امام حسینؑ کے پاس لیکر آیا آپ نے اوسکو پڑھکر زمین پر پھینکدیا اور قاصد سے کہا مَا لَهٗ عِنْدِیْ جَوَابٌ اس نامہ کا جواب میرے پاس نہیں ہے جب قاصد ابن زیاد کا لاجواب کوفہ کو پھرا اور ابن زیاد سے کہا کہ حضرت امام حسینؑ نے تیرے نامہ کو پڑھکر زمین پر ڈالدیا اور کہا اسکا جواب کچھ نہیں ابن زیاد یہ سنتے ہی غصہ میں آیا اور اوسی وقت سے اوسنے لشکرکشی شروع کی تجویز یہ ٹھہری

که سالار لشکر کا ابن سعد کو کیا چاہیے اور ابن سعد اوسی عہد میں ابن زیاد کی طرف
سے حاکم ری ہو گیا تھا جب نوشتہ ابن زیاد کا ابن سعد کے پاس پہونچا [illegible]
مین نے تجکو سپہ سالاری لشکر کا کیا لازم ہے کہ دیکھتے ہی اس خط کے اوسی وقت یہان
پہونچ اور یہان سے سالار لشکر ہو کر حسینؑ کا مقابلہ کر اور اون سے لڑ ابن سعد
جب نوشتہ ابن زیاد کا پڑہا اوسکو خوف آیا کہ سبط رسولؐ مقبول کے ساتھ لڑنا اور اون پر
فوج لیجانا بہت بری بات ہے سمجھنا چاہیے کہ یہ ابن سعد بیٹا سعد وقاص کا تھا اور عشرہ
مبشرہ میں داخل ہیں اور اوسنے بچشم خود بھی اور اپنے باپ سے بھی معاملہ محبت آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بنسبت حسین علیہ السلام کے دیکھا اور سنا تھا
اس سبب سے پہلے اسکی حمیت اسلامی مقتضی نہ ہوئی کہ امام حسین علیہ السلام سے لڑے
اور اون کو قتل کیجیے یہ سوچکر ابن زیاد کو انکار لکھا کہ مجھ سے یہ نہ ہوگا اس کام پر کسی
اور کو مقرر کیجیے ابن زیاد اسکی انکار سے ناراض ہوا اور غصہ میں آکر ابن سعد کو لکھا
اگر حکومت ری کی منظور ہے تو امام حسین علیہ السلام کا مقابلہ کر نہین تو اس عہدے
سے مستعفی ہو کر بیٹھ اور سند مجکو پھیر دے مین دوسرے شخص کو تیری جگہ عامل
مقرر کرتا ہون یہ کام اوسکے ہاتھ سے لونگا جب نوشتہ ابن زیاد کا ایسا پہونچا
ابن سعد کو طمع خام دنیا نے نہ چھوڑا اور بدبخت نے دنیا کی دولت [illegible]
دیگر پھیرنا سند کا اور ترک حکومت چند روزہ گوارا نہ کی آمادہ [illegible]
کو روانہ ہوا جب کوفہ مین پہونچا ابن زیاد نے بائیس ہزار [illegible]
سعد کے ساتھ کرکے اوسکو کربلا کی طرف [illegible] اور لڑائی [illegible]
سے مین اور فوج بھی تیری کمک کے لیے بھیجتا ہون خاطر جمع [illegible]

محرم کو مع لشکر کربلا میں وارد ہوا اور نہر فرات کو پس پشت دیگر خیمہ کا امام حسین علیہ السلام کے مقابل لشکر اپنا ڈال دیا اور آب فرات پر متصرف ہو کر لشکر امام حسین علیہ السلام پر پانی بند کیا اور ایسا تنگ کہ چہ جای یاران و موالیان حسینؑ اہلبیت ساقی کوثر اور اطفال شفیع روز محشر ایک قطرہ آب کو محتاج تھے اور پیاس کی شدت سے سب کا حال کمال تنگ ہوا لکھا ہے کہ جب بے آبی سے اہلبیت نبوت پر عرصہ تنگ ہوا اور اطفال صغیر امام حسین علیہ السلام کی پیاس کی تکلیف سے قریب ہلاکت پہونچی ایک شخص یزید ہمدانی حضرت امام حسین علیہ السلام کے انصاروں میں سے تھے اونھوں نے آپ سی اگر عرض کی کیا حضرت مجھ سے اور ابن سعد سے بہت ملاقات ہے اور وہ میرا مدت کا یار ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں اوس سے پانی کی خواہش کروں یقین ہے کہ میری مروت سے وہ مضائقہ نکرے گا آپ نے فرمایا کہ تمہیں اختیار ہے لکھا ہے کہ یزید ہمدانی ابن سعد کے پاس گئے مگر اوس سے رسم سلام علیک جو رسم سلام ہے نکی اور جاکر بیٹھ گئے ابن سعد بولا کہ ای بھائی ہمدانی کیا تم مجکو مسلمان نہیں جانتے ہو کہ مجھ سے سلام علیک نکی آیا میں خدا و رسول کا منکر ہوں ہمدانی نے کہا کہ ای تیرے اسلام پر لعنت تجھ پر کہ دعوی مسلمانی کرتا ہے اور ابن رسول و اولاد بتول پر خروج کر کے اون سب کے قتل پر کمر باندھی ہے اور یہ دریای فرات کہ جسمیں جانور تک پانی پیتے ہیں وہ پانی تو نے اہلبیت رسالت اور فرزندان حسینؑ پر بند کیا ہے کہ پیاس کی شدت سے سب جاں بلب ہیں اور پھر کہتا ہے کہ مسلمان ہوں اور خدا و رسول کو پہچانتا ہوں آیا شرط سلام کے یہی ہیں کہ جو تو کرتا ہے ابن سعد یہ سنکر اپنے دل میں بہت پشیمان ہوا اور کہنے لگا کہ ای برادر ہمدانی جو تو کہتا ہے سب

سچ ہے مگر کیا کروں میرا نفس ترک حکومت رے کی گوارا نہیں کرتا یہ کہہ کر [illegible]
اُٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے سب حال عرض کیا ایک روایت
اسی طرح کی صحیح بخاری اور صحیح ترمذی میں وارد ہے کہ ایک شخص منجملہ اہل عراق میں
سے عبد اللہ بن عمر سے پوچھا کہ طہارت خون پشہ میں کیا کہتے ہو یعنی مارنا پشہ کا
درست ہے یا نہیں تب وہ بولے سبحان اللہ اہل عراق خون پشہ میں تامل کرتے ہیں
اور فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے تکلف قتل کیا اور خون اونکا حلال سمجھے
اور میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ
حسن اور حسین علیہ السلام دونوں پھول ہیں میرے باغ دنیا سے لکھا ہے کہ جب
لشکر ابن سعد کا مستعد جنگ ہوا حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے خیمہ سے باہر تشریف
لائے اور لشکریان یزید کے روبرو کھڑے ہو کر بعد حمد و ثنای ایزد متعال کے اون
لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا [illegible] جانتے ہو کہ میں کون ہوں اور کسکی اولاد میں ہوں
ماں باپ اور نانا میرا کون ہے اپنے دلوں میں ذرا سمجھو کہ میرا قتل کرنا مناسب ہے
اور میری ہتک حرمت تمکو چاہیے آیا میں تمہارے پیغمبر کی لڑکی کا لڑکا نہیں ہوں کیا
باپ میرا پسر عم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ہے اور رسول خدا نے میرے
حق میں نہیں فرمایا سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ یعنی حسن اور حسین
دونوں نوجوانان بہشت کے سردار ہیں اور بہت آپ نے بہت [illegible]
دشمنان دین پر حجت کو ختم کیا لکھا ہے کہ جب لشکریان [illegible]
السلام پر [illegible] کیا اور [illegible] اہلبیت رسالت کا [illegible] آپ نے [illegible]
سعد کو ایک خط اس مضمون کا لکھا ہے کہ [illegible] سعد تین امر کا [illegible] سے مجھے [illegible]

انمین سے ایک بات اختیار کرو یا مجکو رخصت دے کہ مین مکہ معظمہ کو چلا جاؤن اور اگر
وہان کا رہنا میرا منظور نہین ہے تو خیر مین کسی اور ملک کو چلا جاتا ہون وہان بیٹھ رہونگا
اور اگر یہ دونون باتین بھی گوارا نہین تو مجکو یزید کے پاس بھیجدے وہان جو کچھ ہونا
ہوگا وہ ہوگا ابن سعد نے جواب دیا کہ تمہارے ہر سوال کو مین ابن زیاد کو لکھتا ہون
وہ جیسا کہیگا اوسپر عمل کیا جائیگا حسب الحکم ابن سعد نے ابن زیاد کو یہ درخواست حضرت امام حسین
علیہ السلام کی لکہکر بھیجی ابن زیاد نے بہت غصہ ہوکر لکھا کہ مین نے تجکو لڑنے کے واسطے
بھیجا ہے یا صلح کروانے کے واسطے اگر حسین بیعت کرین تو خیر نہین
اونکو قتل کر اور کچھ اختیار نہین اور اگر اس مین کچھ تاخیر کی یا تامل کیا مین تجکو معزول کرکے
دوسرے شخص کو تیری جگہ بھیجتا ہون جب نامہ ابن زیاد کا ابن سعد کے پاس اس مضمون کا
پہنچا اوسنے اوسی وقت لشکر کو حکم کیا کہ تیار رہو اور لڑنے پر کمر باندہو اور حضرت
امام حسین علیہ السلام سے کہا کہ اے حسین مین نے بہت چاہا کہ تم بیعت کرو اور مین تمہارے
خون مین مبتلا نہون مگر تم نے نہ مانا اب لڑنے پر مستعد ہو جاؤ لکھا ہے کہ جب لشکر ابن سعد کا
عین کنارہ فرات پر آپڑا اور بجھتون سے پانی بند کیا اور حکم دیا کہ کوئی شخص امام حسین علیہ
السلام کے لشکر کا پانی نہ لینے پائے اور خیمہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا ریگستان مین
تھا آپ نے فرمایا کہ کوئی کنوان کھودا چاہیے ستر ہاتھ تک زمین کھودی پانی نہ نکلا اور
حال اہلبیت اور اصحاب امام حسین علیہ السلام کا پیاس کی شدت سے اس مرتبہ کو پہونچا
تھا کہ اشارہ مین بات کرتے تھے اور تیمم سے نماز پڑھتے تھے جب بیطاقتی سب اہلبیت
کی حد سے گذری تب حضرت عباس رض علمدار چند آدمی اپنے ساتھ لیکر نہر فرات پر گئے
پانی لائے مشکیں بھر کر یزیدیون نے آپ کے ہمراہیون کو قتل کیا اور اونکو زخمی کیا حضرت عباس نے

جناب سید الشہدا سے آکر عرض کی کہ یا حضرت سوا آب شمشیر کی آب فرات ہمارے نصیب [illegible]

رباعی دریا کی طرف جبکہ علمدار چلے	لڑنے کے لیے اودھر کفار چلے
شہ بولے کہ مجکو بھی بلا نا عباس	بیدینون سے اور تم سے جو ناہموار چلے
لمؤلفہ عباس نے آکر یہ سکینہ سے کہا	پانی کے لیے صبر کرو اے بیٹا
قسمت مین ہماری یہ نہین آب فرات	کوثر پہ مین پانی کے لیے ہون جاتا

اور بعض روایت مین آیا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کا جنگل مین تہا ایک شخص کا وہان گذر ہوا اوسنے دیکھا کہ آپ تلاوت کلام اللہ مین مشغول ہین اور آنسو آپ کی آنکھون سے جاری ہین اوس شخص نے پوچھا آپ اسجگہ کیونکر وارد ہوے آپ نے فرمایا کہ اہل کوفہ نے خط لکھے اور قاصد بہیجے اور کمال اصرار سے بلایا اور اب میرے خون کے پیاسے اور درپے قتل ہین اور ارشاد ہین سب آدمی وہ ہین کہ جنہون نے بیعت کی تہی اور آپ لڑنے کو مستعد ہین ترجمہ ملوعق سے منقول ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام پر سختی اور تکلیف گذری تو آپ کو نصیحت اور وصیت حضرت امام حسن علیہ السلام کی یاد آئی کہ اونہون نے آپ کو سمجہایا تہا کہ اے حسین کوفیان بدعہد کے قول فعل پر ہرگز بہروسہ نہ کرنا اور انکے بلانے سے زنہار کوفے کیطرف نہ جانا وہ لوگ نقض عہد کے لائق ہین زبان کا دیا ہوا بسبب حق [illegible] ہرگز معتبر نہین ورنہ باعث کمال پریشانی کا ہوگا [illegible]

امام حسین علیہ السلام خیمہ مبارک مین آئے اور اہل [illegible]

اور اللہ نے صبر کا بڑا اجر مقرر کیا ہے [illegible] العوایة دوا اور کسی طرح ہماری ثابت قدمی مین فرق نہ آنے [illegible] منع فرمایا

آسمان کی طرف منہ اوٹھا کر کہا کہ اے خداوند ذوالجلال تو خوب جانتا ہے کہ اہل کو
نے میری بیعت کی اور پھر عہد شکنی کی اسکا انصاف تیرے ہاتھ ہے اور آپنے
سب انصار کو بلا کر جمع کیا اور فرمایا کہ مین تم سے بہت راضی اور کمال خوش ہون
جو احق نصرت اور رفاقت کا چاہیے وہ تمنے بخوبی ادا کیا اللہ تمکو جزای خیر دی اب
حال یہ ہے کہ تم لوگ بہت کم ہو اور فوج اعدا کا کچھ شمار نہین ہے اس سے میرے
نزدیک مناسب یہ ہے کہ مین تمکو اپنی بیعت سے علیحدہ کرتا ہون جسطرف تمہارا
جی چاہے وہان جاؤ مجکو یہ منظور نہین کہ میرے ساتھ تمہاری بھی جان جاوے اور
مین تو اپنی زندگی سے نا امید ہو چکا خیر جو کچھ میرے باب مین منظور الہی ہوگا وہ
قبول ہے اوس سے چارا نہین ہے جب انصار نے یہ بات حضرت امام حسین علیہ السلام
کی زبان مبارک سے سنی سب بہت روئے اور عرض کیا کہ یا حضرت آپ یہ کیا فرماتے
ہین اخیال نفرتے ہے کہ ہم ایسے وقت مین آپکو چھوڑ کر چلے جاوین تو حشر مین جناب رسول خدا اور علی مرتضے
اور فاطمہ زہرا کو کیا منہ دکہاوینگے اور دولت شفاعت محمدی کیونکر پاوینگے **لموالفہ**

اگر خدای کریم ہزار جانین بہی دے	تو سبکو آپ کے قدمون پہ ہم نثار کرین

یہ کہہ اور سامان لڑنے کا درست کیا جب حضرت امام حسین علیہ السلام کو یہ یقین ہوا
کہ اب ان لوگون سے سوا لڑنے کے مفر نہین اور یہ سب ضرور ہی لڑینگے تب آپنے
اپنے اصحاب انصار سے فرمایا کہ اب وقت ہمارا تمہارا قریب ہے یار و مستعد ہو کر دولت
شہادت لو اور تاخیر نہ کرو صحابہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے شکر کے آپ ہی ایک حلقہ
[illegible] رفت کی [illegible] جب ہم محرم ہوئی اور صبح عاشورا مصیبت
افق شہادت سے طلوع کیا لشکر ابن سعد [illegible] آراستہ ہوکر [illegible] آیا جناب سید الشہدا

جو شخص کہ اس غم مین دل وجان سے رویا
وہ قبر مین آرام سے اور چین سے سویا

اس غم کا بڑا اجر احادیث مین آیا
نوحہ بھی اسی غم مین خلایق کو سنایا

جنات نے آنکھون سے لہو لپنے بہایا
حیوانون نے گریہ سے ہے اک شور مچایا

افلاک و زمین آج تلک روتے ہین دیکھو
اس غم سے ملک غرق الم ہوتے ہین دیکھو

یہ غم وہ ہی جیسے کہ لہو روئے ہین تہر
شمس و قمر و اہل فلک انجم و اختر

خون جاری ہوا دیدۂ افلاک سے یکسر
سب اس غم جانکاہ سے ہین غم مین برابر

اس رنج سے عالم کا عجب رنگ ہوا ہے
جو شخص ہے اس غم سے وہ دل تنگ ہوا ہے

جس وقت ہوا لشکر شبیر صف آرا
کرتے تہے فلک دیدۂ اختر سے نظارا

پر نور ہوا جنگ کا میدان وہ سارا
ہر ایک جوان موت کو لبیک پکارا

انصار شہادت کے جو طالب تہے خدا سے
تحسین کی آتی تہی صدا ارض و سما سے

میدان تہا حشر کے ایک جنگ کا سامان
جینے سے اونہین یاس تہی تہی شوق کی عنوان

انصار تہے شبیر کے سب مرگ کے خواہان
زخمون سے ہر ایک جسم پہ گلشن تہا نمایان

فردوس برین اونکے جوان پیش نظر تہا
بس شوق شہادت مین ہر ایک سینہ سپر تہا

کرتے تہے کلام دل مین یہ لپنے ستمگار
ہین پیاس کی شدت سی سب افسردہ پڑے کا

کسطرح سے اس حال مین پہنچین لیئے تلوار
لڑینگی تو ان لوگو نہین طاقت نہین زنہار

ہم مین سے فقط ایک جون کافی ہی ادنکو
ہلکا ہی سا ایک زخم سنان کافی ہی اونکو

پہر لڑنیکا انصار کو دیکہا جو نیا ڈہنگ
بیدینونکے منہ سے وہین میدان اوڑا رنگ
مارا گیا لڑنیکا کیا جس نے کہ آہنگ
آفت یہ پڑی دنیہ کہ جینے سے ہوئے تنگ

سرداروں نکو ادس لشکر کفار کے مارا
پہر سامنے آیا ادسے للکار کے مارا

انصار کے سب گہوڑے تھے ہم مرتبۂ برق
اک آن مین پہر آتے تھے لی غرب سے تا شرق
کچہ صاعقہ مین اونمین سر موبہی نہ تہا فرق
دریای شجاعت مین سراپا تھے مستغرق

جسوقت کہ اک کوئی میدان مین در آیا
کفار کے لشکر مین تلاطم نظر آیا

انصار حسین ابن علی زور مین تھے شیر
اک ہاتہ مین نیزہ تہا اور اک ہاتہ مین شمشیر
خواہش مین شہادت کی یہ جلدی سی ہوئی دیر
اور قتل مین اونکے نہ یہ کرتے تھے ذرا دیر

کچہ پیاس کی شدت سے نہ بیتاب تہی انصار
آب دم شمشیر سے سیراب تھے انصار

شبیر کے انصار تھے اسدرجہ دلاور
جو سامنے آیا [illegible]
برہم ہوا اک آن مین کفار کا لشکر
کسطرح [illegible]

بیدینون کے جی مین طلب سیم و گہر تہی
انصار کی فردوس معلی پہ نظر تہی

شخص میری ذیل کا کہ حر کو اللہ نے نور ایمان عطا کیا ہو اس بلوہ مین اہل جہنم کے
سات ہو جاے اور مجہ تک نہ پہونچ سکے اور دوسرے اتمام حجت کیواسطے یہ بات
تہی کہ پہر کسیکو فوج اشقیا مین یہ تمام عذر باقی نہ رہے جب آپنے یہ کلمہ پر درد ارشاد
فرمایا ہدایت ایزدی سے حربن یزید ریاحی کہ پہلے ہزار سوار کے سات آپ کو ملا تہا
گہوڑے کو کودا کر فوج اشقیا سے باہر نکلا اور اوس کے سات اوسکا ایک بہائی اور
ایک بیٹا اور ایک غلام آزاد یہ چارون شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت
مین حاضر ہوئے اور حر نے حضرت سے عرض کی کہ یا امام حسین علیہ السلام مین وہی ہون
کہ سب فوج اعدا سے پہلے آپکے مقابلے کو آیا تہا اب توفیق الہی نے مجکو راہ ہدایت بتلائی
اون نا ریون سے مین علیحدہ ہوے چاہتا ہون کہ آپ کے ذیل انصار مین داخل ہو کر دولت
لازوال شہادت حاصل کرون اور بروز قیامت سعادت شفاعت آپ کے جد
امجد رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میرے نصیب ہو مجکو اجازت دیجیے کہ فوج
اعدا سے لڑون اور درجہ شہادت پاؤن یہ عرض کی اور اپنے تینون شخصون کے سات
اعدای حسین سے مقابلہ کرکے بہت سے اشقیا کو نار جہنم مین بہیجکر فردوس برین کو روانہ
ہوئے الحاصل جبکہ سب انصار حسین علیہ السلام نے کمال شجاعت اور جوانمردی سے
شربت شہادت کا پیا اور اپنی جانونکو توای فرزند رسولخدا و اہلبیت مصطفے مین نثار
کیا پہر سوا عزیزان قربان خاص کی حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس کوئی اور
باقی نہ رہا اوسوقت جناب سید الشہدا نے سب سے فرمایا کہ انصار تو سب حق خدمت ادا کر چکے
اب میری باری ہی چاہا کہ میدان قتال مین جائین کہ سب بہائی بہتیجے شور و فریاد کرا وٹہے
کہ جبتک ہم میں ایک بہی باقی رہے آپکو میدان قتال مین ہرگز نہ جانے دینگے غرضکہ

سب عزیزان حسین علیہ السلام بہی ایک دوسرے کے بعد اپنی اپنی نوبت مین شہید ہوے اور حضرت امام حسین علیہ السلام تنہا باقی رہے یعنے جب نائرہ جنگ وجدال نے اسقدر اشتعال پایا کہ انصار واعوان سے نوبت گذر کر عزیزان امام حسینؑ بہی شہید ہوے اور کوئی باقی نہ رہا تب جناب سید الشہدا علیہ السلام تلوار کھینچکر میدان قتال مین اکیلے بذات واحد جا کھڑے ہوے اور اشقیاے بدین مین سے جو سامنے آیا اوسکو قتل کیا آپ پر چارون طرف سے تیر برسنے لگے اوس وقت آپنے زبان بلاغت ترجمان سے کچھ اشعار آبدار ارشاد فرمائے ترجمہ یہ ہے **لمؤلفہ نظم**

ہون مین فرزند علی مرتضیٰؑ	جسکا رتبہ خلق پر ظاہر ہوا	اسقدر کافی ہی مجکو افتخار
مرتبہ میرا ہے سب پر آشکار	میرا نانا جو رسول اللہ تھا	عالم اونکے حال سے آگاہ تھا
سید الکونین اونکی ذات تھی	ذات اونکی فخر موجودات تھی	اونسے بہتر کون دنیا مین ہوا
تھے وہ سردار گروہ انبیا	مین ہون اونکے گھر کا روشن چراغ	ذات سے میری ہین باغ باغ
فاطمہ زہرا جو تھین بنت رسولؐ	اور علیؑ مرتضیٰ زوج بتولؑ	ہین نہین لوگ جو ان سے ہوا ہو
اسکو سمجھو میرے سر کا تاج	جعفر طیارؓ رہتا میرا چچا	مرتبہ اوسکا جی تم سے ہے کہلا
ہے ہمارے گھر مین قرآنکا نزول	دولت کونین ہے ہمکو حصول	گھر مین آئے ہین ہمارے جبرئیل
ہم ہین آل مصطفےٰ بیقال وقیل	سمجھو ست خیر وہدایت ہم مین ہے	دین دنیا کی سعادت
ہے زیادہ کسکا ہم سے مرتبا	ہے ہمارے حال پر فضل خدا	المختصر مشہور

آپ کے آگے آیا اوسنے اپنے تئین جیتا نہ پایا جب [illegible] حضرت کی شمشیر آبدار فی النار ہوا اور زلزلہ عظیم لشکر اشقیا مین پڑگیا سب کے ہوش وحواس باقی نہ رہے اور وہ سب نامرد آپ کے مقابلے سے جی چرانے لگے سرداران لشکر نے دیکھا کہ [illegible] جاتی

اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے مقابلے سے سب پس پا ہوتے ہین شمر ذی الجوشن
نے ایک حیلہ تازہ اختراع کیا یعنی کچہ تھوڑی سی فوج لیکر حرم محترم کیطرف متوجہ ہوا
اور چاہا کہ اہل بیت نبوت سے کچہ تعرض کرے حضرت امام حسین علیہ السلام نے
ایک نعرہ مارا کہ وَیحکُم یَا شِیعَۃَ الشَّیطَانِ یعنی وای بر شما ای گروہ
شیاطین میرا تمہارا مقابلہ ہے عورتون سے مزاحمت کی وجہ کیا وہ تم سے کچہ لڑتی
ہین جو تم نے اون سے مزاحم ہونیکا قصد کیا ہے اوس آواز کے سنتے ہی شمر شقی
ڈر گیا اور ادہر سے فوج کو پہیر کر دونون طرف سے جناب سید الشہدا کو فوج کے
حلقہ مین گہیر لیا اور چارون طرف سے تیر اور نیزہ برسنے لگے جب جسم شریف
حضرت امام حسین علیہ السلام کا زخمون کی کثرت سے چور چور ہوگیا اور اتنے زخم آپکے جسم
لگے کہ حساب شمار ممکن نہین ایک ایک زخم پر سو سو زخم تہا تب آپ گہوڑے سے زمین پر
آئے اور جہان فانی سے عالم جاودانی کو پسند کرکے روضۂ رضوان کہ آپ کیواسطے
آراستہ ہو رہا تہا وہان رونق افروز ہوئے اور حوران بہشتی کو اپنے جمال باکمال سے
منور اور مشرف فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ لکہا ہے کہ یہ سانحہ یعنے
شہادت آپکی بعد زوال شمس نقطۂ دائرۂ نصف النہار سے کہ جزو اول اجزاء
نماز ظہر کا ہے واقع ہوا اور گویا یہ حال اسباب پر دلالت کرتا ہے کہ تکبیر افتتاح آپنے
گہوڑے کی پیٹہہ پر شروع کی اور جب کثرت جراحات سے جہکے تو رکوع ادا کیا
اور جب زمین پر آئے تو وہ سجدہ تہا غرض اس ہیئت مجموعی سے آپ نے
نماز ظہر ادا کرکے خلد برین کے منتظرین کا رفع انتظار فرمایا۔ **رباعی لمؤلفہ**

شبیر کی جرأت کا کرون کیا اظہار		ہے اونکی شجاعت کا بہلا حد و شمار

لکھاہے کہ سامنے نہ آیا کوئے	جب تک رہے شاہ ایستادہ سوار
ایضاً لمؤلفہ شبیر کی تلوار نہ تھی قہر ستمگر	اہدا ہوتے تھے اوس سے فانی ہم
پہلے جو آئے سب وہ فی النار ہوئے	ہر پاس اون نکلے نہ آیا کوئی ظالم

لکھاہے کہ جبتک حضرت امام حسین علیہ السلام پشت زین پر رہے کسیکی یہ جرأت نہ تھی کہ آپ کے پاس آکر ضربہ شمشیر سے آپ کو مجروح کرتا بلکہ نیزہ کی زد پر بھی کوئی نہ آسکا فقط تیروں سے آپ کو زخمی کیا ایک روایت مین یاہے کہ جب تن مبارک سیدالشہدا کا کثرت جراحات تیر و نیزہ سے نہایت مجروح ہوا آپ کے جسم مبارک مین تل رکھنے کی جگہ باقی نہ رہی اور باوصف اس حال کے کسی ناصبی کی جرأت نہ ہوئی کہ آپ پر تلوار کا حربہ کرے تب شمر شقی نے اپنے سواران خاص سے کہ اوسکی فوج مین نامرد شجاع تھے اون سے کہا کہ وقت تمہاری بہادری کا ہے ایک شخص تنہا کہ مارے زخمون سے چور ہے اور تم مین سے کسیکی یہ طاقت نہین ہے کہ اوسکو قتل کرے مگر کوئی آپ کے پاس آیا اس عرصہ مین ایک تیر کسی شقی کے ہاتھ سے آپ کی حلق مبارک پر آلگا آپ شہید ہوکر گھوڑے سے زمین پر آگرے بعد شہادت کے شمر نامرد نے ایک تلوار آپ کے چہرہ مبارک پر لگائی اور سنان بن انس نخعی نے آکر ایک نیزہ مارا اور خولی بن یزید شقی نے گھوڑے سے اوترکر آپ کے سر مبارک کو خنجر ظلم سے کاٹا اور اس ناپاک نے اپنا منہ ابد تک مین سیاہ کیا بعد اس کے جو ظلم و ستم کہ اشقیا نے ساتھ اہلبیت رسالت پر گذرے اوسکو خدا ہی خوب جانتا ہے ہم اپنی زبان سے بیان اے محبان حسین علیہ السلام **لمؤلفہ**

سنو بیان غم سبط مصطفیٰ روؤ — سنو بیان غم شاہ کربلا روؤ
یہ غم وہ ہے کہ فلک جس سے خون رویا ہے — تمہیں ضرور ہے اے صاحب عزا روؤ
رسول روئے ہیں اس غم سے مرتضیٰ روئے — بلند نالہ محزون کرو ذرا روؤ
وہ کون ہے کہ نہیں اسکا سینہ چاک ہو — وہ کون دل ہے کہ اس سے نہیں ہے پیارا روؤ
جو غم نوحؑ سے ملے رونیکو تو ہم روئیں — کہ یہ الم نہیں کہتا ہے انتہا روؤ
جگر کو خون کرو اس غم سے دلکو پارہ کرو — ہزار دل سے کرو گریہ و بکا روؤ
یہ غم وہ ہے کہ جگر فاطمہؓ کا چاک ہوا — وہ آج تک ہیں اسی غم میں مبتلا روؤ
جو ایک قطرہ بھی آنسو کا آنکھ سے نکلے — تو سمجھو ہو گئے مقبول کبریا روؤ
مصائب اہل حرم کی لکھوں میں کیا سیفی — بس اسقدر پہ میں کرتا ہوں اکتفا روؤ

رباعی للمؤلفہ
شبیرؓ کے غم میں جو نہ رویا ہوگا — سب غم کو اوسنے مفت کھویا ہوگا
اس غم سے جو محزون نہ ہوا دنیا میں — وہ قبر میں چین سے نہ سویا ہوگا

ایضاً
شبیر کا غم نہیں ہے یہ عین سرور — دنیا کے غم و الم کو کر دیتا ہے دور
روؤ اس غم میں جب تلک جیتے ہو — مرنے کے بعد ہے جو ہنسا منظور

المختصر جب کہ اعدای بیدین شہادت جناب سید الشہدا علیہ السلام سے فارغ ہوئے اور سر مبارک کو بھی کاٹ لیا خیمہ گاہ حرم محترم میں آئے اور بارہ آدمی کہ اہلبیت نبوت میں مع زنان و اطفال ہمگی باقی تھے اونکو قید کیا اور جو کچھ کہ اسباب پایا وہ سب لوٹ لیا بعد اسکی شمر اور ابن سعد سر آمد اشقیا نے حکم کیا کہ لاشۂ بے سر جناب سید الشہدا علیہ السلام کو گھوڑے دوڑا کر پامال کرو چنانچہ لکھا ہے کہ بیس سوارنے آپ کے لاشہ بے سر پر گھوڑے دوڑائے اور جسم مبارک کو ریزہ ریزہ کر دیا

اور سر مبارک حضرت امام حسینؑ کا اور کئی سر شہدای کربلا کے اوسی روز نیزہ پر لٹکے
بشیر بن مالک و خولی بن یزید کے ساتھ ابن زیاد کے پاس کوفہ کو روانہ کیا لکھا ہی کہ جناب
سید الشہدا علیہ السلام شہید ہوے تو اون اشقیا نے پہلے آپ کا سر مبارک کاٹا اور قیس
بن اشعث نے آپ کا پیراہن شریف اوتار لیا اور حبیب بن مدرک نے آپ کی تلوار لی
اور شمر اور ابن سعد نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ خیمۂ حرم محترم کو لوٹ لو علی بن حسینؑ یعنی
حضرت امام زین العابدینؑ اوس عرصہ مین بیمار تھے شمر شقی نے جو اون کو دیکھا تو چاہا کہ اونکو
بہی قتل کرین ایک شخص نے اوس ناپاک کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ ای بے رحم مسلمان آدمی کفار
کے لڑکون کو قتل نہین کرتے تو اس بیمار امیر المومنین کے لڑکے کو مارے ڈالتا ہے
ذرا تو خدا سے ڈر شمر بدبخت بولا کہ مجکو ابن زیاد نے حکم دیا ہے کہ آل مصطفے سے
کوئی مرد زندہ نرہے اوسنے کہا کہ آخر یہ بیچارے ابن زیاد کے پاس جاتے
ہین وہ جو چاہے گا سو کرے گا تجہے کیا ضرور ہے کہ اس لڑکے کو بہی قتل کر ڈالے
القصہ بعد اس ظلم و ستم کے اشقیای بیدین نے اہل حرم کو شتران بے پردہ پر سوار
کر کے اور حضرت امام زین العابدینؑ کو ایک اونٹ پر بٹہا کر کوفے کو روانہ ہوے لکھا ہے
کہ بعد خاتمۂ شہادت آل مصطفے کے ابن سعد نے ایک روز کربلا مین مقام کیا اور اسکی
فوج کے لوگ جتنے فی النار و السقر ہوے تھے اونکو تجہیز و تکفین کر کے دفن کیا بعد
ازان نے شہدای کربلا کے لاشہای بے سر کی کچہ پروانہ کی [illegible]
مع فوج لشکر کوچ کیا لکھا ہے کہ تین دن تک لاشے شہدا [illegible]
پڑے رہے تیسرے روز مردم غاضریہ [illegible] کربلا کے خبر پا کر جسم مبارک
جناب سید الشہدا علیہ السلام کو ایک قبر مین اور شہدا [illegible] آپ کے پہلو مین

اور باقی شہیدون کو یعنی حضرت کے انصار و صحاب کو ایک قبر مین دفن کر دیا اب نام اونکا جو عزیزان خاص جناب سید الشہدا کے معرکہ کربلا مین آپ کے ساتھ شہید ہوئے سن لیا چاہیے اور مینہ آنسوونکا چشم تر سے برسائیے یعنی پانچ بھائی حضرت امام حسینؑ کے حضرت عباسؓ اور عثمانؓ اور محمدؓ اور عبداللہؓ اور جعفرؓ فرزندان جناب حیدر کرار اور تین بھتیجے آپکے حضرت امام حسن علیہ السلام کے صاحبزادے قاسمؓ اور عبداللہؓ اور عمرؓ اور بعض کے نزدیک چوتھے بیٹے بھی حضرت امام حسن علیہ السلام کے کہ اونکا نام ابوبکر تھا وہ بھی کربلا مین شہید ہوئے اور دو صاحبزادے حضرتؑ کے ایک علی اکبر اور دوسرے عبداللہ کہ بالفعل اون کا نام علی اصغر مشہور ہے حضرت علی اکبر تو آپ کے سامنے لشکر کفار سے لڑکر شہید ہوئے اور علی اصغرؓ اونکا سن کم تھا شیر خوار تھے آپ اونکو گود مین لیے تھے کہ ناگاہ تیر کسی بدبخت کا اونکے حلق پر لگا اور کنار پدر مین درجہ شہادت پایا اور دو بھانجے آپ کے محمدؓ اور عونؓ بیٹے حضرت زینبؓ اور عبداللہ بن جعفر طیار کے اور تین بیٹے عقیل کے عبداللہ اور عبدالرحمن اور جعفر حضرت مسلم کے بھائی یہ سب ملکر سترہ آدمی خاصان اہلبیت سے معرکہ کربلا مین جناب سید الشہدا کے ساتھ شہید ہوکر فردوس برین مین داخل ہوئے اور سوا ان کے اور اولاد مہاجرین و انصار کی بھی جو آپ کے ساتھ شہید ہوئی اور حضرت علی اوسط کہ جنکا نام امام زین العابدینؑ ہے وہ اون روزون مین بہت بیمار تھے طاقت نشست و برخاست بھی اون مین نہ تھی لکھا ہے کہ جب علی اکبر شہید ہو چکے حضرت امام زین العابدین عصا تھام کر جناب سید الشہدا کی خدمت مین آئے اور عرض کی کہ یا حضرت اب میری باری ہے مجکو اجازت دیجیے کہ مین بھی آپ کے روبرو اعدا سے مقابلہ کرکے درجہ شہادت حاصل کرون اور اس لذت سے محروم نہ رہون جناب سید الشہدا نے فرمایا

کہ بیٹا صبر کرو تم یادگار رسول خدا اور بقیۂ آل عبا ہو اگر تم بھی شہید ہو جاؤ گے تو نسل سید الشہدا
کی بالکلیہ منقطع ہو جائیگی تم ہرگز یہ قصد نہ کرو اور صبر و شکر مین مصروف رہو ابھی تمکو بہت
بڑے بڑے معاملے دیکھنا ہین تم پر کیا کیا نہ گذرے گی خبردار ایسا نہ ہو کہ تمہارے ثابت قدمی
مین کسیطرح کی لغزش آنے پائے بیٹا صبر کرو استقلال کو ہاتھ سے نہ دو یہ فرمایا اور امام
زین العابدین کو پھر خیمۂ حرم محترم مین رخصت کیا اب جاننا چاہیے کہ اولاد شریف امام
حسین مین اختلاف ہے ابن جوزی محدث اپنی کتاب صفوۃ الصفوۃ مین لکھتے ہین
کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے تین لڑکے تھے علی اکبر اور علی اصغر اور جعفر اور دو
صاحبزادیان فاطمہ اور سکینہ اور ابن الاخضر نے معالم العترۃ مین لکھا ہے کہ حضرت امام حسین
علیہ السلام کے چار لڑکے تھے اور تین صاحبزادیان اون تین صاحبزادون پر عبداللہ
کو زیادہ کیا ہے اور حافظ محب الدین ابو العباس نے ذخائر العقبیٰ میں نقل کیا ہے
کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے چھ لڑکے اور تین صاحبزادیان تھین علی اوسط اور محمد
کو زیادہ کیا اور صاحبزادی کا نام زینب لکھا اور بعض کے نزدیک علی اوسط حضرت امام
زین العابدین کا لقب ہے اور بعض اونکو علی اوسط بھی کہتے ہین اور محمد اور جعفر کا
حال معلوم نہین شاید کہ قبل بلوغ وفات کر گئے ہون اور آپ کے صاحبزادون
مین سے فقط علی زین العابدین معرکۂ کربلا مین زندہ بچے تھے جناب کبریا نے اونکی
اولاد مین اسقدر برکت دی کہ تمام زمانہ سادات سے بھرا ہوا ہے اور قیامت تک
تمام عالم آپ کی اولاد سے خالی نہ ہوگا اور یہ فیض و برکت [illegible]
رہیگا جناب علامہ شاہ عبدالعزیز قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنی بعض تصنیفات
مین لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کربلا مین تشریف لائے آپکے ساتھ

تین صاحبزادے تھے ایک علی اوسط امام زین العابدین ع اوس ایام مین بیمار تھے
اور علی اکبر اونکی بائیس برس کی عمر تھی لڑکر شہید ہوے اور تیسرے صاحبزادے
اونکے نام مین اختلاف ہے بعضے عبداللہ اور بعضے علی اصغر کہتے ہین وہ بہی شہید ہوے
مگر شیر خوار تھے لعین مدت عمر کی بالتحقیق معلوم نہین اور اون کے شہید ہونیکی یہ وجہ ہے
کہ جب اونکا حال پیاس سے متغیر ہوا حضرت نے اونکو اپنی گود مین لیکر زبان
مبارک اون کے منہ مین دی کہ تسکین ہو جاوے اور یہ معجزہ جناب رسولخدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا ابتک جاری تہا اتنے مین کسی بدبخت کا تیر علی اصغر کے حلق پر لگا اور کنار
پدر مین شہید ہوے اور ایک صاحبزادی آپ کی جنکا نام سکینہ تہا اور حضرت قاسم کے
ساتہ منسوب تہین سات برس کی عمر تہی وہ آپکے ساتہ تہین روایت اون کے نکاح کی
حضرت قاسم کے ساتہ فریقین کے نزدیک صحیح نہین محض غلط ہے اوسوقت مین ایسے کام
کی فرصت کہان تہی اور جو یہ مشہور ہے کہ حضرت سکینہ نے دیار شام مین وفات پائی
یہ بہی سراسر غلط ہے وہ اہل بیت رسالت کے ساتہ دیار شام سے مدینہ مین آئین
اور مصعب بن زبیر کے ساتہ اون کا نکاح ہوا اور زبیر حضرت پیغمبر صلعم اور حضرت علی کی پہوپی کے بیٹے
ہین اور بڑی صاحبزادی آپ کی کہ جنکا نام فاطمہ صغری تہا اونکے شوہر کے ساتہ کہ حسن مثنی اونکا نام تہا اور حضرت
امام حسن کے صاحبزادے تہے وہین مدینہ مین رہتے تہے جناب سید الشہدا کے
ساتہ کربلای معلی مین نہین آئے اور حضرت امام زین العابدین کی ماں کا نام شہربانو ملقب بشاہ
زنان لڑکی یزدجرد بن خسرو پرویز بن کی بیع شیران اور علی اکبر کی ماں کا نام لیلی بنت
ابی مرہ بن عروہ بن مسعود کی لڑکی سردار قبیلہ بنی ثقیف کی تہی اور علی اصغر کی ماں
کا نام یاد نہین کہ کیا تہا اسقدر معلوم ہے کہ تو عرب اور نسل بنی قضاعہ سے تہی اور

خوب آراستہ کیا اور دربار عام کر کے وضیع و شریف لوگوں کو اجازت عام دی کہ آج سب چہوٹے بڑے حاضر ہوں اوس شقی کے مجلس میں ایک مجمع عظیم ہوا اور اقاصی و ادانی کوفے کے جمع ہو کر آئے اوسوقت بدبخت نے حکم دیا کہ پہلے شہیدوں کے سر مع سبایای اہلبیت تمام کوفے میں کوچہ بکوچہ اور دربدر پھراؤ بعد اسکے میرے سامنے لاؤ اشقیای بدنہاد نے سر شہدای کربلا کے نیزہ پر اور بندیان اہلبیت کو بہیئت کذائی تمام کوفے میں پھرا کر اوس شقی ناپاک کے آگے لائے جبکہ سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کا اوسنے دیکہا بدبخت بہت خوش ہوا اور ہنسا اور ایک لکڑی اوسکے ہاتہ میں تہی وہ آپ کے لب و دندان مبارک پر مارتا تہا اور واہیات بکتا تہا لکہا ہے کہ زید بن ارقم ایک شخص تھے صحابہ کبار میں وہ اتفاقا اوس مجلس میں حاضر تھے جب انہوں نے ایسی بے ادبی اوس شقی کی دیکہی اور کچہ بس نہ چلتا اون کا نہ تہا مگر یہ کہ خوب روئے اور اوس بدبخت سے کہا کہ ای بے دین یہ کیا کرتا ہے خبردار اس لکڑی کو لب و دندان حسین پر پہر نہ مارنا قسم خدا کی کہ میں نے بارہا بچشم خود دیکہا ہے کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لب و دندان حسین کو چوما کرتے تھے اور پیار فرماتے تھے جب ابن زیاد شقی نے زید بن ارقم کو روتے دیکہا اور اون کی زبان سے یہ بات سنی کہنے لگا کہ ای زید بن ارقم اگر تو بڈہا نہوتا میں تیری ہی گردن مارتا زید بن ارقم بولے کہ ای ابن زیاد میں ایک بات اس سے بڑہ کر کہتا ہوں کہ اوسکے سننے سے تو اپنے غصہ میں جلکر کباب ہو جائے وہ یہ ہے کہ ایک روز میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا کہ آن حضرت نے امام حسن کو اپنی داہنی اور امام حسین کو بائیں پر بٹہایا اور اون کے سر پر ہاتہ پہیرا اور فرمایا کہ

ای بار خدا مین ان دونون کو تجھے اور تیرے بندگان صالح [illegible]
ای ابن زیاد یہ بتا کہ تو نے اس امانت رسول خدا کے ساتھ کیا کیا پھر کہا کہ اے
دشمنان آل نبیؐ تم سے خدا و رسولؐ ہرگز خوش نہین ہے کہ تم نے لخت جگر
فاطمہؑ زہرا کو قتل کیا اور ابن مرجانہ یعنے ابن زیاد کو اپنا امیر مقرر کیا یہ کہکر اوس مجلس سے
روتے ہوئے اپنے گھر گئے لکھا ہے کہ اس حال [illegible] ابن زیاد شقی منبر پر چڑھا اور خطبہ پڑھا اور
کہا کہ شکر خدا کا کہ اوسنے جو بات حق تھی وہ ظاہر کی یعنی یزید پلید اور اوسکے لشکر کو فتح
دی اور امام حسینؑ کہ بر سر باطل تھے اونکو قتل کرایا اور اسطرح کے بہت سے کلمہ کفر
بیہودہ بکنے لگا اسکے سننے سے عبداللہ بن عفیف کہ بڑے صالح اور پارسا تھے اون سے
ضبط نہو سکا وہ کھڑے ہوگئے اور کہا کہ اے دشمن خدا اور اے عدو مصطفےٰ تو اور تیرا
تیرا باپ جھوٹا اور جسنے تجکو حاکم کیا وہ جھوٹا واے بحال تو کہ تو نے اولاد پیغمبرؐ کو قتل کیا
اور اہلبیت رسالت کو ایذا دی اور یہ منبر مقام نیک مردوں کا ہے اوسپر چڑھ کر ایسے
لغو باتین بکتا ہے اور تجکو خدا و رسولؐ سے شرم نہین آتی کہ ایسا صریح جھوٹ
بک رہا ہے ایک روایت مین آیا ہے کہ جب اسیران اہلبیت ابن زیاد شقی کے
سامنے آئے وہ ناپاک اپنی زبان مین بولا کہ شکر خدا کا کہ ہمارے دشمنونکو
سختی دی اور مصیبت و بلا مین گرفتار کیا حضرت ام کلثوم نے جواب [illegible]
خدا کا کہ اوسنے ہمکو اہلبیت رسالت اور نبوت بنایا اور [illegible]
اور ہمارے حق مین آیہ تطہیر نازل فرمائی [illegible]
کی دیکھی کہ اوسنے کیا کیا حضرت ام کلثوم نے جواب دیا [illegible]
ہے کہ اللہ تعالے نے تم سب کو روز حشر مین جمع کرے [illegible]

صبر کی داد دیوے اس بات سے ابن زیاد شقی برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اللہ تک
کہا استقدر حمیت باقی ہے چاہا کہ کچھ اذیت دے اسمین لوگون نے کہا کہ عورتون کی
کہنے کا کیا اعتبار ہے جانے دے درگذر کر بعد اسکے جب اوسکی نظر امام زین العابدین
پر پڑی پوچھا کہ یہ کسکا لڑکا ہے اور کون ہے لوگون نے کہا کہ علی بن حسین اسی کا
نام ہے حکم دیا کہ اسکو بھی قتل کرو مجکو یہ نہین منظور ہے کہ اولاد فاطمہ مین سے ایک شخص
بھی زندہ رہے کوتوال نے قصد کیا کہ امام زین العابدین کو باہر لیجاکر شہید کرڈالے
حضرت زینب ع نے اونکو پکڑ لیا اور کہا کہ اگر مارتا ہے تو ہم سبکو مار ڈال فقط ایک شخص
ہم لوگون مین مرد کی صورت بچا ہے اگر اوسکو بھی مار ڈالوگے تو ہم سب عورتین بے محرم
رہ جائینگی ابن زیاد حضرت زینب کی کلام سے کانپ گیا اور ڈرکر قتل زین العابدین
سے باز رہا لکھا ہے کہ جب اہلبیت رسالت باین حال پریشان ننگے سر لائے گریبان کوفہ
تک پہونچے تو اہل کوفہ اون کا حال لیا دیکھ کر بہت متاسف ہوئے اور رونے
لگے حضرت ام کلثوم نے کہا کہ اے مردم کوفہ اب کیون روتے ہو یہ جو کچھ ہوا تمہارے ہی ہاتھون
سے ہوا پھر تیس ہوا اشعار درد آمیز اپنی زبان سے ارشاد فرمائے ترجمہ اونکا یہ ہی لمؤلفہ

رسول ہاشمی کو جواب کیا دوگے ۔۔۔ جو وہ سوال کرینگے کہ او بروز جزا
کہ اپنے میرے اہلبیت سے تمنے ۔۔۔ ذرا بتاؤ کہ کسطرح کا سلوک کیا
[illegible] کیا اسلام کی یہی تھی شان ۔۔۔ کہ بھوکا پیاسا میرے اہلبیت کو مارا
حسین کو میرے کسطرح کی اذیت دی ۔۔۔ کہ اوسکی خنجر بیداد حلق پہ پھیرا
[illegible] کا ہی ملنے تمہین اجرت کی ۔۔۔ دکھائی مینے تمہین دین حق سے راہ خدا
تم اپنے دلمین تو اسباب کا کرو انصاف ۔۔۔ کہ میرے ساتھ مناسب یہ تمکو کرنا تھا

پھر ابن زیاد شقی نے حکم دیا کہ ان سب کو قید خانہ مین لیجاؤ زید بن ارقم سے روایت ہے کہ جسوقت سر امام حسین علیہ السلام کا نیزہ پر کوفی مین آیا اور میرے گھر کے پاس ہوکر نکلا مین اپنے دروازہ مین بیٹھا تھا جب میرے مقابل آیا تو مینے سنا کہ سر مبارک نے اس آیت کو پڑہا اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا زید بن ارقم کہتے ہیں کہ مینے یہ آیت آپ کی سر مبارک کی زبان سے سنی واللہ کہ میرے بدن پر بال کھڑے ہوگئے اور مینے کہا کہ یا ابن رسول اللہ سچ ہی آپکا قصہ اصحاب کہف سے بھی عجیب تر ہی بعد اسکے ابن زیاد شقی نے سر جناب سید الشہداء مع اہل بیت نبوت اور رسالت شمر ذی الجوشن شقی کو یزید کے پاس روانہ کیا قافلہ اہلبیت کا شتران بے پردہ پر سوار اور سر مبارک امام حسین اور سب شہیدون کا سر بر سر نیزہ جس شہر دیار مین پہونچا اوسے دیکھتا تھا اور واویلا وا مصیبتا کی زمین سے آسمان تک پہونچی الغرض بعد قطع منازل اور طے مراحل کے اہل حرم با حال پریشان دمشق مین ہوئے پہنچے جب کہ ... یزید ... اوسنے اپنے مکان کو آرایش سے خوب درست کیا اور سب ... تمام جمع ہوے اوسوقت یزید نے حکم دیا کہ اسیران اہلبیت کو حاضر کرو ... شہداء کربلا اوسکے روبرو گئے یزید نے ایک ایک کا سر دیکھنا اور ... شروع کیا شمر شقی نے سر مبارک جناب سید الشہداء کو اوس ... وجدال با فتخار بیان کیا وہ بدبخت معاملہ کربلا کو ... دیتا تھا اور خوش ہوتا تھا اور اشعار ابن الزبعری شاعر کے کہ در تضمین کا ایک مصرعہ یہ ہے ...

لیت اشیاخی ببدر شہدوا پڑہتا تہا اور کمال سرور و تفاخر کر
رتا تہا اور ایک لکڑی درخت خیزران کی کہ ملک شام مین وہ درخت پیدا
ہوتا ہے وہ اوسکے ہاتہ مین تہی اوسکو لب و دندان جناب سید الشہدا علیہ السلام
پر مارتا تہا اور بہ تعجب کہتا تہا کہ ای اباعبداللہ مجہے یہ گمان نہ تہا کہ تمہارا اتنا
سن ہوا اور بال تمہارے خضاب سے محفوظ ہین مناقب السادات مین منقول
ہے کہ جسوقت سر مبارک امام حسین علیہ السلام کا یزید پلید کے آگے لے گئے وہ بدبخت
شراب پی رہا تہا سر مبارک کو دیکہکر بہت خوش ہوا و بہت سی اہانت کی جب یہ
حال بعض صحابہ رسول خدا نے سنا روتے ہوے دوڑے اور اوس بیدین سے
کہا کہ ای ملعون یہ کیا کرتا ہے خدا سے نہین ڈرتا اوس شقی نے اون سب کو قتل
کیا لکہا ہے کہ سات صحابہ کو اوسنے قتل کیا روایت ہے کہ سمرہ بن جندب صحابی رسول
کے اسوقت اوسکی مجلس مین حاضر تہے اونہون نے جب بے ادبی یزید پلید کی
دیکہی کہ خیزران کی لکڑی آپ کے لب و دندان پر مارتا ہے بے اختیارانہ اونسے
ضبط نہو سکا اور یزید پلید سے مخاطب ہو کر کہا کہ قطع اللہ یدک یعنی ای یزید
خدا تیرے ہاتہ کاٹے یہ کیا حرکت ناشایستہ کرتا ہے کہ لب و دندان حسین کو بوسہ گاہ
رسول مقبول تہے اون کے ساتہ تو ایسی بے ادبی کرتا ہے یزید پلید نے غصہ ہو کر
کہا کہ اگر تو صحابی نہوتا اور پاس شرف صحبت رسول خدا کا اسوقت مانع
نہ آتا تو مین بیشک تیری گردن مارتا سمرہ نے کہا سبحان اللہ میری مروت تو فقط بہ شرف
صحبت رسول خدا کی کرتا ہے اور اون کے جگر گوشگان خاص سے ایسا معاملہ کیا
کہ کوئی کافر کسی ادنی مسلمان سے نہین کرتا ہے کہ تو نے امیر المومنین بن امیر المومنین کو

اس طرح سے قتل کیا یہ کہکر اوسکی مجلس سی اوٹھہ کہڑے ہوئے اور روایت ہے کہ ایک
سوداگر یہودی اوسوقت اوس مجلس مین حاضر تہا اوسے جو سر مبارک حضرت امام
حسین علیہ السلام کا دیکہا پوچہا کہ یہ کیسکا سر ہے یزید نے کہا کہ یہ اوس شخص کا سر ہے
کہ جسنے میرے ساتہ دعویٰ مخالفت او مقابلہ ہمسری کیا تہا وہ یہودی بولا کہ معلوم
ہوتا ہے کہ یہ شخص اپنی قوم کا بڑا شریف تہا کہ اوسکو یہ حوصلہ تہا یزید نے کہا کہ ہان
شرفای بنی ہاشم سے تہا یہودی نے پوچہا کہ اس صاحب سر کا نام کیا تہا اور اوسکی
مان باپ کون تہے یزید بولا کہ اس شخص کا نام حسینؑ اور اوسکے باپ کا نام علیؑ بن
ابی طالب اور اوسکی مان کا نام فاطمہؑ یہودی نے کہا کہ فاطمہؑ کسکی لڑکی تہی یزید نے
کہا کہ لڑکی محمد رسول اللہ کی یہودی نے کہا معلوم ہوا کہ یہ تمہارے نبی کی لڑکی کے
لڑکے کا سر ہے یزید نے کہا ہان یہودی یہ سنکر متعجب ہوا اور بہت افسوس کرکے
کہا کہ ای یزید مجہمین اور حضرت داؤد پیغمبر مین ستر پشت کا فاصلہ ہے مین اونکی اولاد
مین مشہور ہون جتنے یہودی ہین اب تک میری تعظیم تکریم ایسی کرتے ہین کہ مین
کچہ کہہ نہین سکتا اور کمال لطف و مدارات سے پیش آتے ہین اور تمہارا نبی کل کی
بات ہے کہ اس جہان سے اوٹہا ہے اور آج تم نے اوسکی اولاد خاص کے
ساتہ یہ معاملہ کیا کہ کسی نے ایسا واقعہ نہ آنکہون سے دیکہا ہوگا نہ کانون سے
سنا ہوگا افسوس کہ تم بہت برے لوگ ہو تم سے خدا کی پناہ لکہا ہے کہ
پلید سر مبارک جناب سید الشہدا کے ساتہ بے ادبیان کر رہا تہا
قیصر روم کا قاصد بہی کسی تقریب سے اوسکی مجلس مین تہا وہ بولا کہ ای یزید ہملوگ
نصاری ہین اگر کسی خبر سے بہی نشان سم خر عیسیٰ علیہ السلام کا پاتے ہین تو ہر سال

اوسکی زیارت کو جاتے ہین اور جواہرات اور موتی اور بہت سی قسم کی چیزین تحفہ
بطریق نذر لیجاتے ہین اور اوسکی بہت سی تعظیم کرتے ہین جسطرح کہ تم لوگ خانہ کعبہ
کی بزرگی کرتے ہو اور اوسکا ادب بجالاتے ہو حیف کہ تم نے اپنے پیغمبر کے فرزند کو مارا
اور اوسکی ذریت کو قید کیا اور ایسی ایسی تکلیفین دین تم لوگ اچھے آدمی نہین ہو یزید کہنے لگا
کہ چپ ہو ورنہ تو قیصر روم کا قاصد ہے اوسکی مروت اور پاس مجھے مانع ہے نہین تو
ابھی تجکو قتل کرتا اوسنے کہا اے بیدین تجھے شرم نہین آتی کہ تو قیصر روم کا تو پاس
کرے اور اولاد رسول خدا کا تجکو ذرا لحاظ نہو غرض کہ یزید بھیجنا معقول ہوکر حیلے سے
اور اسیران اہلبیت کیطرف متوجہ ہوکر حضرت زینب و ام کلثوم اور امام زین العابدین کو
نزدیک بلایا جسوقت کہ نظر حضرت زینب کی سر مبارک حضرت امام حسین پر پڑی بے اختیار
ہوکر بہت روئین اور اتنی گریہ زاری کی اور یزید سے کہنے لگین کہ سن تو اے بدبخت تو نے
اپنی عورتون کو پردے مین بٹھایا اور دختران رسول خدا کو اسطرح سے بے پردہ کیا کہ مجمع
کثیر مین اپنے سامنے بلایا اور رسول خدا کا کچھ تو نے پاس نہ کیا اہل بیت رسالت کہ
جنکے حق مین آیۂ تطہیر نازل ہوئی ہے اون کے ساتھ تو نے یہ معاملہ کیا قیامت کے
دن اسکا کیا جواب دیگا یزید نے پوچھا کہ یہ کون عورت ہے لوگون نے کہا
کہ حضرت حسین کی بہن اور فاطمہ زہرا کی لڑکی ہے بعد اسکے ام کلثوم سر مبارک سے
لپٹ کر اسقدر روئین یہانتک کہ بیہوش ہوگئین جب ہوش آیا یزید کے حق مین
بددعا کی کہ اے یزید خدا تجھے دنیا مین برباد کرے اور تو اپنی زندگی سے متمتع نہ ہو جیسا
کہ تو نے ہمارے ساتھ کیا آخرت مین اسکی سزا تجھے ملیگی اور اپنا حال تو وہان دیکھنا کہ کیا ہوگا
یزید نے پوچھا کہ شاید یہ بھی حسین کی بہن ہے لوگون نے کہا کہ ہان ہے حضرت زین العابدین

کی طرف متوجہ ہوکر پوچھا کہ یہ کسکا لڑکا ہے حاضرین بولے کہ یہ علی بن حسین فرزند حسینؑ بن علیؑ کا ہے کہنے لگا کہ مینے سنا تہا کہ علی بن حسینؑ قتل ہوگیا لوگ بولے کہ حسین کے تین لڑکے تھے علیؑ اکبر اور علیؑ اوسط اور علی اصغر علی اکبر اور علی اصغر تو شہید ہوے یہ علیؑ اوسط بیمار تھے اسواسطے انکو قید کر لائے اسمین یزید بولا کہ اے لڑکے کچہ جانتا ہے کہ تیرا باپ یہ چاہتا تہا کہ مسند خلافت پر بیٹھے اور اوسکے نام کا خطبہ منبرون پر پڑہا جاوے بارے خدا کا شکر ہے کہ وہ اپنی مراد کو نہ پہونچا حضرت امام زین العابدین نے فرمایا کہ اے یزید یہ تو بتلا کہ یہ منبر ہمارے آبا و اجداد نے مقرر کیئے ہین یا تیرے باپ دادا نے اور خلافت اور امامت ہمارے خاندان مین ہے کہ جنہون نے دشمنان خدا سے جہاد کیا اور کفار و مشرکین کو قتل کیا او مسلمان کیا یا تیرے گھرانے مین کہ ہمیشہ سے باپ دادا تیرے شرک و کفر کرتے رہے ہے صبر کر کچہ دور نہین ہے روز حشر کو یہ معاملہ فیصل ہوگا اور داد ہماری اللہ کے ہاتہ ہے تو نے نہین سنا کہ خدائے تعالی شانہ قرآن مجید مین فرماتا ہے کہ بہت قریب ہے کہ جان لینگے وہ شخص کہ جنہون نے ظلم کیا کہ کس کروٹ سے وہ کروٹ دیئے جاوینگے یہ کہکر کلام کو ختم فرمایا پھر یزید شقی نے حکم دیا کہ سر مبارک کو اور جو سر ہین اون سب کو دروازے مین دمشق کے لٹکا دو چنانچہ لکہا ہے کہ تین روز تک سر مبارک سید شہداؑ کا دروازہ دمشق پر لٹکا رہا اور بعد تین روز کے ... کہ اہلبیت رسالت کو مع سرہای شہدا مدینۂ منورہ مین پہونچا دو اب سمجھا چاہیئے کہ روایات متعددہ صحیحہ سے ثابت اور متحقق ہے کہ یزید پلید بے شبہہ قتل امام

حسین علیہ السلام سے بہت خوش ہوا اور اوسکے آمر ہونے مین کچھ شک نہین
اوسنے حکم قتل ضرور دیا تھا اور وہ بدل اسبات پر راضی تھا کہ حسین قتل ہون
چنانچہ مذہب مختار جمہور اہل سنت وجماعت کا یہی ہے اور یہ بات کتب معتمدہ سے
مثل مفتاح النجاۃ مرزا محمد بخشی اور مناقب السادات ملک العلماء قاضی شہاب الدین
دولت آبادی اور شرح عقائد نسفی ملا سعد الدین تفتازانی اور تکمیل الایمان شیخ عبد الحق
محدث دہلوی اور سوا ان کے اور کتابون سے بھی ثابت ہے اسیواسطے لعن
اوس ملعون کی دلائل وبراہین ساطعہ سے ثابت کی ہے جناب مولانا دام ظلہم
استفتا مین فرماتے ہین کہ مذاہب راقم الحروف اور جو کہ میرے استاتذہ صوری
ومعنوی ہین اون سب کا یہی مذہب ہے کہ یزید پلید آمر اور راضی اور مستبشر امام حسین علیہ
السلام کے قتل پر تھا اور اسی سبب سے وہ پلید مستحق لعنت ابدی اور عذاب سرمدی
کا ہوا اور اگر اس امر مین غور کیجیے تو اوس ملعون کے حق مین فقط لعنت اور لعن
پر اکتفا کرنا نچاہیے اوس سے ایسا گناہ عظیم ہوا ہے کہ اس گناہ شدید کی
حقیقت منتقم حقیقی خوب جانتا ہے اور تائید اس بات کی کلام جناب شاہ صاحب
صاحب تحفہ اثنا عشریہ قدس اللہ سرہ العزیز کا ہے کہ انہون نے رسالہ
یعنے شاہ عبد العزیز ۱۲
حسن العقیدہ کے حاشیہ مین کلمہ علیہ ما یستحقہ پر تعلیق فرمائی ہے یعنے فرماتے ہین کہ یہ کلمہ
علیہ ما یستحقہ یزید کے حق مین کنایہ ہے لعنت سے اور اَلْکِنَایَۃُ اَبْلَغُ مِنَ الصَّرَاحَۃِ
قواعد مشہورہ عربیہ سے ہے کیا معنے کہ جو بات اس کلمہ مین پائی جاتی ہے وہ
فقط لعنت مین نہین ہے اور حق یہ ہے کہ اوس پلید کے حق مین فقط لعنت
پر اکتفا کرنا زیبا نہین اس وجہ سے کہ اللہ تعالے نے لعنت تو فقط اوس شخص پر

[illegible]

قرآن مجید مین فرمائی ہے کہ قتل ایک مومن کا کرے اور وہ آیت یہ ہے
وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ
عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا اور اوس شقی نے ایسے
امیر المومنین ابن امیر المومنین کو قتل کیا سزا اس کی اللہ خوب جانتا ہے کہ کسقدر
ہے یہ ناپاک تو مستحق اوس بات کا ہے کہ لعنت سے کروڑ درجے زیادہ ہو و
اس کا علم سوای علام الغیوب کے بشر کو حاصل نہین ہو سکتا واللہ اعلم وعلمہ احکم انتہی کلامہ کیف
اب سنا چاہیے کہ دفن سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام مین اختلاف ہی
اور جو بات کہ بہ تحقیق ثابت ہوئی وہ یہ ہے کہ سر مبارک آپکا مدینہ منورہ جنۃ البقیع مین
مدفون ہے چنانچہ قرطبی نے لکھا ہے کہ یزید نے سر مبارک آپکا مدینے مین بھیجا
اور اوسکو کفن دیکر حضرت فاطمہ علیہا السلام کی قبر مبارک کے پاس دفن کیا اور خلاصۃ
الوفا مین روایت ہے کہ جسم مبارک جناب سید الشہدا علیہ السلام کا کربلای معلے مین
اور سر مبارک مدینے مین حضرت امام حسن کی قبر کے پاس مدفون ہے اور جو یہ مشہور
ہی کہ سر مبارک کربلا مین دفن ہوا اس روایت کی صحت ثابت نہین ہوئی اور بعضے
کہتے ہین کہ سر مبارک امام حسین کا یزید کے خزانے مین تھا جب سلیمان بن
عبد الملک بادشاہ ہوا اور اوس کو خبر ہوئی تو سر مبارک کو اپنے پاس منگا کر دیکھا کہ استخوان
باقی ہین پس اوسنے اوسمین خوشبو ملی اور کفن دیا او مسلمانون کے مقبرے مین دفن کروا دیا کہ
ایکرات خواب مین دیکھا کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکے
فرماتے ہین وسنے تعبیر اس خواب کی حسن بصری سے پوچھی اونھون نے کہا
کہ معلوم ہوتا ہے کہ کچہ کسی طرح احسان تیرے ہاتھ سے اہل بیت کے حق مین ادا

وہ بولا ایک بات تو ہے کہ سر مبارک حضرت امام حسینؑ کا جو خزانہ یزید مین رکھتا تھا
اسکو مین نے نکالکر کفن دیا اور نماز جنازہ پڑہکر دفن کردیا حسن بصری بولے کہ البتہ
یہ کام باعث خوشنودی آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوا ہوگا الغرض اسطرح
روایتین بہت ہین مگر صحیح وہی قول اول ہے کہ سر مبارک آپکا مدینہ منورہ جنۃ البقیع
مین مدفون ہے منقول ہے کہ جب یزید علیہ ما علیہ نے اہلبیت رسالت کو مدینے
کی طرف روانہ کیا نعمان بن بشیر کو حکم دیا کہ کچہ فوج اپنے ساتہ لیکر ان سب کو بحفاظت
مدینے مین پہونچا دے چنانچہ حضرت امام زین العابدین مع سید الشہدا و اہلبیت کو لیکر مدینے
منورہ کو روانہ ہوئے اور یہ روانگی بہی خالی از ذلت نہ تہی چنانچہ ابن جوزی محدث
نے لکہا ہے کہ ابن زیاد شقی نے جو کچہ ظلم کہ اہل بیت رسالت پر کیا اسکا تو کچہ تعجب
نہین کہ وہ شقی یزید پلید کا تابعدار تہا اور اوس بات پر مامور ہتا مگر یزید پلید کی گمراہی
و شقاوت سے البتہ تعجب ہے کہ اوس نابکار نے لکڑی لب و دندان حسینؑ پر ماری و اہل بیت
رسالت کو شتران بے پردہ پر سوار کرکے بذلت و خواری مدینے کیطرف بہیجا
اور نشان اسکا سوا اسکے اور کوئی نہ تہا کہ اوس لعین کے جی مین ایک کینہ ایام جاہلیت
کا کہ اوس کے اجداد جنگ بدر مین قتل ہوئے تہے تہا اس سبب سے اوسنے کچہ پاس
اہل بیت رسالت کا نہ کیا ورنہ یہ کیا بات تہی لازم تہا کہ سر مبارک کی تعظیم و تکریم کرتا
اور مراتب تکفین و تدفین بجالاتا اور اہلبیت رسالت کی ساتہ اخلاص سے پیش آتا
نیکی کرتا نہ یہ کہ ایسی بے ادبیان اور بدعتین کہین عیاذاً باللہ من سوء الخاتمۃ
القصہ جب نعمان بن بشیر بحکم یزید پلید اہل بیت کے پہونچانے پر مدینہ منورہ کو متعین ہوا
تو اوسکو اللہ نے ایک توفیق خیر عنایت کی کہ اثنا ے راہ مین وہ کمال آداب اور

اور حسن خدمت سے اہلبیت کے ساتھ پیش آیا اور اونکو کمال اطاعت اور پاسداری
جیسا کہ چاہیے مدینہ منورہ مین پہونچادیا جب خبر مراجعت اہل بیت رسالت کی دیار
شام سے مدینہ منورہ مین پہونچی سب مہاجرین انصار کی اولاد سب چہوٹے بڑے مدینے
کے استقبال کو دوڑے اہل بیت نبوت سے جب ملاقات ہوئی اور اون کا حال دیکہا
گریہ وزاری سے ایک ہنگامہ محشر برپا ہوگیا اور وہ شور واویلا تہا کہ جگر قلم اوسکے بیان
سے شق ہوجاتا ہے لکہا ہے کہ جو حال اہل مدینہ کا بروز وفات حضرت سرکائنات
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوا تہا وہی قیامت اوس دن بہی تہی کہ اہل بیت شام سے
مدینے مین پہونچے اور خصوصًا جو حال کہ حضرت ام سلمہ کا الم وغم سفر سے ہوا تہا
وہ بیان نہین ہوسکتا ایک ایک سے ملکر روتی تہین دیکہنے والون کا دل پہٹا جاتا
تہا آخر سب کو اوسی حالت سے روضہ مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لیگئین اور
وہان جاکر اسقدر روئین اور یہ حال سب کا ہوا کہ قریب تہا کہ کثرت غم والم سے طبقات
زمین وآسمان شق ہوجائین وزبان حال سے یہ فرماتی تہین لمؤلفہ غفرلہ

یا رسول اللہ ذرا دیکہو ہمارا حال زار | دشمنون کے ہاتہ سے کیسی ہوئی ہم افگار
جو مصیبت ہم پہ گذری کیا کرین وہ سکا بیان | کوئی دنیا مین نہ ہوگا اسطرح زار و نزار
قتل اعدا نے کیا کنبہ تمہارا سربسر | ظلم اعدا نے کیے آل نبی پہ بے شمار
بدعتین وہ کین کہ دنیا مین کوئی کرتا نہین | کچہ نہ سمجہے وہ نبوت کا ذرا عز و وقار
حال خستہ پر ہمارے اب نظر فرمائیے | کیا ہمارا حال ہے [illegible]
جور اعدا تم اگر آنکہون سے اپنے دیکہتے | [illegible] شام ہی ہوجاتے شکیبا
کون باقی ہے جسے اپنا دکہائین حال ہم | [illegible] یا رسول اکبر [illegible]

مین کسیطرح کا کلام اور شبہہ نہین ہے لمولفہ نظم

یہ حدیثین مستند ہین انکو اے یارو سنو
دلکو اپنے تم غم حسنین سے محزون کرو

یہ بیان وہ ہے سنا جس نے نہ آئی اوسکو تاب
فرط غم سے ہوگیا سینہ جگر اوسکا کباب

پتہرون کا دل بہی اس مضمون سے پانی ہو
جو غم حسنین مین زیادہ لاثانی ہوا

گر غم شبیر اپنے قبر مین لے جاؤگے
بعد مرنے کے ثمر رونیکا اپنے پاوگے

جیتے جی دنیا مین اس غم سے رہیگا جو ملول
ہاتہ مین محشر کو ہوگا دامن آل رسول

جناب شاہ عبد العزیز قدس اللہ سرہ العزیز رسالہ سر الشہادتین مین کہ جسکی شرح تحریر الشہادتین اور اوسکا ترجمہ اردو یہ تقریر الشہادتین ہی یون فرماتے ہین کہ بالتحقیق خبر دینا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس واقعہ شہادت سے بواسطہ وحی زبان حضرت جبرئیل اور ملائکہ کے بہی زبان سے مشہور و ثابت ہے یعنے جو حدیثین کہ اس واقعہ کربلا کے باب مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کین وہ نہایت مشہور اور متواتر اور صحیح ہین از انجملہ یہ ہے کہ روایت کی طبرانی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ بتحقیق فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خبر دی مجکو جبرئیل نے اس بات کی کہ بیٹا میرا حسین ہی شہید کیا جائیگا بعد میرے زمین طف مین اور لاکر دی مجکو مٹی اس جگہ کی اور کہا کہ یہ خاک اون کے مرقد کی ہے طف بالفتح اور تشدید فا [illegible] ہے قریب کوفے کے اور اب اوسکو کربلا کہتے ہین اور روایت کیا [illegible] ابو داؤد اور حاکم نے ام الفضل بنت حارث سے کہ [illegible] علیہ وآلہ وسلم نے کہ آئے میرے پاس جبرئیل اور یہ خبر دی مجکو کہ [illegible]

میری قتل کرے اس میرے لڑکے کو یعنی حضرت امام حسینؑ کو اور خاک سرخ
اوسکے مقتل کی مجکو لاکر دکہا دی اور روایت کی امام احمد نے کہ فرمایا پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ایک روز آیا ایک فرشتہ میرے پاس کہ وہ کبھی نہین آیا
تہا قبل اسکے اور مجہ سے کہا کہ یہ تیری لڑکی کا جو لڑکا ہے یعنے حسینؑ وہ شہید
کیا جائیگا اور تم چاہو تو مین خاک اوس زمین کی جہان یہ شہید ہوگا تمہین لاکر دکہا
دون پس لے آیا وہ فرشتہ تہوڑی سی خاک سرخ اور روایت کیا اس حدیث
کو بغوی نے اپنی کتاب معجم مین انسؓ سے کہ ایک روز اجازت مانگی ایک فرشتہ
نے کہ جو موکل بارش ہے اپنے خدای عزوجل سے کہ مین چاہتا ہونکہ زیارت کرون
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور آن حضرت اوسوقت حضرت ام سلمہ کے گہر مین
تہے پس آپ نے ام سلمہ سے ارشاد کیا کہ دروازہ بند کرو اور یہان کوئی آنے نہ پائے
حضرت ام سلمہ حسب ارشاد رسالت دروازہ پر بطور نگہبان جا بیٹہین اسے مین حضرت
امام حسینؑ آئے اور بزور گہر مین گہس گئے ام سلمہؓ کا منع کرنا نہ مانا اور وہ بہی سبب فرط محبت
کے روک نہ سکین کہ یہ دینے لگین گے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو
گود مین اٹہا لیا اور انکا منہ چومنے لگے پس وہ فرشتہ بولا کہ یا حضرت اب اس لڑکیکو
بہت چاہتے ہین حضرت نے فرمایا کہ ہان وہ کہنے لگا کہ قریب ہے کہ تمہاری
امت اس تمہارے لڑکیکو قتل کرڈالے اور اگر تم چاہو تو مین تمکو وہ مکان بہی
دکہا دون جہان یہ شہید ہوگا پس وہ تہوڑی سی خاک سرخ لے آیا وہ خاک حضرت
ام سلمہ نے اپنے کپڑے مین باندہ رکہی ردای کہ نام اوسکا ثابت ہے کہتا ہے
کہ شبیہ وہ مٹی کربلا کی تہی اور اسی حدیث کو ابو حاتم نے اپنی صحیح مین اور امام

احمد نے اپنی مسند مین روایت کیا ہے روایت کی حاکم اور بیہقی نے ام الفضل دختر حارث
سے ام الفضل کہتی ہین کہ ایکدن مین امام حسینؑ کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس
لیگئی اور آپ کی گود مین بٹھا دیا اتنے مین کیا دیکھتی ہون کہ رسول خدا کی دونون آنکھون
سے آنسو جاری ہین آپ فرمانے لگے کہ ای ام الفضل ابہی جبرئیلؑ نے آکر مجہ سے
کہا کہ اس لڑکے کو تمہاری امت قتل کریگی اور اوسکے مقتل کی خاک سرخ مجھے
لاکر دکہا دی روایت کی اسحق ابن راہویہ و بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ام سلمہؓ سے
کہ ایکدن رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دوپہر کیوقت سو رہے تہے یکایک جاگ اوٹھے
نہایت غمناک اور آبدیدہ اور آپ کے ہاتہ پر سرخ خاک تہی کہ اوسکو اوچہال رہے تہے
مینے پوچہا کہ یا رسول اللہ یہ مٹی کیسی ہی آپ نے فرمایا کہ جبرئیلؑ نے مجھکو خبر دی کہ یہ
یعنے حسینؑ زمین عراق مین شہید ہوگا اور یہ خاک سرخ اوسی مقام کی ہے روایت
کیا اس حدیث کو بیہقی اور ابو نعیم نے انس سے کہ ایک مرتبہ اجازت چاہی فرشتہ
موکل باران نے اپنے خدائے برتر سے کہ حاضر ہو جناب رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین اور اللہ نے اوسکو رخصت دی کہ جاوے فرشتہ آنحضرت
کے پاس آیا اتنے مین امام حسینؑ بہی آپ کے پاس پہونچے اور دوڑ کر آنحضرت کے
کندہون پر جا چڑہے وہ فرشتہ بولا کہ یا حضرت آپ انکو بہت پیار کرتے ہین آپ نے فرمایا
کہ ہان اوس فرشتہ نے کہا کہ آپ کی امت اس لڑکے کو شہید کریگی اور اگر تم چاہو
تمکو وہ مکان بہی دکہا دون جہان یہ شہید ہوگا پس اوسنے یہ کہا کہ
تہوڑی سی خاک سرخ آنحضرت کو لاکر دکہا دی حضرت [illegible] نے اوس خاک کو لیکر
اپنے کپڑے مین باندہ لیا راوی کہتا ہے کہ ہمنے اس بات کو سنا تہا کہ امام حسینؑ

کربلا میں شہید ہونگے یعنے راوی معرکہ کربلا تک بقید حیات تھا روایت کیا ابونعیم نے اس حدیث کو حضرت ام سلمہؓ سے کہ ایکدن حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ دونو میرے گھر میں کہیلتے تھے کہ ناگہان حضرت جبرئیلؑ آئے اور کہا ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے شبہ تمہاری امت اس لڑکیکو شہید کرے گی اور اشارہ کیا طرف امام حسینؑ کے اور تھوڑی سی خاک سرخ آنحضرت کو لاکر دکہا دی پس آپ نے اوس مٹی کو سونگہا اور فرمایا کہ اس خاک میں بوی کرب و بلا ہے اور فرمایا کہ ای ام سلمہؓ جب یہ خاک خون ہو جائے تم جان لینا کہ حسینؑ شہید ہو پس حضرت ام سلمہ نے اوس خاک کو ایک شیشے مین رکہہ چہوڑا سمجھا چاہیے کہ بعض روایات میں حضرت ام سلمہ سے منقول ہے کہ جس روز امام حسینؑ شہید ہوئے وہ خاک خون ہو گئی تہی اور بعض روایات مین لفظ خاک کی جگہ لفظ سنگریزہ وارد ہے روایت ہے کہ خاک مقتل حسین کی جبرئیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو لاکر دی تہی اور آپ نے حضرت ام سلمہ کو دیکر فرمایا تہا کہ جب یہ خاک خون ہو جا تو جان لینا کہ حسین شہید ہوے ام سلمہ کہتی ہین کہ عاشورے کے دن مینے جو اوس خاک کو دیکہا تو وہ خون تہی اور اون کنکریوں سے خون جاری تہا اور حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ جب شب قتل امام حسینؑ آئی مینے ایک آواز سنی مگر کہنے والا نظر نہ پڑا اور وہ جو کہتا تہا ترجمہ اوسکا یہ ہے **لموٴلفہ نظم** ای قاتلان بیحیا ای ظالمان باجفا لعنت ہے تیر سر بلا کرتے رہے سب انبیا + موسیٰ نے بھی عیسیٰ نے بھی داؤد خوش الحان نے بھی + ان سب نے تم پر لعن کی ای جاہلان اشقیا + تم سے خدا بیزار ہے تم پر خدا کی مار ہے + تم سب کا گہر فی النار ہے ای دشمنان مصطفاؐ + روایت کی ابن عساکر نے محمد بن عمر بن حسن سے کہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام

کے ساتھ کربلا میں نہر فرات پر تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے شمر ذی الجوشن شقی کو دیکھکر
فرمایا کہ سچا ہے خدا اور خدا کا رسول فرمایا ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گویا میں
ایک ابلق کتے کو دیکھتا ہوں کہ میرے اہلبیت کے خون میں منہ ڈالتا ہے کہتے
ہیں شمر شقی کو مرض برص تھا اس سبب آنحضرت نے اوس شقی کو سگ ابلق فرمایا اوسکی
بدن میں داغ سفید اوس مرض برص کے اور سیاہ رنگت جلد کی تھی اور ابلق دو رنگ کو
کہتے ہیں اور واقعی کہ یہ ملعون سب سے زیادہ اہلبیت کے قتل پر حریص تھا ان حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس لعین کی تخصیص فرمائی ابن سکن اور امام بغوی کتاب الصحابہ میں اور
ابو نعیم طریق سحیم سے انس بن الحارث سے روایت کرتے ہیں کہ سنا ہے میں نے
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ فرماتے تھے کہ بتحقیق یہ لڑکا میرا حسین
کربلا میں شہید ہوگا پھر تم میں سے جو کوئی اوس وقت موجود ہو حسین کا ساتھ دے
اوسکو کیا نہ چھوڑے پس جسوقت کہ امام حسین علیہ السلام نے قصد کربلا کا کیا انس بن حارث
آپ کے ساتھ گئے اور معرکہ کربلا میں امام حسین کے ساتھ شہید ہوئے جاننا چاہیئے
یہ حدیث احادیث احاد سے ہے جسنے یہ سنی اوسپر آپ کے فرمانے کا بجا لانا واجب ہوا
اسواسطے انس ابن الحارث نے حضرت امام حسین کا ساتھ دیا اور آپ کے ساتھ کربلا میں
جاکر درجہ شہادت پایا روایت کی بیہقی نے ابی سلمہ بن عبدالرحمن سے کہا
حسین علیہ السلام پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور
جبرئیل حضرت عائشہ کے بالاخانے پر بیٹھے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے حضرت جبرئیل نے کہا کہ عنقریب شہید کرے گی [illegible] امت آپ کی اگر آپ چاہیں
تو اوس زمین کا پتا بھی میں تمکو بتادوں [illegible] شہید ہوگا [illegible]

اور وہ ایک جگہ ہے عراق مین قریب کوفے کے لاب وسکو کربلا کہتے ہین اور تہوڑی سی خاک سرخ وہان کی آن حضرت کو لاکر دکہا دی اور اسی حدیث کو بیہقی نے دوسرے طریق سے ابی سلمہ اور حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے روایت کی ابونعیم نے یحییٰ حضرمی سے وہ کہتے ہین کہ مینے سفر کیا ہمراہ رکاب جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے صفین کیطرف اور وہ ایک مقام ہے مشہور نہر فرات پر کہ اوس جگہ حضرت مرتضیٰ علیؑ و معاویہ سے بڑی لڑائی ہوئی تہی جبکہ جنابؑ امیر نینوی مین پہونچے تو آپ نے بے اختیارانہ چلاکر کہا کہ صبر کرنا ہے ابا عبداللہ الحسینؑ نہر فرات پر راوی کہتا ہے کہ جب مینے یہ بات جناب امیر علیہ السلام کی زبان سے بے محل سنی تو متعجب ہوکر پوچہا کہ یا حضرت آپ نے یہ کیا فرمایا جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا کہ فرمایا ہی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مجہ سے جبرئیلؑ نے آکر کہا کہ بالتحقیق حسینؑ نہر فرات پر شہید ہوگا اور وہانکی تہوڑی سی مٹی بہی مجہے لاکر دکہا دی وہ خاک سرخ تہی مقتل حسینؑ کی اب تفصیل اس اجمال کی اصبغ بن نباتہ سے سن لیا چاہیے روایت کی ابونعیم نے اصبغ بن نباتہ سے کہ آیا مین ہمراہ رکاب جناب امیر علیہ السلام کے موضع قبر حسینؑ پر یعنی اوس جگہ کہ جسکا ذکر پہلی روایت مین ہوگیا پس فرمایا جناب علی مرتضیٰؓ نے کہ یہ جگہ وہ ہے کہ یہان اونٹ بٹہائے جائینگے اور یہان پر خیمے کہڑے ہونگے اور یہان پر اون شہیدون کا خون بہیگا نوجوان خاندان آل محمدؐ کے اس میدان مین قتل ہونگے اور اون پر آسمان و زمین روئینگے روایت کی حاکم نے اور صحیح کیا اس حدیث کو ابن عباسؓ سے کہ وحی بہیجی خدا تعالےٰ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ بالتحقیق یحییٰ بن زکریا کے انتقام مین ستر ہزار یہودی قتل کیے اور تیرے فرزند یعنی

امام حسینؑ کی خون کے بدلے دو نے اون سے یعنے ایک لاکہ چالیس ہزار
آدمی قتل کرونگا اور انتقام لونگا ای مسلمانو رتبہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم اپنے نبی کا دیکھو اور غور کرو کہ آپ کا کیا رتبہ ہے اور کیا مرتبہ ہے کہ حضرت
یحییٰ کے خون کی عوض جو انبیا مین افضل ہین ستر ہزار یہودی مارے جائین
اور جناب سید الشہدا کے خون کی عوض ایک لاکہ چالیس ہزار آدمی قتل ہون سبحان
اللہ عظم شانہ اور یہ حکم جناب ایزدی کا دو بار مین جاری ہوگیا پہلے واقعہ مختار مین
کہ کچہ تہوڑا سا حال اوسکا اس رسالہ کے خاتمہ مین مذکور کیا جائے گا اور دوسرے
اوائل دولت عباسیہ علی سفاح کے زمانے مین اور تفصیل اس ماجرے کی کتب تواریخ
سے تعلق رکہتی ہے روایت کیا اس حدیث کو احمد اور بیہقی نے عبداللہ ابن
عباس سے وہ کہتے ہین کہ ایک روز دوپہر کے وقت جناب رسالتمآب کو مینے
خواب مین دیکہا آپ کے سر کے بال پریشان اور اونپر گرد بہت سی پڑی ہوئی
اور آپ کے دست مبارک مین ایک شیشہ کہ اوسمین خون بہرا ہوا ہے مینے پوچہا
کہ یا رسول خدا یہ کیا ہے آن حضرت نے فرمایا کہ یہ حسینؑ کا اور اوسکے ساتہ والونکا
خون ہے کہ مین اوسکے قتل گاہ سے اوٹہا لایا ہون عبداللہ بن عباس کہتے
ہین کہ مین نے وہ دن جس مین یہ خواب دیکہا تہا یاد رکہا جب حضرت امام حسین کی
شہادت کی خبر مینے سنی اور حساب کیا تو معلوم ہوا کہ جس روز مینے وہ خواب دیکہا
تہا اوسی روز امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے روایت کی ترمذی نے
ام سلمہ سے وہ کہتی ہین کہ مینے ایکدن پیغمبر خدا [illegible] کو خواب مین دیکہا
کہ آپ کے تمام سر اور ریش مبارک پر بہت سی گرد پڑی ہوئی تہی اور آپ تمام غمناک ہین تو مینے

مین سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کا کیا حال ہے فرمایا کہ ابھی قتلگاہ حسین سے چلا آتا ہوں ناظرین اخبار و آثار پر یہ بات ظاہر ہوگی کہ جب حضرت عباس عم بزرگوار آن حضرت کے جنگ بدر مین کفار مکہ کے ساتھ قید ہوے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکے رونے کی آواز سے تمام رات بیقرار رہے اور آپ کو رات بھر نیند نہ آئی پھر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ معرکہ کربلا کے واقعے سے حال جناب رسول خدا کا کیا عالم ہوگا کہ دشمنان دین نے اہل بیت رسالت پر کیسی کیسی ظلم کیے اور کیا کیا رنج دیے جناب امام حسین کی مصیبت سے آپ کو کسقدر ملال اور غم ہوگا ایکدن کا ذکر ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے رونے کی آواز آن حضرت نے سنی حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتی ہو کہ حسینؑ کے رونے سے مجھکو کسقدر رنج ہوتا ہے اور اون کا رونا مجھکو ہرگز گوارا نہیں ہوتا جب ذرا سے رونے مین کہ لڑکی کچے مقتضاے طفولیت ہو جب بھی رویا کرتے ہین آن حضرت کو غم اور ملال ہو سانحہ کربلا سے کہ ابتداے کائنات سے اب تک ایسا معاملہ کسی نے نہ دیکھا نہ سنا سمجھنا چاہیے کہ آن حضرت کسقدر مغموم اور محزون ہوے ہونگے ایک شمہ آنحضرت کے رنج و ملال کا روایت خواب ابن عباسؓ اور خواب ام سلمہؓ سے بیان ہو چکا سچ یہ ہے کہ اگر قیامت اپنے وقت [illegible] پر موقوف نہ ہوتی تو [illegible] سید الشہدا علیہ السلام کی شہادت کے دن آسمان [illegible] پھٹ جاتے جنات و آسمان کا رونا تو کس حساب مین [illegible] نے بصرہ ازدیہ سے کہ وہ کہتی تھی کہ جس روز امام [illegible] آسمان سے خون اسقدر برسا کہ صبح کو جو ہم نے دیکھا [illegible] ہمارے گھر مین تھی وہ سب خون سے لبالب بھرے تھے

روایت کی بیہقی اور ابو نعیم نے زہری سے کہا زہری نے [illegible]

جس روز شہید ہوئے حضرت امام حسین علیہ السلام تو یہ حال تھا جب پتھر بیت المقدس کے

اوٹھتے تھے اوسکے تلے خون تازہ نہایت سرخ نظر آتا کوئی پتھر بیت المقدس کا

ایسا نہ تھا کہ جسکے نیچے خون تازہ نہ پایا گیا ہو روایت کی بیہقی نے ام حبان سے

کہ جس روز حضرت امام حسین شہید ہوئے تین دن تک برابر اندھیرا رہا اور آفتاب نظر نہ پڑا

ایسی تاریکی تھی کہ کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا اور ہم عورتیں جو اپنے منہ پر زعفران ملتی

تھیں وہ جلکر سیاہ ہو جاتا تھا اور کوئی پتھر بیت المقدس میں ایسا نہ تھا کہ جسکے تلے خون

تازہ نہایت سرخ پایا نہ ہوا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ تمام عالم میں کوئی ایسا

پتھر نہ تھا کہ جس سے لہو نہ بہا ہو روایت کی بیہقی نے علی بن مسہر سے اور وہ روایت کرتے ہیں

اپنی دادی سے کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو میں نوجوان تھی سنتی تھی

سنا کہ امام حسین پر آسمان مدت تک رویا کیا جاننا چاہیے کہ آسمان کے رونے میں جو

سی روایتیں منقول ہیں چنانچہ ابن جوزی نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ جب امام

حسین علیہ السلام شہید ہوئے تین دن تک تمام عالم سیاہ رہا اور دنیا میں اندھیرا رہا

بعد اوسکے آسمان پر سرخی ظاہر ہوئی اور ثعلبی نے نقل کیا ہے کہ حسین پر آسمان

اور آسمان کا رونا کیا ہی سرخ ہو جانا اور گریۂ آسمان مردان صالح پر کلام ایزدی سے بھی

مستفاد ہے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ وہ لوگ ایسے نہ تھے کہ اون پر نہ رویا آسمان اور

زمین اس سے معلوم ہوا کہ جب خاصان خدا کے مصیبت میں گرفتار [illegible]

زمین روتا [illegible] ہے کہ حضرت [illegible]

[illegible] سرخ رہا اور ابن جوزیہ نے کہا [illegible] ان پر آسمان دنیا میں

محسوس ہے یہ سرخی بعد شہادت حضرت امام حسینؑ کے پیدا ہوئی قبل از شہادت
یہ سرخی آسمان پر بالکل نمودار نہ تھی اور ابن سعد سے روایت ہے کہ سرخی شفق کنارہ
آسمان پر قبل شہادت شاہ شہیدان کے مطلق نہ تھی اور ابن جوزی کہتے ہین کہ آسمان
کے سرخ ہونے مین حکمت یہ ہے کہ حالت غصے مین خون جوش کرتا ہے اور رنگ
چہرے کا سرخ ہوجاتا ہے اور ذات باری تعالے کہ جسم و لوازم جسمیہ سے بری ہے
اوسنے اپنے غضب و قہر کا نمونہ اور نشان بواسطہ آسمان اہل دنیا پر ظاہر کیا کہ
تمام خلق کو معلوم ہو کہ معصیت قاتلان حسینؑ کی اسقدر عظیم ہے کہ خداوند ذو الجلال نے
اپنے قہر و غضب کا نمونہ سرخی آسمان سے ظاہر کیا اور بعضے کہتے ہین کہ بعد شہادت
حسینؑ کے سات روز تک آسمان برابر رویا کیا اور آسمان کا رونا اس مرتبہ کو پہونچا تھا
کہ اوسکی سرخی سے دیوارین اور عمارتین ایسی سرخ ہوگئین کہ جیسے کسم مین کپڑا
رنگتے ہین اور ستارے آسمان سے اتنے گرے کہ ایک پر ایک پڑا تھا اور
جس روز امام حسینؑ شہید ہوے آسمان سے اسقدر خون برسا کہ ایک مدت تک نشان
اوسکا زمین پر باقی رہا اور جو کپڑا اور سوا اوسکے کہ خون آسمان سے رنگین ہوگیا وہ
ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا مگر رنگت اوسکی نگئی اور بعض نے روایت کی ہے کہ اوس روز
اتنا خون برسا کہ اوسنے اور شام اور خراسان کی ہر گلی کوچے اور ہر ایک گھر سے
خون بہ نکلا تھا اور سر مبارک حضرت امام حسینؑ کا جب کوفے مین پہونچا تو جس جگہ رکھدیتے
تھے اوس گھر کی دیوارون سے خون جاری ہوتا تھا اور ایک روایت مین آیا ہے
کہ جس وقت امام حسین علیہ السلام شہید ہوے آفتاب سیاہ ہوگیا اسقدر کہ دوپہر کو
تارے نکل آئے اور آدمیون کو گمان گذرا کہ قیامت آگئی اور اس سے زیادہ اور آثار

اور علامات سُننا چاہیے روایت کی ہے بیہقی نے جمیل بن مرہ سے [illegible]
جناب سید الشہداؑ کے لشکریان یزید پلید اونٹ آپ کے لوٹ لیگئے اور اونکو ذبح
کر کے اونکا گوشت پکایا اور وہ گوشت ایسا کڑوا ہو گیا تھا کہ کوئی شقی کھا نہ سکا
اور کسیکی حلق سے نیچے نہ اوترا اور ترجمہ صواعق مین لکھا ہے کہ ایک قافلہ مین سے
عراق کو جاتا تھا اور اوس قافلہ مین ورس ایک گھاس تھی کہ عرب مین ہوتی
ہے اور بہت بیش قیمت بکتی تھی راہ مین لشکر یزید کا اور اوس قافلے کا ساتھ
ہوا پس وہ گھاس بالکل خاک ہوگئی اور بعضے کہتے ہین کہ لشکر یزید مین جسقدر وہ
گھاس تھی سب خاک ہوگئی اور اونٹون کو جو ذبح کرتے تھے اور اونکا گوشت
پکاتے تھے اوس مین سے آگ کے شعلے نکلتے تھے اور یہ ایسے سانحے واسطے
اور ناظرین کی عبرت کیواسطے واقع ہوے روایت کی ابو نعیم نے طریق سفیان
اور اوسنے اپنی دادی سے وہ کہتی ہین کہ قاتلان حسین سے مین نے دو شخصونکو دیکھا ایک
تو یہ حال تھا کہ عضو تناسل اوسکا اسقدر بڑہ گیا تھا کہ وہ اوسکو اپنی کمر سے باندہ لیا کرتا تھا اور دوسرا
لپیٹ لیتا تھا اور دوسرے کی یہ صورت تھی کہ مشکین پانی کی پیتا چلا جاتا تھا اور پیاس نہین جاتی تھی
اور اسی طرح جتنے قاتلان حسین تھے دنیا مین وہ سب عذاب و آفت مین گرفتار ہوکر واصل
بجہنم ہوے انشاء اللہ تعالی اس رسالے کے خاتمے مین کچھ حال قاتلان حسین کا بیان کیا
اب حال نوحہ جنات کا سن لیا چاہیے کہ حضرت امام حسینؑ کی غم [illegible]
روایت کی حبیب بن ثابتؓ نے کہا کہ سنا مین ایک جنیہ [illegible]
تھی اور یہ اشعار بزبان عرب پڑہتی تھی ترجمہ اوسکا یہ ہے **لمولفہ نظم**

ہے بوسہ گاہ رسول کریم منہ اوسکا	وہ ہے جمال منور سے اپنے ماہ لقا

ہین الدین شریف اوسکے قوم ہم سبی	قریش مین ہے بلند اوسکا مرتبہ رتبا
اور ہے اوسکا جد بہی بہتر جدود عالم سے	محمد عربی ہاشمی رسول خدا

روایت کی ابونعیم نے طرق حبیبؓ بن ثابت سے اور اوسنے حضرت ام سلمہؓ سے کہ جس روز سے رسول خدا نے وفات پائی مینے نوحہ جن کبہی نہین سنا مگر ایک رات کو ایک جنیہ روتی تہی مجکو معلوم ہوا کہ حسینؑ نے شہادت پائی اور مینے بیقرار ہوکر لونڈی سے کہا کہ جا خبر تولا اور پوچہ وہ گئی اور اوسنے آکر کہا کہ بالتحقیق حسینؑ علیہ السلام شہید ہوئے اور جنیہ یون روتی ہے ترجمہ یہ ہے **لمؤلفہ نظم**

خوب روا ہے چشم مخزون زار زار ✣	✣ زخم حسینؑ سے دل کو فگار
کون رویگا شہیدون پر بہلا ✣	✣ کربلا مین جنکا ہے لاشہ پڑا
موت اونکو لیگئی ظالم کے پاس ✣	✣ ہی وہ ظالم کہ تھے حق ناشناس
عہد مین میرے ملا اونکا یہ حال ✣	✣ کیون نہ مجکو اس الم سے ہو ملال

کہتے ہین کہ حضرت ام سلمہ اس کو سنکر ایسا روئین کہ غش آگیا اور بیہوش ہوگئین روایت کی ابونعیم نے مزیدہ بن جابرؓ سے اور اوس نے اپنی ماں سے کہ سنا مینے ایک جن کو غم حسینؑ مین روتا تہا اور یہ کہتا تہا ترجمہ یہ ہے **لمؤلفہ نظم**

خبر حسین کے مرنے کی مین سناتا ہون ✣	✣ اور اپنا چاک جگر بہی تمہین دکہاتا ہون
بیان حسین کا مین کیا کرون ہر ایک کمال ✣	✣ غرض حسینؑ تہا اک کوہ صبر و استقلال

روایت کی ابونعیم نے طرق عبداللہ بن لہیعہ سے اور اوسنے ابی قبیل سے کہ جب شہید ہوے حضرت امام حسین علیہ السلام اور قاتلان بیرحم نے سر مبارک کا نام اور کوفے کو روانہ ہوے جب اول منزل پر پہنچے اور وہان مقام کیا نبیذ پینے مین مشغول ہوے

راہب کے حوالے کیا اوسنے آپ کے سر مبارک کو لیکر خلوت مین غسل دیا اور خوشبو لگائی اور اپنے زانو پر رکھ کر نور خدا کا تماشا جمال حق نما مین دیکھا کیا اور وہ یہ چشم سر دیکھتا تھا کہ ایک لقبہ نور کا آسمان پر سے سر مبارک پر علی الاتصال چلا آتا ہے اور ایک ستون نور کا زمین سے آسمان تک بنا ہے غرض کہ صبح تک وہی جلوہ نور خدا کا دیکھا کیا اس کیفیت کو دیکھکر مسلمان ہوا اور ایمان لایا اور اپنی عمر محبت اہلبیت مین آخر کی جب صبح ہوئی ہزار درم اور سر مبارک کو شقیا کے حوالے کیا اشقیای بیدین نے چاہا کہ اون دراہم کو باخود ہا تقسیم کرین دیکھا تو وہ سب خاک ہین مگر صورت درہم کی بنین بگڑی تھی اور ہر جای سکہ ایک طرف یہ آیت لکھی ہوئی تھی وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ یعنے ظالم لوگ یہ نہ جانین کہ اللہ اون کے ظلم کرنے سے غافل ہے اور دوسری طرف یہ آیت تھی وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ یعنے قریب ہے کہ جان لیوین گے ظالم کیسی کیسی اونکو کروٹین بچھائینگی پس سب اشقیا اپنے سر پر خاک ڈالکر رہ گئے سمجھنا چاہیے کہ یہ سب آثار و علامات کہ قدرت خدا سے ظاہر ہوے اسواسطے تاکہ لوگ سمجھین اور ظالم دریافت کرین کہ واقعۂ کربلا اور شہادت جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا ایک واقعہ عظیم اور سانحہ شدید ہے کہ آج تک ایسا ظلم دنیا مین کسی پر نہین ہوا اور ایسی مصیبت کسی نے نہین اوٹھائی حافظ شمس الدین شیرازی کہتے ہین ؎ اگرچہ جان عاشقان از دست ہجرت میکشد ۔ کس نہ دیدہ در جہان جز کشتگان کربلا ۔ اب اس سے زیادہ تر ایک روایت سن لیا چاہیے اور ختم کلام پر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا چاہیے روایت کیا اس حدیث کو ابن عساکر نے منہل بن عمر سے کہ کہا اوسنے

قسم خدائے عز و جل کی کہ دیکھا مینے سر مبارک حضرت امام حسین کا [illegible]
دمشق مین تھا ایک شخص سر مبارک کے آگے آگے سورۂ کہف پڑہتا تہا وہ جب اس
آیت پر پہونچا اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا
عَجَبًا اور اوسنے یہ آیت پڑہی پس اللہ نے گویا کیا سر مبارک حضرت امام حسین
کو بزبان تیز فصیح و بلیغ اور آپ نے کمال فصاحت اور بلاغت سے اس آیت کو سنکر
فرمایا اَعْجَبُ مِنْ ذٰلِكَ قَتْلِيْ وَحَمْلِيْ یعنی قصۂ اصحاب کہف سے میرا ماجرا کہ
دشت کربلا مین ایسی مصیبتون سے قتل ہونا اور سر کا نیزے پر چڑہنا زیادہ تر
عجیب و غریب ہے جاننا چاہیے کہ قصۂ اصحاب کہف خداوند ذوالجلال نے قصص عجیبہ
سے فرمایا ہے کہ اصحاب کہف تین سو برس تک غار مین سویا کیے اور جب جاگے
تو اونکو یہ معلوم ہوا کہ ہم دن بہر سے بہی کم سوئے ہین واقع مین یہ معاملہ عجائبات
قدرت الٰہی سے ہے چنانچہ تفصیل اس قصے کی کتب تواریخ اور تفاسیر مین مندرج
ہے مگر قتل جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کا اور سر مبارک نیزے پر اوٹھانا [illegible]
نہایت عجیب ہی لکہا ہے کہ قبل اسکے کبہی کسی مظلوم کا سر کٹکر نیزے پر [illegible] تہا
موجب ظلم اور بدعت جدید کے لشکریان یزید پلید مین و زیاد [illegible] تمام اصحاب کا یہ [illegible]
حسین کے گلے لگے لولیون مین داخل تھے اور [illegible] یعنی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ
وسلم کی امت کہلاتی تہی اور اون مین سے اکثر [illegible] معاملہ [illegible]
علیہ و آلہ وسلم کا [illegible] حسنین علیہما السلام کے ساتہ [illegible]
مین ایسے گرفتار [illegible] قتل آل مصطفیٰ اور [illegible]
او مطلق نہ سمجہے کہ ہم کسکے ساتہ برائی کرتے ہین خدا کے روبرو [illegible] اور [illegible]

مین جاتا ہے پھر اوس وقت خدا اور رسول کو کیا منہ دکھاینگے اور کیا جواب دینگے الحاصل ظلم و ستم کہ ظالمان بیدین کے ہاتہ سے اہل بیت رسالت پر گذرے ابتدا ایجاد عالم سے ایسا ظلم شدید کسی نے کسی پر نہین کیا اور اس ظلم کی انتہا نہین ہے زبان قلم اوسکے بیان سے سراسر عاجز ہے اس رسالے مین جو کچہ بیان ہو وہ ایک شمہ اوس ظلم کا سمجہا چاہیے بہرکیف دنیا مقام عبرت ہے اللہ تعالی سب مسلمانون مومنون کو اپنے فضل و کرم اور بتصدیق رسول مقبول شفیع امم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظلم اور ستم اور اپنے قہر و غضب سے امان مین رکہے اور خاتمہ بالخیر نصیب کرے سعدی فرماتے ہین ؎ دوستی بود دلنوبت ماتمت ✤ اگر نیک روزی بود خاتمت ✤ اب کچہ حال قاتلان خسران مآل کہ عذاب دنیا مین گرفتار ہوئے بگوش عبرت سن لیا چاہیے **لمؤلفہ نظم**

اب سنو حال خراب قاتلان بد مآل	اونپہ جو نازل ہوا قہر خدای ذوالجلال
ان لعینون کو نہ حاصل کچہ بہی کام دل ہوا	ہان عذاب آخرت دنیا ہی مین حاصل ہوا
ظلم کا ثمرہ تو دنیا مین بہی کچہ اونکو ملا	کوئی اندہا ہو گیا کوئی سارا بدن جل گیا
بعد مردن بہی ہوا اونکو جہنم ہی نصیب	ہے خدا کا قہر اونکے حال سے ہر دم قریب
مٹ گیا نام و نشان قاتلان بیحیا	چند روزہ زندگی کا بہی نہ کچہ پایا مزا
قتل سے آل محمد کے طبیعت شادکی	دین و دنیا ہی اپنی مفت مین بربادکی

جسنے کتب تواریخ کی سیر کی ہے خوب جانتا ہے کہ جو لوگ شریک قتل جناب سید الشہدا اور اوس فعل سے راضی و خوش تہے اون بدبختون کو قطع نظر عذاب آخرت سے کہ اوسکے تو وہ مستحق ہر صورت ہین اس جہان فانی مین بہی سزای اعمال بد ملی و جہنم واصل ہوئے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ زہری روایت کرتے ہین کہ جو شخص کہ معرکہ

سر مبارک امام حسین علیہ السلام کا شکار بند سے باندھا تھا وہ بدنصیب بہت خوب صورت تھا اور اوسکے حسن و جمال کا ایک شہرہ تھا بعد اسکے جو اوسنے دیکھا تو اوسکی صورت بالکل بگڑ گئی اور نہایت کریہ منظر ہو گیا اور رنگت کالی اور الٹا توا ہو گئی لوگون نے اوس سے پوچھا کہ یہ تجھپر کیا بلا نازل ہوئی کہ تو ایسا بدصورت ہو گیا وہ بولا کہ کیا کہون جس روز سے کہ مینے سر مبارک حسین ع سے بے ادبی کی ہے اوس روز سے یہ معمول ہو گیا ہے دو شخص ہر روز آتے ہین اور مجکو پکڑ لیجاتے ہین اور آگ پر اوندھا اولٹا لٹکاتے ہین اور پھر اوٹھا لاتے ہین اس سبب سے اوس شخص کا منہ سیاہ اور حال تباہ ہے چنانچہ وہ شخص مدت العمر اسی عذاب مین مبتلا ہو کر جہنم مین جا پڑا اور واقدی سے منقول ہے کہ ایک بوڑھا تھا حاضرین معرکہ کربلا سے جب اندھا ہو گیا تو اوس سے پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ تیری بینائی جاتی رہی اوسنے کہا کہ ایک روز مین نے جناب رسولخدا کو خواب مین دیکھا کہ آپ آستین چڑھائے ہوئے اور آپ کے دست مبارک مین ایک تلوار ننگی ہے اور آن حضرت کے روبرو ایک چمڑا بچھا ہے مین نے دیکھا کہ اوس قاتلان حسین کو ذبح کر کے اوس چمڑے پر ڈالا جب آپ کی نظر مبارک مجھپر پڑی بہت سی ملامت کی اور ایک سلائی اوسی لہو کی اوسکی آنکھون مین پھیر دی جب وہ شخص اندھا ہو گیا ہے لکھا ہے کہ شام مین ایک شخص قاتلان حسین سے تھا کہ اوسکا منہ سور کا سا ہو گیا تھا اور لوگ اوسکو دیکھا عبرت کرتے تھے روایت ہے کہ جس شخص نے کہ حضرت علی اصغر کے حلق مین تیر مارا تھا وہ اس مرض مین مبتلا ہوا کہ پیٹ کی طرف اوسکے کمال حرارت و گرمی تھی اور پیٹھ کیطرف نہایت برودت و سردی تھی منہ کے سامنے پنکھا ہوا کرتا تھا اور پیٹھ کے پیچھے آگ جلا کرتی تھی اور وہ لیٹا ہی واویلا کرتا تھا اور پیاس اسقدر رہتی کہ گھڑا

مشکین پی جاتا تہا مگر پیاس نہین بجہتی تہی آخر ایکدن پیٹ اوسکا پہٹا اور ... ہم
یہ جو کچہ مذکور ہوا حال عوام کا بیان تہا کہ شکریان یزید مین شریک قتل جناب سید الشہدا علیہ
التحیۃ والثنا تہے اب تہوڑا سا حال کچہ مردم خواص کا مثل یزید پلید اور ابن زیاد منبع فساد اور ابن سعد او
شمر بدبخت کا بہی مجملاً سن لیا چاہیے کہ جب یزید علیہ ما یستحقہ قتل امام حسینؑ سے فارغ ہوا اور اوس
شقی کو بڑی خوشی ہوئی جس لئے لگا نے اوسکو قطع نظر امراض جسمانی کے کہ کیسی ہی سخت ہون
تحمل اونکا منظر اپنے اعمال قبیحہ کے ساتہ ایسے افعال شنیعہ مین مبتلا کیا کہ دستہ مجسم عذاب الٰہی کا اس
کی حال کی نمودار تہی بیان اوسکا یہ ہی کہ پہلی تخریب مدینہ منورہ اوس پلید کی ہاتہ سے ہوئی اور یہ حال تہا
کہ تین دن تک تمام اہل مدینہ کی لوٹ ہوتی رہی یہان تک کہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا
گھر بہی لوٹ لیا اور اشقیا نے مدینہ نے ذرا پاس رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہ کیا اور سات سو صحابہ
مدینہ منورہ مین قتل ہوئے اور سب شہر مدینہ مین تین روز تک نماز نہ ہوئی اور جو حرکتین
کہ یزیدیون نے مسجد مبارک مین کہ فرشتون کی اوترنے کی جگہ تہی کین اونکی لکہنے سے ہاتہ اور قلم کانپتا
اور تحریر نہین ہو سکتی اور اسی طرح ہتک حرمت کعبہ معظمہ کی کہ شامیون نے اتنے پتہر منجنیق مین
پہینکے تہے کہ تمام صحن مسجد کا پتہرون سے بہر گیا تہا اور مسجد کی ستون ٹوٹ گئے اور لباس کعبہ کا جلا دیا
اور پردے کہ دروازہ کعبہ پر لٹکے تہے اون کو تنور مین جلا کر کہانا پکایا اور کئی روز تک خانہ کعبہ بے
لباس رہا اور تمام اہل مکہ معظمہ کمال ذلت مین رہے اور سوا اس کے یہ جو منہیات شرعیہ ہین
اون کو یزید پلید نے اپنے مذہب مین حلال و مباح کر دیا تہا چنانچہ زنا اور لواطہ اور ...
بہن کا نکاح بہائی کے ساتہ اور اسیطرح کی بہت سی باتین ...
اور تفصیل اوسکی کتابون مین مندرج ہی اور اوس ... [illegible] ... تین
برس سات مہینے بعد شہادت جناب سید الشہدا کے ایسے حرکات مین ... رہا اور پندرہوین تاریخ

ربیع الاول کی سنہ ہجری مقام حمص مین کہ ایک شہر ہے بلاد شام مین واصل جہنم ہوا اور عمر
اوسکی اونتالیس ٣٩ برس کی تہی کہ طوق لعنت اور زنجیر نکبت گلے مین ڈال کر اسفل السافلین مین چلا گیا اور
یہ بات اتفاقات سے ہے کہ جسوقت اوسکے لشکر نے بدعت مکہ معظمہ مین کی اور کعبہ شریف کے ساتھ بے
ادبیان کین وہی روز دمشق مین فی النار والسقر ہوا اور جب یزید پلید ملعون اوسکے بیٹے معاویہ کو کہ یزید نے
اوسکو اپنی حیات مین ولیعہد کیا تہا تخت سلطنت پر بٹہایا معاویہ بیٹا یزید کا تخت پر بیٹہا
اور منبر پر جاکر اوسنے خطبہ پڑہا اور حمد خدای برتر اور نعت سید البشر کی بیان کرکے کہا خلافت
بڑا ایک امر عظیم ہے جو شخص منصب خلافت کے لائق نہین ہوتا یہ منصب خلفاے باصدق وصفا کا ہے دادا
میرا معاویہ ابن ابی سفیان ناحق پر علی مرتضی علیہ السلام سے کہ ہر صورت لائق اور بہتر اور خلافت حقہ
کے تہے لڑا لیکن اسکے میرا باپ یزید کسی طرح کی اہلیت اور استحقاق نہ رکہتا تہا تخت سلطنت پر بیٹہا
اور اپنی حکومت کی استحکام اور ابقای واسطے حضرت امام حسین فرزند رسول الثقلین کو شہید کیا اور اہل
بیت رسالت کو ذلت اور اذیت دی آخر کو جوان ملا اور بطمع دنیا اپنی عاقبت خراب کی مین خوب
جانتا ہون کہ [illegible] قتل [illegible] بات تہی [illegible] اوس یزید سے شرمندہ ہوگا اور مقر اوسکا
نار جہنم ہے کہ اوسنے اولاد رسول خدا کو قتل کیا اور شراب کو مباح ٹہرایا اور مدینہ منورہ کو لوٹا اور خانہ کعبہ
مین بے ادبیان کین میرا [illegible] سلطنت کی کچہ حقیقت نہین ہے مین اس سلطنت کو ہرگز قبول
نہ کرونگا ابو سفیان کی اولاد مین جو کوئی چاہے اس سلطنت کو مین نے سب مسلمانون کو اپنی بیعت سے
آزاد کیا یہ کہکر منبر [illegible] اور گہر مین گوشہ نشین ہو بیٹہا اور تمام عمر عبادت خدا مین صرف کرکے راہ آخرت کی
لی [illegible] دولت آخرت کی جسکو خدا عنایت کرے اوسکی نصیب ہوا اس مین کسیکا اجارہ نہین ہے
[illegible] والله یہدی من یشاء [illegible] حال خسران مآل ابن زیاد شقاوت بنیاد
کا بہی [illegible] معرکہ مختار بن ابی عبیدہ ثقفی [illegible] مارا گیا اور ابن سعد اور شمر کو بہی مختار نے قتل کیا

روایت ہے کہ جب مختار بن عبید نے کوفے پر تسلط پایا
دیا کہ جو لوگ کہ معرکۂ کربلا مین حضرت امام حسین علیہ السلام کے
قتل مین شریک تھے اون کا مجھے نشان دو لکھا ہے کہ
کئی سو آدمی اوسکے ہاتھ آئے اون سبکو اوسنے قتل کیا اور
اپنے ایک غلام خاص کو حکم دیا کہ ابن سعد کو حاضر کرو حفص بیٹا
ابن سعد کا حاضر ہوا مختار نے اوس سے پوچھا کہ ابن سعد تیرا باپ
کہان ہے اوس نے کہا کہ خانہ نشین ہے مختار نے کہا کہ اب
کیونکر ری کی حکومت چھوڑ دی پہلے سے خانہ نشینی کیون نہ اختیار کی
کہ غضب خدا سے نجات پاتا اور عذاب آخرت مین گرفتار نہ ہوتا حکم دیا کہ
ابن سعد کو بھی قتل کرو اور اوسکی لڑکیکو بھی گردن مارو اور شمر لعین کو بھی
بلا کر قتل کیا اور اوسکا سر کاٹ کر محمد بن حنیفہ کے پاس بھیجدیا بعد اسکے حکم دیا
کہ اب جو لوگ کہ ابن سعد کے شریک معرکۂ کربلا مین تھے اون مین سے
جسے پاؤ بے تکلف قتل کر ڈالو جب آدمی یہ سمجھے کہ مختار انتقام خون مین
کے درپے ہے کوفے سے بصرے کو بھاگنے لگے مختار کا لشکر اونکے
پیچھے پڑا جو ملتا تھا اوسکو جان سے مار لیتے تھے اور بدن اوس کا
آگ مین جلا دیتے تھے اور گھر لوٹ لیتے تھے جب خولی شقی کہ
سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کا اوسکے ہاتھ ...
قید ہو کر آیا مختار نے حکم کیا کہ پہلے اوسکے دونون ہاتھ پاؤن کاٹو پھر گردن مارو
پھر اوسکا بدن آگ مین ڈال دو چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر جو کوئی ابن سعد کے

لشکرون مین سے ہاتہ لگا اوسکا بہی یہی حال کیا جب مختار ابن سعد اور شمر اور خولی کے قتل سے فارغ ہوا اوسکو فکر ہوئی کہ ابن زیاد کو بہی مارا چاہیے ابراہیم بن مالک اشتر کہ مختار کی فوج کا سالار تہا اوسنے بہیجا کہ ابن زیاد کو قتل کرے ابراہیم جب اپنا لشکر لیکر حد موصل مین کہ نام ایک شہر کا ہے پونہچا ابن زیاد دریا کے کنارے پر کہ پانچ فرسنگ موصل سے تہا اپنا لشکر لیکر وہان آپڑا دوسرے روز ابن زیاد اور ابراہیم سے لڑائی شروع ہوئی شام کو ابراہیم کا لشکر غالب آیا اور ابن زیاد کی شکست ہوئی ابن زیاد کی فوج بہاگی ابراہیم کے لشکر نے اوس کا تعاقب کیا ابراہیم نے حکم عام دیا کہ ابن زیاد کے لشکر کا جو ملے اوسکو قتل کرو چنانچہ بہت سی فوج ابن زیاد کی قتل ہوئی اور ابن زیاد بہی جان سے مارا گیا سر ابن زیاد کا کاٹ کر ابراہیم کے پاس لائے ابراہیم نے ابن زیاد کے سر کو مختار کے پاس کوفے مین بہجوا دیا جب اوس کا سر آیا تو مختار نے اہل کوفے سے کہا کہ اے مردم کوفہ دیکہو کہ آخر قصاص خون حسین علیہ السلام نے ابن زیاد کو نہ چہوڑا اور اوسکو اسی حال کو پہونچایا مفتاح النجاۃ سے منقول ہے کہ واقعہ مختار مین [illegible] کے قتل ہوئے اور یہ واقعہ عاشورے کے دن سنہ [illegible] ہجری مین چہہ برس کے بعد واقعہ کربلا سے واقع ہوا روایات صحیحہ مین [illegible] ہے کہ جب ابن زیاد کا سر اور اوسکے سرداران کا مختار کے پاس لاکر حاضر کیا یکایک ایک سانپ آیا اور اون

سب سرون مین ہو کر ابن زیاد کی ناک مین گھس گیا اور دو اٹھر تیسرا سوراخ بار پھر گھس گیا اسی طرح تین بار آیا گیا بعد اسکے غائب ہوگیا الحاصل ابن زیاد اور ابن سعد اور شمر ذی الجوشن اور عمر بن الحجاج اور قیس بن اشعث کندی اور خولی بن یزید اور سنان بن انس نخعی اور عبداللہ بن قیس اور حکم بن طفیل اور یزید بن مالک یہ سب شقی اور سوا ان کے اور مردم بھی علوم اس نسب کے کہ جو یزید پلید کے اعوان انصار کہلاتے تھے بالکل ہزاروں خرابیوں سے قتل ہوئے اور ان سب کی لاشوں پر قاتلین نے گھوڑے دوڑائے اور ان کے بدنون کو ریزہ ریزہ کر دیا اور خاک جہنم مین ملا دیا اور جب مختار نے اطراف و جوانب کوفے پر تسلط پایا اوس کا ارادہ ہوا کہ عبداللہ بن زبیر سے لڑا جائے عبداللہ نے جب اوسکا قصد دریافت کیا تو مصعب اپنے بھائی کو مختار کے مقابلے کو بھیجا مصعب بصرے سے روانہ ہوا مختار سے اور مصعب سے لڑائی ہوئی مصعب فتح یاب ہوا اور مختار مارا گیا بعد اسکے عبدالملک مسلط ہوا مصعب سے لڑا اور فتح یاب ہو کر مصعب بن زبیر اور ابراہیم بن مالک اشتر کو قتل کیا ابن عمر لیثی سے منقول ہے کہ اونھون نے عبدالملک سے کہا کہ مین نے سب سے پہلے اس مکان دار الامارۃ کوفے مین سر مبارک امام حسین علیہ السلام کے روبرو دیکھا اور ابن زیاد کا سر مختار کے آگے دیکھا اور مختار کے آگے اور مصعب کا سر تیرے آگے دیکھتا ہون اور یہ مکان بہت برا ہے اور منحوس ہے اس مکان سے خدا کی پناہ کہ رئیسون کے سر کٹے کٹے اس مکان مین آکر رکھے جاتے پس عبدالملک یہ سنتے ہی مجلس سے اوٹھ کھڑا ہوا اور

حکم دیا کہ اس مکان کو بھی گرا دو اور مسمار کر دو جب عبدالملک نے مصعب پر
فتح پائی اور مصعب بھی قتل ہوئے تب عبدالملک نے ارادہ کیا کہ اب عبداللہ
بن زبیر سے کہ مکہ معظمہ مین تھے اون سے لڑا چاہیے پہلے تو کسی نے قصد
نہ کیا کہ مکہ معظمہ مین جنگ جدال منع تھی اور کوئی اس بات پر راضی نہ ہوا ایک دن
حجاج نے عبدالملک سے آکر کہا کہ مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ مین نے
ابن زبیر کا سر کاٹا ہے عبدالملک سمجھا کہ حجاج بن زبیر سے لڑنے پر راضی ہے
اوسنے اپنی فوج کے متعلق کر کے مکہ معظمہ کو روانہ کیا حجاج کا وطن طائف تھا
جب وہان پونہچا تو اور بھی فوج جمع کر کے کعبے کیطرف متوجہ ہوا اور ادب
کعبے سے قطع نظر کر کے اور بے اعتقاد ہو کر ابن زبیر سے مقابلہ کیا اور ایسی
لڑائی ہوئی کہ تمام حرم محترم خون شہیدان سے رنگین ہو گیا اور عبداللہ بن زبیر
شہید ہوئے بعد اسکے مروانیون کی حکومت شام اور عراق اور حجاز اور ممالک
مین مستقر ہوئی اور ہزار مہینے تک برابر بنی امیہ اون ملکون پر مسلط رہے
چنانچہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ
آیۃ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ سے مراد حکومت بنی امیہ کی ہے
جسقدر کہ روداد وقائع کہ مناسب اس مقام کے تھے اوسقدر قلم بند ہوئی اور
بعد اسکے جو کچھ کہ واقع ہوا اوسکو پہلے تو اس واقعے سے کچھ علاقہ نہین اور دوسرے
بخیال طول کلام اوسکے بیان سے پہلو تہی کرنا مناسب معلوم ہوا واللہ اعلم بالصواب

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ یہ رسالہ ماجرای شہادت حضرت امام حسن و امام حسین علیہما الصلوٰۃ والسلام کہ تحریر الشہادتین کا ترجمہ جناب مولوی حارث علی صاحب نے لکھا ہر ایک کے لیے آسان کر دیا تاریخ کم شہر ... ہجری کو چھپوا کر لوگون کو نفع پہونچایا فقط

اسامی شہیدان کربلا بترتیبی کہ شربت شہادت چشیدہ بجنت الفردوس جلت فرمود

حُر بن یزید ریاحی	مصعب برادر حُر	علی بن حُر	عروہ غلام حر	زہیر بن حسان
عبداللہ بن عمر کلبی	بریر بن حضیر ہمدانی	وہب بن عبداللہ کلبی	عمرو بن خالد	خالد بن عمرو
سعد بن حنظلہ تمیمی	عمرو بن عبداللہ مذحجی	حماد بن انس	وقاص بن مالک	شریح بن عُبید
مسلم بن عوسجہ مع یک پسر	ہلال بن نافع بجلی	عبدالرحمن بن عبداللہ یزنی	یحیی بن سلیم المازنی	عبدالرحمن بن عروہ غفاری
عمرو بن مطاع الجعفی	قیس بن منبہ	ہاشم بن عتبہ	حبیب ابن مظاہر	حرہ با صریر آزاد کردہ ابوذر غفاری
انیس بن معقل اصبحی	عابس بن شبیب الشاکری مع غلام	حجاج بن مسروق حنفی مؤذن لشکر امام علیہ السلام	سیف بن حارث بن سریع مع پسر عم خود	قارب غلام ترک آزاد کردہ حضرت امام زین العابدین
حنظلہ بن سعد بجلی	یزید بن زیاد الشیقاق	سعد بن عبداللہ الطبقی از اقربای محمد حنیفہ	جنادہ بن حارث انصاری مع یک فرزند خود	مرہ بن ابی مرہ غفاری
مقداد بن محمد عبداللہ دجانہ	سعد غلام حضرت علی علیہ السلام	قیس بن ربیع	اشعث بن سعد	عمر بن قرط
عنظمہ	حماد	محمد بن انس	اسعد بن ابی دجانہ	فیروزا غلام حضرت امام حسین علیہ السلام
عبداللہ پسر مسلم عقیل	جعفر بن عقیل	عبدالرحمن بن عقیل	عون و محمد فرزندان جعفر طیار	عبداللہ بن حسن علیہ السلام
عمر بن حسن علیہ السلام	ابوبکر بن حسن	عباس بن علی	عثمان بن علی علیہ السلام	
محمد بن علی	جعفر بن علی	علی اکبر فرزند حضرت امام حسین علیہ السلام	علی اصغر شیرخوار امام از تیر حرملہ بن کاہل	

بعد ان سب کے خود بذات واحد جناب امام حسین علیہ السلام دسوین تاریخ محرم کی وقت نماز جمعہ بعمر چھپن برس
اور پانچ مہینے اور پانچ دن کے کربلا مین شہید ہوئے رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین قطعہ

فہرست مضامین کتاب تحریر الشہادتین

تمت بحمد اللہ و المنۃ یہ نادر رسالہ بیان ماجرای شہادت حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام مین موسوم بہ تحریر الشہادتین ترجمہ [illegible] الشہادتین جسکو مولوی میر وارث علی صاحب نے لکھا بتاریخ دوم شہر ذی الحجہ [illegible] ہجری حسب فرمایش [illegible] صاحب باہتمام میر اسد اللہ صاحب کے مطبع اسدی مین چھپکر فائدہ بخش خاص و عام ہوا

روضۃ الشہدا
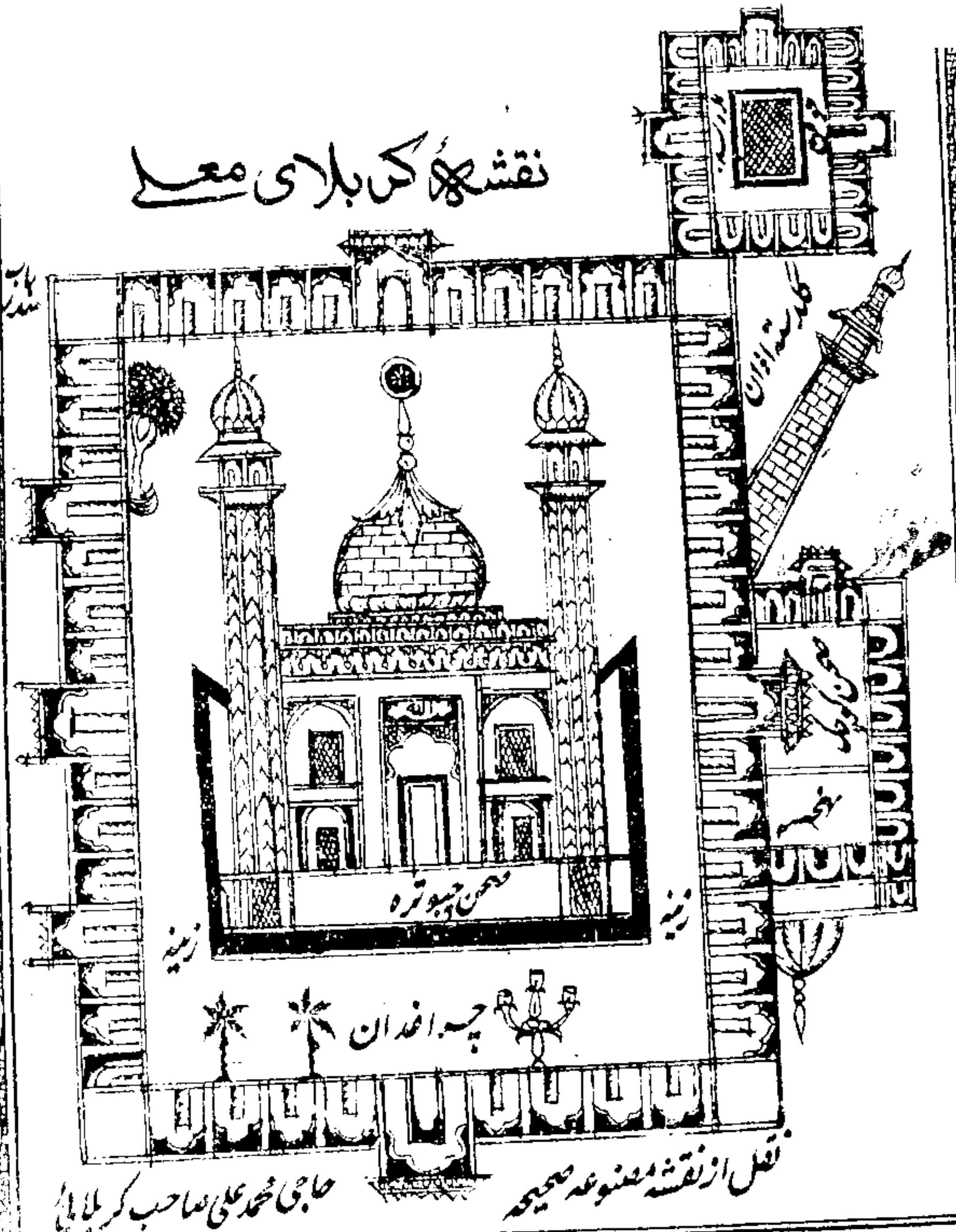
نقل از نقشہ مصنوعہ صحیحہ حاجی محمد علی صاحب کربلائی

در مطبع نامی منشی نولکشور بطبع مزین مقبول اہل جہان شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم
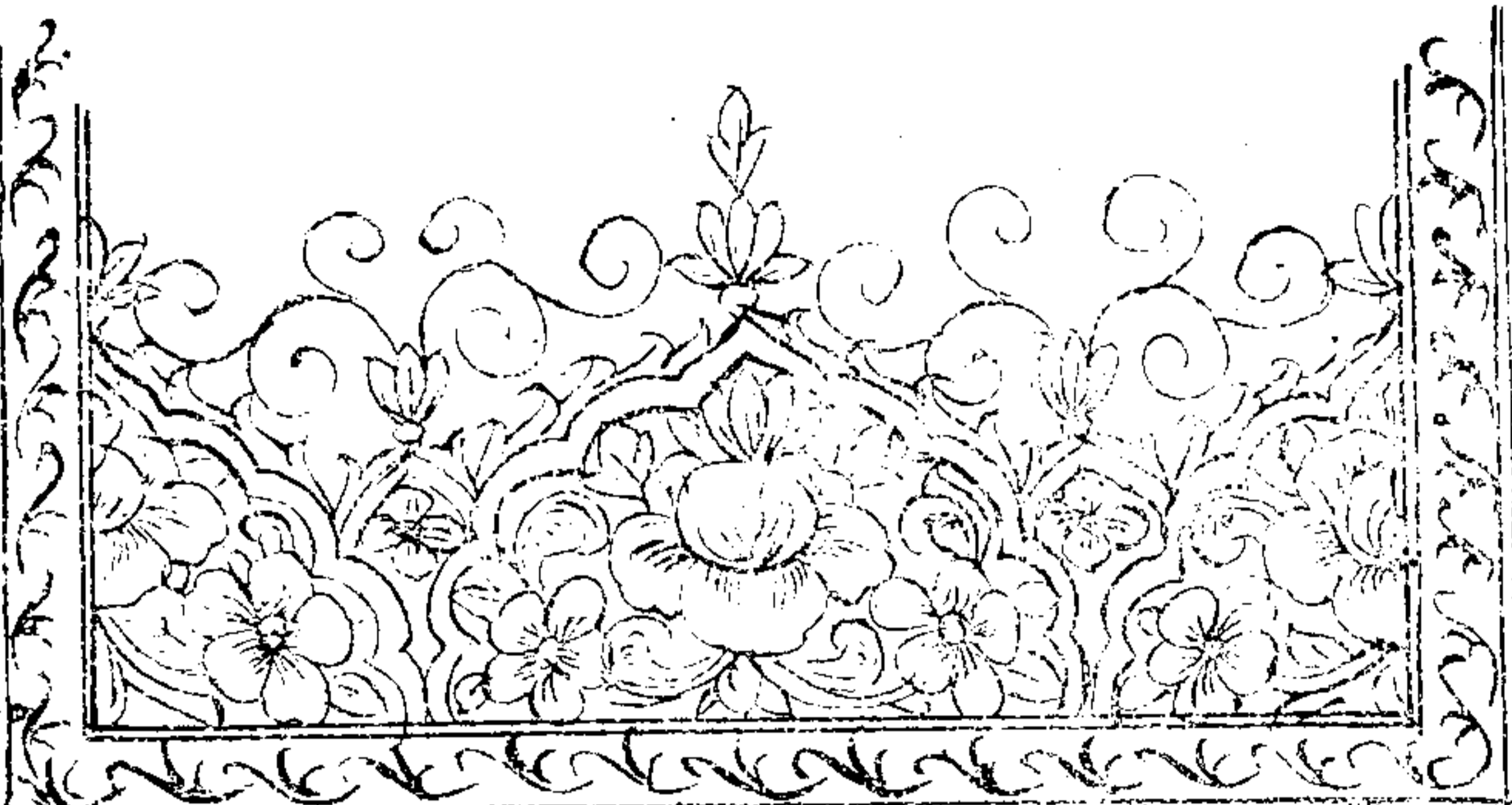
ای شربت درد تو دوای دل ما ❊ آشوب بلای تو عطای دل ما

از نامۂ حمد تو شفای دل ما ❊ وز نام حبیب تو صفای دل ما

حضرت صبور بی ملال و شکور بی زوال عمّت عطیاته و طابت باتباته در کتاب کریم و کلام
[illegible] بلا رسیدگان میدان محبت و محنت کشیدگان معرکۂ شفقت را بدین خطاب
دلنواز سرفراز ساخته که ولنبلونکم و هر آئینه ما می آزمائیم شما را یعنی با شما معامله آزمایندگان
میکنیم اگرچه هیچ حال شما بر ما پوشیده نیست اما میخواهیم که عیار کار و بار هر کس بر محک امتحان ظاهر گردد
و عالمیان بدانند که کدام نقد اخلاص از خلاص ابتلا پاک و بی غش بیرون می آید **فرد** خوش بود گر
محک تجربه آید بمیان ❊ تا سیه روی شود هر که درو غش باشد ❊ و آزمایش الهی بچند نوع درین آیت وارد شده
بشیء من الخوف بچیزی از ترس که آن خوف الهی باشد یا بیم دشمنان والجوع و به گرسنگی که آن قحط
[illegible] ونقص من الاموال و نقصان بعضی ما لها بتاراج حادثات یا اخراج
[illegible] والانفس و نقصان در نفسها که آن بیماری باشد و ضعف و عجز و یا احتیاج و نبوای
[illegible] محصولات بآفات ارضی و سماوی یا مرگ فرزندان که میوۀ باغ دل اند
[illegible] و بشّر الصابرین و بشارت ده صبر کنندگان را که
[illegible] شکیبائی پیش آرند و رسوم جزع و فزع و شکایت فروگذارند **نظم** جام محنت خورند
[illegible] برسند ❊ خوش بسوزند و برآید چون عود ❊ که از ایشان برون نیاید دود ❊
[illegible] که استحقاق بشارت دارند آنانند که بحکم الٰهی و فرمان بادشاهی

یعنی بلاے کدام گروه از آدمیان سخت تر و دلسوزتر است - و محنت کدام زمره از اصناف انسان
صعب تر و غم اندوزتر فرمود که الانبیاء یعنی پیغامبران که محرم حرم رسالت و محرم حریم جلالت اند
بلاهای ایشان سخت تر از بلای همه بشر است و محنتی که متوجه روزگار ایشان باشد از همه محنتها بیشتر
ثم الامثل فالامثل پس از ایشان بلاے جمعی که مانند تر باشد بدیشان در سلوک سبیل محبت و وقوف
بر اسرار معرفت نیز صعب باشد فالامثل پس آنها که اشبه باشند بدین جماعت و برهمین قیاس
هر که بدرگاه قرب اقرب باشد بلا و عناے او اشد و صعب باشد **نظم** هر که درین بزم
مقرب تر است * جام بلا بیشترش میدهند * وانکه ز دلبر نظر خاص یافت * داغ عنا بر جگرش
مے نهند * بلا نه شربت شیرین است که اطفال طریقت را دهند بلکه قدح زهر هلاهل است که بر دست
بالغان راه نهند یکے از مشائخ طریقت میفرمود که **بیت** دردے خوردن بمیکده عادت
ماست * رطلے که گران تر است آن شربت ماست * و ازینجاست که هر بار بلا که گران تر است
بر دلهاے مبارک انبیا نهاده اند هر تحفه محنتے که قوے تر است براے اولیا و اصفیا فرستاده
در روح الارواح آورده که هر کرا جاه صدیقان و قرارگاه محبان میباید یکقدم بمراد خود بر نباید گرفت
و یکدم بآرزوے دل بر نباید آورد طلبگار عاشق باشے تر از بون باید بود * ورنه زره عشق بیرون
باید بود * در راه ابتلاے او هزار هزار دل کباب است - و از کشاکش محنت و بلای او هزار هزار
دیده پر آب - در هر بادیه او رائحه ایست بحسرت افتاده و در هر زاویه سوخته ایست از سطوات
کبریا جان داده - تن کدام دلیست که نه گداخته زبانه آتش بلاے اوست و دل کدام نبی است
که نه نشانه تیر ابتلای اوست - آخر نظرے کن بحسرت آدم صفی و نوحه نوح نجی و در آتش انداختن
خلیل جلیل و قربان ساختن اسمعیل نبیل و گریه یعقوب در بیت الاحزان و بلیه یوسف در چاه
و زندان و شبانی و سرگردانی موسے کلیم و بیمارے و بے تیمارے ایوب سقیم - و اره
نگاشته بر فرق زکریا مظلوم و تیغ زهر آب داده بر حلق یحیے معصوم و الم لب و دندان سرور
انبیا صلے الله علیه وسلم و جگر پاره پاره حمزه سید الشهدا رضے الله عنه و محنت اهل بیت
رسالت صلے الله علیه وسلم و مصیبت خانواده عصمت و طهارت و سرشک دردآلود بتول عذرا
رضی الله عنها و فرق خون آلود علے مرتضے کرم الله وجهه و لب زهر چشیده نور دیده زهرا
رضی الله عنها و رخساره بخون آغشته شهید کربلا رضے الله عنه و دیگر احوال بلاکشان این امت
و محنت رسیدگان عالی همت همه با جان غم اندوخته در کانون غم و الم سر تا پا سوخته **رباعے**

عالم ز بلاهای تو محنت کده ایست * وین محنت و غم نصیب هر دل شده ایست هر جا که
نگاه می کنم در ره تو * دل خون شده غمزده سوخته ایست * ای عزیز در راه هیچ نبی
آن مقدار خار بلا نریختند که در راه سید بشر صلی الله علیه وسلم و بر فرق هیچ پیغامبر آن مقدار گرد محنت
نریختند که بر سر آن سرور چنانچه درین معنی فرمود که ما اوذی نبی مثل ما اوذیت یعنی هیچ پیغامبر
رنجانیده نشد مانند آنکه من رنجانیده شدم و بهمین نسبت با اهل بیت هیچ پیغامبر این جفا نکردند که
با اهل بیت خواجهٔ عالم صلی الله علیه وسلم و از جمله واقعهٔ شهدای کربلاست که هیچ دیده بدینگونه
مصیبتی در خاکدان دنیا ندیده و هیچ گوشی از ان نوع بلیتی در هیچ زمانی از هیچ زبانی نشنیده
رباعی تا دیر هست واقعه زین صعب تر ندید * هر کس خبر شنید کشش با خبر ندید * چشم
زمانه بر ورق چرخ قصهٔ * پر سوز تر ز حال شبیر و شبر ندید * امام یافعی رحمة الله در کتاب مرآت
الجنان آورده که ابن عبد البر از حسن بصری قدس سره نقل کرده که در واقعهٔ کربلا شانزده کس از
اهل بیت ابی عبد الله الحسین رضی الله عنه شربت شهادت چشیدند که دران روز بر روی زمین
ایشان را شبیه و نظیر نبود و در مصابیح القلوب مذکورست که کعب الاحبار رحمة الله علیه روزی
اهل مدینه را از تلاطم و فتنها که در کتابها خوانده بود خبر میداد در اثنای سخن گفت عظیم ترین واقعه
و بزرگترین ملحمه کشتن حسین خواهد بود و چنین خوانده ام که آن روز که حسین رضی الله عنه را شهید
کنند هفت آسمان خون بگریند گفتند یا ابا اسحق شنیده ایم که آسمان برای کسی خون گریسته باشد
گفت ویلکم ان قتل الحسین امر عظیم وای بر شما بدرستیکه کشتن حسین رضی الله عنه بزرگ کاری
و صعب امری ست وی فرزند خاتم پیغمبران ست و سبط رسول آخر الزمان ست - ریحانهٔ سید
رسولان ست - پسر سید صفیاست پنجم آل عباست نور دیدهٔ فاطمهٔ زهراست بدان خدای که
جان کعب بدست اوست که چنین خوانده ام که آن روز که ویرا شهید کنند گروهی از فرشتگان
بر سر روضهٔ وی بایستند و میگریند تا قیامت که هرگز از گریه باز نه ایستند و در هر شب آدینه
هفتاد هزار فرشته فرود آیند و بر سر قبر زاری کنند و چون بامداد شود [illegible]
باز روند اهل آسمان اورا ابو عبد الله المقتول خوانند و فرشتگان زمین ابو عبد الله المذبوح
گویند فرشتگان دریا حسین مظلوم خوانند با آنکه همه الحسین شهید گویند. رباعی بر قتل حسین ارض
و سما میگریند * از عرش علی تا بثری میگریند * ماهی در آب و مرغ در روی هوا * در ماتم
شاه کربلا میگریند * و گریه درین ماتم موجب حصول رضای ربانی و سبب وصول [illegible]

حیاودوانی ستچنانچه در آثار آمده که من بکی علی الحسین اوتباکے وجبت له الجنة یعنی ہر کہ بر حسین
بگرید یا خود را تکلف بگریه دارد سزاوار باشد کہ او را بہشت برند۔ شیخ جار اللہ علامہ
میفرماید کہ ہر کہ بر حسین بگرید بہشت مراو را واجب شود و ہر کہ خود را گریان فرانماید بحکم
من تشبہ بقوم فہو منہم از ایشان است و جبت له الجنة داخل است امام رضی بخارے آوردہ کہ
ای عزیز خاک کربلا خاکی است کہ دران خاک تخم شہادت کشتہ اند و آب دیدہ دوستان سواد ارا
سیطلبد کہ من بکی علی الحسین پس ہر کہ از جویبار دیدہ آبے بخاک کربلا فرستد ہر آئینہ
تخم سعادتے کہ در جنب اہل شہادت کاشتہ باشد در مزرعہ رضا آب دیدہ وی پرورش یابد
و چون از منزل الدنیا مزرعة الآخرة بیرون رود محصول آن نعیم جنت و نسیم بہجت خواہد بود کہ
وجبت له الجنة دیر اسے آنست کہ جمعے از محبان اہل بیت ہر سال کہ ماہ محرم در آید مصیبت
شہدا را تازہ سازند بتخصیص اولاد حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پردازند ہمہ را دلہا
بر آتش حسرت بریان گردد و دیدہ ہا از غایت حسرت گریان شود بیت زاندوہ این ماتم
دہان کشش * روان گردد از دیدہ ہا خون دل * و اخبار مقتل شہدا کہ در کتب مسطور و مذکور است
حکم آیینہ دارد آب دیدہ غبار ملال از صفحہ سینہ بزدایند۔ و ہر کتابے کہ درین باب نوشتہ اند
اگرچہ بزیور حکایت شہدا حالی ست اما از سمت جامعیت فضائل سبطین و تفاصیل احوال
ایشان عاری ست۔ و بدین جہت اشارت عالی از عالی حضرت سلطنت رتبت نقابت منقبت
ولایت مرتبت شاہزادہ اعظم نقاوۂ ملوک الامم آفتاب تابان فلک بختیارے ماہ درخشان
سپہر شہریارے۔ شرف العترة النبویة۔ عز الفرقة العلویة۔ المخصوص بالنسب الحسنی والمختص
بالحسب الحسینی دارائے جمشید مخبر۔ فریدون فرخورشید منظر۔ خلاصہ اولاد سلاطین نامدار نقاوہ
اعقاب خواقین عالیمقدار **شعر** ذوہمة یرتقے علے مرقے العلی * و بنورہ کشف الدیاجیر
الردی * شاہ ملک خوے فلک آستان * گلبن نہ روضہ بینونشان * سرور مہ رایت
بہرام جاہ * صفدر مہر آیت گردون پناہ * داور عادل دل عالی نسب * والی کاف کف
والا حسب * رفیع قدرے کہ ارتفاع سدہ مناقب و اعتلائے عتبہ مناصب و مراتبش در مرتبہ
ایست کہ نہ سیاح وہم زود اندیش پیرامن سراوقات شرح آن تواند گشت و نہ سیاح عقل
رہ کشن اسے گرد ساحل دریای بیان شمہ از آن تواند گذشت **نظم** پایہ قدر او از آن بیش است
کہ توانم ادای آن کردن * بلکہ نتوان بصد ہزار زبان * عشر او صاف آن بیان کردن *

قرهٔ باصرهٔ سیادت و نقابت طرهٔ ناصیهٔ سلطنت و نجابت بیت سرور گلزار سید [illegible]
قرة العین خواجهٔ کونین ٭ المستفیض من منائح فیض الاله مرشد الدولة والسلطنة والدین [illegible]
المشتهر بسید میرزا۔ لا زالت سماء سلطنته بکواکب العظمة والجلال مزینه۔ و آیات [illegible]
الکائنات بالدولة والکمال مبنیه۔ که باوجود علو نسب و سیادت چنانچه شمهٔ از آن در آخر کتاب
مسطور خواهد شد۔ بصورت و نسبت سلطنت نیز آراسته است ع هم سیادت و نسب [illegible]
در حسب ٭ شرف صدور یافت که این فقیر حقیر حسین الکاشفی [illegible] بالطفه الخفی
بتالیف نسخهٔ جامع که حالات اهل بلا۔ از انبیاء و اصفیاء و شهداء۔ و سائر ارباب ابتلا۔ و احوال آل عبا
بر سبیل تفصیل در وی مسطور و مذکور بود اشتغال نماید و از ابیات عربی آنچه [illegible] الذکر باشد
مع الترجمه ایراد کند۔ و از منظومات فارسی آنچه مناسب از [illegible] اهل زبان [illegible] بیان [illegible]
مثنوی در آئین سخن رانی بکوشد ٭ سخن را کسوتی از تو بپوشد ٭ [illegible]
بزیور ها بیاراید سخن را ٭ اگرچه این کمینه بی‌بضاعت استحقاق این معنی ندا [illegible]
کبر سن و موانع دیگر۔ رایت فصاحت در میدان بلاغت برنمی‌توانست افراشت [illegible]
امتثال فرمان عظیم الشان آنحضرت از لوازم بود ترتیب این نسخه که به **روضة الشهداء**
موسوم ست اشتغال نمود و بر ده باب و خاتمه مرتب گردانید و فهرست ابواب این [illegible]
باب اول در ابتلای بعضی از انبیاء علی نبینا و علیهم الصلوة والسلام **باب دوم**
در جفای قریش با حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم و شهادت حمزه و جعفر طیار [illegible]
باب سوم در وفات حضرت سید المرسلین علیه افضل [illegible] **باب چهارم**
در حالات حضرت فاطمه رضی الله عنها از وقت ولادت تا زمان وفات **باب پنجم** در اخبار مرتضی
علی کرم الله وجهه از زمان ولادت تا هنگام شهادت **باب ششم** در بیان [illegible] امام حسن [illegible]
و بعضی از احوال وی از ولادت تا شهادت **باب هفتم** در [illegible] امام [illegible]
از ولادت وی و احوالش بعد از وفات برادر۔ **باب هشتم** در شهادت مسلم [illegible]
و قتل بعضی از فرزندان او **باب نهم** در رسیدن امام حسین [illegible]
با اعدا و شهادت آن حضرت و اولاد و اقربا و سائر شهدا [illegible] **باب دهم**
در وقایعی که بعد از حرب کربلا بر اهل بیت واقع شده و عقوبات مخالفان [illegible]
خاتمه در ذکر اولاد سبطین و سلسلهٔ النسب بعضی از ایشان [illegible] بعنایت ربانی و [illegible]

گردد اتمام این رساله بتوفیق باری ارزانی دارد - و برکات این روایات و حکایات بروزگار
دولت انجام حضرت شاهزاده عالیمقام - ابده الله تعالی الی قیام الساعة وساعة القیام واصل
گرداند و عامهٔ مسلمانان و کافهٔ اهل ایمان را از خواندن و نوشتن این کتاب مثوبت بحساب
کرامت کند و هو الکریم الوهاب **باب اول** در ابتلای جمعی از انبیا علی نبینا و علیهم الصلوات
والسلام نخست ابو البشر آدم صفی علیه السلام **نظم** آن روز که آب و خاک برهم زده اند *
بر طینت آدم رقم غم زده اند * خالی نبود آدمی از درد و بلا * کین ضربت اولین بر آدم زده اند *
هنوز آدم صفی از کتم عدم بفضای وجود نیامده بود که ملائکه زبان طعن بر آدمیان بگشادند و بفساد
و خونریزی ایشان گواهی دادند و بعد از آن که عزرائیل بحکم ملک جلیل از همه اجزای زمین یک قبضه
خاک برداشته در بطن نعمان بر حیث حق سبحانه قطعهٔ سحاب پاک را بر بالای آن قبضهٔ خاک بداشت
و چنین بتعیین فرمود که چهل روز باران غم بر خاک ببارد و بهیچ نوع سایه از سر آن برندارد آن سحاب
بفرمان رب الارباب سی و نه صباح از دریای اندوه آب برداشته بر خاک آدم میبارید
تا آن خاک بآب غم و عنا گل شد **نظم** خاک آدم را بآب غم مخمر ساختند * پس
درد و بلا را جام مقرر ساختند * و روز چهلم از بحر شادی آب برگرفته قطرهٔ چند بران خاک
افشانید - گوییا کثرت هموم و غموم آدمیان و قلت نشاط و انبساط ایشان بدین سبب است
چنانچه فرموده اند **بیت** حکایتی غریب و حدیثی عجیب نیست * شادی یک زمان و غم
دوران ما * و چون روح در قالب آدم دمیدند و از روی تعظیم مسجود ملائکه گشت - و حوا را از پهلوی
وی بیافریده مونس روزگار وی ساختند - فرمان در رسید که ای آدم اسکن انت و زوجک
الجنة ساکن شو تو و زوجهٔ تو در بهشت - و بخورید از میوهای وی و خوردنی بسیار هر جا که خواهید و از
هر گونه لباس بپوشید - و از هر لون طعام بخورید - و گرد درخت گندم یا انگور یا کافور یا شجرة العلم
مگردید - و شجرة العلم درختی بوده است در وسط فردوس جامع ثمرات لطیفه و مطعومات طیبه
و هر که از وی بخوردی نیک و بد بدانستی - پس آدم و حوا در بهشت آرام گرفتند - و ابلیس
بر حال ایشان رشک برده بوسیلهٔ طاوس و مار به بهشت در آمد - و انواع حیله و وسوسه
پیش آورد - و بسوگند دروغ آدم و حوا را فریب داد تا از شجرهٔ منهیه تناول فرمودند
و آن شگون بد را روی بدیشان نهاد - آدم سلطان دار الملک بهشت بود - متوج بتاج عزت
و ملبس بحلهٔ کرامت غلمان و ولدان پیش آدم در مقام خدمت رضوان و حوران نسبت بحوا

دربایهٔ ملازمت - بعد از اکل ثمرهٔ آن شجره فی الحال تاج شرف از فرق جلال
ایشان درافتاده - وحلل و حلی بهشت از بدن ایشان بریخت - برهنه مانده بحال خود
فرونگریستند - واز غایت حسرت و نامرادی زار زار میگریستند - بجانب هر درخت که
می شتافتند از ایشان دور می شد - واز هیچ برگ نوائی نمی یافتند - آدم از خجالت
برهنگی بهر طرف میگریخت و در پس هر درخت پنهان میشد خطاب الهی دررسید که افرارًا
منی یا آدم از ما میگریزی ای آدم - در جواب گفت بل حیاءً منک از شرم گناه خود
سرگردان شده ام - وچگونه از تو گریزم که گریختن از حضرت تو ممکن نیست - **بیت**
کجا روم که بغیر از درت پناه ندارم * جز آستانهٔ لطفت گریزگاه ندارم * عاقبت به برگ
انجیر خود را بپوشانیدند - وفرمان دررسید که از بهشت بیرون روید - آدم [illegible]
از درون بهشت روی به بیرون نهادند - وهر دم آدم در عقب می نگریست که شاید شبِ غم را
مصباحی و آن در بسته را مفتاحی پدید آید - از هیچ جانب رائحهٔ مرادی بمشام امید
نرسید - وچون آدم خواست که از بهشت بیرون آید کلمهٔ بسم الله الرحمن الرحیم بر زبانش
جاری شد جبرئیل گفت ای آدم کلمهٔ بزرگ گفتی زمانی باش شاید که از افق [illegible] صبح نجات
درخشان گردد - واز مطلع کرم کوکب خلاصی طلوع کند - خطاب آمد که ای جبرئیل بگذار
تا برود - جبرئیل گفت الهی ترا باسم رحمن و رحیم خوانده چه شود که بروی رحمت کنی - [illegible]
فرمود که مرا رحمت کم نیست - واز رحمت کردن ملال و ندم نی - فاما اگر او را [illegible] رحمت کنم
بر یک تن رحمت کرده باشم - باش تا فردای قیامت آدم روی به بهشت نهد - و هزار هزار
عاصی از فرزندان وی با وی - آنگاه بر ایشان رحمت کنم - تا سعت رحمت من آشکارا
گردد - در بحر الحقائق آورده که آدم را بدان سبب از بهشت بدر خواستند که با عشق [illegible]
وعشق را دار الملام باید - نه دار السلام - عشق خواستگار اهل ملامت [illegible]
راحت و سلامت - **بیت** ای مرد ره عشق بکش بار ملامت [illegible]
و برو خوش بسلامت * یکی از اکابر از روی [illegible] گفته که آدم
ممنوع شد از نزدیک شدن بدان نهال محبت بود - [illegible]
آدم کاشته بودند که یحبهم و یحبونه و سبب نهی ایشان با عزت و دلال محبوبی بود [illegible]
وجمال بدان کمال بیابد - یا تحریص و ترغیب طالب بدان که الانسان حریص علی ما منع

طبیعت آدمی تقاضای آن میکند که از هر چه او را نهی کنند حرصش بر طلب آن بیفزاید۔
ولیکن که اگر نهی بدان متعلق نشدی۔ آدم را از استیفای مرادات نفس و استکمال لذات
آن پروای میوهٔ محبت نبودی۔ چه محبت غذای روحانی ست۔ و آنکه بتربیت جسم
اشتغال کند فراغت پرورش روح ندارد۔ پس حکم شد که ای آدم اگر آسایش میطلبی۔ اینک
بهشت بخور و بیاشام۔ و گرد شجرهٔ محبت مگرد۔ تا باستجلاب محنت و محبت از جملهٔ ستمکاران
نباشی بنفس خود۔ زیرا که نوش محبت بی نیش بلیت نیست محنت و محبت توامانند و بلا و ولا
مثلاً زبان **مثنوی** عاشقان را ز بلا صد راحت ست * که محبت همنشین محنت ست *
عشق چون دعوی جفا دیدن گواه * چون گواهت نیست دعوی شد تباه * هر که دعوای
محبت ساز کرد * صد در از غم بر رخ خود باز کرد * از سلطان العارفین قدس سره
منقول ست که پیش از وجود آدم عشق و محبت مظهری میجست۔ و چون ملائکه را استحقاق مظهریت
آن نبود۔ در کنج خلوت و گوشهٔ فراغت میغنود۔ تا دبدبهٔ طاعت و طنطنهٔ عبادت ابلیس در ملک
و ملکوت افتاد۔ عشق خواست تا دست در کمر مواصلت وی زند سلطان غیرت بانگ بروی زد
که حریف ناشناس باش۔ عشق دیگر بار در حجرهٔ غیب نشست۔ و در بروی جن و ملک دربست
تا وقتیکه آدم از کتم عدم خیمه بفضای شهود زد۔ عشق را در صورت شجرهٔ منهیه بآدم نمودند
واله جمال او شد۔ خواست که همانجا با وی عقد وصال بندد۔ گفتند این معنی در سرای خلد
راست نیاید۔ منزل این کارخانه دل محنت زدگانست و در بهشت متاع محنت یافت
نیست۔ از راحت بهشت کار نگشاید۔ گریه و زاری زندانیان را مضیق دنیا
بکار آید۔ **رباعی** ای برادر عاشقی را درد باید درد کو * بر سر کوی محبت مرد باید مرد کو
چند زینهای فسرده چند زین فکر دراز * نعره های آتشین و چهره های زرد کو * پس آدم
بهوای محبت از فضای بهشت بتنگنای دنیا آمد۔ و از ساحل سلامت روی بگرداب ملامت
نهاد۔ و از گلشن فرح متوجه گلخن ترح شد * گلزار نعمت را بخارستان نقمت مبدل ساخت
و از ذروهٔ نعمت بحضیض محنت در افتاد۔ از مرتبهٔ قربت روی ببادیهٔ غربت آورد۔ و درکات
کلفت را بر درجات انس و الفت اختیار کرد۔ قدم از صومعهٔ شادکامی بیرون نهاد و
ساکن غمکدهٔ بدنامی شد۔ زیرا که عشق و نیکنامی با یکدیگر راست نیاید۔ **بیت** گر
که تن در دهم به بدنامی * که نام نیک در آئین عاشقان ننگ ست * القصه چون صد

اهبطوا منها برآمد - حکم شد که همه فرو روید از بهشت بدنیا - دران محل آدم دست حوا گرفته گفت
بیا تا برویم که نوبت معزولی رسید - و محنت غریبی و بیکسی پیش آمد رباعی برخیز که
وقت افتراق ست امروز * با محنت و درد اتفاق ست امروز * ای دیده رخ وصال دیدی
یکچند * خون بار که نوبت فراقست امروز * همین که آدم و حوا با یکدیگر روان شدند جبرئیل آمد
که ای آدم حکم چنین ست که دست از حوا بداری - و دامن مواصلت او از دست بگذاری که هر یک را
بجانب دیگر میباید رفت - پس آدم دست حوا بگذاشت و هر یک روی بطرفی آوردند - آدم
میگریست و میگفت وا غربتاه - حوا فریاد میکرد و میگفت وا فرقتاه - ملائکه به تعجب ایستاده
می نگریستند - و بر غربت آدم و کربت حوا میگریستند - و ایشان یکدیگر را گم کردند - نه این از آن خبر
که کجا میرود - و نه آن را ازین وقوف که کجا میبرند - آدم بسر کوه سراندیب افتاد - و حوا بساحل
دریای هند - در موضعی که آن را جده گویند فرود آمد - آدم دویست سال بر سر کوه سراندیب
میگریست - ابن عباس رضی الله عنه گفته که آدم هرگاه بهشت را یاد کردی بیهوش شدی - نه از بهر
بهشت که برای خداوند بهشت - جبرئیل بیامدی و دست بر سر آدم فرود آوردی - و ندا رسیدی که
ای جبرئیل آدم را مونسی کن که غریب ست و چون جبرئیل خواستی که برود - آدم گفتی که زمانی دیگر
باش که غم دل با تو بگویم - و دفتر اندوه خود بر تو خوانم - و چون جبرئیل عزم رفتن کردی - و از چشم
آدم ناپیدا شدی - چنان بنالیدی که مرغان هوا را ابر و رحم آمدی - و چندان بگریستی که جویها
از آب چشم او روان شدی فرد روزی که چشم ما ز جمالت جدا بود * چندی که چشم کار
اشک ما بود * و حوا نیز بساحل جده میگریست و ناله و زاری میکرد - روزی آدم از جبرئیل
پرسید که ای برادر حوا کجاست - گفت بر کنار دریا در فراق تو می گرید - و از حال تو هیچ خبر ندارد
آدم بیهوش شد - و جبرئیل سر وی بر کنار خود نهاده بود - ناگاه دران بیهوشی می بیند که حوا بر کنار
دریا نشسته میگرید و میگوید حبیبی آدم ای دوست من آدم - و ای همه مونس من
انت ام شبعان آیا گرسنه یا سیری الابس انت ام عریان آیا پوشیده یا برهنه
انائم انت ام یقظان آیا در خوابی یا بیداری - آدم خواست که جوابش دهد - ناگاه
بهوش آمد - و خروش و فغان در گرفت - جبرئیل گفت ای آدم ترا چه شد - آدم
صورت واقعه باز نمود چنان از روی درد بخروشید که جبرئیل بناله در آمد و مناجات کرد که
الهی هر دو غریب فرو مانده رحم کن - خطاب رسید که آدم را بشارت ده که نزدیک آن رسید

که شب فراق بسر آمد و ماه مراد از مشرق امید برآید **بیت** نسیم باد صبا دوشم آگهی آورد *
که روز محنت و غم رو بکوتهی آورد * آنگه حق سبحانه توبهٔ آدم قبول کرد۔ و علما را دران باب سخن بسیار است
یکی از محققان فرموده که سبب قبول توبهٔ آدم سه چیز بود حیا و بکا و دعا اما حیا بمثابه بر آدم
غالب بود که شهر بن حوشب رحمة الله گفته که چون آدم علیه السلام بزمین آمد سه صد سال
سر بالا نکرده و بآسمان ننگریست از شرمساری اما بکای وی بمرتبه بود که در اخبار آمده که اگر
جمع کنند گریهٔ تمامی اهل دنیا را و نسبت دهند به بکای داود پیغامبر علیه السلام هنوز گریهٔ داود
بیشتر باشد و اگر بکای اهل عالم و بکاء داود را نسبت کنند بگریهٔ نوح ع بنگرند۔ بکای نوح ع از آنها زیاده بود
و اگر گریهٔ مجموع عالمیان با گریهٔ نوح و داود علیه السلام جمع کنند بکای آدم علیه السلام از همه
بیش باشد۔ و در عیون الرضا آورده که آب دیدهٔ آدم علیه السلام چون سیلی بیرون
می‌آمد از دیدهٔ راست او مانند آب دجله و از چشم چپ او مثل آب فرات۔ و مروی است
که آدم علیه السلام در مدت دویست سال چندان باران حسرت از ابر دیده بزمین ندامت
بارید که در رخسارهٔ مبارک او دو جوی پدید آمد و از آب چشم وی چشمها روان شد مرغان هوا
از آب دیدهٔ آدم علیه السلام میخوردند۔ و با یکدیگر میگفتند این چه خوش آبیست که ما خوشتر
ازین آب نخورده ایم آدم علیه السلام گمان برد که مرغان این سخن را از روی طنز و افسوس
میگویند۔ آهی سرد از دل پر درد برآورد و زار زار بنالید و گفت بار خدایا حال من بدانجا رسید
و کار من بدان مرتبه انجامید که مرغان هوا آب دیدهٔ من سخریه میکنند۔ آخر آب چشم گناهکاران را
چه عزت خواهد بود۔ خطاب رسید که ای صفی دل خوش دار که مرغان راست میگویند هیچ جوهری
نفیس‌تر از آب دیدهٔ نیازمندان نیافریده ایم **مثنوی** گوهری بس گران بها
اشک است * سبب آبروی ما اشک است * گریه می‌کن که زان ثمر یابی * اشک ریزی گهی
گهر یابی * ابر تا گریه بر چمن نکند * غنچه هم خنده بر سمن نکند * اما دعای او آن بود که
تشفع کرد بحضرت رسالت صلی الله علیه وسلم و گفت یارب بحق محمد و اهل بیت محمد که توبه مرا بشرف
قبول برسان۔ حق سبحانه پرسید که ای آدم نور محمد را چگونه شناختی۔ گفت اسم طیب او
بر ساق عرش نام نامی او را با اسم سامی تو قرین دیدم دانستم که گرامی ترین آفریدگان بحضرت تو
او مقبول‌تر بود پس چون آدم علیه السلام بحضرت خاتم صلی الله علیه وسلم استشفاع نمود
توبهٔ او بمحل قبول رسید **مثنوی** چو آدم کرد و سوی دل البوشین * شفیع آدم آمد

ابرو لیش * کز اول دسته بند گلشنش بود * نه آخر خوشه چین خرمنش بود * دیگر غم آدم
علیه السلام وقتی بود که قابیل هابیل را بکشت - وصورت این قصه بر سبیل اجمال چنان است که
بعد از اتصال آدم بحوا و مجالست ایشان با یکدیگر حوا بیست نوبت حامله گشت و بهر بطنی پسری
و دختری می آورد - و چون بزرگ میشدند آدم علیه السلام جاریه یک بطن را بغلام بطن دیگر میداد
و دختری که با قابیل زاده بود اقلیما نام داشت در غایت حسن بود - روی درخشان داشت و موی
مشک افشان نظم روی چگونه روی روی چو آفتابی * موی چگونه موی سر حلقه چینائی
و توام هابیل لیوذا می گفتند - و او چندان جمال نداشت - چون بحد بلوغ رسیدند آدم علیه السلام
لیوذا را بقابیل نامزد کرد و اقلیما را بهابیل اختصاص داد - قابیل ازین حکم ابا نمود گفت خواهر من
اجمل است - و با من در رحم بوده او بمن اولی است آدم علیه السلام فرمود که حکم الهی برین جمله
عز صدور یافته - مرا درین هیچ اختیار نیست مصراع حکم حکم اوست ما محکوم فرمان وییم * قابیل سلم
نداشت - و گفت تو هابیل را از من دوست تر میداری - لاجرم آنچه خوبتر است بدو میدهی
آدم علیه السلام فرمود که اگر سخن من باور نمیداری - هر یک از شما قربان کنید بانچه میتوانید
قربان هر که مقبول گردد اقلیما از آن او باشد هابیل گوسفند دار بود بره فربه که بغایت دوست
میداشت بیاورد - و بر سر کوهی بنهاد - و نیت کرد که اگر قربان من مقبول نگردد ترک اقلیما کنم
و قابیل صاحب زرع بود و دسته گندم ضعیف که دانه نیاورده بود در کنار او نهاد و با خود گفت
که اگر این قربانی مقبول شود یا نه من دست از خواهر خود باز ندارم - پس آتشی سفید بی دود
از آسمان فرود آمد - و گوسفند را بخورد و از قربانی قابیل درگذشت بخوردن آن
قابیل را آتش خشم باشتعال در آمد و دود حسد دیده بصیرت او را تیره کرد کمر
و در کمینگاه انتقام نشست - همین که آدم عزیمت زیارت بیت المعمور فرمود - قابیل
یافت - و بسر رمه آمد - هابیل آنجا در خواب بود سنگی برداشت و سر هابیل
مغزش پریشان شد بیت خود برادر با برادر این کند *
و چون هابیل کشته شد - قابیل ندانست که با وی چه کند -
روی به بیابان نهاد چهل روز در پشت گرفته بهر طرف میگشت - و نمی دانست که چه چاره سازد
آخر الامر روزی دید که زاغی بمنقار و چنگال خود حفره کرد در خاک - و زاغ مرده بیاورد در آن
حفره نهاد و خاک بران پاشید - آن زاغ پوشیده گشت قابیل نیز همان طریق با هابیل

در خاک کرد و باز بمیان قوم آمد - امّا چون آدم علیه السّلام از زیارت حرم مراجعت فرمود فرزندان
همه باستقبال وی آمدند مگر هابیل و آدم علیه السّلام هابیل را بسیار دوست ترمیداشت - چون
جوانے بود با روے چون ماه - و دو گیسوے سیاه داشت - و حق سبحانه او را صورتی خوش و سیرتی
دلکش ارزانی داشته بود و هیچ یک از اولاد علیه السّلام بجمال و کمال وی برابر نبودندی **بیت**
پیش رُخ تو همه صورت بر دیوارند ٭ نه چنین صورت و معنی که تو داری دارند ٭ و هنوز شیث
علیه السلام متولد نشده بود - در خبر آمده که اجمل اولاد آدم علیه السلام شیث بوده - چه لمعهٔ نور محمدی
صلوات الله و سلامه علیه از بشرهٔ او لامع و از جبین مبین او ساطع بود - القصه چون آدم علیه السلام
هابیل را ندید بجستجوی او اشتغال فرمود - از هر که خبر وی پرسیدی هیچ نشان ندادندی و گفتندی
که چند روز شده که پیدا نیست - ندانیم که کجا رفته و بچه کار مشغول است - آدم هفت شبانه روز کوه
و صحرا بقدم طلب پیمود - و در تحقیق حال هابیل جد بے تمام و جهدے لاکلام مینمود - و زبان حال
بدین مقال مترنم بود **بیت** شب من سیه شد از غم من کجات جویم ٭ بشب دراز هجران
مگر از تو نامت جویم ٭ شب هشتم در واقعه دید که هابیل جاے ایستاده - و میگوید یا ابتاه الغیاث
ای پدر بزرگوار بفریاد من رس آدم از آن هول از خواب درآمد - و خروش درگرفته بیهوش شد
چون باخود آمد - جبرئیل را دید بر سر بالین وی نشسته - گفت ای برادر از حال هابیل هیچ خبری
داری که جانم او را در خواب دیده ام چون مظلومان استغاثه میکرد - و چون بیچارگان فریادرس
میطلبید - جبرئیل گفت یا آدم علیه السلام حضرت عزت میفرماید که عظم اجرک بزرگ باد مزد تو
در این مصیبت - بدانکه قابیل هابیل را بکشت و او فریاد میکرد و الغیاث میگفت - و بسی
بفریاد او نمی رسید - اکنون همان فریاد است که از زیر زمین ظاهر میشود - و فردای قیامت
نیز فریادکنان بعرصه گاه درآید - آدم فریاد درگرفت - و گریه آغاز کرد و گفت ای برادر خاک او را
بمن نمائی - جبرئیل آدم را بسر قبر هابیل برد - آدم علیه السّلام خاک از وی دور کرد هابیل را دید
سر کوفته و تمام اعضاے او بخون آغشته - روی مبارک در روے وی مالید - و میگفت وا حسرتاه
وا ابناه وا ثمرة فؤاداه و اکبداه **نظم** آن شکل و آن شمائل زیباے او دریغ ٭ در زیر خاک میت
بالاے او دریغ ٭ سرتاپای نازک و نغز و لطیف بود ٭ زیر زمین نهفته سر و پاے او دریغ ٭
آدم چندان بگریست که فرشتگان هفت آسمان بگریه درآمدند - و گفتند بارخدایا آدم دوصد و
پنجاه سال بگریستن آموده بود - اکنون باز گریان شد - ما را طاقت گریستن وی نیست خطاب رسید

که اے آدم در مصیبت صبر کن که مزد صابران بے نهایت ست و ما حکم کرده‌ایم که نصف عذاب
دوزخ تنها مر قابیل را باشد - از بزرگی استماع افتاده که همه اهل اسلام متفق اند بر انکه حضرت
رسالت صلی الله علیه وسلم از آدم صفی افضل و اشرف ست هرگاه قاتل فرزند آدم را این مقدار عذاب
مقرر شده - آیا قاتل فرزند مصطفی - و جگر گوشه سرور انبیا را صلی الله علیه وسلم چگونه خواهد بود
و در صحیفه رضویه که احادیث آن مسند بحضرت سلطان خراسان علی موسی الرضا رضی الله عنه است
و آن حضرت از آبای کرام عظام خود نقل فرموده مذکور ست که قاتل حسین در تابوتے باشد از
آتش - و زنجیرهای آتشین بر دست و پای او بربسته - و از وی گندی مے آید که اهل دوزخ از و بخدای
پناه برند - از شدت آن گند و چگونه چنین نباشد سزای ظالمے که تیغ آب داده بر حلق آب
نداده شاهزاده نهد - و حلقی که بوسه گاه مصطفی بود صلی الله علیه وسلم بخنجر کین آزرده گرداند
در کتاب الغرائب آورده که روزے کنیز فاطمه زهرا جهت شاهزادگان کرتها دوخته بود و بدیشان
پوشانیده - و ایشان را بحضرت رسالت صلی الله علیه وسلم فرستاد - چون بخدمت رسیدند
و ایشان را در کنار گرفت دید که گریبان پیراهن حسین تنگ ست - و گردن وے را حقه دارد
در حال تکمه را بگشاد خطے دید گرداگرد گردن وے پدید آمد - بر دل مبارک وی گران آمد فی الحال
جبرئیل حاضر شد و گفت اے سید بدین مقدار خط که بر گردن حسین دیدی دل مبارک تو متألم
شد - روزے که باشد که بضرب خنجر ستم همین موضع را بریده سر مبارکش از بدن جدا سازند
این سخن خواجه عالم صلی الله علیه وسلم را در گریه آورد - و چگونه کس درین مصیبت نگرید -
و درین واقعه بسوز دل ننالد **نظم** در جهان زین صعب تر هرگز بلائی کس ندید ❊ در دل آن تر
زین عزا هرگز عزائے کس ندید ❊ تازه بے آب گل باغ نبی پژمرده شد ❊ در سر ابستان دین
برگ و نوائے کس ندید ❊ ابتلاے انبیا و اولیا بسیار بود ❊ لیک در عالم از ایشان ابتلائے
کس ندید ❊ چشم گردون چون نگرید چونکه در دوران او ❊ چون بلائے کربلا کرب و بلائی کس ندید
در سرای دهر تا شد رسم ماتم آشکار ❊ همچو دشت کربلا ماتم سرائے کس ندید ❊ **ابتلای**
نوح علیه السلام و از جمله انبیا نوح را علی نبینا و علیه الصلوة والسلام بلاهای
عظیم پیش آمد - نهصد و پنجاه سال جفاے قوم سبک کشید - و شربت زهر آلود بلا از جام محنت
و عناے چشید - یکدم نائره بلاغتش در ابلاغ پیام ربانی تسکین نیافت - و لحظه از راه
دعوت حقانی عنان بر نتافت - در تکمله آورده که سه قرن خلق را بخدا میخواند - و اهل هر قرنے

قریب به سی صد سال لت او داشتند چون ایشان را مرگ آمدی فرزندان ایشان را دعوت کردی
وحق تعالی او را آوازی داده بود که هرگاه آغاز دعوت فرمودی هر که از امت او بودی
آواز او بشنودی هم در خلوت ایشان را نصیحت فرمودی وهم آشکارا ملامت می‌نمودی
ایشان سنگ بر وی می‌زدندی و استخوانهای پهلوی مبارکش درهم شکستندی و گاه
بودی که چندان سنگ بر وی افگندندی که در میان سنگ پنهان گشتی و قوم گفتندی که او کشته شد
خاطر جمع کردندی شب جبرئیل علیه السلام بیامدی و سنگها از وی دور کردی و پر باز و خود
بر وی مالیدی همه جراحتهای او درست گشتی و صباح با انجمن اشراف قوم درآمدی و گفتی
قولوا لا اله الا الله تفلحوا یعنی بگوئید لا اله الا الله تا رستگار شوید باز آن سنگدلان
دست جفا بر وی گشادندی و چندان آزار از جهت تألم دل آن بزرگوار بر کمان انکار تیر استکبار
نهادندی و آن حضرت قضا را برضا استقبال نمودی و سپر صبر در روی کشیدی و در میدان ابتلا
گوناگون جوشن تسلیم پوشیدی چه بیقین میدانست که بلیت عین عطیت ست سلطان بلا
بدوستان داده و راحت و نعمت سبب فخر و غفلت ست جهت آن دشمنان فرستاده
رباعی دستی که باستین ولا آغشته بود + گر دامن تنعم دنیا جدا بود + آنجا که غفلت ست
همه ذوق و راحت ست + وانجا که عشق ازست بلا بر بلا بود + آورده اند که پدران کودکان
خود را بر گردن گرفته بیاوردندی و نوح علیه السلام را بوی نمودی گفتندی که ای پسر
این مرد دیوانه است نگر تا هرگز فرمان او نبری و این سخنان بیهوده که می‌گوید در گوش
نگذاری پدران ما دست او را جفا کردندی و ما هم خوار داشت وی میکنیم و تو نیز باید که همین
طریق عمل کنی و هیچ وجه بدو نگروی و سخن او را بسمع قبول نشنوی روزی مردی پسر خود را
بر دوش گرفته و نزد نوح علیه السلام آمده وصیت میکرد پسر گفت ای پدر شاید که مرا زانکه
این وصیت بجای آرم مرگ در یابد و از دولت ایذای وی محروم مانم مرا بر زمین نه پدر وی را
بر زمین نهاد پسر سنگی بر داشت و بجانب نوح علیه السلام افگند و سر مبارک وی شکست
و خون بر روی مبارکش فرو دوید نوح علیه السلام آن خون پاک کرد و گفت رب انی
مغلوب فانتصر ای پروردگار من بدین گونه مغلوب قوم شدم و بچنگال قهر اعدا گرفتار
گشته ام یاری کن و مرا دریاب مصرع رحم کن رحم کردنت ترحم ست + بعد ازین
صورت حق سبحانه فرمود تا نوح علیه السلام کشتی بساخت و اهل خود را بکشتی درآورد

حسین رضی الله عنه برجست - وخود را در درون حجره افگند ونزدیک جد بزرگوار آمده دست بگردن وی
درآورد وبر دوشش وگردن آن حضرت بر میرفت وفرود می آمد - ملک السحاب گفت یا رسول الله
این پسر را دوست میداری گفت نعم آری اورا دوست میدارم - آن ملک گفت ای سید
زود باشد که جمعی از امت تو اورا بقتل رسانند وشربت شهادت بچشانند - واگر میخواهی بتو نمایم
آن مکانی که وی در انجا مقتول خواهد شد وپس دست بیازید - ومقداری گل سرخ بحضرت رسالت
صلی الله علیه وسلم نمود - ام سلمه رضی الله عنها آنرا گرفت - ودر شیشه کرده نگاه میداشت - وچون قتل
حسین رضی الله عنه واقع شد - وخون مبارکش بران ریختند - آن گل دران شیشه بخون تبدیل گشته بود
ودر شواهد النبوة آورده که ام سلمه رضی الله عنها گفت شبی رسول صلوات الله وسلامه علیه از خانه
من بیرون رفت وبعد از زمانی دراز باز آمد - ژولیده موی وغبار آلوده - وچیزی در دست گرفته
گفتم یا رسول الله این چه حالت ست که بر تو مشاهده میکنم - فرمود که امشب مرا بموضعی بردند از عراق که
آنرا کربلا گویند - وجای قتل حسین وجمعی از فرزندان من بمن نمودند - ومن خاک خونهای ایشان را
برچیدم وبرداشتم اینست در دست من - پس دست مبارک بگشود - وگفت این را بستان ونگاه دار
من آنرا بستدم خاکی بود سرخ - آنرا در شیشه کردم وسر شیشه محکم ببستم - چون حسین بسفر عراق بیرون رفت
آن شیشه را هر روز بیرون می آوردم - ونگاه میکردم ومیگریستم - روز دهم محرم بود که آن را
نگاه کردم - آن خاک دران شیشه خون پاره گشته بود - دانستم که اورا شهید کرده اند - راوی گوید
که چون دختر حسین رضی الله عنه اضطراب میکرد - ام سلمه رضی الله عنها آن شیشه را بیرون آورد
وآن خاک را که خون گشته بود مشاهده کردند - خروش از اهل بیت برآمد - دختر حسین می گفت
یا ابتاه مرا غریب وتنها بگذاشتی - وبدست مفارقت رایت مصیبت برافراشتی **نظم**

آه این چه حالت ست که عالم خراب شد + بحر زلال آل محمد سراب شد + سرو ز بوستان ولایت
زبن افتاد + برجی ز آسمان هدایت خراب شد + چون ذره بیقرار از آنم که کربلا + بیت الوبال کوکبه
آفتاب شد + از یاد کربلا دل ما بیقرار گشت + وز داغ ابتلا جگر ما کباب شد + روی چنانکه بوسه گه
مصطفی بدی + در خاک شد فتاده وز خون خضاب شد + **بیان ابتلای ابراهیم**

علیه السلام دیگر از پیغامبران ابراهیم خلیل صلوات الله وسلامه علیه بچندین بلا مبتلا شد
زیرا که نام [illegible] دوستی داشت - ودرین کار [illegible] شور محبت بی شور [illegible] نباشد - حق سبحانه هرگاه بنده را
[illegible] دل او [illegible] نظر عنایت [illegible] تا در کشش [illegible]

شادمان گردد که دیگران در بخشش نعمت و راحت - یکی از اکابر دین فرموده نحن نفرح بالبلاء ما فرحناک
و مسرور میشویم ببلا کما یفرح اهل الدنیا بالنعم همچنانکه اهل دنیا بنعمت مبتهج و مسرور میگردند - زیرا که
بلا صیقلی ست که آئینه دل را از غبار هوا مصفا - و از زنگار شهود ماسوی مجلی میگرداند - و محنت کحل الجواهری
ست که دیدهٔ بصیرت بدو روشنی مییابد بحیثیتکه مبتلا بمشاهدهٔ جمال حضرت مبلی بینا میشود
و معائنه میبیند که بلا از دوست - و میداند که هرچه از دوست بنا یت زیبا و نیکوست **نظم**
طریق عشق جانان جز بلا نیست ❊ زمانی بی بلا بودن روا نیست ❊ اگر صد زخمم بر جانم آید ❊
چو تیر از شست او آید خطا نیست ❊ و از جملهٔ ابتلای خلیل یکی آن بود که او را در آتش
انداختند - در اخبار آمده است که چون آتش نمرود بالا گرفت - و ابراهیم علیه السلام را بر منجنیق
نهاده خواستند که در آتش اندازند - فریاد از فرشتگان بر خواست زمین و آسمان و طیور و وحوش
بگریه در آمدند حملهٔ عرش و سکنهٔ کرسی آغاز گریستن کردند - ملائکه گفتند بار خدایا از شرق تا غرب
عالم همین یک آدمی ست که ترا بوحدانیت می شناسد - اکنون میخواهند که او را بسوزند - ما را دستوری
ده تا وی را مددگاری کنیم - خطاب رسید که نزدیک او روید - اگر از شما مدد طلبد مدد و معاون وی
باشید - اول ملک الریاح بیامد و بر خلیل سلام کرد - ابراهیم علیه السلام جواب داد گفت تو چه کسی که
بر بیچارگان و بیکسان سلام میکنی گفت من فرشته ام موکل بر بادها آمده ام تا ترا مدد دهم اگر فرمائی
لشکر باد را امر کنم تا تمام جمرات آتش را بر دارند - و در خانهای نمرودیان افگنند و ابدان و امتعهٔ ایشان
را بدان آتش محترق سازند - ابراهیم گفت نمیخواهم که درین حال پناه جز بملک متعال برم - ملک السحاب
بیامد - که ای خلیل همه ابرها محکوم فرمان من اند - اگر امر کنی بگویم تا قطرات باران جمرات فشانند
و باندک زمانی آن آتش افروخته را فرو نشانند - ابراهیم علیه السّلام فرمود مهم خود را بحق واگذاشته ام
و چشم از مددگاری این و آن بر داشته - ملک الجبال پرسید و گفت ای پدر ملت - و صاحب خلت
حکم فرمای تا کوههای بابل را بر سر نمرودیان فرود آرم و همه را در زیر کوههای بلند پست کنم
ابراهیم علیه السّلام گفت نمی خواهم که غیر حق را در مهم من مدخلی باشد ملک ... [illegible]
ای خلیل جلیل طبقات زمین مامور من اند - اجازت ده تا زمین بابل را گویم تا همه نمرودیان را
فرو برد گفت خلوا بینی و بین حبیبی بگذارید مرا با دوست من تا هرچه خواهد بمن کند
نظم ما کار خود بیار گرامی گذاشتیم ❊ گر زنده سازد ار بکشد [illegible] رای او ست ❊
در آخر همه جبرائیل بیامد - بوقتی که ابراهیم علیه السلام از منجنیق [illegible]

آتش نزدیک رسیده ونعره زد که ای خلیل هل لک من حاجة هیچ حاجتی داری ابراهیم گفت
اما الیک فلا حاجت دارم اما بتو ندارم جبرئیل گفت که با آنکس که حاجت داری بخواه ابراهیم
علیه السلام جواب داد که علمه بحالی حسبی من سوالی دانستن او حال مرا مرا از سوال باز میدارد
لطیفه چون او میداند چه گویم - وچون بخواستن مراد میدهد چه جویم **بیت** ارباب حاجتیم وزبان
سوال نیست ✽ درحضرت کریم تقاضا چه حاجت است ✽ آورده اند که چون جبرئیل باوی گفت
که چرا با آنکس که حاجت داری نمیگوئی گفت چون دوست دوست را سوختن خواهد زیستن روا نیست
همان ساعت خطاب رسید که چون دوست مراد دوست خواهد سوختن روا نیست - وبعضی گفته اند
که ابراهیم علیه السلام در جواب جبرئیل گفت که مرا هیچ خواهشی نمانده نفس را حکایتی نیست - واز هر
هر دو شکایتی نی ارادت ارادت اوست یفعل الله ما یشاء ویحکم ما یرید از حق تعالی خطاب مستطاب
صادر شد که ای آتش چون خلیل از طبیعت خود بیرون آمد - تو هم طبع خود را بگذار یا نار کونی
بردا وسلاما علی ابراهیم بر ابراهیم علیه السلام سرد و بسلامت شو - هرکه در راه [illegible] دوست
بطریق تسلیم درآید هر آئینه از کوره محنت خالص وسلیم برآید **رباعی** از [illegible]
[illegible] گردد شک نیست که پای تا بسر جان گردد ✽ در آتش اگر قدم نهد از سر صدق
آن آتش سوزنده گلستان گردد ✽ **ابتلای دیگر ذبح اسمعیل علیه السلام**
بود حق سبحانه تعالی در نص تنزیل از قصه ذبح اسمعیل علیه السلام وفرمانبرداری خلیل خبر میدهد
ومیگوید ان هذا لهو البلاء المبین این بلای بود هویدا وآزمایشی بود بغایت پیدا تا محبان
راه وعشقبازان درگاه ما دانند که دعوی محبت بی ترک جاه وجلال ودر باختن فرزند ومال مقرر
ومسلم نیست **نظم** خون ریز شود همیشه در کشور ما ✽ خونابه بود مدام در ساغر ما ✽ داری سر ما
[illegible] ما دوست کشیم وتو نداری سر ما ✽ در اخبار آمده که روزی اسمعیل از شکار
باز گشته بود واز آثار غبار شکارگاه گرد بر گل رخسارش نشسته - واز تاب آفتاب ظلمات بر تابش
[illegible] خلیل بر سر راه بود - چون نظرش بر اسمعیل افتاد رخساری دید چون گل شگفته - وغبار
[illegible] ترا از ماه دو هفته **بیت** رخی چنان که ز خورشید وماه نتوان خست ✽ خطی
چنان ز مشک سیاه نتوان ساخت ✽ مهر پدری از طبع بشری در حرکت آمده غیرت الهی سلسله محبت
[illegible] ساخت **مصراع** چون محبت رخ نمود اسباب محنت ساز کرد ✽ چون شب درآمد ابراهیم
[illegible] وظیفه عبادت بطریق عادت سر بر بالین نهاد - در خواب دید که آواز کردند که ای خلیل دعوی

محبت ما میکنی - و مهر فرزند در دل خود راه میدهی - آخر ندانسته که **بیت** گر عاشق بالغیر درنگرد ٭
بر جملهٔ کائنات آتش باریم ٭ ای خلیل اگر تشنهٔ وصال مائی برخیز و چوے گلوے فرزند
دلبند بآب دشنهٔ تیز غرقهٔ خون ساز **بیت** دارے سر یوسف بسرا هر چه عزیزست ٭ کین تحفه
پس از دست برین نتوان یافت ٭ ابراهیم از سطوت آن خواب و هیبت آن خطاب بیدار شد
و علی الصباح هاجر را که مادر اسمعیل بود گفت برخیز و فرزندت را کسوتی فاخر و خلعتی طاهر
بپوشان که او را بمهمانی دوست میبرم خانهٔ چشمش را بسرمه سیاه کن که هوارسے دعوت سرای
دوست - برای قدم بزرگوارش کحل الجواهر دیدهاے اولوا الابصارست چشم امید بر راه انتظار
دارند - گیسوے مشکینش را تاب ده که خدام ضیافت خانهٔ دوست حلقه حلقه ایستاده بسوداے
تماشاے آن سنبل عنبر بیز سر ارادت بر خط تمنا نهاده اند **قطعه** شانه کن مرغول زلفش
از گلاب ٭ گرد بفشان از رخ چون آفتاب ٭ اندک آرایش مکن بسیار کن ٭ هر چه بتوانے
همه در کار کن ٭ هاجره جامهٔ نو در بر فرزند ارجمند در پوشانید. و روے و مویش شسته شانه کرد
بوسید و ببوئید - و گفت ایجان مادر میدانم که ترا بکدام مجمع میبرند - اما از گیسوے تو بوے
پریشانی فراق میشنوم معلوم ندارم که ترا بکدام مهمانخانه دعوت میکنند اما در دل بریان خود
خوناب جگر کباب مے بینم **نظم** جان من لطفی بکن زین دیدهٔ گریان مرو ٭ دل کباب
تست بر خوان کسان مهمان مرو ٭ چون تو کردی عزم رفتن از تنم جان میرود ٭ از تنم
تا بر نیاید جان من اے جان من مرو ٭ ابراهیم علیه السلام هاجر را گفت کاردے و رسنی بیار تا همراه
ببریم - هاجر گفت یا خلیل الله پیوسته مهمانی واسطهٔ پیوند مواصلت دوستانست [illegible]
قطعیت هجرانست - آنجا بچه کار آید - و همواره ضیافت رابطهٔ دلگشاے و دستمایهٔ [illegible]
مستمندان بود - و رسن سبب تعب و بند زندانست - از بردن او چه [illegible]
فرمود که شاید قربانے باید کرد و بے کارد و رسن قربانے کردن مشکل [illegible]
اسمعیل هاجر را وداع کرده از خانه بیرون آمدند ابلیس پر تلبیس را خبر شد
آنست که مکرے سازم که بنیاد خاندان خلت را براندازم - پس با خود تأمل کرد که زنان را قوت
شکیبائی کمترست - و دل مادران بجانب فرزندان مایل تر اول بوسوسهٔ او بپردازم شاید توانم
که کارے بسازم - پس بصورت پیرے بنزد هاجر آمد و گفت اے هاجر هیچ میدانے که خلیل
اسمعیل را کجا میبرد - گفت بمهمانی دوستی میبرد - ابلیس گفت اے غافل او را مے برد تا [illegible]

رخسار او را بزخم خار خنجر آبدار خونبار گرداند و سنبل با تاب او را در دم تیغ بخون خضاب کند
هاجر گفت ای پیر خرف شده عجب اگر تو ابلیس نباشی پدرے چون خلیل و پسرے چون اسمعیل
چگونه کشتنش دهند که میوهٔ رسیدهٔ نهال نهاد خود را که نوباوهٔ باغ خلت و گلدستهٔ بوستان ملت است
بر خاک هلاک انداز و گفت اے هاجر مدعاے او آنست که خواب دیده و حضرت عزت او را
چنین فرموده که فرزند را در راه ما قربان کن و از روے رضا امتثال این فرمان
کن هاجر گفت خلیل دروغ نگوید و چون فرمان رب العالمین بدین صورت صادر
شده باشد هزار جان هاجر و فرزندش فداے فرمان حضرت خلیل باد. **بیت**

ما نهم یک جان و رجان آنهم فداے دوست باد ٭ وز هر چه هست اندر جهان ما را رضاے دوست به

ابلیس از هاجر نومید شد نزد خلیل آمد و گفت اے ابراهیم هزار جان مقدس
قربان کمان ابروے اسمعیل مے سزد. تو میخواهے که او را چون تیر پرتاب با لب خونین
بر خاک افگنی. و شمع تابان این چراغ دودهٔ نبوت و روشنی دیدهٔ اهل فتوت را که هزار شمع
روح مطهر پروانهٔ جمال اوست به تیغ سر بردارے درین باب تامل کن و درین کار فکرے
فرمائے. **بیت** با تو ما تا گر ز سر و خویشتن خواهی برید ٭ اول از بهر رونق جویبار
اندیشه کن ٭ ابراهیم دانست که این سخن شیطان ست تیر استعاذه بر کمان لاحول
نهاده بجانب وے انگند ابلیس ازان نیز خیره نشد گفت اے ابراهیم خوابے که تو دیده ئی شیطانے
ست و گرنه حق تعالی چون کسی را بقتل ناحق فرماید. ابراهیم علیه السلام گفت تو شیطانے
و خواب انبیا راست باشد خواب من رحمانی ست. و امرے که دوست فرموده مشتمل بر حکمتهاے
نهانی ست و من جز بفرمان بردارے چاره ندارم. ابلیس گفت اے خلیل آخر ترا دل میدهد که
بدست خویش چنین فرزندے را هلاک کنے. ابراهیم را آتش غضب در اشتعال آمد گفت
اے ملعون مطرود دور راندم که مرا در آتش ناخوش مے افگندند جبرئیل که سیدهٔ مقربان
درگاه است به آزمایش خواست که عنان توکل و زمام توسل مرا از طریق توجه بحضرت دوست بگرداند
هیچ اثر در دل من اثر نکرد. تو که واپس ترین راندگان این راهے خواهے که بافروختن
آتش فراق فرزند مرا از راه ببرے نتوانی. بجلال ذوالجلال که اگر مرا از مشرق تا مغرب
فرزند باشد. و فرمان اٰے در رسد که همه را بدست خود بکش فی الحال آستین
برمالم و همه را به تیغ بکشم و هیچ باک ندارم زیرا که جز رضاے دوست مرادے

در دل و خاطر من نیست **بیت** در ضمیر ما نمی گنجد بغیر از دوست کس ؛ ہر دو عالم
که ما را دوست بس ؛ پس ابلیس خسیس از وسوسهٔ خلیل جلیل محروم مانده پیش اسمعیل آمد و گفت
ای غنچهٔ گلستان رسالت و اے میوهٔ بوستان عزت و جلالت ہیچ میدانی که پدر ترا کجا میبرد
بمہمانی دوستی میبرد گفت غلط کرده بمہمانی نمیبرد بقربانی میبرد۔ بدوست دیدن نمیبرد
میبرد۔ میگوید خداوند مے که فرزند ندارد۔ و خواب گردن سر پرده کبریای او گردیدن
در خواب گفته که فرزند را قربان کن اسمعیل گفت اے بیر بے تدبیر اگر فرمان
قدیر و حکم مالک الملک علی الکبیر است ہزار جان اسمعیل نثار من جلیل فدای تیغ خلیل
جان شیرین گر قبول افتد ترا جانا نے بود ؛ کے بجانی بازمانده ہر که را جانے بود
اے پسر ترا تحمل تیغ تیز نباشد ستیزه کن و از پیش پدر بگریز۔ اسمعیل گفت
دور گند که من سر از فرمان حق نمی پیچم۔ و رخ از امر پدر نمی تابم **بیت**
گر تیغ میزند سر دہم ؛ مرا حمیه آن زمان باشد که سر بان رہش کردم ؛ اے
ندانسته که حکم جلیل راحت روح من است و فرمان خلیل سرمایهٔ فتح و فتوح
دلدار من گفت که خونت ریزم ؛ گفتم شرف من است ازان نگریزم ؛
الیحتی ؛ تا بیکشے و بار دیگر چسے خیزم ؛ ابلیس بار دیگر مبالغه آغاز کرد و ابراہیم
مقدار راه در پیش بود۔ اسمعیل نعره زد که اے پدر این پیر گمراه
خلیل گفت اے فرزند آن ابلیس روسیاه و بدترین سگان این درگاه
دور کار او کن که سگ مایهٔ آشوب و جنگ است۔ و سزا است
چند بران خاکسار انداخت۔ و آن سگ بے آزرم را سنگسار ساخت۔ و گفت اے
ترا درین حضرت گفتند سر تبه گردن کشیدے لاجرم طوق وان عاصیا ساختے در گردن
نهاده۔ مرا مے گویند سر بباز۔ اگر گردن ننهم۔ مباد اگه گردن جان من
انه کان صادق الوعد محروم ماند حالا **مصراع** ما سر تسلیم نهاده ایم
تا چون پدر و پسر بمنی رسیدند ابراہیم بنشست و اسمعیل را در پیش خود نشاند و کارد و رسن از
آستین بیرون آورده پیش نهاد و گفت اے فرزند تو میدانی که بے تحمل قربت الہی بی محن و
کربت نامتناہے میسر نشود۔ و تناول شہد لقای بے تجرع زہر بلا دست نمیدهد۔ و من آن ...
که کمر مقاسات بلیات بربسته ام و برمرصد صبر و شکیبائی ...

نشسته اما هیچ بلا بدین ابتلا نمیرسد که درخواب نموده اند که داغ فراق چون تو فرزندی
بر دل بریان نهم و ترا بزخم بی درمان قربان فرمان کنم **بیت** چگونه صبر کسی بر فراق یار
کند ۞ ز جان خویش بریدن که اختیار کند ۞ اسمعیل از روی دل خوشی و طواعیت گفت یا ابت
افعل ما تومر ای پدر بزرگوار مکن آنچه ترا فرموده اند و بجا آر آنچه ترا در خواب نموده اند ای پدر
اسمعیل را بدل باشد و حضرت خلیل را بدل نیست فرزند را عوض ممکن ست و حضرت
خلیل را [illegible] نیست - از حضرت عزت فرمان کردن و از اسمعیل امتثال آن کردن - و از تو که
خلیل [illegible] کشیدن و قربان کردن ای پدر اگر بعد ازین گویند که ابراهیم برای فرمان حق پسر را
در باخت این بهتر خواهند گفت که اسمعیل در راه رضای او سر را درباخت **بیت** مرا سریست
که خود آن هم فدای پای تو کردن ۞ قبول کن که جز این مایه دستگاه ندارم ۞ ابراهیم گفت که ای
فرزند [illegible] وصیتی داری که بجا آرم گفت آری سه وصیت از من قبول - اول آنکه بوقت
کشتن دست و پای مرا به بند ابراهیم گفت ای پسر نزدیک خداوند میروی جزع میکنی گفت
ای پدر جزع نمیکنم - اما وصیت بجهت دو معنی ست یکی آنکه زخم کارد فولاد چون بحلق
[illegible] من رسد مباد که دست و پای بزنم و صورت تردد و اضطرابی بی اختیار
از من در وجود آید - و بدین حرکت نام من از جریدهٔ صابران بیرون کنند - دوم آنکه التزام
حرمت تو بر من واجب ست - شاید که در وقت اضطراب دست و جامهٔ تو بخون من آلوده شود
و بدین سبب از جملهٔ ارباب عقوق و عاصیان گردم **بیت** گفتی که بریزم از تو خون باکی
نیست ۞ زان میترسم که دستت آلوده شود ۞ ابراهیم این وصیت را قبول کرد و گفت
دیگر چه وصیت داری - اسمعیل گفت وصیت دیگر آنست که در وقت قربان روی من
بخاک نیاز نهی - و درین وصیت نیز دو چیز ملاحظه کرده ام یکی آنکه حضرت عزت [illegible]
بندگان دوست میدارد - رویهای گرد آلود و چهرهای خاک فرسوده را نزدیک او قدری ست
چون مرا بدین حال بیند بر من رحمت فرماید - دیگر آنکه تعلق خاطر پدران بمحبت فرزندان بسیار
ست میترسم که در وقت تیغ راندن نظر تو بر روی و موی من افتد و سلسلهٔ مهر و شفقت پدری در حرکت
آید و در فرمان حضرت عزت تاخیری رود - آن تاخیر عین تقصیر باشد - ابراهیم را دل بغایت
رقت آمد و گفت این وصیت را نیز قبول کردم وصیت سوم کدامست اسمعیل گفت یا خلیل الله
میدانم که چون بخانه باز روی مادر فراق دیده و بار جور هجران کشیده چون مرا همراه تو نبیند

سر آئینه بجوش شد و از غصه بخروش شد بدر دل آغاز زاری کند. و از سوز سینه و حرارت جگر نعره زند درخواست من آنست که با وی درشتی نکنی و سخن سخت نگوئی که فراق فرزندان بر مادران بغایت صعب باشد او را بتلطف دلداری فرمائی و ابواب تسکین و تسلی بر روی دلش بگشائی سلام من بوی رسانی و بگوئی که اسمعیل گفت ای مادر مرا بحل کن و در فراق من صبور باش که خدای تعالی صابران را دوست میدارد ای مادر در هر گل زمین که جوانی تازه روی ببینی از گل رخسار خون آلوده من یاد آر و بر سر رهگذر که دلبر خرامنده مشاهده فرمائی از سرو قامت من در جای بستان یاد اندیشی ای مادر شیر زنده ستمند بدیدار تو خو کرده بود و بخدمت و ملازمت تو انس گرفته از سر حالم قدم بازمدار و زیارت مرا از خاطر عاطر فرو مگذار **قطعه** بر سر خاکم نشین ای شمع و در دمن ببین ✤ در فراقت اشک گرم و آه سرد من ببین ✤ جام حسرت خورده ام و از خشت بالین کرده ام ✤ تا زخشنا در رختخواب و خورد من ببین ✤ ای پدر هم صحبتان محله و دوستان مکتب را از من سلام برسان و بگو که اسمعیل از شما توقع نموده که هر کجا جمع شوید از پریشانی و تنهائی این غریب منزل خاک بر جای خیر فراموش مکنید و در هر مجلس و محفل که شمع طرب افروزید از این کشته تیغ بلا و خون ریخته میدان ابتلا با اشک و آبی یاد آرید **نظم** بر شما باد که چون باد بهاری گذرید ✤ تازگی گل خندان مرا یاد کنید ✤ چون قد سرو سهی جلوه کند در بستان ✤ نازش سرو خرامان مرا یاد کنید ✤ ابراهیم علیه السلام این وصیت را نیز قبول کرده بدل قوی دست و پای اسمعیل را به بست خروش از ملا اعلی بر آمد فغان از ملائکه عالم بالا برخواست **بیت** غلغله در گنبد خضرا فتاد ✤ ولوله در قبه مینا فتاد ✤ فرشتگان نظاره ایستاده می نگریستند. و بر حالت پدر و پسر و تفویض و تسلیم ایشان می گریستند می گفتند یارب چه بزرگ بنده ایست ابراهیم علیه السلام که او را برای تو در آتش انگندند و باک نداشت و اکنون برای تو و در راه رضای تو پسر را قربان میکند و هیچ غم ندارد حق سبحانه با ایشان خطاب کرد که ما او را خلعت خلت پوشانیده ایم و ساغر محبت نوشانیده و راه گلستان محبت از خار ابتلا و محنت خالی نیست **رباعی** هر کو با عشق یار آرام گرفت ✤ زغم و ابتلا پرهیز نکرد ✤ و ربر و صد هزار تیغ کشیم ✤ بکند سر فدا و نگه نیز زند ✤ آورده اند که ابراهیم علیه السلام تیغ تیز بر حلق اسمعیل علیه السلام نهاده هفتاد بار بکشید ذره از پوست و گوشت و رگ و پی نبرید ابراهیم در غضب شده کارد از دست بیفگند و بقدرت باری تعالی آن کارد با وی در سخن آمد که ای پیغامبر خدای خشم مگیر الخلیل یامرنی بالقطع الجلیل ینهانی یعنی خلیل مرا ببریدن میفرماید

میداری خلیل علیه السلام گفت محمد را صلی الله علیه وسلم که حبیب و صفی تست خطاب آمد که او را
دوست تر میداری یا خود را ابراهیم علیه السلام گفت حقا که او را از خود دوست تر میدارم باز فرمان رسید
که فرزندان او را دوست تر میداری یا فرزندان خود را خلیل علیه السلام جواب داد که فرزندان احفاد او
نزد من دوست تراند از اولاد من حق تعالی وحی کرد بدو که یکی از فرزندان بزرگوار او را
بخواری و زاری از روی جور و ستمگاری غریب و تنها گرسنه و تشنه در دشت کربلا شربت شهادت
بچشانند ابراهیم علیه السلام چون شمه ازین واقعه بشنید قطرات حسرات از چشمه سار چشم بر صفحات
رخسار فرو بارید خطاب رسید که ای ابراهیم علیه السلام ثواب گریستن تو بر حسین و الم که بدل تو
رسید برابر آن مثوبت هست که بدست خود فرزند خود را قربان میکردی عزیزان تامل فرمایند
که ثواب گریستن در مصیبت حسین چه مقدار است از ائمه اهل بیت نقل کرده اند که هر قطره آب
که در ماتم حسین از دیده کسی فرو بارد آنرا در صدف شرف در بی بها سازند و در قلاده حمل
آن کس می کشند و قیمت آن در روز بازار قیامت بر خلق ظاهر خواهد شد **نظم** هر قطره
آب دیده که در ماتم حسین ❊ ریزی ز دیده دانه دریست شاهوار ❊ آنرا برشته عملت در کشد ملک ❊
پس روز حشر پیش تو آرند آشکار ❊ و ندر روای هر گهری جوهری ز فضل ❊ هر لحظه هزار جوهر حسرت
کند نثار ❊ شیخ سهل بن عبدالله تستری رحمة الله فرموده که روز عاشوره میگریستم و با خود میگفتم
کاش آن روز حاضر بودمی که در پیش آن شاه شهید خون بریزند امروز بارسی در حسرت آن قطره چند
آب از چشم خود بریزم شبانه حضرت رسالت را صلی الله علیه وسلم در واقعه دیدم که مرا گفت
ای سهل بجلال حضرت ذوالجلال که یک قطره آب دیده تو در مصیبت فرزند دلبند من همان نیست
و بدان گریه که امروز کردی فردا ترا چندان ثواب دهند که محاسبان نکته دان کوی و شماردان شهر
خانه افلاک از عهده حصر حساب ثواب آن بیرون نتوانند آمد **قطعه** بیاد حسین علی گریه
کن ❊ کزین گریه پیدا شود آب روی ❊ هر آن نامه کز خطا شد سیاه ❊ بدین گریه گردد از آن
شست و شوی ❊ در آثار آمده است که حسین رضی الله عنه روز قیامت با پیراهن
خون آلوده گوید رب شفعنی فیمن بکی علی مصیبتی خدایا مرا شفاعت ده در حق کسیکه بر مصیبت
من گریسته است الهی هر که در دنیا بر شهیدی و غریبی و مجروحی و مظلومی و بی کسی
و بی برگی و تشنگی و گرسنگی من گریه کرده او را بمن بخش شفاعت آن سید بجان قبول رسد و
گریه کنندگان حسین رضی الله عنه را برات نجات از زاری فی دارند **بیت**

گر آب زنی بگریہ راہ شہدا بخشند گناہ تو بشاہ شہدا۔ **بیان ابتلای یعقوب علیہ السلام** دیگر از زمرۂ انبیاء و فرقۂ اصفیا ابتلاے یعقوب و رنج و بلاے یوسف مشہور ست و اکثر احوال ایشان در سورۂ یوسف مذکور و امام رکن الدین مسعود بن محمد المشہود بامام زادہ در ترجمہ سورۂ یوسف کہ مشتمل بر روایات شریفہ و محتوی بر حکایات لطیفہ ست آوردہ کہ در سبب نزول این سورہ علمای تفسیر را اقوال ست و قولی چند بیان کردہ و از جملہ وجہی نادر آوردہ کہ این سورہ جہت تسلے حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نازل شدہ بعد از استماع واقعہ حسن و حسین رضی اللہ عنہ۔ و این وجہ بہمان عبارات امام زاہد بانداک تغیرے اینجا بتحریر می آرد در صحائف آثار و لطائف اخبار نوشتہ اند کہ روزی سید سادات و منشار جمیع سعادات سر جریدۂ دفتر کائنات و شاہ بیت قصیدہ موجودات علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات نشستہ بود و حسن و حسین رضی اللہ عنہ بر کنار نشاندہ و در عالم خوشتر ازین چہ باشد مقصود در کنار و قاصد از ان میانہ بر کنار دریاے رحمت موج زدہ بود و در شب افروز بر ساحل افتادہ آن روز آفتاب و ماہ از یک برج تافت و قیامت نا آمدہ سر جمع الشمس و القمر مشاہدہ میرفت ندانم تا کنا حضرت خواجہ را عدن گویم پر در و مرجان بود یا آن را چمن خوانم کہ پر گل و ریحان بود اگر عدن گویم پر دُر و مرجان رواست یخرج منہما اللؤلؤ و المرجان مرا حسن و حسین اندر حسین اگر چمن خوانم پر گل و ریحان سزاست ہما ریحانتاے من الدنیا سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم گاہ لب بر لب حسن می نہاد و گاہ روے بر روے حسین مے مالید کہ ناگاہ بفرمان آلہ جبرئیل امین در رسید و خطاب رب الارباب رسانید کہ اتحبہما آیا حسن و حسین را دوست میدارے خواجہ فرمود کہ آرے اولادنا اکبادنا چگونہ دوست ندارم دو پارہ جگر اند و دو روشنائے بصر اند دو فرزند ارجمند و دو جگر گوشہ دلبند اند جبرئیل فرمود کہ اے سید کدام را دوست تر میدارے خواجہ فرمود کہ اے برادر ہر دو در یک صدف اند ہر دو بدر یک آسمان شرف اند ہر دو پاسبان یکخانہ اند ہر دو بادبان یک سفینہ اند ہر دو سرو یک باغ اند ہر دو پرتو یک چراغ اند ہر دو گوہر یک درج اند ہر دو اختر یک برج اند ہر دو شگوفہ یک شاخ اند ہر دو بر گزیدہ یک کاخ اند ہر دو جگر گوشہ رسول اند ہر دو توشہ دل بتول اند ہر دو شبل اسد اللہ ہر دو سبط رسول اللہ اندیا اخے جبرئیل ہر دو را دوست میدارم جبرئیل گفت اے سید ملک جلیل میگوید کہ اے حبیب من آگاہ نہ از انکہ یکے ازین دو فرزند ارجمند تو بزہر قہر از پای در آید

ویکی را به تیغ بیدریغ سر بردارند خواجه چون [illegible] حسن و غصه قهر حسین رضی الله عنهما [illegible]
کہ من یفعل بهما با جگر گوشگان من [illegible] گفت [illegible] لئن [illegible] این جفا [illegible]
من که افگند جبرئیل علیه السلام گفت جمعی از امت تو و گروهی هم از اهل بیت تو مهتر صلی الله
علیه وسلم فرمود ایؤمنون بی آیا این جماعت بمن ایمان آرند و بر جون [illegible] شفاعت
من امید دارند ویقتلون اولادی و فرزندان مرا بکشند و جگر گوشگان مرا بکشند بلا [illegible]
گفت آری بکشند و از ایشان بکشند سر ایشان به تیغ بردارند و قطره آب [illegible] از حلق تشنه ایشان
دریغ دارند خواجه صلی الله علیه وسلم فرمود که ای جبرئیل امت من بچه جرم حسن مرا شربت
چشانند و بچه گناه حسین مرا به باد خنجر بیدار سر بیفشانند جبرئیل گفت بی هیچ خیانتی
این خیانت روا دارند و بی هیچ خطائی از جور و جفا چیزی فرو نگذارند [illegible] تا بدان [illegible]
دارد که سگان کابدانی در روش و لوله و علالا می کنند در از گل پاکیزه [illegible]
کہ در کوزهٔ گلاب گر آتش می افگند **مثنوی** می فشاند نور و سگ عو عو کند
هر کسی بر خلقت خود می تند ❊ مهتر عالم صلی الله علیه وسلم از جفای امت گران [illegible]
غبار آزار بیخردان بر روی آئینهٔ دل مبارکش نشست جبرائیل علیه السلام از برای خورسندی
دل خواجه عالم صلی الله علیه وسلم پیغام رسانید که نحن نقص علیک احسن القصص از
عصاة امت عجب مدار و از واقعهٔ برادران یوسف علیه السلام بر اندیش که اینها [illegible]
برادران بودند اگر اینها بیخبر اند از نسل پیغامبران بودند پس قصهٔ یوسف علیه السلام
برای تسلیهٔ دل حضرت مصطفی صلی الله علیه وسلم و آرامش خاطر پاکش نازل
شده و وجه احسنیتش را نیز همین گفته اند **رباعی** اصل این قصه [illegible]
موجب سوز و بکا و حزن ست ❊ احسنش گفت خداوند که او [illegible]
و ابتلاهای این قصه دو نوع ست یکی آنکه به یعقوب رسید از درد مفارقت [illegible]
یوسف علیه السلام در چاه و زندان کشید از محنت و بلیت و از هر یکی [illegible]
اختصار گفته میشود آورده اند که یعقوب علی نبینا و علیه الصلوة والسلام دوازده پسر
داشت و یوسف علیه السلام را از همه دوست تر داشتی و نظر تربیت و تقویت بر حال [illegible]
گماشتی زیرا که هم بحلیهٔ جمال آراسته بود و هم به پیرایهٔ کمال پیراسته صورتش از کمال [illegible]
خبر میداد و جمال معنیش در آئینهٔ صورت جلوه میکرد **بیت** صورت [illegible]

سخنی بشنوم ❊ تا چه سخنے لطیفے بود (ابن هشهداء) ❊ برادران را ازین جهت زنگار حسد بر آئینه
دل نشسته بود و رقم رشک و غیرت بر لوح ... نقش بسته تا وقتی که یوسف علیه السلام
در خواب دید که آفتاب و ماه و یازده ستاره از آسمان فرود آمده و او را سجده کردند این واقعه
با پدر تقریر کرد و برادران شنیدند و حسد ایشان روی بازدیاد نهاد خواستند تا خیال یوسف را
از دل یعقوب محو کنند و سودای او از سر پدر به یکسو نهند از پدر درخواست نمودند که یوسف را
با ایشان بصحرا فرستند و بسعی تمام یعقوب علیه السلام را در آن مقام آوردند که بدین معنی رضا داد
و امر نمود تا یوسف علیه السلام را جامهای زیبا پوشانیدند و بنوعی که طریق آن زمان بود
سر او را آراسته و زبان قضا میگفت که آرایش برای شب وصال باید امروز روز فراق است آرایش
بچه کار آید بیت گذشت روز وصال و رسید شام فراق ❊ مباد هیچ دلی مبتلا بدام فراق ❊
القصه یعقوب علیه السلام یوسف علیه السلام را با برادران سپرد و فرمود که بروید و بیرون
دروازه کنعان در زیر شجرة الوداع توقف کنید تا من برسم و شجرة الوداع درختی بود که هرگاه
بسفر رفتی یاران او را آنجا وداع کردندی و خویشان و دوستان تا بدان محل بمشایعت
رفتندی گویا بیخ آن شجره بآب اندوه پرورش یافته بود و شاخ و برگش در هوای محنت و بلا
نشو و نما پذیرفته بیت نهالی کاشت دهقان محبت در زمین دل ❊ تنش درد و برش
اندوه و بیخش خون و شاخش غم ❊ پسران بفرمان پدر از شهر بیرون آمده در سایه آن درخت
قرار گرفتند و یعقوب علیه السلام جامه پشمینه پوشیده و عمامه هم از پشم بافته بر فرق مبارک
نهاده میان بسته و عصا بر دست گرفته روی بدروازه آورد و چون هرگز رسم نبود که یعقوب
علیه السلام بمشایعت فرزندان رود هر که آن صورت مشاهده مینمود در تعجب و تحیر می افزود
از سر کار و حقیقت حال بیخبر بود و زبان حال یعقوب علیه السلام این نغمه ادا میفرمود و
بگوش هوش یوسف علیه السلام نمی‌شنود رباعی میان بعزم سفر بسته و بر سر راهت ❊
نشینم و دامن که را بگیرم ❊ گه وداع بگریم چنانچه سیل بخیزد ❊ شب فراق بگریم چنانچه
... بمیرد ❊ القصه چون نظر فرزندان به یعقوب علیه السلام افتاد از جای برجستند و دست
... ببوسیدند و ... هیچ کدام التفات نکرد و یوسف علیه السلام را در بر گرفت و روی
بر روی ... نهاد و گفت ای فرزندان مرا معذور دارید که از بوسه پدر وجد می شنوم
از دیدن ... و دیدار او سیر نمی شوم بیت چه حسن است اینکه گر هر دم رخش را صد نظر بینم ❊

بسوزم آرزو باشد که یکبار دگر بینم * پس گفت ای یوسف ای روشنائی دیده پدر اگر نو
ترا بر گردن گرفته بر دوش و باز آورد سے اما پدرت ضعیف و نحیف و ناتوان و بیدار شد
زینهار شب در صحرا نباشی و دل و دیده پدر را بناخن فراق نخراشی یا بنی لو بقیت اللیلة
اے پسر اگر امشب در صحرا باشی و باز نیائی بیم آنست که از آتش فراق بسوزم و هزار
جان سوز در کانون سینه برافروزم یوسف علیه السلام پشت خم کرد تا پشت پای
بوسه و پدر سر مبارکش برداشت و پیشانی نورانیش ببوسید و گفت ای قرة العین زمانه
مرا در کنار گیر و ساعتی در بغل من قرار گیر اللیل حبلی کردانی که فردا بر سر ما چه نوشته اند
حال ما بدست تقدیر در کدام وادی کشته اند **بیت** نگاهدار ناسفینه ما هم کشتی وصل * که
بحر حادثه ها را کنار پیدا نیست * ای یوسف ترا چهار وصیت می کنم و هر چهار را پیش
نصب العین خاطر و دو سمیر ضمیر خود دار اول یا بنی لا تنس اهله کل حال اے فرزند
هیچ حال فراموش مکن و در هر کار که باشی ذکر آفریدگار را از زبان و دل خویش دور مدار
که هیچ قریبی در سفر و هم نشینی در حضر برابر ذکر و شکر او نیست دوم و اذا وقعت فی
فاستعن بالله اگر ببلای در مانی و عافیت از تو کرانه گیرد هم یاری از فضل خدا
که هر که سر رشته تدبیر از دست بداد اگر چنگ در حبل المتین کرم او نزند زود از پای در آید
واکثر من قول حسبی الله و نعم الوکیل و این کلمه را بسیار گوی که بدین خلیل را که در
می انداختند این کلمه گفت ضرر شرر نمرود از وی مندفع شد و آن آتش
عصمتش رسید وصیت آخرین یا بنی لا تنسانی ای پسر مرا فراموش مکن فانی
پس پدر ستیکه من فراموش نخواهم کرد تا سیل خون جگر خانه دل را خراب
ساکن غمکده سینه ام سودای وصال تو خواهد بود تا دست محنت
بشوید نقش اوراق پدر را شیم خیال جمال تو **بیت** با مهر تو
تا عشق تو سر ز خاک برخواهد کرد * آورده اند که یوسف علیه السلام
تمام در ان ساعت که برادران و پدر می رفتند او خفته بود ناگاه در خواب دید که گرگ یوسف
علیه السلام را از کنار پدر در ربودند از بیم آن واقعه از خواب در جست و پرسید که یوسف
علیه السلام کجاست گفتند با برادران بصحرا رفت - گفت پدر را اجازت فرمود گفتند آری
دختر گفت آه قضا کار خود کرد - و قدر بفراق یوسف علیه السلام دود از دل ما بر آورد

الفراق شنید - دانست که در پردهٔ غیب رنگی دیگر آمیخته اند - و نیرنگی دیگر برانگیخته - اما فرزندان در نظر
پدر یوسف علیه السلام را از اول یکی میبردند - و بر دوشش بر گردن بلکه بر فرق سر می نهادند **مثنوی**
بچشمان پدر تا مینمودند ❊ زیکدیگر مهرش می ربودند ❊ گهی آن بر سر دوشش گرفتی ❊ گه
این تنگ اندر آغوشش گرفتی ❊ چو پا در دامن صحرا نهادند ❊ برو دست جفا کاری گشادند ❊
ز دوشش مرحمت بارش فگندند ❊ میان خاره و خارش فگندند ❊ پسران یعقوب علیه السلام
چون از نظر پدر غایب شدند یوسف علیه السلام را بر زمین افگندند که چند بار تو کشیم - و شربت تشنگی
چشیم - پیاده روان شو در پیش ما میدو - یوسف علیه السلام بگریه در آمد که ای برادران عزیز چه کردم
که با من این خواری میکنید و مرا پیاده میدوانید - گفتند ای صاحب رؤیا کا ذره آفتاب و ماه
که ترا سجده کرده اند از ایشان درخواه تا بفریاد تو رسند - یوسف علیه السلام قدمی چند برفت و مانده
گشت و بند نعلینش بگسیخت - از ترس اخوان پای برهنه بر خار و خاره روان شد **بیت** کف پای
که می بودش ز گل تنگ ❊ ز زخم خار و خاره گشت گلرنگ ❊ نزدیک هر برادر که دویدی طپانچه
بر روی وی زدی و براندی - در دامن هر برادر که در آویختی گریبانش گرفتی و دور افگندی
مثنوی بزاری هر کرا دامن کشیدی ❊ به بیزاری گریبانش دریدی ❊ بگریه هر کرا در پا فتادی ❊
بخنده بر سر او پا نهادی ❊ بدین منوال در صحرای میدوانیدند تا وقتیکه آفتاب ارتفاع گرفت
و هوا چون سینهٔ یعقوب علیه السلام سوزناک شد تشنگی بر یوسف علیه السلام غلبه کرد روی بروبیل
آورد که ای برادر تو از همه بزرگتری هم مرا پسر خاله و هم برادری پدر مرا بتو سپرده و مهمات من
بعهدهٔ مکرمت تو کرد تو باری بزرگی کن و بر خورد سالی من رحم نمائی - روبیل سخن وی را التفات نکرد و
طپانچه بر رخسار نازکش چنان زد که برگ گلش چون بنفشه کبود شد نزد شمعون آمد که شمعون برادر
از تشنگی جانم بلب رسیده تا دمی آب در کشم - و خود را از بادیهٔ عطش فرا کشم - و آن مشربه بود که
یعقوب علیه السلام از بهر یوسف علیه السلام قدری آب و مقداری شیر هم آمیخته [illegible]
و بشمعون سپرده که هنوز از دهن لب یوسف علیه السلام بوی شیر می آید او را [illegible]
تشنه شود او را ازین مشربه شربتی بچشان چون یوسف علیه السلام از شمعون آب طلبید شمعون
هرچه در مشربه بود بر زمین ریخت و آن آب و شیر با خاک برآمیخت - آن شربت با خاک داد و بدان
پاک نژاد حسین رضی الله عنه را نیز [illegible] کشیدند و [illegible]
علیه السلام از خویشان رنج میدید - این جماعت آب بر خاک میریختند و برادر [illegible]

بر لب فرات سگان را سیراب میساختند و شیر بچگان بیشهٔ امامت و کرامت را آتش تشنگی میسوختند
نظم سوز دل مبارک لب تشنگان مپرس * زان ریگها که فرش بیابان کربلاست * در خون
غرقه لب تشنهٔ حسین * لعلیست آبدار که در کان کربلاست * او جان سپرده تشنه و ما از روی
شوق * جان تشنهٔ محبت سلطان کربلاست * القصه یوسف علیه السلام گفت ای شمعون
این آب را چرا ریختی گفت ما داعیه آن داریم که خون از حلق تو ریزیم چه جای آنست که آب
در حلق تو ریزیم - تو تشنهٔ آبی و ما تشنهٔ خون تو ایم - یوسف علیه السلام چون حدیث کشتن
شنید بر خود بلرزید و از بیم جان آب و نان فراموش کرد در آن محل یوسف علیه السلام را از
تشنگی کام و زبان [illegible] آب گرفته بی طاقت
شد و از پای در افتاده آغاز ناله کرد **مثنوی** چو شد نومید از ایشان ناله برداشت * ز خون دیده
بر رخ لاله میکاشت * گهی در خون و گه در خاک میخفت * زار و دل صد چاک میگفت * کجائی
ای پدر آخر کجائی * ز حال من چنین غافل چرائی * آیا یعقوب علیه السلام کجا بودی که تا فرزند
خود را دیدی پای از رفتن آبله کرده و روی از طپانچهٔ برادران کبود گشته - آیا مصطفی صلی الله علیه
وسلم کجا بودی تا جگر گوشهٔ خود را مشاهده کردی - لب آبدار از تشنگی خشک شده و رخسارهٔ
چون گلنار بزخم شمشیر خونخوار غرق خون گشته مخدرات حجرات عصمت از سوز حسرت او و کربت غربت
خود در خروش آمده - و دریای فتنه و غوغا برای استیصال آل عبا در جوش آمده **نظم**
یا رسول الله برآر از روضه یک سر * تا ببینی آنچه واقع در زمین کربلاست * یا رسول الله
گذر فرما بدشت کربلا * خود تو میدانی که خاک کربلا کرب و بلاست * جعد مشکین حسین آغشته
اندر خاک و خون * این چه محنتهاست یارب این چه اندوه و عناست * اما چون یوسف علیه السلام
قصد برادران محقق شد روی بقبلهٔ دعا آورد - و گفت ای خداوندی که جد پدرم را از ضرر شرر
آتش نمرود بی خلاص دادی و پدر پدرم را فدیه و بارکنا علیه و علی اسحق فرستادی -
پسر پدر پسر من رحمت کن و مرا از کشتن نجات ده - یهودا که این مناجات استماع کرد - عرق اخوت
در حرکت آمد و عرق مروت بجنبش نشست - روی بیوسف علیه السلام کرد که ای برادر دل فارغ دار
که تا جان در تن منست نگذارم که کسی بجان تو قصد کند **مصرع** در رسد کار بجان از سر جان
برخیزم * برادران چون دیدند که یهودا یوسف علیه السلام را در زیر دامن حمایت خود جای داد
دست تعدی از وی در داشتند و از سر کشتن او در گذشتند - فاجمعوا ان یجعلوه

فی غیابت الجب و رای ایشان بران قرار گرفت که وی را در چاهی افگنند - در سه
فرسخی کنعان چاهی بود عمیق و از طریق جاده دور افتاده و او را بسر آن چاه کشیدند - یوسف
علیه السلام چنگ در دامن هر یک میزد و فائده نمی کرد - گاه بزرگی پدر و گاه خوردی
خود را شفیع می آورد و سود نمیداشت - از ابر دیده آب حسرت می بارید اما از زمین همت
برادران گیاه وفا نمیرست نسیم آه از گلشن دلش می دمید ولی در روضه شفقت ایشان غنچه
مهربانی نشگفت یوسف در پای ایشان می افتاد و بزبان حال مضمون این سخن ادا مینمود **نظم**
یاران غم خورید که بی یار مانده ام ＊ در خار زار هجر گرفتار مانده ام ＊ یاری دهید کز در او دور
گشته ام ＊ رحمی کنید کز غم او زار مانده ام ＊ یوسف علیه السلام چون دید که از سر آن بیداد
در نمی گذرند - و بنظر مرحمت بحال زار او نمی نگرند - فرمود که مهلتم دهید تا دو رکعت نماز گذارم -
گفتند تو نماز گذاردن چه دانی گفت آخر پیغامبر زاده ام و بارها بسیار در محراب طاعت بر پای
ایستاده ام - یهودا برادران را درخواست کرد تا یوسف را بگذاشتند - و دست از گریبانش باز داشتند
تا دو رکعت نماز گذارد بعد از نماز روی بر خاک نهاد و گفت خدایا خود را بتو سپرده ام و زمام مهام
خود بقبضه تقدیر تو باز دادم **بیت** ما بنده ایم مصلحت ما رضای تست ＊ خواهی
بخش و خواه بکش رای رای تست ＊ چون از مناجات فارغ شد برادران گفتند پیراهن
بیرون کن - گفت هیهات هیهات زنده را عورت پوش میباید و مرده بی کفن نمی شاید
پیراهن من بگذارید اگر بمیرم بی کفن نباشم و اگر بزیم ستر عورتی باشد گفتند البته پیراهن
بیرون کن و غرض ایشان آن بود که پیراهن خون آلوده پیش پدر برند - گویند او را گرگ از هم
بدرید و اینک پیراهن خون آلوده گواه حال ست - یوسف علیه السلام بدو دست گریبان گرفته بود
و ایشان بعقوبت دست وی دور کردند و پیراهن از سرش برکشیدند - و رسن بر میان او بسته
بچاه فرو گذاشتند **نظم** میانش را که بودی موی مانند ＊ به پشمین ریسمان [illegible] پیوند
کشیدند از بدن پیراهن او ＊ چو گل از غنچه عریان شد تن او ＊ فرو د آویختندش [illegible]
چاه انداختند از نیمه راهش ＊ همین که یوسف علیه السلام را [illegible] فرو گذاشتند
گفت ای برادران هر چه کردنی بود کردید و هر چه خواستید از جفا بجا آوردید من شما را
نصیحتی میکنم بگوش جان بشنوید - و از سخن من بیرون مروید گفتند چه نصیحت
میکنی گفت آن میگویم که پدرم را نیکو دارید و جانب او فرو مگذارید و چنان مسازید

که او داوند که شما با من چه کردید که اگر بداند بر شما خشم راند و شمارا عقوبت کند - اگر شمارا قوت
آن هست که با من خطا کنید مرا طاقت آن نیست که شما بعقوبت پدر در مانید روبیل ازین سخن
روی درهم کشید و کارد بزد و رسن ببرید - یوسف علیه السلام در نیمه راه چاه بود که رسن بریده شد
یوسف علیه السلام گفت که دریغ که دیدار پدر نادیده رشته امید از زندگی منقطع شد و در تک
چاه فنا افتادم - دل از جان برداشت و خود را بکلی بحق واگذاشت - ندا رسید بجبرئیل علیه السلام
که ادرک عبدی دریاب بنده مرا جبرئیل بیک پریدن از سدرة المنتهی بمیانه چاه رسید و یوسف
علیه السلام را در هوا گرفت یوسف علیه السلام بیهوش شده بود آهسته آهسته او را بتک چاه
رسانید - و بر بالای سنگی خوابانید - خطاب آمد که ای جبرئیل از جامهای بهشت ببر و او را بپوشان
و از شربتهای انهار جنت او را بنوشان - و سر او را بر دانه انار خود نه - و پر با فر خود را
در جراحتهای وی بمال تا بهتر گردد - چون بهوش باز آید سلام ما بوی برسان و بگوی
هیچ غم مخور که ما ترا برای تخت جاه آفریده ایم نه برای تخت چاه - جبرئیل علیه السلام
گفت الهی اجازت ده تا خود را بصورت یعقوب علیه السلام بوی نمایم تا زمانی بدان تسلی یابد
فرمان خداوند رسید که چنان کن جبرئیل بصورت یعقوب علیه السلام برآمده سر یوسف علیه السلام
برکنار نهاد یوسف علیه السلام بهوش باز آمد و سر خود را در کنار پدر دید - برجست و هر دو دست
در گردن روح الامین کرد و فریاد برکشید که یا ابتاه ببین که برادران با من جفا کردند
و مرا از خدمت تو جدا کردند و ترا بفراق من مبتلا کردند - مرا سر و پای برهنه در بیابان
مهلک دوانیدند و آنچه از جور و ستم ممکن بود بمن رسانیدند - و آخر زبان از من باز داشتند
مرا گرسنه و تشنه بگذاشتند رخساره مرا بزخم طپانچه سرخ کردند و پیرهن مرا بخاک و خون برآمیختند
پیراهنی که تو بدست خود در من پوشیده بودی از سرم برکشیدند و رسن خواری
برمیانم بستند - لگد بیدادی بر پشتم زدند - سرنگونم در چاه درآویختند - ای پدر در روی
من نگر و زخم طپانچه من ببین - و در پشت و پهلوی من نگر و اثر جراحت ملاحظه کن - یوسف
علیه السلام این میگفت و از دیوارهای چاه آواز ناله می آمد - و جبرئیل متحیر شد - ملائکه
می گریستند - آخر جبرئیل بی طاقت شد و گفت ای یوسف علیه السلام من یعقوب نیستم
روح الامینم - فرستاده رب العالمین ام پس سلام الهی بدو رسانید و مژده خلاص و نجات
بگوش هوش او فرو خواند - و خواست که بمقام خود رود ندائی از حضرت عزت در رسید که ای

جبرئیل دو سه روزے در تنگ چاه قرار گیر و سر یوسف علیه السلام در کنار گیر که غربت ست و تنها
از یار و دیار دور افتاده و دل بر کربت غربت و حرقت فرقت نهاد **بیت** نه او را مونسے
نه غمگسارے ٭ نه غمخوارے نه دلدارے نه یارے ٭ آورده اند که فرزندان یعقوب علیه السلام
آن شب بکنعان نرفتند و یعقوب علیه السلام همه روز بانتظار یوسف علیه السلام در زیر شجرة الوداع
نشسته بود۔ با خواهر یوسف علیه السلام سخن شوق خود در پیوسته نماز شام در آمد و اثر آمدن
فرزندان پیدا نشد۔ دود از نهاد یعقوب بر آمد **بیت** آمد نماز شام نیامد نگار ما ٭ اے
دیده پاسدار که خوابم حرام شد ٭ یعقوب علیه السلام گفت اے دینا برادرانت را چه شد
که دیر آمدند و سبب چیست که ماه رخسار یوسف علیه السلام من از مطلع وصال طالع نمی شود
و شمع جمالش چرا کلبهٔ تاریک فراق را بلوامع انوار خود روشنی نمی بخشد۔ اے دختر از تخیل
مفارقت یوسف علیه السلام و تصور مهاجرت او آتش حسرت در التهاب آمده و سفینهٔ آرام
و قرار در گرداب اضطراب افتاده **بیت** یارب چه شد امروز که آن ماه نیامد ٭ جان رفت
ز تن و آن بت دلخواه نیامد ٭ دینا پدر را تسلی میداد و انواع سببها و عذرها ترتیب مے کرد
القصه یعقوب علیه السلام شب همه آنجا بسر برد و بامداد بیامد و بر پشتهٔ بلند که بران صحرا مشرف بود
نشست۔ و دختر را نزدیک خود بنشاند و دیده بر راه فرزندان نهاد **بیت** من منتظرم
برادر راه رسید ٭ جان مژده دهم که یار ناگاه رسید ٭ اینجا فرزندان یعقوب شب در صحرا
بودند و خواب پریشان غلبه کرد یهودا در خواب نمیشد چون دید که برادران در خواب رفته اند
فرصت غنیمت یافت و تنها بسر چاه شتافت آواز داد که اخی یوسف اے برادر من
اے انت امم میت آیا تو زنده در این چاه یا مرده یوسف علیه السلام گفت تو کیستی که از حال
بیچارگان میپرسے۔ و از غریبان بیکسان یاد میکنی گفت منم برادر تو یهودا اے برادر
بجان برابر حال تو چیست یوسف علیه السلام گریان شد که اے برادر چون بود حال کسے
که از کنار مهر پدر جدا بود در تنگ چاه در محل قوت و غذا بود و بتن برهنه۔ بلب تشنه
بدل خسته۔ نه مونسے نه یارے نه همدمے نه غمگسارے نه برادری زمین از زندگان نه از زیر
از رفتگان یهودا از درد دل یوسف علیه السلام در خروش آمد۔ و بر دوری و غریبی
و بیکسی وے بسیار بگریست۔ یوسف علیه السلام از قعر چاه آواز داد که اے برادر وقت وصیت
نه هنگام تعزیت۔ یهودا گفت چه وصیت دارے یوسف علیه السلام گفت وصیت من آنست

چون نماز شام با برادران بخانه روید از بیکسی من بر اندیشید. و بوقت طعام خوردن از گرسنگی
من یاد آرید. و چون بامداد سر از بالین برداشته جامه پوشید از برهنگی من فراموش مکنید
و در وقت شادی و جمعیت که باهم گفتگوی کنید تنهائی و پریشانی مرا بخاطر گذرانید **بیت**
چو در میان مراد آورید دست امید ٭ ز عهد صحبت ما در میانه یاد آرید ٭ وجه تشبیه این وصیت
بوصیت شهید کربلا که در نوبت آخر که بمیدان میرفت فرزند ارجمند خود زین العابدین را طلبید
و در کنار گرفت و گفت ای عزیز پدر و ای غریب پدر و ای یتیم پدر. بعد از من بصالحان
امت جدم و دوستداران پدر و مادرم بگو که حسین شما را سلام رسانید. و فرمود که یاران
و هواداران هر جا که ذکر غریبی شنوید از غریبی و بیکسی من یاد آرید و هر وقت که شهیدی را
نام برید شهادت مرا پیش خاطر دارید. چون شربت آبی بنوشید از تشنگی جگر تفیده
و خشکی لب و زبان من فراموش مکنید **قطعه** چون آب خوش خورید بحسرت کنید یاد
از سوز سینه و جگر خون چکان من ٭ در جوی دیده چشمهٔ خونین روان کنید ٭
از بهر آب دادن سرو روان من ٭ زد آسمان عمامهٔ خورشید بر زمین ٭ آندم که غرق
گشت بخون طیلسان من ٭ القصه یهودا از سوز آن وصیت خروش بر کشید. و او مرد
بلند آواز بود آواز بگوش برادران رسید بر جستند و بر اثر آواز روان شدند چون
برسیدند دیدند که بر سر چاه نشسته و میگرید گفتند ای یهودا چرا میگریی گفت
بر حال این غریب آواره بیچاره میگریم و چگونه نگریم **نظم** آبم از دیده روانست
و خیال قد او ٭ همچو سرویست که در آن آب روان پیوسته ٭ زلفش از دست بدادیم و ز دل
خون بچکید ٭ گوئی آن زلف رگی بود بجان پیوسته ٭ برادران یهودا را ملامت کردند.
و ساعتی بر سر چاه نهاده روی بکنعان آوردند. و پیراهن یوسف علیه السلام را بخون گوسفندی
آلوده ساخته با خود بردند نماز دیگر بود که بحوالی آن پشته رسیدند که یعقوب علیه السلام
بر آن بالا بود همه روز انتظار برده و دیدهٔ ترصد بر راه نهاده ناگاه گردی در آن ره
پیدا شد. یعقوب علیه السلام دختر را گفت این چه گرد است گفت عجب نه که برادران می آیند
گفت نیک بنگر که ایشان هستند یا نه. دینا در نگریست و لرزه بر اعضای وی افتاد یعقوب
علیه السلام پرسید که ای دختر ترا چه رسید. گفت ای پدر برادران می آیند و یوسف با ایشان
نیست یعقوب علیه السلام از استماع این خبر آهی سوزناک از جگر بر کشید. و گفت ایشان را

آوازه تا بالای این پشته برآیند دنیا نعره زد که ای ابنای یعقوب علیه السلام بیائید که پدر بزرگوار شما اینجاست در انتظار شما - چون فرزندان بدانستند که پدر ایشان آنجاست از لبن خون آلود دست بزدند و چون صبح کاذب گریبان چاک زدند - و چون خروس سحری خروش برآوردند که واحبیباه وا اخاه وا یوسفاه یعقوب علیه السلام گفت ای دختر این چه فریاد است که می آید و این چه صیحه است که رگ خون از دیده می گشاید - این چه شور است که از تاثیر آن آتش ضجرت در کانون سینه می افروزد - و این چه خروش است که از استماع آن آب حسرت از فوارهٔ دیده میریزد **نظم** موج زن می بینم از هر دیده طوفان غمی ❊ میرسد در گوشم از هر لب صدای ماتمی ❊ اهل عالم را نمیدانم چه حال افتاده است ❊ این قدر دانم که درهم رفته کار عالمی ❊ دنیا گوش فرو داشت و از مضمون فریاد حضرت یعقوب علیه السلام را خبر داد مقارن استماع این خبر پیر از پای در افتاد و از هوش برفت دنیا نعره زد که ای برادران بشتابید و پدر پیر خود را دریابید که حال او دگرگون شد و عنان از کف اختیار ما بیرون شد - ایشان شتاب کنان برسیدند و پدر را بدان حال دیدند فریاد از نهاد ایشان برآمد روبیل بدوید و سر پدر در کنار گرفت و دست بدهان مبارکش برد اثر نفس ندید خروش برکشید - یهودا گفت ای برادران این چه بود که با خود کردید پدر را ضائع ساختید برادر را بچاه انداختید زبان ملامت خلق بر خود دراز کردید درهای تعرض آشنا و بیگانه بر روی خود باز کردید پردهٔ خود بدست خود بدریدید رشتهٔ پیوند خویش به تیغ قطعیت ببریدید پس نعره زنان فریاد کنان پدر را برداشتند و بخانه بردند یعقوب علیه السلام همچنان بیهوش بود تا صبح صادق بدمید - نسیم سحرگاهی از مهب لطف الهی بوزید یعقوب علیه السلام چشم باز کرد و گفت نور چشم من کو ایشان پیراهن خون آلود در دست گرفته حدیث گرگ در میان آوردند - باز یعقوب علیه السلام بیهوش شد - دختر بسر بالین پدر آمد گریان گریبان دست برفرق مبارک می نهاد و نعرهٔ واویلاه و وامصیبتاه برکشید - قطره از آب دیده او بر چهرهٔ اسرائیل چکید - دیده باز کرد و گفت این آنا من کجایم گفتند در منزل کرامت و مقر سعادت خود میان فرزندان و عترت خود گفت یوسف علیه السلام من اینجاست گفتند نه فرزندان دیگر هستند گفت چه حاصل **بیت** گل و بنفشه همه هست در دیار نیست چه سود ❊ بت شکر لب من در کنار نیست چه سود ❊ القصه یعقوب علیه السلام در فراق یوسف علیه السلام چندان آه کرد که همه فرشتگان بفریاد آمدند گفتند الهی یوسف علیه السلام را بدو باز ده یا یعقوب علیه السلام را خاموش گردان یا رب

اجازت ده تا بدنبال روم و با یعقوب علیه السلام در آه و ناله موافقت کنیم. هر بامداد یعقوب بصحرا بیرون
آمدی و بر حوالی کنعان میگشتی و میگفتی یا بنی ای فرزند دلبند من یا قرة عینی ای نور دیده
رمدیده من یا ثمرة فؤادی ای میوه باغ دل پرداغ من یا فلذة کبدی ای گوشه جگر
خون شده من فی ای بئر طرحوک آیا ترا در کدام چاه انداخته اند یا بسیف قساوت
آیا ترا بکدام تیغ هلاک ساخته اند فی ای بحر غرقوک آیا ترا در کدام دریا بغرقاب فنا افگنده اند
بای ارض دفنوک در کدام بقعه از زمین برای دفن تو قبر کنده اند. سرگشته دران وادیها
میگشت و آب حسرت از دیده می بارید و بسوزی که آتش در گنبد افلاک زدی میزارید.
جبرئیل در رسید که ای یعقوب علیه السلام ابکیت ملائکة السماء فرشتگان آسمان را بگریه خود
بگریانیدی و مقدسان ملاء اعلی را بناله در آوردی. یعقوب علیه السلام جواب داد که ای
جبرئیل چکنم کز گریم **بیت** جان بغم فرسوده دارم چون ننالم آه آه ✽ آه درد آلوده دارم چون
نگریم زار زار ✽ القصه یعقوب علیه السلام در فراق یوسف علیه السلام چندان بگریست که چشمش سفید
شد چنانچه حق سبحانه فرمود وابیضت عیناه. در اخبار آمده که امام زین العابدین علی بن الحسین
بعد از واقعه کربلا بسیار میگریست گفتند یا ابن رسول الله بسیار میگریی و ما از بسیاری گریه
بر هلاک تو میترسیم گفت ای یاران مرا معذور دارید یعقوب علیه السلام پیغامبر خدای بود
دوازده پسر داشت یکی از ایشان از نظر او غائب شد چندان بگریست که چشم او خلل پذیرفت مرا که
در پیش نظر من پدر بزرگوار مرا با برادران من و اعمام و بنی اعمام من و خویشان و دوستان
و بستگان من شهید کرده باشند چگونه نگریم در فراق یک کس آن مقدار گریه واقع ست و مفارقت
هفتاد و دو تن شهداء حال چگونه باشد **رباعی** بیدرد فراق در جهان کیست بگو ✽ بدتر
ز فراق در جهان چیست بگو ✽ ما را گوئید در فراقش مگریی ✽ آن کیست که در فراق نگریست بگو ✽

بیان ابتلای دیگر یوسف علیه السلام دیگر ابتلای یوسف علیه السلام ذل بندگی
بود که چون یوسف از چاه خلاص یافت برادران را خبر شد بیامدند و در وی آویختند که
این بنده و خانه زاد ماست و از ما گریخته بود او را اینجا یافتند و بعد از گفت و گوی بسیار
بهژده درهم فروختند بشرط آنکه غل در گردنش نهند و دست و پایش در زنجیر کشند که
گریز پا است. و او را برهنه و گرسنه و تشنه دارند که غلام متجبر و سرکش است تا رام گردد. یوسف
علیه السلام در برادران می‌دید و سخنان غضب آمیز ایشان می شنید. سامان سخن گفتن نی

وقوت راز نقش نے **بیت** این طرفه گلے نگر که بار الشگفت هدنے رنگ تو ان غنچه دونی بوے
نهفت ❊ مالک که یوسف علیه السلام را خریده بود دکبان خود گفت تا غل و زنجیر حاضر کردند یوسف
علیه السلام را که چشم بر غل و زنجیر افتاد فغان برداشت مالک گفت ای غلام اضطراب مکن بندگان
گریز پا را از ذل غل و تشویر زنجیر چاره نیست - یوسف علیه السلام گفت که من نه ازین غل و زنجیر
بفغان آمده ام ازان حالت یاد کردم که مالک تعالے زبانیه دوزخ را فرماید که بگیرید این بنده عاصی
را و غل بر گردن وے نهید گردن از طوق خدمت ما پیچیده است پا یش در زنجیر کشید که قدم
از دائره فرمان ما بیرون نهاده است - مالک ازین گفتار متحیر شد آهسته بود و گفت ای غلام من تو را
در نظر خواجگان تو بند میکنم دل خوش دار که چون از ایشان برگذریم بند از پایم و غل از گردن تو
برداریم پس در حضور برادران **بیت** ز آهن بند بر سیمش نهادند ❊ بگردن طوق تسلیمش نهادند
پلاس کهنه اش پوشانیدند - و انواع وعید و تهدیدش شنوانیدند - فرزندان یعقوب علیه السلام
خاطر جمع کرده روی بکنعان نهادند - یوسف علیه السلام دیگر باره گریه آغاز نهاد - مالک گفت ای
غلام چرا اضطراب مینمائی و در صبر و سکون بر خود نمی کشائے گفت ای مالک تحمل فراق ندارم
مرا دستوری ده تا بروم و فروشندگان خود را ببینم و ایشان را پدرود کنم - مالک گفت ای غلام
من از ایشان از مهر و محبتی بنسبت تو مشاهده نکرده ام و جز نفرت و وحشت از تو چیزی دیگر
از ایشان در نیافته ام ترا چه رغبت است که بدیشان مینمائے گفت اگر ایشان را از من نفرت است
مرا بدیشان رغبت است و اگر ایشان مرا دوست نمیدارند من ایشان را دوست میدارم
تو کرم نمائی و ایشان را بگو تا توقف کنند - مالک آواز داد که ای جوانان آهسته باشید که این غلام
میخواهد که از شما بحلی طلبد و یوسف علیه السلام را دستوری داد که برود خواجگان را وداع کند
یوسف علیه السلام زنجیر کشان نزد برادران آمد - و گفت ای عزیزان هرچه کردید تحمل کردم
و توقع دارم که در وقت گریه پدرم او را تسلی دهید و بهر نوع توانید مراعات او بجاے آرید و من
غریب مبتلا را از یاد مگذارید - یهودا گریه در آمد و یوسف علیه السلام را در کنار گرفت و گفت
جان برادر مردانه باش و کار خود با خدا حواله کن پس شتر آوردند و یوسف علیه السلام را با پلاس
و غل زنجیر بر بالاے آن شتر افگندند و غلامے زشت روے و درشت خوے را برو
موکل ساختند و کاروان بجانب مصر روان شد یوسف علیه السلام از عقب نگاه میکرد
و میگفت اے پدر بدرود باش و معذورم دار که بر رنج غریبے و ذل بندگی گرفتارم اے خواهر از

سن فراموش مکن که من شفقتها و دلسوزیهای ترا یاد دارم کاروانیان شب همه شب میراندند
سحری بود که بمقابر آل اسحق رسیدند یوسف علیه السلام در نگریست قبرها در خود را دید بی اختیار
خود را از بالای شتر بر شهدها در انگند از تربت عهد کودکی یاد کرد مهر و شفقت مادری بخاطر
آورد و قطرات عبرات چو باران نیسانی بر روی ارغوانی ریختن گرفت آواز داد که یا اماه ای
مادر مهربان ارفعی راسک سر خود برآر و پرده خاک از پیش نظر دور کن و انظری الی ابنک
و نظر کن بر حال فرزند دلبند خود انا ابنک المغلول منم پسر تو که غل بر گردنم نهاده اند و اینم
پلاس پوشانیده دست و پایم بزنجیر بسته به تهمت بندگی مرا فروخته دل پیر پدرم باتش
هجران من سوخته. از گور راحیل صیحه برآمد که یا ولداه و قرة عیناه ای فرزند پسندیده و ای
نور هر دو دیده اگر تو همی بسیار گریانیدی غم مرا و زیادت حزنی و افزون ساختی
اندوه مرا ای فرزند نازپرور غمان مرا بسیار کردی و جانم به تیغ درد افگار کردی فاصبر
پس صبر کن از آن ان الله مع الصابرین بدرستی که یاری و مددکاری خدا با صابران
ست. در وقت ورود سهام بلا سپر صبر در روی کش تا علم ظفر در میدان مراد
بر تو اسنی افراشت

نظم

صبر و ظفر هر دو دوستان قدیمند * چون که گذشت صبر نوبت ظفر آید *
بگذرد این روزگار تلخ تر از زهر * باز دیگر روزگار چون شکر آید *

اما چون روز روشن شد غلامی که موکل یوسف علیه السلام بود نگاه کرد یوسف علیه السلام را
بر شتر ندید بازپس دوید او را یافت بر سر قبری نشسته زار زار میگریست آن بیرحم جفاکار
از روی قهر طپانچه بر روی عزیز یوسف علیه السلام زد که رخساره نازکش از زخم آن طپانچه بشکافت
روی مبارک خراشیده و بخون آلوده شد پس گفت ای غلام خواجگانت راست
میگفتند تو گریخته پا بوده. یوسف علیه السلام هیچ نگفت اما چون بدرد بنالید که غلغله در صوامع
ملکوت و ولوله در جوامع جبروت افتاد فی الحال تند بادی پدید آمد و گرد و غبار برخاست
صاعقه بی ابر در هوا پیدا شد خروش رعد و سوز برق بی سحاب ظاهر گشت کاروانیان گفتند
ما از خود درین زودی گناه تازه نمی‌بینیم که موجب این عقوبت باشد آن غلام سنگدل بیامد
که این محنت بشومی معاملت من است که این ساعت طپانچه بر روی این غلام عبری زدم و او
آب در دیده گردانید و بدرد دل ناله کرد مقارن این حال این صورت واقع شد. مالک گفت
ای غلام سبب این بی ادبی چه بود گفت او خود را از شتر بینداخته بود و داعیه گریختن داشت

مالک گفت این نامعقول مینماید که کسی با غل و زنجیر تواند گریخت پس پیش یوسف علیه السلام
آمد و گفت ای جوان قصد گریختن داری گفت ای مالک من سر جستجوی گریز ندارم بخاک
مادرم رسیدم صبر و تحمل از من رمیده شد رشتهٔ طاقتم بتیغ اضطراب بریده گشت مادرم هرگز
اندیشه نکرده بود که من با غل و زنجیر بر سر خاکش خواهم رسید یا داغ بندگی بر رخ جگر گوشه
او خواهند کشید چون قبر وی را دیدم بی اختیار خود را از بالای مرکب در انداختم غم دل با وی گفتم
قصهٔ غصهٔ خود بر وی میخواندم که این غلام بیامد و بی جهتی طپانچه بر روی من زد و من نفرین
نکردم همین بود که آهی از دل پر درد برآوردم کاروانیان بگریه درآمده آغاز تضرع و زاری
کردند که ای جوان عالیشان این گردی که برانگیخته فرونشان. یوسف علیه السلام بهوا نگریست
و لب بجنبانید فی الحال باد بهار امید وزید و هوا صافی شد. مالک که این حال مشاهده کرد در زمان
بفرمود تا غل از گردن و بند از دست و پای یوسف علیه السلام برداشتند و جامهای نیکو
پوشانیده بر راحلهٔ تیز روش نشاندند. یوسف علیه السلام قبر مادر دید تحمل نداشت و از گریه و زاری
هیچ دقیقه فرو نگذاشت آیا مخدرات حجرهٔ رسالت و معظمات حجلهٔ ولایت در دشت کربلا چون سرهای
بی تن شهدا بر سر نیزها دیده باشند و تنهای بی سر ایشان بخاک و خون آغشته مشاهده
کرده باشند حال گریه و زاری و ناله و بیقراری ایشان چگونه باشد. آورده اند که بعد از شهادت
حسین و اولاد و اصحاب وی عمر سعد بفرمود تا سرهای کشتگان بر سر نیزه کردند و تنهای
ایشان در خاک میدان افتاده بگذاشتند. و حکم کرد تا حرم حسین رضی الله عنه و خواهران
و دختران شرا بران حربگاه بگذرانند چون خاتونان تتق عصمت و پردگیان سرادق طهارت
و عفت بمیدان حرب رسیدند و آن تنهای بی سر را دیدند بی اختیار ناله برداشتند و
نوای فغان بجانب قبهٔ خضرا برافراشتند زینب که خواهر حسین رضی الله عنه و دختر فاطمه زهرا
بود فریاد برکشید که وا محمداه ای جد بزرگوار و ای سید نامدار هذا حسینک بالعراء این حسین
[illegible] که درین صحرا سرش باز بریده و پیرا[illegible] را بدست وقاحت دریده [illegible] بالدماء [illegible]
[illegible] بدیده نیست که بدن مبارکش که بر کنار تو [illegible] بخاک و خون افتاده منقطع
الاعضاء این ریحانهٔ باغ نبوتست که اعضای وی را پاره پاره ساخته اند. راوی میگوید که
از گفتار زینب همه لشکریان میگریستند و سرشک خونین از دیده دشمن باریدند. ای
دشمنان را بر حال شهدا و رنج آل عبا گریه می آید اگر دوستان و محبان در ماتم [illegible]

ایشان نگر بینید هیچ عجیب و غریب نیست **غزل** لائق بود درین دهه از ما گریستن * بر عترت
نبی مصطفی گریستن * ای دوستان نهان مکشید آه سوزناک * کامد زمان نعره و بیداد
گریستن * پیران باوقار و جوانان جمع را * لازم بود بران شه برنا گریستن * عین صفات
مقنعه داران عهد را * در ماتم خدیجه کبری گریستن * محض وفاست زهره جبینان عصر را *
بر فوت نور دیده زهرا گریستن * حوران ز بهر فاطمه آغاز کرده اند * بر غرفه های جنت ماوا گریستن *
مادر نبود و جد و پدر روز ماتمش * باید بجای این همه ما را گریستن * بی ناله و خروش مبادا
یک نفس * قانع چرا شوید به تنها گریستن * **ابتلای دیگر یوسف علیه السلام** را با وجود
درد هجران رنج زندان بود در وقتی که عزیز مصر یوسف علیه السلام را بخرید - و زلیخا پابسته دام
عشق او شد هر چند حیله می انگیخت نتوانست که یوسف علیه السلام را مقید نفس و هوا گرداند -
و زنان و مردان مصر زبان ملامت بر زلیخا بگشادند - چون عشق او مجازی بود تحمل ملامت نداشت
با وجود آن همه دبدبه شوق و طنطنه عشق چون کار به تهمت رسید با آنکه خود گناهگار بود تهمت
بر یوسف علیه السلام حواله کرد و گفت از من عیبی نبوده و عیب از جانب یوسف علیه السلام
بوده و بدین بسنده نکرد و گفت بر بندانش کنم تا حکایت تهمت و شکایت ملامت از من
[illegible] آنست که ملامت نمک خوان عاشقان است **بیت** این کوی ملامت است و میدان بلا
[illegible] مرد ملامتی بدین کوی درا * القصه چون زبان مردم و غرض زلیخا دراز شد از هر جانب
[illegible] بر سوی او [illegible] آهنگر را بخواند و گفت بند گران بر بازو سلسله محکم ترتیب کن تا بر دست
[illegible] این غلام عبری [illegible] چند [illegible] در زندان گوشمال [illegible] آهنگر [illegible] بر دست
یوسف علیه السلام [illegible] گفت ای ملکه او [illegible] بند گران [illegible] رنج زندان [illegible]
[illegible] بر روز که [illegible] بر زندانیان [illegible]
[illegible] یوسف علیه السلام نهاد زلیخا [illegible] او را [illegible]
[illegible] ازمصر [illegible] که هر که [illegible] عزیز خیانت کند [illegible]
[illegible] پوشیده [illegible] یوسف علیه السلام [illegible] گفت پس
یوسف علیه السلام را [illegible] بند گران [illegible] نهاده - یوسف علیه السلام
[illegible] الهی تو از سر حالم آگاهی - از غم پدر با ناله و فغانم و از جفای برادران در غربت سرگردانم
[illegible] گرفتار بند و زندانم - جز استغاثه بحضرت تو چاره ندیده انم [illegible] بزرگوار خدایا

اسیر و حیرانم ٭ شکسته حال و دل آزرده و پریشانم ٭ تو یار باش که یاری ز کس نمی بینم ٭ تو چاره ساز که من چاره نمیدانم ٭ ببارگاه تو آورده ام رخ امید ٭ بفضل خویش که نومید و اگردانم جبرئیل علیه السلام آمد که ای یوسف علیه السلام از بند و زنجیر غم مخور که **مصرع** سلسله بندیست و گیسوان را بگردن زیورست ٭ زنهار که در تنگنای حبس اندیشه مکنی و از جفای قید اندوه نخوری که نزول انبیا بسجن موجب طراوت ریاحین ریاض دولت خواهد بود چه گل احمر در تنگنای غنچه نکهت دلاویز در کسب می کند و مشک از قرار بستگی نافه شمامهٔ عطر گستر میباید **قطعه** تنگنای گوشهٔ زندان ترا می فزاید رتبهٔ عز و شرف ٭ قیمت گوهر ازان باشد که او ٭ پرورش یابد بزندان صدف ٭ اینک یوسف علیه السلام زلیخا آمده است و بر رهگذر تو نشسته تا نظاره کند که تو چگونه جزع و زاری کرده و گرا برای خلاص خود شفیع خواهی آورد زنهار ای یوسف علیه السلام تا روی ترش نکنی و گره برابرو نزنی و سر از پیش بر نیاری و بجپ و راست و پیش ننگری خندان باش و تبسم کنان و خود را آن میار که ترا از گلستان بزندان میبرند تا من آن زندان را بر تو چنان کنم که بر آن گلستان بسلام آستان خانهٔ زندان تو آید **بیت** مخور غم گرچه جا بزندان کنی ٭ ز روی خود آن گلستان کنی ٭ چون یوسف علیه السلام را از در سرای عزیز بجانب بازار بردند صد هزار از زن و مرد بنظاره بیرون آمدند مردان سنگ بر سینه میزدند زنان موی بناخن میخراشیدند خروش از اهل مصر بر آمده بود یکی میگفت مظلوم ست و بیچاره یکی میگفت محروم ست و آواره یکی نعره میزد که آه از درد این غریب کنعانی یکی ناله میکرد که دریغ ازین اسیر زندانی آن فریاد میکرد این چه بیرحمی و دل آزاریست آن طعنه میزد که این چه بیداد و ستمگاری ست گردنی را که از دست حوران زیبا روی بر آید حمائل او در حیرت ست با طوق چه کار دستی را که گردن دلبران مشکین مو در آرزوی آن مقید قید حیرت ست به بند و زنجیر چه نسبت هر که را نظر بر جمال یوسف علیه السلام افتاده فی الحال دیوانه و شیفتهٔ عشق گشته دل از دست بدادی و بزبان حال گفتی **بیت** بزنجیر از چه میبارید رقیب آن سرو دلجو را ٭ مرا از زنجیری باید که من دیوانه ام او را ٭ راوی گوید که چون یوسف علیه السلام برابر زلیخا رسید بر زبان منادی جاری شد که هذا غلام من کنعان این غلام کنعانیست که زبان عبری والعشر بز علیه غضبان و عزیز برو خشمناک ست و از بنال جبرئیل آمد که ای یوسف علیه السلام جواب منادی باز ده هذا خیر من غضب الرحمن این خوار بهترست از غضب ربانی وسعت البیان

و این نافرمانی خوبتر باشد از عصیان سبحانی و دخول النیران و رسیدن با آتش سوزان و سرابیل
القطران و پوشیدن لباس قطران تا با کمال قدرت آواز تر با گوش زلیخا رسانیم و هیچکس
دیگر از اهل مصر نشنود حضرت یوسف علیه السلام جواب داد زلیخا شنید و بر خود پیچید و بر جانب
دیوانه باز آمد و پیغام فرستاد با میر زندان که این غلام را در جای تنگ و تیره باز دارد و
آب و نان از او باز گیرد. یوسف علیه السلام را بزندان آوردند و هفت سال در زندان بماند
شب و روز میگریست تا بحدی که زندانیان به تنگ آمدند گفتند ای غلام بروز گریه میکن و بشب
خاموش میباش تا ما را آرام شبی باشد یا شب میگری و روز بیارام تا ما را آسایشی بود زلیخا را
ازین حال اخبار نمودند بفرمود تا زندان موضعی خالی کردند و دریچه بر شارع عام ساختند و حکم کرد
تا یوسف علیه السلام در پیش آن روزنه بنشانند تا بدیدن مردم مشغول شده گریه نکند و زندانیان
را آرامی پدید آید قضا را روزنه بر شارع کنعان واقع شده بود چون شب شدی یوسف علیه السلام
در پیش آن روزنه بنشستی آغاز گریه کردی و هر بادی که از طرف کنعان وزیدی بزبان حال از
یعقوب علیه السلام پرسیدی و هر نسیمی که بطرف کنعان رفتی پیغام درد خود فرستادی **بیت**
بیا نظاره کن ای باد حال زار مرا ✤ ز حال زار خبردار ساز یار مرا ✤ شبی نشسته بود و دیده بر راه
انتظار نهاده ناگاه شغبی در راه پدید آمد. و آن چنان بود که اعرابی بر شتر سوار میخواست که
براه بادیه رود و شتر سر از وی می کشید و بطرف زندان میرفت اعرابی او را میزد و مهار او می پیچید
و او تمکین نمیکرد. القصه اعرابی به تنگ آمده پیاده شد و مهار شتر از دست او درکشید و آمد بدیوار
زندان رفت و در پیش روزنه که یوسف علیه السلام آنجا ایستاده بود و بزبان فصیح بر یوسف علیه السلام
سلام کرد و گفت ای همن چمن خلیل و ای گلبن گلشن ... از کنعان بمصر آمده بودم و حالا از مصر بکنعان
میروم بدان پیر محنت زده هیچ پیغامی داری. و برای پدر فراق دیده الم کشیده هیچ
خبری میفرستی یوسف علیه السلام چون نام و ذکر کنعان شنید خروش و فریاد بر داشته
زار زار بگریست **بیت** باز باد صبح بوی گلستان می آورد ✤ عندلیبان را تفرا در فغان می آورد ✤
ناگاه اعرابی از پیش شتر برسید با عصای کشیده و خواست که بر شتر زند. زمین او را بگرفت تا نیمه
ساق اعرابی فرو ماند. یوسف علیه السلام آواز داد که یا اخا العرب زمانی باش تا با تو سخن گویم
اعرابی گفت من ایستاده ام و زمین خود مرا نمیگذارد تو چه میپرسی گفت من این تحیت از کجا می آری
گفت از کنعان. یوسف علیه السلام پرسید که شتر تو در کجا چراگاه میداده. گفت در مرعی آل

یعقوبؑ چریده وآب از چشمه سار کنعان چشیده یوسف فرمود که بزمین کنعان درختی بود
که آنرا دوازده شاخ بود یکی ازان شاخها گسسته شد واکنون چند سال ست تا آن درخت
در فراق شاخ خود مینالد - و اصل آن شجره در آرزوی فرع خود روزگار میگذراند - اعرابی گفت
اینکه تو میگوئی صورت حال یعقوب پیغامبر ست که دوازده پسر داشت یکی ازان دوازده
غائب شد - و او مدتی ست در فراق او میگرید و میزارد و بر سر چهار راهی خانه ساخته
و بیت الاحزان نام نهاده هر که ازان راه میگذرد حال گم شدهٔ خود میپرسد و کسی از نام
نشان او خبر نمیدهد رباعی زیار گم شدهٔ خود نشان نمی یابم ❊ دلم ز دست شد از کف دل
نمی یابم ❊ مرا جهان بچه کار آید ای مسلمانان ❊ چو آنچه میطلبم در جهان نمی یابم ❊ یوسف
علیه السلام را از استماع این خبر درد بر درد افزود و گفت ای اعرابی ازینجا عزم کجا داری گفت
بادیه میروم که متاع مناسب اینجا خریده ام آنرا بفروشم و بعد ازان بکنعان روم یوسف
علیه السلام فرمود که درین معامله چند سود طمع داری گفت صد درم یوسف علیه السلام گفت با تو
بتو دهم که بیست هزار دینار زر دهم ازینجا باز گرد و بکنعان رو و چون شب در آید بدان بیت الاحزان
رو و بگو ای پیغامبر خدا من رسول از غریبان و مهجوران و زندانیان در آنوقت که در دست لعیان
رسیده باشد و سوز فراقت بنهایت انجامیده دست نیاز بحضرت بی نیاز بردار - و ما را بدعا
یاد آر - و چنانچه ما از تو فراموش نکرده ایم تو نیز از ما فراموش مکن - اعرابی گفت چه نام داری
گفت مرا دستوری نام گفتن نیست - اما در روی من نگاه کن وصفت و حلیهٔ من بر ورق دل
ثبت نمائی و حرف حرف از صفت روی و موی بر صفحهٔ خیال رقم زن و ازین علامت آن پیر
صاحب کرامت را خبر نمائی - و اگر از خالی که بر رخسارهٔ راست داشته ام خبر پرسد بگو آن مظلوم
محروم گفت که آن نقطه بر رهگذر آب دیده افتاده بود از بسکه در فراق تو مصری
خون جگرم ز دیده بر رخ پالود آن خال محو شد مصرع حال من انیسی
حالا اینچنین ❊ ای اعرابی سلام من غریب - و پیام من اسیر
شادی که بلد او رسید برکت بسیار روی خواهد نمود - ای اعرابی چون بحضرت یعقوب علیه السلام رسی
صبر کن که پاسی از شب بگذرد و غوغای هنگامهٔ دنیا فرو نشیند - و نفس حیوانی رخت هوس از
بساط استئناس بر چیند - و یعقوب علیه السلام از ورد خویش فارغ گردد - تو بدر کلبهٔ او رو
و بگو السلام علیک ایها المغموم سلام بر تو باد ای خورندهٔ غمها ای دادم من الغریب المهموم

از غریبی مبتلا بانواع هم و غم. و بگو آن مظلوم میگوید که تا از خدمت تو محروم مانده ام از گریه
و ناله نیاسوده ام و تا جمال ترا نه بینم بر بساط راحت و فراش آسایش و فراغت ننشینم. ای
اعرابی بیا و این یاقوت قیمتی از من بستان و از یعقوب علیه السلام هم دعائی که میخواهی
درخواه که دعای آن پیر دردمند بر درگاه خداوند مستجاب ست. اعرابی گفت ای جوان چگونه
پیش تو آیم که مرا زمین گرفته. یوسف علیه السلام گفت اندیشه زدن شتر از دل بیرون کن تا زمین ترا
رها کند. و این شتر را مرنجان که او مرا از حال آن مکروب بیت الاحزان خبر داد و مرا از من
بیخبر گردانید. بیت: گفتم خبر تو پرسم از باد صبا * با بوی تو بود بیخبر کرد مرا * اعرابی
گفت از سخن در گذرانیدم فی الحال پایش از زمین برآمد نزد یوسف علیه السلام دوید هم از
شعاع رخش نشانها که می بایست همه بدید و یاقوت از دست مبارکش فرا گرفته راه کنعان
گرفت. یوسف علیه السلام از عقب اعرابی مے نگریست و میگفت یالیت راحیل لم تلدنی
کاشکی راحیل مرا نزادی تا دل من در ورطه چنین غمی نیفتادی. بیت: چون بی تو خواست بود مرا
خیره کاشکی * هرگز نبودمی و زمادر نزادمی * پس اعرابی بکنعان آمد و صبر کرد تا مقداری از شب
بگذشت در بیت الاحزان آمد و گفت السلام علیک یا نبی الله. یعقوب را از آن ندا راحتی
بدل رسید بجست و از خانه بیرون آمد و گفت و علیک السلام یا عبد الله چه کسی و از کجا
میآئی گفت پیغامی آورده ام. بیت: مرحبا قاصد فرخ پی فرخنده پیام *
خیر مقدم چه خبر یار کجا راه کدام * رسول کیستی و پیام کرا داری. گفت من رسول غریبانم
و پیام اسیرانم و قاصد زندانیانم از زمین مصر می آیم و تمام قصه باز گفت. یعقوب علیه السلام
چون این حکایت استماع نمود فریاد برآورد که اگر تو رسول غریبانی من نیز در فراق غریبانم
و اگر پیغام اسیران آورده ای من نیز سوخته آتش هجرانم. و اگر تو فرستاده زندانیانی من نیز
ساکن بیت الاحزانم. اے اعرابی مژده دادی که از آن یوسف وصال در مشام
من بوی بهجت آوردی که بدان گره حسرت از دل می گشاید بمژدگانی چه میخواهی
گفت ای پیغمبر خدا آنچه مقصود بود از وی یافته ام از تو توقع دعای دارم. یعقوب علیه السلام
گفت الهی ... بحرمت این شیخ آسمان گردان. شتر اعرابی بفریاد آمد که سبب
این بود که من این اعرابی را بدر زندان من راه نموده ام. گزاردن این رسالت
بواسطه من بوده است طمع دعا میدارم. یعقوب علیه السلام فرمود که الهی این شتر را

استشهادے تمام دارد - و فرار شاهزاده حسین رضی الله عنه از جفای حکام شام - و مهجور ماندن از زیارت جد بزرگوار خود علیه الصلوٰة والسلام - و سرگردانی در صحرای کربلا و مبتلا شدن از بیوفائی امت بانواع کرب و بلا در محل خود ازین کتاب رقم تحریر و سمت تسطیر خواهد یافت **مصرع** هر سخن وقتی و هر نقطه مقامے دارد ✤ **بیان ابتلای ایوب پیغامبر علیه السلام** دیگر از پیغامبران علی نبینا و علیهم الصلوٰة والسلام بلیه ایوب علیه السلام مشهورست و صبر او در آن بلا بر همه زبانها مذکور - آری شکر نعمت که در رسد در گاه بیگانگان طلبها فزود آید طلیعهٔ سپاه محنت که باید زاویهٔ آشنایان جوید و در انجا نزول فرماید - اے دنیاداران شما نعمت و سرور نخورسته - اے دوستان و هواداران شما را زحمت و سوز خوشترست - در یکی از کتب سماوے مسطورست که اے فرزندان آدم بدانید که آسمان خزینهٔ فرشتگان ست و بهشت خزینهٔ حور و غلمان ست - دریا جای دُرهای آبدارست کوه معدن گوهرهاے با قیمت و مقدارست سینهای احرار مخزن اسرار قدم ست و دلهاے دوستان من خزینه اندوه و غم ست - در بلا شکستگے ست - و من دل شکسته دوست دارم که انا عند المنکسرة قلوبهم در محنت هجوم اندوه است و من اندوهگیان را بمقام محبت فرود آرم که ان الله یحب کل قلب حزین **رباعی** هر که دارد راه در دو در د راه ✤ سوز او بر حال او باشد گواه ✤ گر دوا ے وصل او مے بایدت ✤ درد خواه و درد خواه و درد خواه ✤ ایوب صبور علی نبینا و علیه السلام پیش از محنت چهل سال در نعمت بسر برده بود و از ده پسر رسیده داشت و چهار صد غلام شبانان و ساربانان در تصرف وے بودند هر یک با رمه گوسفندان و قطار شتر و چهل باغ و بوستان بودش همه با درختان رسیدهٔ میوه دار - روزے جبرئیل امین نزد وی آمد که اے ایوب علیه السلام مدتی شد که در نعمت میگذرانی - حالا حکم شده است که حال تو منقلب گردد نعمت بمحنت مبدل شود تو اگر سر برد در و پیشے باید تندرستی رخت بر بندد و بیماریها در ملک وجودت خیمه زند - ایوب علیه السلام فرمود که باکے نبود چون رضاے دوست این ست ما تن بقضا در دادیم هرچه آید از دوست چون مطلوب اوست بغایت زیبا و نیکوست **بیت** پیکان آبدار که آید ز دست دوست ✤ بر عاشقان سوخته باران رحمت ست ✤ ایوب علیه السلام مدتے منتظر بلا میبود تا روزے نماز بامداد گزارده بود و پشت بمحراب نبوت باز نهاده حاضران مجلس را موعظه مے فرمود که ناگاه فریادے از در مسجد بر آمد و مهتر شبانان از در در آمد که اے ایوب سیلے از کوه در آمد و تمامے رمها را بدریا فرو راند شبانان در ین

حکایت بود که یکی از ساربانان در رسید که یا نبی الله سمومی پیدا شد که اگر بر کوه زدی همه را سوختی
واگر بر خورشید وزیدی شرربار کردی بر شتران وزید و همه را هلاک کرد باغبان بیامد جامه چاک کرده
که ای ایوب علیه السلام صاعقه پدید آمد و تمام درختان را بسوخت ایوب علیه السلام این سخنان
می شنید و ذکر حق بر زبان میراند که ناگاه فرزندان در آمد سنگ بر سینه زنان و نوحه کنان که
ای پیغامبر خدا یازده پسرت در خانه برادر مهتر بمهمانی رفته بودند که ناگاه سقف خانه بر ایشان فرود آمد
بعضی را لقمه در دهان و بعضی را کاسه در دست فرو گرفته و همه را غبار فنا بر چهره حیات نشست
حریف ناله و گریه خواست که بر ایوب علیه السلام استیلا یابد ایوب علیه السلام خود را دریافت و سجده
در افتاد و گفت باکی نیست چون او را دارم همه چیز دارم **بیت** اگرم هیچ نباشد نه بدنیا نه بعقبی
چون تو دارم همه دارم دگرم هیچ نباید * چون مال و منال و فرزندان رفتند انواع بیماری
و بلا روی بوی آورد تا در خبر آمده که چهار هزار کرم در بدن مبارک او جای کردند اعضای
او بخوردند دزدان با شبخون آورده رخنه در دیوار قالب وی فگندند جز دل و زبان هیچ
عضو دیگر بسلامت نماند کرمان آهنگ دل و زبان وی کردند ایوب علیه السلام فریاد بر آورد
که انی مسنی الضر بارخدایا که مرا رنج میرسد این است که طلسم جسم من شکستند صبر میکردم
اکنون قصد خانه محبت و خزینه معرفت تو دارند که دل است و میخواهند که آنرا تاراج کنند
و زبان را که دست افزار ثنای تست قصد کرده اند که از گفت و گوی تو بی طرف بمانند
و انت ارحم الراحمین و تو مهربان تر مهربانی **بیت** دل مخزن مهر تست و زبان جای ثنا
زین هر دو نشان تست رحمی فرما * حق سبحانه تعالی بر ایوب علیه السلام ببخشید و آنچه از وی
گرفته بود باضعاف آن بوی ارزانی داشت ای عزیز چهار هزار کرم در نهاد ایوب علیه السلام بود
و بر الم آن صبر میکرد شاه کربلا نیز بیست و دو هزار تیغ بران و نیزه جانستان و حربه جانگداز
و تیر سینه گذار حواله وجود با جودش کرده بودند همان طریق صبر در روی کشیده و درد تشنگی
پوشیده نالید و از هیچکس استغاثه نکرد و پناه جز بحضرت الله نبرد و مناجات
رب احکم خدایا حکم کن بینی و بین قومی میان من و میان قوم من که بدرستی
و خدا بدرستی که ایشان یعنی کوفیان با من دروغ گفتند که بیا و چون بسخن ایشان آمدم
پس مرا فرو گذاشتند و حرمت جدم مصطفی صلی الله علیه و سلم و پدرم مرتضی و مادرم
فاطمه زهرا نگاه داشتند میبینم که سیر و قناعت و شوخ چشمی در پیش روی آورده اند

وشمشیر قطیعت و سپر رحمت حواله سینه بی کینه ما کرده از بی وفائی گوئیان مصرع چندان قدح درد چشیده ایم که مپرس ** وز بیحیائی ناکسان مصرع چندان الم و غصه کشیده ایم که مپرس ** حالا بجز صبر چاره نداریم و کار خود با حق سبحانه و تعالی میگذاریم بیت من نگویم جز بجز حال دل افگار خود ** کار کار آن اوست با او میگذارم کار خود ** بیان ابتلای یحیی و زکریا علیهما السلام

هم و از جمله انبیا ابتلای یحیی و زکریا اشتهاری تمام دارد - آورده اند که زکریا علیه السلام با حق سبحانه مناجات کرد که الهی ضعف من قوت گرفت و سستی پیری بر من مستولی شد فهب لی من لدنک ولیا یرثنی پس ببخش مرا از نزدیک خود فرزندی که تو او را دوست داری و او ترا دوست دارد - حق تعالی او را فرزند داد یحیی نام و یحیی بغایت خداترس بود حق سبحانه و تعالی او را در کودکی علم و حکمت ارزانی فرمود - آورده اند که در وقتی که سه ساله بود کودکان محله بر در خانه زکریا علیه السلام رفتند و آواز دادند که ای یحیی از خانه بیرون آی تا بازی کنیم هم از درون خانه جواب داد که ما للعب خلقنا ما برای بازی آفریده نشده ایم و بجهت لعو و لهو درین عالم نیامده ایم و یحیی را رقت قلبی و دقت فهمی و خداترسی بود که چون از احوال قیامت چیزی استماع کردی فی الحال دلش مضطرب شدی و مرغ روحش در اهتزاز آمدی - از لباسها به پلاسی قناعت نموده بود - و از طعامها بنان خشکی بسنده کرده قطعه از پی شوق و ذکر حق ما را ** درد و غم دل و زبانی بس ** و ز طعام و لباس اهل جهان ** کهنه دلقی و نیم نانی بس ** در چهار سالگی توریت را حفظ کرده بود و در ده سالگی بر جمله احکام شرع وقوف یافته با چندین سنت و چندین قدر و منزلت چندان گریسته بود که گوشت و پوست از رخساره مبارکش فرو ریخته و رگها و پیها و استخوان مانده بود پس مادرش از سر شفقت دو پاره پشمینه بر سر آب دیده او نهاده بود و هر لحظه آنرا برداشتی و بفشردی و باز بجای خود نهادی - روزی زکریا علیه السلام گفت بار الهی فرزندی خواستم که سرور سینه من باشد این فرزند سرور از سینه من بیرون برد - و کلفت بیسنه طلب کردم که دلم را از و شادی بود این جگر گوشه داغ غم بر سینه ام نهاد خطاب آمد که یا زکریا تو از من فرزندی ولی طلبیدی و صفت اولیا اینست که دایم در نالیدن و در رخساره کشیدن باشد - آورده اند که انبیا و اولیا بساط محبت بگستردند و علم شوق بر بام عشق برافراشتند کردند همه مرادها را و احتمال آتش زدند و تخم حسرت در زمین امید کشتند انبیا و اولیا در راه روان راه خدا را شهید شدند - و آب اندوه در پای آنها بلا پرورش دادند -

بتازیانهٔ راه محبت بر ضربت قهر ست و غذای محبان عاشقان شربت زهر زکریا علیه السلام هنوز کجائی باش تا پسرت را تیغ جفا بر حلق نازنین نهند و ترا از فرق تا قدم باره بستم بدو نیم باز برند میان همت در بند و بلا را القدم رضا استقبال نمای و با درد با درساخته و بگیرام و درمان مبر

نظم چون خدا دل خستگی‌ات در دمی خواهد ز تو ✤ خسته‌رام هم مسازو درد را درمان مکن ✤
آتش او سر زمان جان دگر بخشد ترا ✤ با چنین آتش حدیث چشمهٔ حیوان مکن ✤ القصه خوف

یحیی بمرتبهٔ بود که در مجلسی که حاضر بودی زکریا از عقوبات الهی کلمهٔ نگفتی و خبر شرح آثار رحمت نا تمنا نکردی چه یحیی را قوت استماع آیات خوف و وعید ربانی نبودی و اگر از آن با شمهٔ شنیدی از گریه بهلاکت نزدیک رسیدی روزی زکریا علیه السلام ببالای منبر بر آمد و از چپ و راست نگاه کرد یحیی را ندید و یحیی خود در پس ستونی نشسته بود و گلیمی در خود پیچیده چون یحیی بنظر در نیامد سخنی از وعید الهی در افکند و گفت در دوزخ کوهیست از آتش نام آن غضبان هیچکس از آنجا نگذرد مگر بگریستن از خوف خدای یحیی این کلمه شنید بر جست و گلیم از دوش بیفکند و قدم از مسجد بیرون نهاد و فریاد می‌کرد که الویل لمن دخل غضبان وای بر آن کس که غضبان جای وی و این کوه تفسان ماوای وی بود نعره میزد و ناله میکرد تا از شهر بیرون رفت زکریا علیه السلام از منبر فرود آمد و بخانه رفت مادر یحیی را گفت من بدانستم که پسرت در مسجد بست یک شمهٔ از وعید بیان کردم او سر و پا برهنه از مسجد بیرون رفت شنیدم که رو بصحرا نهاده است بیا تا از پی او برویم مبادا که از بیخودی در جائی افتد از عقب پسر روان شدند و سه شبانه روز کوه و دشت و صحرا القدم طلب بپیمودند هیچ جا اثر یحیی ندیدند و خبر او نشنیدند

بیت ای گلبن حدیقهٔ جان تا کجا شدی ✤ پنهان ز چشم بلبل بیدل چرا شدی ✤

صباح روز چهارم بشبانی رسیدند و پرسیدند که از یحیی هیچ خبری داری گفت نی او را چه افتاده است گفتند از خوف خدای سر و پا برهنه از شهر بیرون آمده [illegible] که او را می‌طلبیم و هیچ خبری و اثری از و نیافته‌ایم شبان گفت من هم از [illegible] شب ست که ازین کوه نالهٔ زاری بیرون می‌آید که گوسفندان من بسبب [illegible] گوش بران ناله نهاده آب از دیده می‌بارند **بیت** ز سوز فرقت یار آنچنان بنالم زار ✤ که هر که بشنود آن ناله در خروش آید ✤ زکریا علیه السلام این نشان نالهٔ یحیی ست پدر و مادر روی بدان طرف نهادند مادر زودتر برسید یحیی علیه السلام را دید در گوشهٔ [illegible]

بود اشارت بدان درخت کرد شگافته شد و زکریا علیه السلام بدرون وی درآمد ند ابلیس گوشه ردای زکریا علیه السلام گرفت و بر بیرون درخت بداشت درخت فراهم آمد و کفار در رسیدند و ابلیس را بصورت پیری دیدند از و پرسیدند که بدین صفت مردی پیش پیش ما میرفت کجا شد ابلیس ایشان را دلالت کرد بوی و گفت آن مرد در درون این درختست و گوشه ردا بنشانی ایشان نمود گفتند ای پیر او را چه تدبیر از میان درخت بیرون آریم گفت او را چرا بیرون می آرید گفتند برای آنکه او را هلاک کنیم شیطان گفت هم اینجا نیز هلاک میتوان کرد و تعلیم داد تا اره دو سر بساختند و بر سر درخت نهاده خواستند که بدو نیم ببرند از سر اوقات غیبی ندائی به زکریا علیه السلام رسید که هان ننالی و آهی نکنی که نامت از جریده صابران محو کنیم اگر دشمنانت از سرای وجود بیرون کنند ما در حجره شهود نگذاریم پس چون اره بفرق زکریا علیه السلام رسید گفت خدایا هزار شکر که خون من بر سر کوی تهمت محبت تو میریزند **بیت** بجرم عشق تو ما را اگر کشند چه باک ✤ هزار شکر که بارے شهید عشق توایم ✤ صبر کرد و آهی نکرد در ان وقت که او را بدو نیم مے بریدند اگر کسے از و سوال کردے که چه میخواهی از اجزای ذرات وی نغرات عشق برآمدے که آن میخواهم که تا قیامت این اره میرانند و بدو بازمے برند و دیگر بار و پیوندی کنند آری هر که لذت بلا یابد از هیچ محنتے و مشقتے روی برنتابد **رباعی** در بلا لذتیست پنهانے ✤ ناچشیده کسی کجا داند ✤ وانکه او لذت بلا دریافت ✤ در در اهتزاز دوا داند ✤ آما جمعے که یحیی را بنزدیک ملک بردند چون بدر بارگاه رسیدند فرمان در رسید که هم در بیرون بقتل رسانید و سر او را بیارید آن سنگین دلان جفا کار یحیی معصوم مظلوم را بیاوردند و سر مبارک او را در طشتی بریدند و خونے که در ان طشت جمع شد در چاهے ریختند آن خون در ان چاه بجوش آمد و حق سبحانه بخت نصر یا بلے یا طیطوس رومے را بر ایشان گماشت تا هفتاد هزار کس از گروه بنی اسرائیل بکشت تا خون یحیی از جوش فرو نشست - در شواهد از امام زین العابدین نقل کرده که در وقت توجه بکوفه در هیچ منزل فرو نیامدیم و کوچ نکردیم مگر که امیر المومنین حسین ذکر یحیی بن زکریا علیه السلام کرده باشد یک روز فرمود که از خوارے و بے اعتبارے دنیا آنست که سر یحیی بن زکریا علیهما السلام بزنے نابکار از نابکاران بنی اسرائیل هدیه فرستادند - و سعید بن جبیر از ابن عباس رضی الله عنه روایت کرده است که وے گفت که برسول صلی الله علیه وسلم وحی آمد که بجهت قتل یحیی بن زکریا علیهما السلام هفتاد هزار کس را کشتیم و برای فرزند تو دو بار هفتاد هزار کس را بکشیم

و در نسخه روایتی دیگر هست که برای خون جگر گوشه رسول علیه الصلوة والسلام هفتاد بار هفتاد هزار
کس بکشیم و چنین بود انچه مختار بن ابی عبیده ثقفی و مسیب بن قعقاع خزاعی و ابراهیم بن اشتر
نخعی و هفتاد و سه تن که خروج کردند و هر یک از ایشان چندی شامی و کوفی را از یزیدیان کشتند
و در آخر صاحب الدعوة والدولة ابو مسلم مروزی چندین مروانی را هلاک کرد و دود استیصال
از تخمه مروانیان برآورده و حضرت خاقانی صاحبقرانی قطب السلطنة والدنیا والدین امیر تیمور
گورکان که جد اعلی حضرت سلطنت پناهی مرشدی ست بطریقه انتقام با اهالی شام صورتی
پیش برد که رقم آن بر صفحه روزگار بسیار مسطور خواهد بود چنانچه در تاریخ آن حضرت مذکور ست
و این شاهزاده عالی مقدار را نیز خلدت دولته همت بلند و نهمت ارجمند بر همان انتقام مصروف
ست و عنان عنایت بصوب دفع جمع از بقیه و تتمه آن ظلمه معطوف ست **مصرع** میسر بادش
این دولت بتوفیق خداوندی + و در عیون الرضا خبری ایراد فرموده که مضمونش مشعر ست از انکه
مهدی آل محمد صلی الله علیه و عترته و ذریته قتله حسین رض را بقتل خواهد رسانید پس هنوز انتقام
این خون باقیست تا خروج مهدی - ای عزیز دلهای استان از خیال این خون بناحق ریخته
دردی دارد که جز گریه آنرا دوائی نیست و سینهای دوستان از اندیشه این واقعه هایله جراحتی
یافته که جز ناله آنرا مرهم شفائی نی **بیت** این چه زخمست که جز ناله ندارد مرهم + وین چه دردست
که جز گریه ندارد درمان + عظم الله اجورنا و رزقنا شفاعة جده محمد سید الکونین علیه
و علی عترته و صحبه صلوات رب الثقلین

باب ۲ دوم در جفای قریش و سائر کفار با حضرت سید الابرار علیه صلوات الملک الجبار و شهادت حمزه و جعفر طیار

حضرت رسالت صلی الله علیه و سلم می فرماید که ان عظم الجزاء مع عظم البلاء
بدرستیکه بزرگی جزا مترتب بر بزرگی بلاست هر کرا بلای او عظیم تر تحفه جزای او جسیم تر
هر کرا جگر از زخم تیغ عنا ریش تر مرهم راحت جراحتش از دار الشفا عطا بیشتر ای
یکی از نظرات عواطف ربانی و فتوحات مواهب سبحانی آنست که بنده
خود بنوازد و پرتو التفات از مطلع یحبهم بر دل بغل وی اندازد و نشانه دوستی آن بنده
ابتلاست بصنوف بلیات و امتحان بضروب محن و از آیات یحیی معاذ رازی قدس سره
در مناجات خود میگفت الهی هر که از اهل دنیا کسی را دوست دارد و خواهد که او را نوازش نماید
ابواب نعمت و راحت بروی بگشاید و تو هر کرا دوست داری خواهی که بانواع

بخنجر اجل بریده شود و هر که در محفل زندگانی شربت با حلاوت حیات چشیده نهایت مهم او انست که زهر مرارت ممات بچشد **رباعی** درین سرای مصیبت که غیر ماتم نیست ✤ دلے کجاست که زیر شکنجهٔ غم نیست ✤ لباس عمر نکو کسوتی ست لیک چه سود ✤ که آستین بقاش از دوام معلم نیست ✤ اما اے پسر اگر من میرم ذکر من زنده خواهد بود و نام من از صفحهٔ روزگار محو نخواهد شد زیرا که چون تو پاکیزه نهادے زاده ام و مانند تو نیکو کاری یادگار گذاشته ام **بیت** زنده ست کسیکه از تبارش ✤ ماند خلفی بیادگارش ✤ مرویست که چون آمنه خاتون وفات کرد آواز نوحهٔ جن مے آمد که بروی گریستند و می گفتند **شعر** نبکی الفتاة البرة الامینة ✤ ام رسول الله ذی السکینة ✤ **بیت** ما ہمے گرئیم بهر این زن نیکو شعار ✤ مادر پیغامبر دین پرور صاحب وقار ✤ وچون آن حضرت هشت ساله شد جدش عبدالمطلب که کافل مهم وے بود وفات کرد او را بعمش ابوطالب سپرد و بعد از بیست سالگی پنج سال شبانی میکرد و در بیست و پنج سالگی خدیجه خاتون را رضی الله عنها بخواست و در چهل سالگی وحی بوے فرود آمد و در چهل و سه سالگی آغاز دعوت کرد و ده سال در مکه از اہل کفر و ضلال انواع بے ادبی و سفاہت و اصناف ضرر و مشقت دید و کشید - اولاً در میان دو ہمسایه خانه داشت که بدترین دشمنان بودند یکے ابولہب و یکے عقبه بن ابی معیط - در زلال الصفا آورده که در اول حال آنحضرت را صلے الله علیه وسلم دو جار رجا بر بود - و دو خلیط ضائر - دو خود بین خود کامه - دو بد نام سیه نامه دو ہمسایهٔ گران سایه - دو زبان کار بی سرمایه شب و روز در ایذاے آن حضرت کوشیدندی و جوش جفای وی پوشیدندی - انواع ارداث و الواث بیاوردندی و در رہگذر آن پاک پراگنده کردندی تا شاید که دامن پاک او بدانها آلوده گردد - و در بعضے تفاسیر آمده که ام جمیل که زن ابولہب بود روزها پشتهای خار و دستهای خسک جمع کردی و بشب آوردی بر سر راه پیغامبر صلے الله علیه وسلم ریختے تا خاری در دامنش آویزد و در پای مبارکش خلد آن حضرت صلی الله علیه وسلم که بنماز بیرون آمدی آنهارا از سر راه بر گرفتے - و بطریق ملاطفت و ملاطفت گفتے این چه نوع ہمسائگیست که با من میکنید **بیت** مے ریختند در ره تو خار و با ہمه ✤ چون گل شگفته بود رخ دلستان تو ✤ طارق بن عبدالله گوید در بدو اسلام بسوق مجاز رفتم در یکے بازارہاے عرب مردے را دیدم حلهٔ سرخ پوشیده و زبان فصیح و بیان ملیح میگفت قولوا لا اله الا الله تفلحوا بگوئید کلمهٔ شهادت تا رستگاری یابید - و یکی را دیدم

بر پی او میرفت و می‌گفت سخن او مشنوید که او دروغگوست و سنگ بروی می‌انداخت
چنانکه پاشنه و کعب او را خونین کرده بود من پرسیدم که اینها چه کسانند گفت آن جوان
که لباس سرخ دارد محمد قریشی است صلی الله علیه وسلم که خلق را بخدای آسمان دعوت میکند - و آنکه
عقب او سنگ بروی می‌اندازد و تکذیبش میکند عم وی ابولهب است - و اکثر صنادید قریش
درین قضیه با ابولهب متفق بودند و هر کس که در موسم و غیر موسم بحج آمدی او را از صحبت آن حضرت
صلی الله علیه وسلم تحذیر می‌کردند و از مکالمه با وی تنفیر می‌نمودند و سخنان مختلف در باب
آن حضرت صلوات الله وسلامه علیه میگفتند - گاه وی را بسحر نسبت میدادند - و گاهی شاعر میگفتند
زمانی منسوب بکهانت میداشتند - و وقتی نام مجنون بروی می‌نهادند - و سید رسل را ازین
اقوال غبار ملال بر خاطر عاطر می‌نشست و حضرت ذو الجلال برای تسلی دل کامل او آیتها فرو
و مضمونش آنکه هیچ پیغامبری بقومی نفرستادیم الا که معاندان قوم او را ساحر و دیوانه
گفتند و آن پیغامبران بر جفای قوم تحمل مینمودند و طریق مصابرت بقدم اجتهاد می‌پیمودند
فاصبر کما صبر اولو العزم پس تو هم شکیبائی ورز چنانچه رسل اولو العزم ورزیدند - پس
هر چند اضرار و ایذا از آن قوم و غایه آن حضرت می‌رسید ثبات قدم ورزیده مصابرت مینمود
ترک دعوت نمی‌فرمود **بیت** از ثبات خودم این نکته خوش آمد که بجور در سر کوی تو
از پای طلب ننشستم * و در روضة الاحباب آورده که عروة الزبیر از عبدالله بن عمرو
عاص پرسید که از آن ایذاها که تو دیدی که قریش بحضرت پیغامبر صلی الله علیه وسلم رسانیدند
کدام زیاده‌تر بود گفت روزی اشراف قریش در حجره جمع شده بودند و من آنجا حاضر بودم حرف
وی در میان آوردند و گفتند ندیدیم ما هرگز خود را که صبر کرده باشیم بر هیچ امری مثل صبری
که نمائیم بر آنچه ازین مرد یعنی محمد بما میرسد عاقلان ما را سفیه شمرد و پدران ما را دشنام داد
و ما را عیب گفت - و جماعت ما را متفرق ساخت و سب آلهه ما نمود - [illegible]
و هیچ نمیگوئیم درین سخن بودند که ناگاه سید عالم صلی الله علیه وسلم [illegible]
و بطواف خانه مشغول شد و چون در اثنای طواف بر ایشان بگذشت [illegible]
و سخن سخت گفتند چنانچه اثر کراهت آنرا در روی آن حضرت مشاهده کردم [illegible]
و سیم نیز مثل آن گفتند - در نوبت سیم آن سرور بایستاد و فرمود که بشنوید ای گروه
قریش بخدای که جان محمد در قبضه قدرت اوست که آورده‌ام برای شما ذبح الخ اگر سخن مرا

نشنوید و متابعت من ننمائید همچو گوسفند تیغ بر گلوی شما خواهم نهاد و شما را بخواهم کشت میدانید که
از چنگ من رایگان بیرون نخواهید شد چون آن حضرت این سخن بگفت گوئیا گلوی همه ایشان بگرفت
و لرزه بر اعضای ایشان افتاد و نعره زنان بتملق در آمدند و آنکس که پیش از این در سب و طعن از همه
زیادت بود وی را تسکین میداد به بهترین کلامی و نرم ترین سخنی و میگفت یا ابا القاسم
بازگرد و براه خود برو و بخدا که تو جهول نیستی یعنی در کار خود دانائی و هرچه خود میکنی از روی
دانش است پس رسول صلی الله علیه و سلم بازگشت و طواف خود تمام کرد روز دیگر همان
جماعت در همان محل جمع شدند و من با ایشان بودم بعضی با بعضی گفتند آن همه دیروز طعن
و سب محمد نمودیم چون بر ما ظاهر شد و ما را دشنام داد هیچ نتوانستیم گفت و خاموش شدیم
چنانچه گویا زبانهای ما گنگ شده بود این چه بود که ما کردیم اگر این نوبت وی را یابیم
دانیم که با وی چه باید کرد درین سخن بودند که حضرت رسالت صلی الله علیه و سلم پیدا شد و طواف
خانه آغاز کرد چون وی را دیدند از غایت غبن و غیظ که داشتند همه بیکبار بر سر آنحضرت
ریختند و گفتند تو کسی که در حق ما و بتان ما سخنان میگوئی فرمود که آری منم که اینها میگویم
مردی را دیدم که گوشه ردای وی را گرفت و در گردن آن حضرت پیچید چنانچه راه نفس
بر وی تنگ شد ابوبکر صدیق رضی الله عنه حاضر بود و فریاد بر آورد و در گریه افتاد و میگفت آیا
میکشید مردی را که میگوید پروردگار من الله است و معجزهای روشن بشما مینماید آن قوم دست
از پیغامبر صلی الله علیه و سلم بازداشتند و روی بابوبکر صدیق نهادند و ریش وی را گرفتند
و چندان بر وی زدند که بیهوش گشت القصه حضرت صلی الله علیه و سلم مثل این جفاها
بسیار دید و [illegible] انواع جفا [illegible] شنید و [illegible] دانست که بلا مر ارتکاب شکیبائی را سببی کلی است و رنج
و عنا [illegible] اصلح و اولی است حضض غضض را با قدام صبر پیمودن
[illegible] دست بلا یادرزد ایا ثبات قدم نمودن ثمر عوائد اقتراب [illegible] نگاه
[illegible] تضمن البلایا لطائف ✤ بیت ✤ بزیر غصه نهان [illegible]
[illegible] لطیفه که [illegible] من ز اسرار نهاست ✤ ابن عباس رضی الله عنه آورده
[illegible] این بار که محمد را ببینیم او را زنده نگذاریم و بهیچ وجه دست از
قتل او باز نداریم که فاطمه را خبر شد گریه کنان بخدمت پدر آمد قطرات عبرات بر صفحات وجنات روان کرده
[illegible] اشک [illegible] گلگون میریخت ✤ خون جگرش ز دیده بیرون میریخت ✤

حضرت که فاطمه را گریان دید فرمود ای یکبابه ای جان پدر ترا چه چیز بگریه آورده است و موجب
گریستن چه چیز شده است فاطمه گفت یا ابتاه ای پدر بزرگوار ان القوم عزموا علی ان یقتلوک
بدرستی که قوم عزم جزم کرده اند بر کشتن تو و هر کس نصیب خود از خون تو با خود تخمین نموده اند
حضرت فرمود که باک مدار قدری آب بیار تا سلاح الوضوء سلاح المؤمن در پوشم و زره
عصمت نماز در بر افکنم پس وضوی تمام بساخت و قدم در مسجد الحرام نهاد و آن گروه از
هیبت او چشم نگشادند بلکه از مهابت او دیده بر هم نهادند خواجه عالم صلی الله علیه وسلم
قبضه سنگریزه برگرفت و در روی ایشان انداخت و گفت شاهت الوجوه یعنی
زشت باد رویهای شما هیچکس از آن سنگریزه نیافت الا در روز بدر کشته شد و همچنان
در ضلالت به نار الله الموقدة رفت و در روز القا شیبه ابوجهل و عتبه و شیبه و ابی
امیه و عماره را دعای بد کرد و هر که را او دعا نام برد همه کشته شدند در روز بدر بر دست
انصار دین هلاک گشتند و قصه محاربان کربلا هم چنین بود که از آن بیست و دو هزار کوفی
و شامی که با حسین و اصحاب او حرب کردند هیچکس نبود که در آن سال به بلای مبتلا و بعقوبتی
معاقب نگشت و چون سال بسر آمد و روز عاشورا در آمد از آن لشکر یک کس زنده نمانده بود
چه آنها که مقاتله نمودند و چه آنها که سیاهی لشکر بودند و چگونه چنین نباشد که حسین نور دیده
مصطفی صلی الله علیه وسلم و فرزند پسندیده مرتضی و گوشه جگر بتول عذرا و برادر
باجان برابر حسن رضا بود در کنز الغرائب از ابوجعفر همدانی نقل کرده است از ابو عبدالله
قاضی بصره که آشنائی دیدم نابینا گفتم تو پیش ازین بینا بودی و دیدهای تو
روشن بود چشم ترا چه شد گفت ایها القاضی من در لشکر یزید بودم بکربلا چون واقعه هائله
واقع شد و بوطن خود باز گشتم شبی نماز خفتن بگذاردم و تکیه گرفتم خواب بر من غلبه کرد
در واقعه دیدم که شخصی بیامد و گفت اجابت کن رسول خدای را صلی الله علیه [illegible]
من در عقب روان شدم تا بخدمت آن حضرت صلی الله علیه وسلم [illegible]
پیش محراب نشسته است ندانستم که مسجد آن حضرت است [illegible] و اصحابش
نشسته اند و بر حوالی ایشان مردم بسیار ایستاده و حسین را دیدم در پیش آن حضرت بزانو در آمده
و جامه خون آلود پوشیده و آهسته با خود سخنی میگوید و یک یک از کشندگان حسین [illegible]
و اخوان و اقربا و اصحاب وی را می آرند و حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم [illegible]

غضب اضربوه بالسیف واحرقوه بالنار او را بشمشیر بزنید و بآتش بسوزید پس شمشیر بر ایشان
میزدند - و چون شمشیر بر یکی زدندی آتش بجستی و در وی افتادی تا بسوختی و باز
زنده شدی و باز شمشیر بر وی زدندی من چون این حال مشاهده کردم بترسیدم و از
جای خود برجستم و نزدیک حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم دویدم و گفتم السلام علیک یا رسول الله
آن حضرت نظری از روی هیبت بر من انداخت و جواب سلام من باز نداد و ساعتی نیک
درنگ کرد و گفت یا عدو الله حرمت مرا فرو گذاشتی و ادب من نگاه نداشتی عترت مرا بکشتی
و از رسالت من یاد نکردی و از غضب من نه اندیشیدی گفتم یا رسول الله بخدای که شمشیر در روی
هیچ یک از حسین و اصحاب او نکشیدم و به نیزه و طعنه بر هیچ یک نزدم و تیر در لشکرگاه وی نه انداختم
همین بود که از لشکر خصم بودم و نظاره میکردم فرمود که راست میگویی شمشیر نزدی و نیزه
نرسانیدی و تیر نیفگندی ولکن کثرت السواد و لیکن سیاهی لشکر بودی و تکثیر سواد خصمان
می نمودی بیا نزدیک من آی چون پیشتر رفتم طشتی دیدم پر از خون نزدیک وی نهاده
گفت این خون جگرگوشهٔ من است پس میلی از آن بر داشت و بر چشم من کشید و از رسول الله
بیدار شدم نابینا بودم قاضی گفت ای ناکس این عقوبت دنیاست و که داند که فردای قیامت
با تو چه خواهند کرد **نظم** بروز واقعه ای ظالم خدا نا ترس * بیا ببین که چها کرده بجای
حسین * خداست حاکم و دعوی گر است پیغامبر * چگونه میدهی انصاف ماجرای حسین *
روا بود که بخاک و بخون کنی غرقه * رخ منور و گیسوی مشکسای حسین * آمدیم به بقیه ابتلای
حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم - محمد اسحق رحمه الله گوید که کفار بسبب حمایت ابوطالب حضرت
پیغمبر صلی الله علیه وسلم دست نداشتند و کبار صحابه را نیز بواسطهٔ حمایت قوم و قبیلهٔ ایشان
ایذا نمیتوانستند کرد پس بهر جا عاجزی و فقیری که او را قبیله و عشیره نبود میدیدند بتعذیب وی
اشتغال میکردند بعضی را بگرسنگی و تشنگی عذاب کردندی و بعضی را زره پوشانیده
در آفتاب باز داشتندی و میزدندی که بیائید و از دین محمد برگردید و از جمله امیة بن خلف
بلال حبشی را بهر روز به بطحای مکه بردی و او را برهنه در میان ریگ گرم بخوابانیدی و سنگ
با آفتاب گرم شده را بر سینهٔ وی نهادی - و گفتی ای سیاه از دین محمد برگرد و بلات و عزی
ایمان آر - بلال گفتی احد احد خدای یکتا را می پرستم - و همچنین صهیب و خباب و عامر
بن فهیره و اشباه ایشان را بانواع عقوبت تعذیب می نمودند - و آن فارسان میدان دین

و راه روان طریق یقین آن بلاها را بقدم رضا استقبال می نمودند و می گفتند بلا عطاست پس از عطا نالیدن خطاست مجاهدهٔ ابدان صیقل آئینه جان هست و خرابی آب و گل سبب معموری خانهٔ دل رباعی هر رنج که از حضرت جانان آید ✤ زنگ غم از آئینهٔ جان بزداید ✤ گر راه سلامتش به بندد لیکن ✤ صد در ز کرامت بر خش بگشاید ✤ القصه کار بدان کشید و سهم بدان انجامید که دست بقتل مومنان برگشادند و حرمت عمر پدر و مادر عمار یاسر را بباد هلاکت بردادند بضرورت جمعی کثیر از اصحاب باشارت و اجازت حضرت سید اصحاب صلوات الله و سلامه علیه بجانب حبشه هجرت نمودند. و چون یاران رسول صلی الله علیه وسلم کم شدند کفار در آزار آن حضرت صلی الله علیه وسلم بیش سعی کردند روزی سید عالم صلی الله علیه وسلم بجانب مقبرهٔ حجون می رفت گذرش بر جمعی از صنادید عرب واقع شد چون ابوجهل و عدی بن حمراء و امثال ایشان که بر سر آن راه نشسته بودند چون خواجه را دیدند با یذای او برخاستند و از سخنان ناخوش هیچ باقی نگذاشتند آن حضرت بحکم و اذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما سر مبارک در پیش انداخته بی مجادله و مقاوله از ایشان بگذشت و در موضعی از کوه بنشان ملول و محزون بنشست ابوجهل بیامد و چنانچه بقول قبیح آن حضرت را آزرده بود بفعل شنیع نیز متصدی آزار او شد چنانچه بسی از زن و مرد بران مطلع شدند و در آن محل عم او حمزه در شکار بود قضا را سه روز بود که در کوه و صحرا گشته و شکاری بدست نیاورده گرسنه و تشنه و خشم آلود بدروازهٔ مکه در آمد کنیزک عبد الله جدعان در وی نگریست و گفت ای حمزه ترا شکار بچه آید و این عار بکجا بری که با برادرزادهٔ تو کردند آنچه کردند حمزه ازین سخن متغیر شد و لی مجال استفسار نداشت بخانهٔ خود آمد و طعام طلبید زنش سفره بنیداخت و طعامی که داشت حاضر ساخت حمزه نگاه کرد زن خود را گریان دید گفت چرا می گریی جواب داد که ای ابا عماره چگونه نگریم که یتیمی را از یتیمان شما بلکه رضیعی را از رضیعان شما کسی این روا ندارد که با نور دیدهٔ هاشم و سرور سینهٔ عبد المطلب واقع شد حمزه گفت روشنتر گوی چه گویم آنچه ابوجهل با برادرزادهٔ تو محمد صلی الله علیه وسلم کرد حمزه گفت چه حال عارض شد و چه صورت وقوع پذیرفت ام عماره گفت ای سید ابوجهل با جمعی از سفها او را آزار کردند و چندان بزدند که از پیشانی مبارکش خون روان شد و ماه رخسارش را که آفتاب از رشک آن می سوزد بر زمین مالیدند حمزه گفت واویلا عمش ابوطالب کجا بود گفت بشعب خود رفته بود

وگوسفند میچرانید واز این حال خبر داشت گفت ابولهب آنجا بود وگفت آن سنگدل بجاهل نشسته بود و می گفت بزنید وبکشید این ساحر کذاب را گفت عباس کجا بود گفت عباس همچو پروانه که گرد بر گرد شمع گرد دبر حوالی آن حضرت می گردید و فریاد می کرد که رحم کنید و کسی ازان بدبختان بسخن وی التفات نمی کرد حمزه زار بگریست و با آنکه از سه روز باز طعام وشراب نخورده بود از سر سفره برخاست وگفت طعام وشراب برخود حرام ساختم تا غایتی که از آزارندهٔ فرزند برادر خود انتقام نکشم پس بطلب رسول صلی الله علیه وسلم روان شد در مسجد الحرام نشان دادند چون بحرم درآمد آن حضرت را صلی الله علیه وسلم دید در پیش خانهٔ کعبه نشسته و سر بزانو نهاده حمزه نزدیک آمد وگفت السلام علیک یا ابن اخی ای برادرزاده اینک عم تو آمد تا داد تو از دشمن بستاند حضرت سالک گوهر از صدف دیده فرو ریخت و آه سرد از دل پر درد برآورد وگفت بگذار بیکسی را که نه پدر دارد و نه برادر و نه عم دارد و نه یار و نه یاور و نه مونسی و نه دلدارے نه محرمے نه غمگسارے نه ناصری نه مددگارے **نظم** آه کاندر زمانه محرم نیست

هیچکس را ز حال من غم نیست ✤ دم نیارم زدن ز سوز درون ✤ که کسم غمگسار و همدم نیست

دردمندے و غصه بسیارست ✤ هیچ چیز از بلا مرا کم نیست ✤ حمزه گریان و غریوان شد سوگند بلات و عزے یاد کرد که ای فرزند من برای نصرت تو آمده ام حضرت صلی الله علیه وسلم فرمود که بحق آنخدائے که مرا برسالت بخلق فرستاده است که اگر شمشیر آبدار از مشرکان خاکسار برآرے و برای حمایت من مقاتله نمائی تا خود را نجون بیالائی ترا از درگاه حق سبحانه جز دورے نیفزاید و از ان محاربه و کارزار هیچ نگشاید مگر بوحدانیت حق و رسالت مرا اقرار کنی ای عم اگر میخواهی که مرا شربت لطفی دهی و مرهم راحت بر جراحت دل ریش من نهی بگوے لا اله الا الله محمد رسول الله حمزه گفت اے جان عم اگر من این کلمه بگویم تو خوشدل باشی گفت آرے رضای من و خوشنودی خدا وابسته بدین کلمه است حمزه کلمهٔ شهادت بر زبان راند و بعد ازان از مسجد بیرون آمده بانتقام ابوجهل روان شد چون بدر خانهٔ ابوجهل رسید وی نشسته بود و جمعی از اشراف عرب با وی بودند و کمانی در دست حمزه بود بے محابا بر سر ابوجهل زد چنانچه سرش بشکست و خون روان شد گفت تو محمد را ناسزا میگفتی و دشنام میدادی یکے ازان قوم برخاست که یا ابا عماره عفو آلو ساعتے صبر کن تا آخر پشیمان نشوی حمزه گفت چرا پشیمان شوم من گواهے میدهم

خدا یکیست و محمد صلی الله علیه وسلم رسول اوست بحق و ازین ملت باز نمی گردم و ازین قول
روی نمی گردانم بیت کشاده چو در راه عشق می یابم * به هیچ حال ازین راه رو نمی تابم *
قریش که این سخن شنودند در غم و ملال افزودند و دین را قوتی و اسلام را عزتی
پدید آمد و درین اوقات عمر خطاب رضی الله عنه شرف اسلام دریافت و آن صورت
بیزید و تقویت و تمشیت مسلمانان شد اما چون کفار دیدند که اسلام روز بروز قوت میگیرد
و کار آن حضرت رونق می پذیرد بغض و حسد ایشان زیاده شده داعیهٔ هلاک آن حضرت نموده
با ابوطالب مجادلهٔ بسیار کردند و مهم را بر محاربه و مقاتله قرار دادند ابوطالب بنو هاشم و بنو المطلب را
جمع کرده در محافظت آن حضرت صلی الله علیه وسلم اتفاق نمودند مومنان و غیر ایشان
هر چه بودند الا ابولهب که با ایشان متفق نشد و بعد ما که این قوم حریف قتال قریش نبودند
بشعب ابوطالب در آمدند با کوچ و بنهٔ خود آن حضرت رسالت را صلی الله علیه وسلم پاسبانی
می نمودند و قریش عهد کردند که با آن طائفه مخالطت و مناکحت و مکالمه نکنند و هیچ چیز بدیشان
نفروشند و نخرند و اگر کسی از شعب بجهت مهمی بیرون آمدی او را بزدندی و ایذا کردندی
و در موسم هم که بیرون آمدند نمی گذاشتند که کسی چیزی بدیشان فروشد سه سال بنی هاشم و بنو المطلب
دران شعب گرفتار بودند تا کار باضطرار رسید و شبها از گریه و زاری اطفال و ضعفای اهل شعب
مردم مکه در خواب نمی رفتند و بعد از سه سال که حق سبحانه ایشان را خلاصی داد از شعب
بیرون آمدند بعد از هشت ماه و بیست و یک روز ابوطالب وفات یافت و حضرت صلی الله علیه
وسلم از فوت او بسیار ملول و محزون گشت بعد از آن بسه روز یا یکماه و پنج روز خدیجه کبری
در گذشت - و در خبرست که سید عالم صلی الله علیه وسلم بوقت رحلت خدیجه بحجرهٔ طاهره در آمد
خدیجه از شدت مرض شکایت میکرد خواجه بگریست و او را دعای خیر گفت و فرمود که ای خدیجه
بهشت مشتاق دیدار تست خدیجه گفت یا رسول الله من از مرگ باک ندارم ولی بر مفارقت
از صحبت تو حسرت میخورم بیت ز مرگ بیم ندارم ولی ازان ترسم * که من بمیرم و تو [illegible]
باشی * یا رسول الله من از دختران خود خاطر جمع کرده ام چه هر یک سامانی و خانمانی دارند
اما فاطمهٔ من هنوز سر انجامی ندارد و او را بتو می سپارم و توقع میدارم که دست شفقت از
سر او برنداری و مهم او را بخود متکفل شده بدیگری نگذاری حضرت صلی الله علیه وسلم بحضور
وی فاطمه را طلبید و در بر گرفت و گفت فاطمه پارهٔ جگر من است اما چون فاطمه مادر بزرگوار

خود را در سکرات دید فریاد برکشید و رو در روی مادر می مالید و زار زار در مفارقت وی می نالید و چگونه از فراق کسی ناله نکند و از سوز هجران نعره بیخودانه نزند چه مفارقت دوستان بنیاد صبر را بر می اندازد و دود مهاجرت یاران روزگار باز ماندگان را تیره می سازد نظم

روزگار را ساخت چون شب تیره آن ماه از فراق * چند نالیم از فراق آه از فراق آه از فراق *
گر کهن در ماه تا ماهی که هر شب سیر رود * آب چشمم تا بماهی آه تا ماه از فراق * در کتاب

منکیات امام ابوبکر وقار رحمه الله مذکورست که چون خدیجه خاتون را رضی الله عنها عمر بپایان رسید و دانست که وقت رحیل است به سید عالم صلی الله علیه وسلم فرمود که یا رسول الله دمی پیش من نشین تا دیدار آخرین تو ببینم و شوق لقای ترا توشهٔ راه آخرت سازم و بزبان نیاز وداع آخرین عرض کنم حضرت صلوات الله وسلامه علیه پیش وی نشست خدیجه گفت یا رسول الله عمر در خدمت تو بسر بردم و حالا مصرع پیک اجل آمد و من میروم * ملتمس من آنست که در قیامت مرا باز جوئی و سخن من با حق سبحانه بگوئی و مراد در خواست کنی و مهم من شفاعت راست کنی و اگر در خدمت تقصیری از من در وجود آمده باشد عفو فرمائی و مرا بحل کن و دیگر فاطمه من خوردست و بی مادر میماند و بیرا نیکو دار سپس آنگاه گفت کلمهٔ بزرگست با تو نمیتوانم گفت با فاطمه بگویم تا بعرض شما رساند سید عالم صلی الله علیه وسلم گریان از سر بالین وی برخاست و بحجره درآمد و استلام رکن بجای آورد و بطواف خانه مشغول شد و فاطمه پیش مادر نشست خدیجه گفت ای دختر پدر را بگوی که مادرم میگوید که چون مرا در گور نهی ردای مبارک خود را که بوقت نزول وحی بر فرق همایون می انداختی کفن من گردان باشد که به برکت آن خدای بر من رحمت کند فاطمه بیامد و این سخن را بعرض رسانید سید عالم گریان شد و ردا بفاطمه داد که برو بمادرت بنمای تا دل وی خوش شود فی الحال جبرئیل امین در رسید که یا محمد خدا تعالی ترا سلام میرساند و میگوید تو ردای خود نگاه دار که خدیجه آنچه در راه ما صرف کرد کفن وی بر کرم ماست ما او را بلباس کرم خود پوشیده گردانیم و از بهشت پاکیزه و سرشت کفن وی بفرستیم و اگر این نقل بصحت رسد ارسال کفن او از بهشت یکی از خصائص وی باشد رضی الله عنها و بوفات او حضرت خواجه عالم صلی الله علیه وسلم را نهایت ستالم شد رباعی جان در عنا بماند که آرام دل نماند * دل از الم ابدخت که مطلوب جان برفت * اکنون چه حاصل از قفس تنگ روزگار * کان

طوطی شکرشکن از بوستان بدر رفت چه آورده اند که بعد از موت ابوطالب و فوت خدیجه قریش
دست اذا از آستین عدوان بیرون کردند و هر چه از جفا می توانستند به نسبت سید
عالم صلی الله علیه وسلم بجای می آوردند و مهم بدان رسید که آن حضرت صلوات الله
وسلامه علیه در مکه نتوانست بود بجانب طائف رفت و آنجا نیز از سفیهان قوم آزارهای
عظیم یافته باز بمکه آمد حاصل آنکه ده سال حبیب ملک متعال در مکه جفای اهل کفر و ضلال
می کشید تا امر الهی بهجرت در رسید و چون بمدینه تشریف فرمود آنجا نیز یهود کمر عداوت بربستند
و منافقان در کمین گاه حیله و کید نشستند و مشرکان و عبده اصنام در صدد محاربه و مقاتله
اهل اسلام درآمدند و حرب اول که حضرت صلی الله علیه وسلم دران حاضر بود غزوه بدر است
و دران غزا از اهل بیت آن حضرت پسر عم وی عبیده بن حارث بن عبد المطلب شربت
شهادت چشید و او مرد کهن سال بود و او را شیخ المهاجرین میگفتند و حضرت صلی الله علیه
وسلم او را بسیار دوست میداشت و اول کسیکه رسول خدا صلی الله علیه وسلم
برای او لوا بدست مبارک خود بربست او بود و صورت شهادت وی چنان ست که
چون هر دو لشکر بر سر چاه بدر صف برکشیدند و علمها برپا کردند لشکر کفار نهصد و پنجاه مرد جنگی
بودند و صد اسپ و هفتصد شتر در میان ایشان بود و بیشتر ایشان سلاح داشتند
و لشکر اسلام سیصد و پنجاه نفر بودند اکثر ایشان بی سلاح و در میان ایشان هفتاد شتر بود
و دو اسپ و شش زره و هشت شمشیر بعد از تسویه صفین سه کس از کفار بمیان میدان درآمدند
و مبارز طلبیدند یکی عتبه بن ربیعه دوم شیبه برادر او سیم ولید پسر عتبه و از لشکر اسلام سه جوان
انصاری در برابر ایشان رفتند ایشان پرسیدند که شما چه کسانید گفتند ما از انصاریم
مبارزان قریش گفتند ما را با شما کاری نیست ما ابنای اعمام خود می طلبیم و یکی از ایشان
ندا کرد که ای محمد از اکفای ما برای ما بیرون فرست حضرت صلی الله علیه وسلم فرمود که
عبیده و ای حمزه و ای علی شما بمیدان ایشان روید این سه مرد مردانه و این سه مجاهد
فرزانه در میدان آن سه بی دین بیگانه درآمدند و عبیده مرد پیر بود در مقابله عتبه رفت که
او هم مرد سالیافته بود و حمزه میان سال بود بغنیم شیبه شد که او نیز در سن کهولت بود و علی که
جوان بود در برابر ولید آمد که نوخاسته و نورسیده بود علی و حمزه هر دو غنیم خود را القتل ساختند و عبیده
و عتبه یکدیگر را مجروح ساختند عتبه زخمی بر ساق عبیده زد که استخوانش بشکافت و مغز بیرون آمد

وعبیده از پای در افتاد حمزه و علی که چنان دیدند روی بعتبه آورده وی را به تیغ بگذرانیدند
و عبیده را برداشته بنظر انور سید رسانیدند و مغز از ساق وی بیرون میریخت و عبیده
بیهوش بود چون چشم باز کرد بر جمال خواجه عالم صلی الله علیه وسلم افتاد گفت یا رسول الله
الست شهیدا آیا من شهید نیستم حضرت فرمود بلی تو از شهدایی و سر دفتر سعدا ابی عبیده
گفت اگر ابوطالب زنده بودی انصاف دادی که من احق بانچه او در نظم آورده شعر
ونسلمه حتی نصرع حوله ونذهل عن ابنائنا والحلائل مضمون بیت راجع بآنست که ما دست
پیغامبر را محافظت از او نکنیم تا وقتیکه هلاک کرده شویم بر گرداگرد او و غافل شویم
و فراموش کنیم از زنان و فرزندان خود یعنی خود را و همه کسان خود را فدای او
سازیم آورده اند که حضرت صلی الله علیه وسلم وی را تصدیق کرد و دعا گفت و او بوقت
مراجعت از بدر در منزل صفرا بدار القرار انتقال یافت رضوان الله علیه و شهید دوم
از اهل بیت حمزه بود که در حرب احد بمرتبه شهادت یافت و غزوه احد اجمال بر این وجه بود که
مشرکان بعد از جنگ بدر بکینه اهل اسلام کمر بسته خواستند که جهت صنادید و اشراف
ایشان که کشته بودند انتقام کشند لشکری جمع کردند و با سه هزار مرد که هفتصد از ایشان
زره پوش بودند و دویست اسپ و سه هزار شتر در میان ایشان بود بمدینه آمده در احد لشکرگاه
کردند و حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم با هفتصد مرد در مقابله ایشان بایستاد بر وجهی
که کوه احد بر قفا و مدینه در پیش روی و کوه عینین بر یسار ایشان واقع شده و کوه عینین شگافی
داشت که محل خطر بود که دشمنان از آنجا کمین کرده بر سر لشکر اهل اسلام آیند حضرت صلی الله علیه
وسلم عبد الله جبیر را با پنجاه تیرانداز آنجا فرود داشت و مقرر کرد که شگاف کوه را نگاه دارند
و نگذارند که کسی از مشرکان بدان راه در آید و فرمود که شما بهیچ وجه از جای خود نجنبید
و این مرکز را از دست ندهید خواه ما غالب شویم و خواه مغلوب و بعد از تسویه صفوف و
برافراشتن الویه علمدار قریش طلحه بن ابی طلحه بمیدان آمده مبارز خواست و علی بمبارزت
وی بیرون رفته تیغی بر فرق وی زد که تا بمغزش رسید و هلاک شد برادرش بمیدان
آمد بر دست حمزه کشته شد القصه علمداران قریش هلاک شدند و علم کفر نگونسار شد
و مسلمانان غلبه کرده کفار را از لشکرگاه ایشان بیرون کردند و بغنیمت گرفتن
مشغول شدند چون نگاهبانان شگاف عینین فرار کفار و اخذ غنیمت دیدند

گذاشته روی بلشکرگاه نهادند هرچند عبد الله جبیر مبالغه کرد که خلاف امر رسول خدا مکنید نشنیدند و ابن جبیر با معدودی چند آنجا بایستاد و کفار چون آن ممر را خالی دیدند روی بدان صوب نهادند و ابن جبیر را با یارانش شهید کردند و از عقب لشکر اسلام درآمد صحبت ایشان را از هم بپاشیدند بشامت مخالفت پیغامبر صلی الله علیه وسلم که از آن قوم واقع شد شکست بر مسلمانان افتاد و بعضی کفار که پشت داده بودند روی بمعرکه نهادند و اهل اسلام را درمیان گرفتند و درین حال لشکر به قسم شدند قسمی بهزیمت رفتند بجوالی مدینه یا بشهر درآمدند و قسمی از ملازمت آن حضرت مفارقت ننمودند چون علی و سعد وقاص و طلحه و قسمی سراسیمه و حیران درمیان میدان می‌گشتند و برخی از ایشان بسعادت شهادت فائز شدند و برسنگی آخر بخدمت حضرت خواجه عالم صلی الله علیه وسلم شتافتند و در روضة الاحباب آورده که منقول است که در روز احد چون مسلمانان روی بهزیمت نهاده حضرت رسول صلی الله علیه وسلم را تنها گذاشتند آن حضرت خشمناک شده دران حال بنگریست علی را دید که بر پهلوی وی ایستاده است گفت ای علی چونست که بدیگر یاران ملحق نشدی گفت یا رسول الله ان لی بک اسوة بدرستیکه مرا بتو اقتدا است مقتدی از نزدیک مقتدا کجا رود **بیت** جان دهد عاشق و از کوچهٔ جانان نرود بلبل سوخته هرگز ز گلستان نرود صفت عاشق صادق بحقیقت آنست که گرش سر برود از سر پیمان نرود ناگاه جمعی متوجه آن حضرت گشتند فرمود که ای علی مرا ازین جمع نگاه دار علی فی الحال متوجه آن قوم گشت و دمار از روزگار ایشان برآورده همه را متفرق ساخت و بعضی را بدوزخ فرستاد و جماعتی دیگر پیدا شدند بایمای اشارت کرد شر آن گروه نیز کفایت شد دران حال جبرئیل با پیغمبر صلی الله علیه وسلم گفت این مواساة و جوانمردیست که علی بجا می‌آرد حضرت فرمود که انه منی و انا منه یعنی او از من است و من از ویم جبرئیل گفت انا منکما و من از شما هر دو ام و شنیده شد که میگفت لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار و در رجال ... مولف درین محل ذکر کرده که باید بی شبهه تصدیق نمائی و بیشک ... که سلطان اولیا علی مرتضی را کسب این دولت عظمی و درک این سعادت کبری و نزول درین مرتبهٔ اسنی و عروج برین مقصد اقصی ببرکت اقتدا ...

باکمل اتقیا یعنی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل شدہ بود کما قال الناظم ولقد اجاد فیما
افاد نظم آنکو بسپہر مرتبہ لا سفیہ رسید ✤ از دولت متابعت مصطفی رسید ✤ آن پر دلی کہ بر
اعدا بدو ذوالفقار ✤ ہمچون کلیم بود کہ با اژدہا رسید ✤ با مہر او ز تفرقہا دل خلاص یافت ✤
زر گشت کار قلب چو با کیمیا رسید ✤ آوردہ اند کہ چہار کس از کفار قریش با یکدیگر معاہدہ نمودند
بآنکہ رسول خدای را صلی اللہ علیہ وسلم بقتل آرند ابن شہاب و ابن قمیئہ و ابن حمید و عتبہ بن
ابی وقاص پس درین محل کہ اشرار غلبہ کردند و ابرار مغلوب شدہ ہر یک بگوشہ افتادہ بودند
و حضرت رسالت پناہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ با سعد و دسے چند در موضعی افتادہ بود آن
سنگین دلان سخت دل میدان آرزو را حسب المرام یافتہ دست جرأت از آستین وقاحت
بدر آوردند و سنگہا حوالہ آن معدن جواہر رسالت و جلالت کردند ابن قمیئہ سنگی چند حوالہ
آن حضرت کرد و یکے ازان بر آئینہ نورانی پیشانی آن حضرت کہ محراب قلوب توجہان حرم
وصفا و طاق ابروی دلجوی آن کعبہ حلم و شرف آمد و بغایت مجروح گشت چنانچہ خون روان شدہ
قطرات بر محاسن مبارک وی فرو مے آمد و حضرت آنرا بردای اطہر خویش پاک می ساخت و نمیگذاشت
کہ بر زمین چکد و میفرمود کہ اگر قطرہ ازین خون بر زمین افتد ہر آئینہ عذاب از آسمان
بر اہل زمین نازل شود و ابن شہاب سنگی بر بازوی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زد و آنرا مجروح
ساخت و ابن ابی وقاص سنگی بر لب و دندان مبارک آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زد و آنرا
مجروح ساخت چنانچہ لب لطیفش بشکافت و ہر آئینہ آن بینوای خارستان حسد کہ بسنگ کینہ
رطب تازہ نخل جویبار قدس را خستہ گردانید نہال عملش در روز جزا بثمرہ ان شجرۃ الزقوم
طعام الاثیم بارور خواہد بود **بیت** آن سنگدل کہ سنگ جفا بر لبت فگند ✤ جز خار
خار ازان رطبش نیست حاصلی ✤ و ہم از اثر ضرب آن سنگ دندان رباعیہ وی از طرف
یمین شکستہ شد و یکے ازان گوہرہای شب چراغ کہ ماہ را داغ سیاہ از آتش سودای صفای
آن در دل ست از درج یاقوتی بیرون افتاد و از بیحیائی آن مردود کہ بر تختہ خاک دہیچ شماری
نبود کسری بدان عقد صحیح راہ یافت **مثنوی** داشت از دُر دہانش دُرجے پُر ✤ و اندران
درج درجے بود دُر ✤ بود عقد صحیح لیک دران ✤ کسرے افگند سنگ بدگہران ✤ گوئیا سنگ
کشتہ مغز البحت دفع سودا مفرحے درکار بود کہ بجہدی تمام دُرشاہوارے شکست و یاقوت
رمانی مے سود **بیت** کی شدے آن سنگ مفرح گرای ✤ گر نشدی شکر و لعل سای ✤ با آن

صحن را اسباب چهره فرموده است که چون عقیق یمنی درخشان گردد از شعشعه سهیل آتش التهاب
رنگی می‌نمود **مثنوی** بود لعلش سهیل رخشنده * سنگ را رنگ لعل بخشنده * چون
سهیلش رفیق سنگ آمد * سنگ در دم عقیق رنگ آمد * درین محل که آن حضرت را چندین
جراحت رسید ابن قمیه شمشیر حواله آن حضرت کرد سید عالم صلی الله علیه وسلم از شر شمشیر احتراز نموده
در مغاکی افتاد و رخساره آفتاب آثارش از نظر ابرار و اشرار پنهان گشت روز روشن
بر دیده دوستان چون شب مظلم تیره و چشم روزگار از مشاهده آثار چشم زخم اغیار خیره شد
بیت ناله دلها بثریا رسید * وز شررها سیل بدریا رسید * ابن قمیه چون چنین پنداشت
که خورشید شرع بعین حامئه فنا غروب کرد و ماه اوج کمال بمغرب فوت و زوال متواری شد قوم خود را
مژده داد که کار محمد را باختم و دل از هم او بپرداختم ابلیس از زبان او فرا گرفته آوازه انداخت
که الا ان محمدا قد قتل یعنی آگاه باشید که محمد کشته شد آواز ابلیس بمدینه رسید و بیک لحظه
این خبر دلسوز میان دوست و دشمن انتشار یافت اهل شرک ازین خبر شادمان شده بگرفتن
غنیمت مشغول شدند و سید عالم صلی الله علیه وسلم بعد از زمانی از آن مغاک بر آمده بجانب
شعب توجه نمود و برخی اصحاب بوی پیوستند و درین معرکه حمزه **مصرع** جرعه از
جام شهادت چشید * و بروضه زاهره یرزقون فرحین رسید * و صورت شهادت حمزه رضی الله عنه
برین وجه بوده که جبیر بن مطعم که مهتر زاده مکه و یکی از اشراف عرب بود غلامی داشت حبشی که او را
وحشی گفتندی مردی بسیار زور و دلیر و گرنیزه پیوسته بزوبین جنگ کردی چون لشکر قریش عزیمت
مدینه کردند جبیر وحشی را طلبید و گفت ای غلام دانسته که مسلمانان در روز بدر عم من طعیمه بن
عدی را بچه زاری و خواری بکشتند و من یک عم داشتم و حالا محمد دو عم دارد حمزه و عباس خود
در مکه است و حمزه در مدینه اگر درین حرب حمزه را بقتل رسانی ترا آزاد سازم و بال وافر دل ترا شاد
گردانم وحشی اتمام آن کار در عهده اهتمام گرفت و هنده که زن ابوسفیان بود
بحسن و جمال شهرتی بکمال داشت پدر او عتبه و عم در روز بدر در چاه هلاک افتاده بود وحشی را
طلبید و گفت اگر محمد را نیز بزوبین حواله کشتن پدرم باز دهی کامی که ترا باشد بحصول وصول
یابد و من ترا تربیت بر قاعده کنم و منقول است که دختر حارث بن عامر نیز با وحشی گفت پدر من
در بدر کشته شده و در لشکری که عزیمت محاربه با ایشان دارید جز سه کس را کفو پدر خود نمیدانم
محمد و علی و حمزه اگر یکی ازین سه تن را مقتول سازی من ترا بشادی و آزادی برسانم وحشی

جواب داد که من بر قتل محمد قادر نیستم چه اصحاب در محافظت او یکجهت اند و اما حمزه بخدای کعبه
که اگر او را در خواب یابم از هیبت و سطوت او او را بیدار نتوانم کرد اما چون علی نو رسیده است
و کارزار نا دیده و بمیدان حرب کم رسیده شاید که بر وی حربه توانم انداخت پس وحشی بشادی
آزادی و بوعدهٔ هند و خیال تربیت دختر حارث عزم کشتن یکی ازین شیران بیشهٔ اسلام
درست کرد و چون روز حرب بکمینگاه ترصد در آمده تفحص تمام بجا آورد دید که سرداران
مهاجران و جوانان بازان انصار ملازمت سید اخیار اند از انجا نا امید شده بجستجوی علی در آمده دید
که مبارز میدان لا فتی و مبارز ایوان هل اتی در حرب مهارتی تمام دارد و از جوانب و اطراف خود
با خبر است دانست که بر وی دستی ندارد باز گشت و بجانب حمزه متوجه شد دید که حمزه چون شیر مست
بمیان قوم آمده و صفوف لشکر قریش بر هم میزند و روایتی هست که حمزه دران روز بهر دست
شمشیری داشت و بهر دو حرب کنان از دقائق کارزار چیزی فرو نمی گذاشت بسطوتی که شجاعت
دستی می نمود که اگر سام نریمان زنده بودی بمشاهدهٔ آن از پای در افتادی و اگر رستم دستان
ملاحظه یا دیداری وی و دستکاری او نمودی بوسه بر نعل سمند او دادی **قطعه** سالها لعب نماید فلک
چوگان قدرت ٭ تا چنین شاه سواری سوی میدان آرد ٭ از ره چستی و چالاکی اگر قصد کند ٭
بهمی گوی فلک در خم چوگان آرد ٭ اتفاقاً سباع بن عبد العزی رسید و بی تعلل او را
بسقر فرستاد و زجر گویان مبارز طلبید از جماعت قریش هیچکس در برابر وی نیامد حمزه در غضب
رفت و بی تحاشی خود را در میان جمع انداخت و بضرب شمشیر آبدار ایشان را استیلاء شی و
متفرق ساخت و حرکت بر لب آورده بر وی حفظ اطراف نداشت و وحشی در کمینگاه نشسته فرصتی
میطلبید که ناگاه مرکبش بسر در آمد و در روایتی آنست که پیاده بود و پایش بکنگره بر آمد و بر پشت
افتاد و شکمش برهنه شد و وحشی از کمینگاه زوبین بسوی وی انداخت بر عانه اش آمد
که از طرف دیگر بیرون آمد حمزه برخاست و بسوی کمینگاه توجه نمود تا بنگرد که این زخم
که زد نتوانست رفتن بر روی در افتاد و پیشانی مبارک بر زمین نهاده کلمهٔ شهادت بر زبان
راند و جان بسید الشهدا العالم بالا رفت و وحشی صبر کرد تا مردم از نزدیک وی دور شدند
بیامد و بحربه که داشت شکم وی را بشگافت و جگرش بیرون آورد و نزد هند برد
که اینک جگر حمزه [illegible] هند آنرا از وی بستد و در دهان برد و بخائید پس بینداخت
[illegible] بخشید و گفت چون بمکه رسم ده دینار زر [illegible]

بدیشان رسید که حمزه را کجا کشتی بمن نمای وحشی او را آورد تا به حمزه رسید یافتند کارد
برکشید و گوش و بینی و بعضی دیگر از اعضای وی ببرید و در رشته کشید و آن بزرگوار
مثله کرده در میان خاک و خون بگذاشت **نظم** در خاک و خون فتاده مردی که ابر دینی *
کو در غزا بدشمن دین کارزار کرد * جانها فدای عم محمد که در احد * جان را برای دین مصطفی
نثار کرد * آورده اند که چون آوازه قتل آن حضرت صلی الله علیه وسلم بمدینه رسید هیچ زنی
قریشیه و هاشمیه نماند الا که می گریستند و مخدرات حجرات طهارت قصد احد کردند فاطمه بر در حجره
ایستاده بود و یکی از منهزمان لشکر می گذشت فاطمه خواست که با وی سخن گوید و
حال پدر بزرگوار خود بپرسد باز شرم داشت و یکی از مردم محله هر که میدید را دید پرسید که خبر چیست
گفت چه می پرسی **بیت** احوال درون خانه گفتن نتوان * خون بر در آستانه می بین
و مپرس * فاطمه را از مضمون این خبر دود از سینه مبارک برآمد و بدماغ رسید و سیل اشک
از دیده روان شد و در اندیشه دور و دراز افتاد که ناگاه کسی دیگر برسید و می گفت
ای مسلمانان خدای مزد دهد شما را بشهادت پیغامبر شما فاطمه که این خبر استماع نمود بیهوش شد
جماعتی زنان که آنجا حاضر بودند آب بر روی مبارک وی زدند تا بهوش باز آمد و فریاد
برکشید که یا ابتاه یا صفیاه پس چادر عصمت بر سر افگنده از دروازه مدینه بیرون آمد
و عائشه و صفیه و ام ایمن و جمعی دیگر از زنان اتفاق نموده که روی بکوه احد روان شدند
راوی گوید که فاطمه آهی میزد که هیچ احدی را طاقت استماع آن نبود و ناله میکرد که
هیچکس طاقت شنیدن آن نداشت **بیت** این چه آهست که تا اوج ثریا برود * کوه اگر
بشنود این ناله ام از جا برود * فاطمه هر دو قدم که میرفت می افتاد **مصرع** نه قوت
ره رفتن و نه روی توقف * ناگاه زنی از بنی زبیان برسید و گفت ای دختر خیر البشر بکجا
میروی گفت میخواهم پیش پدر روم اما قوت رفتار ندارم زن گفت ای سیدة النساء
تو همچنان ساکن باش تا من بروم و برای تو خبری بیاورم که اگر پدر بزرگوار را
ببینی تحمل نتوانی کرد فاطمه در سایه دیوار قرار گرفت اما دلش بیقرار بود حالت این غم رسیده و سوخته
چنین الم محنت زده داند که بدست هجران عزیزی گرفتار شده باشد **بیت**
آنرا که غمی چون غم من نیست چه داند * کز هجر توام دیده چه سان میگذراند * پس فاطمه
فرمود که ای زن چون چشمت بر جمال جهان آرای پدرم افتد سلام و نیاز من برسان

وحال من بدینسان که مشاهده میکنی عرض دهد بوقت فرصت نگه ¶ نظم ¶ ای آفتاب من که شدی
غائب از نظر ◆ آیا شب فراق ترا کی بود سحر ◆ ای نور چشم عالم و چشم و چراغ دل ◆ بکشا بسوی
چشم رحمت در حال من نگر ◆ عالم چو نی زغصه و بادم بود بدست ◆ سوزم چو شمع و زغم
دردم رود بسر ◆ آن زن برفت و فاطمه قطرات حسرات بر رخسار می بارید و بدرد تمام میگفت
ای پدر مرا الغربت آوردی ـ و در غربی داغ یتیمی بر جگر نهادی ـ ای دریغا مادرم خدیجه زنده بودی
تا در بیکسی و یتیمی مرا دریافتی و زخم تنهائی و غریبی مرا مرهمی نهادی اینجا فاطمه در ناله
و از آن جانب زن زیبانیه روی بلشکر نهاده میدوید و هر کرا میدید خبر سید عالم صلی الله علیه
وسلم می پرسید و او را برادر و پدر و شوهر و پسر در ملازمت پیغامبر صلی الله علیه وسلم
بلشکر رفته بودند قضا را چون بلشکرگاه رسید کشته را دید افتاده نگاه کرد برادرش را دید
شهید شده و آنجا بخاک و خون آغشته دیده برهم نهاد و بگذشت و با خود می گفت حرامست
بر من دیدن روی او تا روی پیغامبر علیه السلام را نه بینم چون قدری دیگر برفت پدر را دید
جان داده و بر خاک افتاده ازو نیز درگذشت بعد ازان پسرش در نظرش در آمد هنوز از
حیات رمقی باقی داشت چون مادر را دید گفت ای مادر خوش آمدی که آرزومند دیدار تو
بودم زمانی پیش من بنشین و ساعتی در برم آرام گیر تا گفتار تو بشنوم و دیدار تو بنگرم
بیت ◆ دم جان دادن ست و شربت دیدار بیاید ◆ اگرچه بر تو دشوارست باری بر من
آسان کن ◆ زن گفت ای عزیز مادر ـ وای شهید مادر مادر در فراق تو گریان ست و بر آتش
اشتیاق تو بریان اما دختر رسول الله صلی الله علیه وسلم جای نشانده ام و باستخبار حال پدرش
آمده من هنوز از سید عالم صلی الله علیه وسلم خبر ندارم و فاطمه انتظار می برد معذورم دار
که ترا تنها نشستن ندارم پسر را نیز بگذاشت و بیامد تا بپای کوه احد در محلی رسید که سید عالم
صلی الله علیه وسلم از شعب بیرون آمده بود و در پای علم ایستاده و صحابه گرداگرد آنحضرت صلی الله علیه
وسلم صف کشیده زن پیش آمد و در قدم رسول صلی الله علیه وسلم افتاد و گفت یا رسول الله پدر
و پسر و برادرم و جد و قبیله و تمامی عشیره ام فدای تو باد سلام فاطمه آورده ام و حالت او بحضرت
تو عرض میکنم حضرت فرمود تو او را کجا گذاشتی زن تمام قصه را شرح داد رسول الله صلی الله علیه
وسلم گفت ای زن زود باز گرد و بشارت حیات من بدو رسان و بی انتظارش نزد من آر زن
بازگشت و مژده سلامت خواجه بفاطمه رسانید و گفت که بخدای که پدرت را دیدم ایستاده و علم بر سر او بداشته

فاطمه فرمود که مرا به پدر برسان و مژدگانی از من بستان زن او را پیش گرفته به احد آورد
چون حضرت فاطمه را دید پیش او باز رفت و در کنار گرفت و فاطمه بسیار گریست حضرت
صلوات الله و سلامه علیه او را تسلی داد و بنواخت گفت ای پدر من ازین زن مژدگانی
قبول کرده ام سید عالم صلی الله علیه وسلم از آن زن پرسید که از فاطمه چه توقع داری گفت
یا رسول الله چشم آن دارم که فردای قیامت مرا دست گیرد و از من فراموش نکند فاطمه فرمود
که یا رسول الله دستوری فرمائی که بر کشتگان خود روم که ببینم آنحضرت صلی الله علیه وسلم
او را اجازت داد پس روی باصحاب کرد که با فعل عمی آیا چه کرد عم من حمزه و حال او
چگونه است و چه با او رسانیدند حارث بن صمه از نزد آن سرور روان شد تا خبر حمزه بیارد برفت
و دیر می آمد علی مرتضی از عقب او برفت و بحارث رسید در زمانی که او بر بالین حمزه ایستاده بود
چون علی حمزه را بدان حال بدید در گریه شد و بنزد پیغامبر صلی الله علیه وسلم آمده او را از آن
خبردار گردانید **بیت** آه این چه خبر بود که دلهای خون شد * جانها همه سوخت دیدها جیحون شد *
سید عالم صلی الله علیه وسلم بنفس نفیس خود برخاست و بیامد و بر سر بالین حمزه بایستاد و
عم بزرگوار خود را کشته و مثله کرده دید بسیار اندوهناک شد و گریه در آمد حمزه را بسیار دوست داشتی
زیرا که هم عم وی بود و هم برادر رضاعی و درین محل صفیه عمه آنحضرت که خواهر حمزه بود از دور پیدا شد
پیغامبر صلی الله علیه وسلم با پسر وی زبیر فرمود که برو و والده ات را باز گردان تا اینجا نیاید و برادر خود را
بدینحال نبیند که شاید طاقت نیارد و زیاده از حد جزع کند زبیر پیش مادر باز رفت و گفت کجا می آئی
خاطر رسول خدا چنان میخواهد که تو باز گردی صفیه گفت ای پسر شنوده ام که برادرم حمزه را شهید
کرده اند و مثله ساخته و میدانم که این بلا و محنت وی از جهت رضای خدا پیش آمده آمده ام تا او را
ببینم شاید که خدا نیز مرا صبر دهد و بدولت رضای او برسم زبیر آمد و سخن مادر بعرض پیغامبر صلی الله علیه وسلم
رسانید حضرت وی را دستوری داد تا آمد و برادر را دید استرجاع نمود و بجهت وی از حق سبحانه تعالی آمرزش
طلبید اما خود را از گریه نگاه نتوانست داشت رسول صلی الله علیه وسلم از گریه او بگریه در آمد
می گریست حضرت صلی الله علیه وسلم فرمود که لن اصاب بمثلک ابدا هرگز بمصیبت تو مبتلا نخواهم شد
یعنی مصیبت هیچکس نزد من برابر مصیبت تو نخواهد بود و مقرر است که در مصیبت چنین جز بکا از این
بظهور نرسد و جز گریه و ناله نشاید **نظم** هنگام چنین مصیبت ای دل * گر ناله و آه و بیقراری * چون دیده تو را نهان
خونین * از بهر کدام روز داری * پس با فاطمه و صفیه گفت که بشارت باد مر شما را که جبرئیل آمد و بیاگاهانید

حمزه را در میان اهل هفت آسمان اسد الله و اسد رسول الله نوشته‌اند و در بعضی از روایات آمده که رسول
صلی الله علیه وسلم بر شهداء احد نماز گذارد اول بر حمزه و دیگر جنازه هر که می‌آوردند پیش حمزه می‌نهاد
و نماز می‌گذارد تا در آن روز هفتاد بار بر حمزه نماز گذارد و نور الائمه خوارزمی آورده که حمزه شهید اول بود
از اهل بیت و حسین شهید آخر بود از شهیدان ایشان پیغامبر صلی الله علیه وسلم خبر کرده بودند که هفتاد
کس را با حسین شهید کنند و کس نباشد که بر آن غریبان شهید و غریبان بیکس نماز گذارد و مهتر بشر
صلوات الله و سلامه علیه هفتاد بار بر جنازه حمزه نماز گذارد یکی برای وی و باقی برای شهداء کربلا
یعنی تا حق سبحانه ثواب آن نماز را بروح شهداء رساند بعد از شهادت ایشان و ثواب شهیدان خود
از حد شمار بیرون ست و از خبر حساب افزون در خبر آمده که چون شهید از پای در افتد حور العین از کنار خود
برای سر او بالین آماده کرده باشند **نظم** وقت غزا تیغ زنان غیور ÷ جان که کنند از تن مردانه دور ÷
نی ز پی بخل زیادت کنند ÷ لاجرم آن تیغ که بر سر خورند ÷ شربت از چشمهٔ کوثر خورند ÷
آورده‌اند که پیغامبر صلی الله علیه وسلم فرمود که حمزه را همچنان با جامهٔ خونین دفن کردند و از احد
باز گشتند و به مدینه آمدند از اکثر خانها آواز گریه زنان شنیدند الا از خانهٔ حمزه فرمود که اما حمزة فلا بواکی
لها یعنی حمزه را درین شهر زنی نیست که گریه کند زیرا که او غریب ست و غریبان را در غربت
کسی که بر ایشان شفقت ورزد در مصیبت ایشان بگرید کمتر می‌باشد حال غریبان عجیب ست
و هر جا المی ست نصیب غریب ست گفته‌اند دو وقت دو کس را موجب حسرت ست اول بامداد
مر یتیم را که از خواب برخیزد و جمال پدر نه بیند و نماز شام غریب را که از هر طرف نگرد آشنائی نظر در نیاید
قطعه نماز شام غریبان چو گریه آغازم ÷ بمویهای غریبانه قصه پردازم ÷ بیاد یار و دیار
آن چنان بگریم زار ÷ که از جهان ره و رسم سفر براندازم ÷ آورده‌اند که یکی از پیغامبران عزرائیل را
پرسید که ای قابض ارواح چندین داغ حسرت که بر جگر آدمیان می‌نهی و این همه شربت تلخ اجل
بعالمیان می‌چشانی هرگز بر کسی رحم میکنی عزرائیل گفت ای پیغامبر خدا خدای تعالی رحم را
از دل من نزع کرده است مرا در قبض روح بر هیچکس رحم نیست الا بر آن غریب ممتحن جدا مانده از شهر
و وطن آن ساعت که خواهم امانت روح از وی استرداد کنم پنجهٔ مطالبه در دامن جانش زنم
آن بیچاره نداند که چه پیش وی آمد در چپ و راست نظر کند نه زن بیند و نه فرزند نه خویش
مشاهده نماید و نه پیوند پدر و مادر نه که با ایشان غم دل گوید برادر و خواهری نه که با ایشان سر ضمیر
خود در میان نهد یاری نه که شفقتی نماید یتیم خود را بدو سفارش نماید یاری مهربانی نه که وصیتی بجا آورد

دران ساعت آب حسرت در دیدهٔ او بگردد و قطرهٔ چند باران ندامت از سحاب چشم وی بچکید
مرا درین حال بروی رحم می آید و روح او را بجد را قبض کنم **رباعی** هر شب برود ز سینه
آرام غریب * در شربت غم تلخ شود کام غریب * گویند که از مرگ بتر نیست غمی * شک نیست
کزان بتر بود دشنام غریب * القصه چون انصار شنیدند که حضرت صلی الله علیه وسلم فرمود که حمزه
درین شهر گریندگان ندارد بخانهای خویش رفتند و زنان خویش را گفتند اول بخانهٔ حمزه
عم رسول الله صلی الله علیه وسلم روید و بروی بگریید بعد از ان بخانهٔ خویش باز آیید
و بر کشتگان خود بگریید زنان انصار همه بخانهٔ حمزه آمده و تا قریب نیم شب بروی میگریستند
و سید عالم صلی الله علیه وسلم بخواب رفته بود چون بیدار شد آواز گریه زنان از خانهٔ حمزه شنید
پرسید که این چه آواز ست گفتند زنان انصار اند که بر عم تو می گریند حضرت صلوات الله
وسلامه علیه فرمود که خدا خوشنود باد از شما و اولاد شما و اولاد اولاد شما ای عزیز در قصهٔ کربلا این
ملاحظه کن که حسین و اولاد و اصحاب وی غریب بودند و دران بادیه کسی نبود که بر ایشان بگرید لاجرم
آسمان بر ایشان بگریست و امام محیی السنه در تفسیر معالم التنزیل از سدی رحمه الله نقل کرده که
چون حسین رض را شهید کردند آسمان بگریست و گریهٔ او سرخی اطراف اوست و در تفسیر ثعلبی آورده
که محمد بن سیرین رحمه الله فرمود که پیش از قتل حسین رض حمرتی که حالا از شفق مشهود میگردد نبود
و بعد از قتل حسین ظهور نمود و درین باب گفته اند **بیت** این سرخی شفق که بزین سرخ بوده است
هر شام عکس خون شهیدان کربلاست * و در شواهد مذکورست که معمر و زهری رحمهما الله در مجلس
عبد الملک مروان بودند ولید پسر عبد الملک پرسید که کدام از شما میدانید که در روز قتل حسین
حالهای سنگهای بیت المقدس چه بود زهری رحمه الله فرمود که چنین من رسیده است
که دران روز هیچ سنگی را از مسجد اقصی و حوالی او بر نداشتند مگر که در زیر آن خون تازه یافتند
و از دیگری می آرند که چون حسین شهید شد از آسمان خون بارید و هر چیز که
پر خون شد و آسمان چند روز در چشمها چون خون بسته می نمود و در عیون اخبار الرضا است که ریان
بن شبیب نقل کرده است که سلطان علی بن موسی رضی الله عنه با او گفت که یا ابن شبیب چون
جدم را شهید کردند آسمان خون بارید و ترابی احمر از اطراف او بجانب زمین رسید یا ابن
شبیب بدرستیکه چهار هزار فرشته برای نصرت او از محیط افلاک بمرکز خاک فرود آمدند و جنگ
دستوری نیافتند بر سر روضهٔ مقدس او قرار گرفته با موی ژولیده در وی

گرد آلود مے گریند و مے باشند تا روز قیامت **غزل** اندرین ماتم ملائک دمبدم بگریستند * جن و انس و علوی و سفلی ز غم بگریستند * کرسی از جا رفتہ و سدرہ در افتادہ ز پاے * عرش نالان گشتہ و لوح و قلم بگریستند * مہر عالمتاب با سوز جگر نالیدہ زار * بیر گردون بہر ماتم با پشت خم بگریستند * زین عزا بہر رضائی خواجہ رکن و مقام * نالہ کردہ زمزم و بیت الحرم بگریستند * حور عین بہر رضا سے فاطمہ در باغ خلد * بر شہید بادیہ با صد الم بگریستند

و شہید سوم از شہداے اہل بیت جعفر بن ابی طالب بود برادر مرتضیٰ علی داد در اول حال با جماعتے از اصحاب بحبشہ ہجرت کرد و نجاشے بر دست او مسلمان شد و از حبشہ بیرون آمدہ در روز فتح خیبر بخدمت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم رسید آنحضرت صلوات اللہ وسلامہ علیہ بغایت شادمان شدہ فرمود کہ نمیدانم بکدام یک ازین دو امر شادمانم بقدوم جعفر یا بفتح خیبر و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم او را بسیار دوست داشتی و در بارہ او فرمود کہ اشبہت خلقی و خلقی تو مشابہ منے در صورت و سیرت و این نہایت شرف ست در وصف وے آوردہ اند کہ در سال ہشتم از ہجرت کہ آن حضرت لشکری نامزد فرمودہ بحرب شرجیل غسانی فرستاد و جعفر نیز دران سریہ بود چون بموتہ رسیدند و آن موضعے ست نزدیک ببلقا ولایت شام با لشکر کفر روبرو افتادند سریہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سہ ہزار کس بودند و لشکر شرجیل صد ہزار سوار و پیادہ بلکہ ازین عدد نیز زیادہ مبارزان معرکہ جہاد و یکجہتان پاک طینت پاکیزہ اعتقاد از بسیاری دشمنان اندیشہ ناکردہ دست اعتصام در دامن توکل استوار داشتند و پای ثبات در رکاب وقار آوردہ عنان اختیار بقبضہ مشیت آفریدگار گذاشتند **بیت** در دست ما چو نیست عنان ارادتی بگذاشتیم تا کرم او چہ مے کند * و مردانہ وار روے بکارزار کفار آوردند و در اثناے قتال کہ زید بن حارث رضی اللہ عنہ شہید شد جعفر بن ابی طالب علم برداشت و از مرکب پیادہ شدہ اسپ را پے کرد و اول اسپے کہ در اسلام پے کردند آن بود دانگہ بمحاربہ مشغول شد ضربتی بر دست راستش زدند چنانچہ از تن او جدا شد علم را بدست چپ گرفت دست چپ او را نیز بینداختند علم را بباز وے خود نگاہداشت مردے از رومیان او را زخمے زد کہ از پای در آمد در صحاح اخبار وارد شدہ کہ حق تعالی پیغامبر خویش را بر احوال اہل موتہ اطلاع داد و زمین را مرفوع گردانید تا معرکہ محاربہ ایشان را دید و یاران را خبر داد از اہل موتہ و فرمود کہ زید بن حارث علم برداشت و شربت شہادت چشید پس جعفر بن ابی طالب رایت فرا گرفت و بمرتبہ شہادت رسید

و پس از آن ابن رواحه لوا برداشته جرعه فنا نوشید این سخن میفرمود و قطرات آب از دیده مبارک
می بارید و فرمود که جعفر به بهشت درآمد و حق تعالی دو بال از یاقوت سرخ بعوض دو دست وی
که انداخته بودند بوی ارزانی داشت که هر کجا که می خواهد طیران مینماید و از مرتضی علی منقول است
که رسول خدای صلی الله علیه وسلم فرمود که جعفر را دیدم در بهشت بر مثال ملکی که پرواز می کرد
آورده اند که او را بخواب دیدند که در جنت با مرغان بهشتی پرواز میکند هر جا که میخواهد ازینجهت
وی را جعفر طیار گفتند و مرتضی علی در شعری چنین فرمود شعر و جعفر الذی یضحی
و یمسی ⁕ یطیر مع الملائکة ابن امی ⁕ یعنی آن جعفری که بامداد و شبانگاه با ملائکه طیران
میکند پسر مادر منست یعنی برادر من و در بعضی از قصص آورده اند که جعفر را در آن جنگ
پنجاه زخم رسیده بود در طرف پیش او و همین که در آن معرکه هفتاد و پنج کس از کافران بواسطه
هیبت و سطوت وی از مشاهده سیرت گرد او نیارستند گشت تا سر مبارک وی را ببرند
جمعی حمله کرده او را به نیزه از زمین در ربودند درین محل سید عالم صلی الله علیه وسلم در مدینه
بر منبر بود و رفع حجاب شده آن معرکه را مشاهده میکرد و همین که جعفر را به نیزه از زمین برداشتند
روی مبارک بآسمان کرد و گفت الهی پسر عم مرا رسوا مساز حق سبحانه در همان ساعت او را دو بال
بخشید تا از سر نیزه های کافران پرواز نموده بروضه فردوس پرید و ازین جهت که او را طیار
گویند و هر گاه که عبدالله عمر رضی الله عنه تحیت پسر وی بجا آوردی گفتی السلام علیک یا ابن ذی
الجناحین منقولست که حضرت رسول صلی الله علیه وسلم بعد از مشاهده حال جعفر بخانه وی آمد
و اسما بنت عمیس را که زن جعفر بود طلبید و پرسید که کودکان جعفر کجا اند ایشان را نزد من آر
اسما گوید که ایشان را نزد وی بردم ببوسید و بوئید و در بر ایشان گرفت و در کنار خود نشاند
آب از دیده آن حضرت صلی الله علیه وسلم بچکید اسما گفت یا رسول الله فرزندان جعفر را چنان است
می نوازی که یتیمان را نوازند و با ایشان آن معامله میکنی که با بی پدران کنند مگر از جعفر خبری آمده
و او را حالی افتاده حضرت فرمود که آری او را شهید ساختند اسما از غایت بیخودی [illegible]
بر و جمع شدند و آغاز گریه و زاری کردند رسول صلی الله علیه وسلم ایشان را تسلی داد و بصبر فرمود
آورده اند که حضرت صلوات الله و سلامه علیه از آنجا برخاست و با چشم پرآب بمنزل فاطمه تشریف
فرمود دید که فاطمه میگرید و می گوید وا عماه پیغامبر صلی الله علیه وسلم فرمود که علی مثل جعفر
فلتبک الباکیة یعنی اگر گریند و بگرید بارے بر مثل جعفر بگرید رباعی حیران شده ام

در غمت چون گریم * از ابر بهار بارسی افزون گریم * هر گه دیده بهر دیگران گرید آب * بهر تو من
جگر خون گریم * و از عبدالله جعفر رضی الله عنهما مرویست که گفت من یاد دارم که آن سرور بخانه
آمد و تعزیت پدرم رسانید و دست بر سر من و برادرم فرود آورد و بوسه بر سر ما نهاد و اشک از
چشمش روان بود بحیثیتیکه بر محاسن مبارکش متقاطر می‌شد و فرمود که بار خدایا جعفر به بهترین ثواب
رسید اکنون تو خلیفه وی باش در ذریت وی به بهترین خلافتی که باشندگان بجا آری و بعد از
سه روز باز بخانه ایشان رفت و فرزندان جعفر را پیش خواست و دلداری نمود و حلاق طلبید تا سر
ایشان را تراشید و فرمود اما محمد بن جعفر به عم من ابی طالب شبیهست و اما عون بن جعفر
در خلق و خلق به پدر خود می‌ماند و دعای خیر در شان عبدالله بتقدیم رسانید و آورده‌اند که مادر ایشان
میگریست و از یتیمی ایشان یاد میکرد و از بیکسی ایشان می‌نالید حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم
فرمود اتخافین علیهم وانا ولیهم فی الدنیا والاخرة آیا می‌ترسی بر فرزندان جعفر رضی و حال آنکه من
یار و مددگار و متولی کار ایشانم در دنیا و آخرت و جعفر را هشت پسر بود دو تن از ایشان که عون
و محمد اصغر بودند در کربلا با پسر عم خود حسین شربت شهادت نوش فرمودند چنانچه بعد ازین
در واقعه جانسوز غم اندوز کربلا که سبب بکا و موجب اندوه و عناست مذکور خواهد شد **قطعه**
سوراخ میشود دل ما چون گل حسین * آنجا که ذکر واقعه کربلا رود * آخر روا بود که ز سنگین دلان
شام * بر اهل بیت اینهمه جور و جفا رود * **و دیگر ابتلای آنحضرت** صلی الله علیه وسلم
بوفات فرزندش ابراهیم بود و ابراهیم در مدینه بسال هشتم از هجرت در ذی الحجه متولد شد از ماریه قبطیه
و قابله او سلمی آزاد کرده رسول خدا بود صلی الله علیه وسلم شوهر خود ابو رافع را خبر گردانید ماریه پسری
آورده ابو رافع بشارت بحضرت رسول صلوات الله وسلامه علیه رسانید و آنحضرت بمژدگانی غلامی بنده
با بو رافع بخشید و همدران شب ابراهیم نام نهاد و جبرئیل آمد و گفت السلام علیک یا ابا ابراهیم
و حضرت صلی الله علیه وسلم بدین سبب شادمان گشت و دایه برای وی مقرر فرمود و ابراهیم
قریب به یک و نیم سال بزیست و در سال دهم از هجرت وفات یافت و پیغامبر صلی الله علیه وسلم
از موت وی بسیار گریان و اندوهناک گشت و بصحت رسیده که چون خبر به نزد آن سرور آوردند
که ابراهیم در سکرات است آن سرور نزد دایه وی آمد و عبدالرحمن بن عوف همراه پیغامبر بود
صلی الله علیه وسلم و ابراهیم در کنار مادر بود حضرت علیه الصلوة والسلام وی را فرا گرفت و در کنار خویش آورد
چون جان کنش بدید اشک در چشم مبارکش روان شد عبدالرحمن بن عوف گفت یا رسول الله تو نیز

می گریست نه نهی میکردی از گریه بر میت حضرت صلی الله علیه وسلم فرمود که ای پسر عوف من نهی کرده ام از روی و موی کندن و جامه پاره کردن و طپانچه بر رخساره زدن اما آب چشم اثر رحمت است و هر که رحم نکند بر وی رحم نکنند آنگاه فرمود که ای ابراهیم اگر نه آن بودی که موت امریست حق و وعده صدق و آخر ما عنقریب باول ملحق خواهد شدن هر آئینه که بر تو ازین بیشتر حزین می شدیم آنگه فرمود العین تدمع دیده اشک می بارد والقلب یحزن و دل اندوهناک میشود ولا نقول الا ما یرضی ربنا و نمی گوئیم سخنی مگر آنچه پسند پروردگار ما وانا بفراقک یا ابراهیم لمحزونون و ما بفراق تو ای ابراهیم هر آئینه اندوهناکیم وچه نکسی در فراق جگر گوشهٔ خود اندوهناک نبود چه او جزویست از والدین و در قطع جزو هر آئنه کل را کلال و ملال رسد

بیت دل ز پیوند کسان برداشتن آسان بود ✽ لیک از پیوند جان خود بریدن مشکلست ✽

در شواهد النبوة و دیگر کتب مذکورست که روزی رسول صلی الله علیه وسلم حسین را بر ران راست خود نشانده بود و پسر خود ابراهیم را بر ران چپ جبرائیل فرود آمد و گفت یا حبیب الله خدا تعالی این هر دو را برای تو جمع نخواهد کرد و یکی را از تو باز خواهد ستد اکنون تو اختیار کن هر کدام را که خواهی تا فدا اختیار رحمت خود بر درسول صلی الله علیه وسلم فرمود که اگر حسین وفات کند بر فراق وی هم جان من بسوزد و هم دل علیؑ ملول شود و هم جگر فاطمهؑ ریش گردد و هم برادرش حسنؓ را اندوه رسد و اگر ابراهیم برود بیشتر الم بر جان من بود من الم خویش را اختیار کردم بر الم ایشان و بعد از سه روز ابراهیم وفات کرد و هرگاه که حسینؓ پیش پیغامبر صلی الله علیه وسلم آمدی وی را بوسه دادی و گفتی مرحبا بکسی که من فرزند خود ابراهیم را فدای وی کردم پس چنین کس را چنان خوار ساکردن چگونه روا باشد در کنز الغرائب آورده که روزی شاهزاده حسین پیش رسول صلی الله علیه وسلم بود و میخواست که بخانه رود و باران می بارید حضرتؐ در حسینؓ نگریست او را ملول دید فرمود که چرا ملولی گفت دلم بجانب برادر و ما در میکشد و آرزوی دیدار ایشان دارم و باران مرا از رفتن باز میدارد حضرت صلی الله علیه وسلم دعا فرمود تا باران باز ایستاد حسینؓ آن حضرت صلوات الله وسلامه علیه قطرات باران بر جگر گوشهٔ خود روا نمیداشت تیر باران هر آلود بر وجود نازنین او چگونه روا بود

نظم گلبرگ سینه وی از آسیب خار تیز ✽ مانند جیب غنچه شده چاک ای دریغ ✽ از خاک سرو ناز بر آید قشیده و سرو قدش فرو شده در خاک ای دریغ ✽ دیدند غرق خون رخ او را ملائکه ✽ دیدند در صوامع افلاک ای دریغ ✽ ای دریغ

دور و تا قیام قیامت در میان ماتم زدگان این امت باقی خواهد بود و هر سال که ماه عاشوره در آید
مصیبت داران حسین درد بر درد خواهد افزود و حق تعالی غم دوستان را سبب شادی
آخرت گرداناد و روح مقدس شاهزاده و سائر شهدا از ما خشنود باد رباعی یا رب نظر
لطف عطا کن ما را * داریم دل خسته دوا کن ما را * هر چند گنهکار و پریشان حالیم * در کار شهید کربلا
کن ما را *

باب سوم در وفات حضرت سید المرسلین علیه افضل صلوة المصلین و علی عترته و عشیرته اجمعین

بر خواطر زاکیهٔ عقلای عالم - و ضمائر صافیهٔ
بنی آدم وضوحی تمام و ظهوری لا کلام دارد که لباس حیات آدمیان مستعارست و اساس عمر ایشان
بغایت ناپایدار - لیالی و ایام منازل مسافران راه دور و دراز عقبی ست و شهور و اعوام مراحل
گذرندگان بادیهٔ خونخوار دنیا ساحت ربع مسکون منزل خداع ست و محدود حدود فلک نیلگون منزل
وداع - بساط بسیط گیتی دامگاه فناست نه آرامگاه بقا - مخادع غرورست نه مراتع سرور - قنطرهٔ
عبورست نه منظرهٔ حضور - مخاوف فرارست نه مواقف قرار - مکامن بوارست نه اماکن مسار - متنزهات بقاع
او مراحل گذشتنست و مستحسنات رباع او منازل سفرست **نظم** گنج امان نیست درین خاکدان * مغز
وفا نیست درین استخوان * آنچه درین مائده خرگهی ست * کاسه آلوده و دست تهی ست *
هر که از و خورد و بالش بدوخت * وانکه از و گفت زبانش بسوخت * ای عزیز گل این جهان
رفیق خارست و ملش قرین خمار - گنجش برنج پیوسته - عیشش بطیش باز بسته - راحتش با زحمت
همخانه - نعمتش با محنت در یک کاشانه - قربتش با غربت آمیخته - مسرتش با مضرت در آویخته -
نوش لطفش با نیش قهرست - اثر تریاقش با ضرر زهرست - وفاقش با نفاق هم وثاق ست
طلاقش را با افتراق اتفاقست - عشرتش بی عسرت وجود نگیرد - فرحش بی ترح وقوع نپذیرد

نظم جهان را هر گلی بر نوک خارست * خرابی از پی هر نوبهارست * وصال
غنچه بی خار جفا نیست * چراغ لاله بی باد فنا نیست * جهان گر گنج دارد مار با اوست *
وگر خرما نماید خار با اوست * گر از وی لطف جوئی قهر یابی * وگر تریاق خواهی زهر یابی *
نه سروی در چمن بینم نه شمشاد * که او از ارهٔ دهر ست آزاد * کدام سرو سهی در چمن وجود بالا
کشید که بارهٔ فوات ثمره و شاخش را بخاک هلاک نینداختند * و کدام نهال تازه در گلشن
حیات نشو و نما یافت که به تیر ممات بیخ او را منقطع نساختند **بیت** کدامی سرو را داد او
بلندی * که بادش خم نکرد از دردمندی * هر که از دروازهٔ عدم قدم در فضای صحرای

وجود نہاد بے شبہہ او را از رخنۂ فنا بیرون باید رفت۔ و ہر کہ رخت آمال و امانی بکشور زندگانی کشیدہ بالضرورۃ متاع جان بے بدل را بتمغای اجل باید سپرد رباعی آن کیست کہ دل نہاد و فارغ بنشست * پنداشت کہ مہلتے و تاخیرے ہست * گو میخ مزن کہ خیمہ می باید کند * گو بار منہ کہ رخت مے باید بست * ہر سحرگاہ منادیان کارگاہ قضا نداے دل گزاے کل مخلوق سیموت بگوش ہوش عالمیان فرو خوانند۔ و ہر صبحدم داعیان بارگاہ قدر صداے مشقت انتما و کل مرزوق سیفوت باسماع جہانیان رسانند۔ یعنی ہر آفریدہ شدۂ زود باشد کہ بمیرد و ہر روزے خورندۂ اندک زمانی راسمت فوت و فنا پذیر دلیس اے خفتگان زمانہ بیدار شوید کہ مرگ در کمین ست۔ اے مستان شبانہ ہشیار گردید کہ رجوع باحضرت رب العالمین ست۔ اے مغرور شدگان بسرور ایام زندگانی گوش بخود دارید کہ ہر کمالی زوالے در عقب اے مسرور گشتگان بنیل آمال و آمانے بگوش ہتن آرید کہ ایام حیات را زمان ممات در قفاست **بیت** کسے نہاد قدم اندر سراے کون و فساد * کہ باز روی براہ عدم نمے آرد * ہیچ خانہ دیدۂ کہ از رزنۂ او دود مرگ نیاید۔ ہیچ ایوانی شنیدۂ کہ کنگرۂ شرف او بقہر اجل از پاے در نیامد۔ ہیچ مجلسی و صلتی بودہ کہ آیت لقد تقطع بینکم بر او نخواندہ اند و ہیچ مجمعے دست دادہ کہ آوازہ ہذا فراق بینی و بینک بدان نرسانیدہ اند سیل حیل کل شئے ہالک بر چہرۂ ادنے و اقصے کشیدہ اند و غبار کل من علیہا فان بر مفارق اسافل و اعالے فشاندہ اند۔ ہمہ را بار فوات کشیدنے ست و جملہ را شربت فنا چشیدنے۔ خاقان و امیر و سلطان و وزیر و منشی و دبیر و غنے و فقیر و صغیر و کبیر و جوان و پیر و عالم و جاہل و غافل و ناقص و کامل و قائم و قاعد و ہابط و صاعد و خفتہ و بیدار و مست و ہشیار و قوی و ضعیف و وضیع و شریف و موحد و ملحد و مقر و جاحد و فاسق و زاہد و کاہل و جاہد ہمہ در قبضۂ این بلا و چنگال این عنا برابر اند **بیت** در بارگاہ حشر چہ سلطان چہ بینوا * بر آستان مرگ چہ دربان چہ بادشا * اگر درین جہان کسے را حیات ابد میسر و بقا متصور بودے آن خلعت با قیمت بر قامت استقامت انبیا و رسل کہ ہادیان مسالک و سبل اند رست آمدے۔ و اگر اجل کسے را مہلت دادے و باب بقا بر روی کسی کشادے لایق سید انبیا و سند اصفیا کہ منشور کرامت بے نہایتش بطغرای غرای انا سید ولد آدم موشح بود و نشان عالیشان مناقب بی نہایتش بتوقیع رفیع و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین

موقع در مرشح جام فوات نوشید بست۔ حق سبحانه وتعالے جهت تسلیه این امت عالی همت
زهر موت بر صحیفه شریفه حیاتش کشید که انک میت وانهم میتون و بواسطهٔ دفع توهم بقا در
وسینهٔ دغا این خطاب مستطاب بگوش هوشش رسانید که وما جعلنا لبشر من قبلک
الخلد یعنی ما نداده ایم و مقرر نکرده ایم هیچ بشرے را پیش از تو رتبهٔ جاوید بودن در دنیا تمامی
انبیا و ازکیا و اولیا و اصفیا و غیر ایشان که پیش از تو بوده اند شربت مرگ
چشانیده ایم و ندا ے قل یتوفکم ملک الموت الذی بدیشان شنوانیده افان
مت فهم الخالدون آیا اگر تو بمیرے این دیگران که هستند باقی خواهند ماند نے نے
کل نفس ذائقة الموت هر نفسے چشندهٔ مرگ ست رباعی گیرد قرار در رحم خاک نبات
هر نطفه که آمده از صلب آدم ست ✤ کاخ فلک پر ست ز ذکر گذشتگان ✤ لیکن کسیکه
گوش کند این صدا کم ست ✤ پس ارباب مصائب و رزایا و اصحاب نوائب و بلایا اگر در واقعهٔ
هائله انتقال سید المرسلین و حادثهٔ نازلهٔ نوبت و ارتحال خاتم النبیین علیه افضل صلوات
المصلین بوجهے تامل نمایند و دل و جان در دهند روح و روان ستمندان ایشان با صبر و رضا
قرین و با اطمینان و تسلی همنشین گردد و اندیشهٔ مرگ و خوف فنا بر ایشان آسان شود شعر
ولو کان انسان یدوم لبقاءه ✤ لما مات خیر المرسلین محمد ✤ اندیشه ز مرگ مصطفی باید کرد ✤
شادے و طرب جمله رها باید کرد ✤ چون شد بهر دو کون جاوید نماند ✤ ما را طمع خام چرا باید کرد ✤
اے عزیز چون ایام غم انجام عاشورا محل ماتم و بکاست اگر دو سه کلمه از وفات حضرت
سید کائنات علیه افضل الصلوٰة بزبان قلم بر صحیفهٔ بیان سمت تحریر یابد دور نمی نماید
آورده اند که در سال دهم از هجرت که آن حضرت حجة الوداع ادا فرمود در روز عرفه در ساحت عرفات
این آیت فرود آمد الیوم اکملت لکم دینکم امروز دین شما را برائے شما کامل گردانیدم
واتممت علیکم نعمتی و نعمتهائے خود را بر شما تمام ساختم پیغامبر را صلی الله علیه وسلم
از مضمون این آیت رائحهٔ انتقال بروضهٔ دار الوصال بمشام جان رسید۔ چه هر چیز که رقم
کمال بر وے کشیده اند آفت زوال در عقب دارد بیت چو آفتاب به نصف النهار یافت کمال
مقرر ست که روے نهد بصوب زوال ✤ آورده اند که در ان اوقات آن خطبه که میخواند فرمود
که فرا گیرید از من مناسک خود را که شاید نه بینیم شما را بعد از امسال و منقولست که در خطبهٔ روز عرفه فرمود که
شما از من پرسیده خواهید شد یعنی فردای قیامت از شما خواهند پرسید که محمد چگونه زندگانی کرد

با شما شما در جواب چه خواهید گفت گفتند گواهی خواهیم داد که ادا ے رسالت وامانت کردے
وانچه شرط ارشاد و نصیحت بود بجا آوردے پس آن حضرت انگشت سبابهٔ خود را بجانب آسمان برداشت
وبسوی زمین فرود آورد وگفت اللهم اشهد اللهم اشهد بار خدایا گواه باش وبار خدایا گواه باش
وبعد ازانکه از حج مراجعت فرمود در اثنای طریق بمنزلی فرود آمد که آنرا غدیر خم میگفتند ودر نواحی
جحفه واقع ست وانجا نماز پیشین در اول وقت ادا فرمود وبعد ازان روی بیاران کرد وگفت
الست اولی بالمؤمنین من انفسهم آیا من نیستم سزاوارتر بمؤمنان از نفسهای ایشان
همه گفتند بلی یا رسول الله همچنین است که میفرمائی وتو اولی از ما بمائی گفت من کنت
مولاه فعلی مولاه هر که من مولای اویم پس علی مولای اوست ودر روایتی آنست که
فرمود خدا تعالی مولای منست ومن مولای جمیع مؤمنانم بعد ازان دست علی بگرفت
وفرمود هر که من مولای اویم پس علی بن ابی طالب مولای اوست پس ازان بنج دعا در شان
مرتضی علی بتقدیم رسانید گفت اللهم وال من والاه بار خدایا دوست دار هر که علی را دوست
دارد وعاد من عاداه ودشمن دار هر که علی را دشمن دارد واخذل من خذله وفرو گذار
هر که علی را فرو گذارد وانصر من نصره ویاری ده هر که علی را یاری دهد وادر الحق معه
حیث کان وحق را با وی دار هر جا باشد مرویست که عمر رضی الله عنه برخاست ودست مرتضی
کرم الله وجهه گرفت وگفت بخ بخ یا ابن ابی طالب نیکوی وخرمی باد ترا ای پسر
ابوطالب اصبحت مولا کل مؤمن ومؤمنة بامداد کردی ومولای همه مؤمنان ومومنانی
ودرین محل این سه بیت را از روضة الاحباب اینجا نقل افتاد **بیت** روا زیباے سرورے دین
خویش تاجے ساز * زخاک پاے حرامر وال من والاه * زدل عداوت او دور دار تا نخوری
زتیغ لفظ نبی زخم عاد من عاداه * گواه پاکی اصلت ولای شاهی دان * که بر کمال معاشش
هل اتی ست گواه * وبوقت نقل این حدیث درج آورده که از فحوای این خبر معتبر
معلوم میشود که دوستی مهر سپهر لافتی یعنی علی مرتضی رضی الله عنه در کمال ایمان دخل تمام دارد و بعضی
این شخص را در سلسلهٔ هالکان می شمارد وبعضی که از غلو سر کراهت با علی کینه * در محن
نا جست دیا زسے نیست * نیست دارپستی آستین بدر * دامن مادرش نمازی نیست * و
در روایتی آنست که بهمین وقت در غدیر خم فرمود که گویا مرا بعالم بقا خوانده اند ومن اجابت
نمودم بدانید که من در میان شما دو امر خطیر می گذارم ویکی از دیگری بزرگتر ست قرآن واهل بیت

بہ بینید و احتیاط کنید که بعد از من با آن دو امر چگونه سلوک خواهید کرد و رعایت حقوق آن بچه کیفیت بجا خواهید آورد و آن دو امر از یکدیگر جدا نخواهند شد تا در لب حوض کوثر بمن رسند بزرگی فرموده که حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم امت را بحوض کوثر وعده میداده و بعضی ازین امت جگرگوشگان ایشان را گرسنه و تشنه بشربت زهر و ضرب قهر هلاک کردند غزل
ای بجای تو من وفا کرده * تو مکافات آن جفا کرده * بوده بیگانه و ترا با حق * به نصیحت سخن آشنا کرده * من ترا چون بحشر تشنه شوی * وعدهٔ شربت صفا کرده * در مکافات تو حسین مرا * بغم آب مبتلا کرده * آن حسینی که جبرئیل او را * هر کجا دیده مرحبا کرده * فاطمه از برای تربیتش * صد سحرگاه ربنا کرده * در مقتل نور الائمه آورده اند که وقتیکه حسین با کودکان در محله از محلات مدینه بازی میکرد خواجهٔ عالم صلی الله علیه وسلم از گوشه در آمد و قصد کرد تا حسین را بگیرد حسین در میان کودکان میگریخت و خواجه از پی او می تاخت و او خود را بچپ و راست می انداخت حضرت صلی الله علیه وسلم گفت حسینا این چه گریز پائی ست حسین گفت شاها نمی گریزم ترا بجستجوی می آرم آری معشوق از جوینده پرهیز میکند نه فکر گریز میکند بلکه عاشق را در طلب تیز میکند القصه خواجه او را بگرفت تنگ در کنار کشید و دست دعا بر آورد که اللهم انی احبه فاحبه واحب من یحبه بار خدایا من حسین را دوست میدارم تو هم او را دوست دار کسی را که دوست دارد او را دران ساعت از عالم غیب پیام رسید که حبیب من این جگرگوشه تو بزودی به کربلا بریان خواهد شد آب ازین ریحانه گلشن نبوت باز خواهند گرفت بر درگاه ما لب تشنه دوست دارند و در راه ما رخسارهٔ بخون آلوده طلبند سر قربان ما سوگند سرهای بریده محبان خورند لاجرم او و پدر و برادر او بسعادت شهادت بدرگاه ما خواهند آمد علی بحربتی و حسن بشربتی و حسین بضربتی

قطعه

آن یکی را ضربت تیغ بلا بر فرق سر * وان دگر را شربت زهر عناد بکام دل * دیگری با حلق تشنه خورده تیغ آبدار * خاک دشت کربلا از خون پاکش گشته گل * آورده اند که در ایام منا در حجة الوداع سورهٔ کریمه اذا جاء نصر الله فرود آمد حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم با جبرئیل گفت ای برادر گوئیا مرا خبر دار میگردانند که ازین عالم می باید رفت جبرئیل گفت یا رسول الله وللآخرة خیر لک من الاولی هر آئینه عالم بقا ترا بهتر ست از دار فنا آنحضرت صلی الله علیه وسلم بعد از نزول این سوره بکار آخرت بیشتر از پیشتر جد و جهد میفرمود

وکلمات سبحانک اللهم وبحمدک اللهم اغفر لی انک انت التواب الرحیم تکرار می‌نمود گفتند
یا رسول الله چونست که این کلمات را بسیار می‌گوئی فرمود که بدانید و آگاه باشید که مرا
بعالم بقا خوانده اند و در گریه شد و گفتند ای سید سرور از مرگ می‌گریی و بتحقیق
که آمرزیده است حق سبحانه وتعالی گذشته و آینده ترا فرمود که کجاست هول اطلاع
بر فوت و تنگی قبر و تاریکی لحد و اهوال قیامت یعنی همه می‌باید دید و می‌باید کشید و متقرر است
که این سخن برای ارشاد و تنبیه سالکان میفرمود و اگر نه آن حضرت صلی الله علیه وسلم ازین خطرات
سالم و امین بوده و منقولست که چون سید عالم صلی الله علیه وسلم از فحوای سورهٔ فتح و مضمون
آیت الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی خبر ارتحال ازین عالم بی ثبات سریع الزوال
دریافت و شعشعهٔ آفتاب شوق رب الارباب و ذوق مراجعت بوطن اصلی و خیر المآب از مطلع
ارجعی الی ربک بر نفس مقدس او تافت به یکماه پیش از آنکه وفات کند خواص اصحاب را
بخانهٔ عائشه رضی الله عنها طلبید و چون نظر مبارکش بر ایشان افتاد قطرات عبرات از چشمهٔ چشم مبارکش
بگشاد و بیانا که آن گریه از غایت رحم و شفقت آن حضرت بود صلی الله علیه وسلم بر یاران
که ایشان را تحمل بار هجران و طاقت وداع آن جان جهان چگونه تواند بود **نظم** وداع یار و دیار
چگونه باز د بخیال ✤ شود منازلم از آب دیده مالامال ✤ میان آتش سوزنده ممکن است آرام ✤
ولی در آتش هجران قرار و صبر محال ✤ پس از سر اهتمام تمام بحبت حضار مجلس بساط دعا گستر انید
و فرمود مرحبا بکم فراخی عیش و دوام نعمت و کمال جمعیت بشما واصل باد و حیاکم الله بالسلام
و تحیت گوید خدای شما را بسلام که دلیل سلامت و وسیلهٔ کرامت ست جمعکم الله جمع دارد
خدای شما را و از تفرقه محفوظ سازد رحمکم الله رحمت کناد خدا مر شما را و مهربانی در بارهٔ شما پاینده
دارد حفظکم الله شما را از آفات و مخافات نگاه دارد جبرکم الله و شکستهای شما را به درستی
مبدل کناد نصرکم الله و در همه احوال یاری و نصرت دهاد رفعکم الله منزلت شما رفیع گرداند
وفقکم الله توفیق رفیق شما سازاد قبلکم الله شما را شرف قبول ارزانی دارد
شما را بر راه هدایت بدارادا و اکم الله در کنف لطف و پناه فضل خود جای داد و قاکم الله نگاه دارا
و حمایت کننده شما باد سلمکم الله از هر چه نباید و نشاید بسلامت دارا د رزقکم الله
از خزینهٔ افضال بی زوال شما را روزی دهاد و وصیت میکنم شما را بتقوی
و پرهیزگاری و ترسکاری از حضرت باری و شما را بخدای میسپارم و حق تعالی را

بر شما خلیفه خود میگردانم و شما را میترسانم از عتاب رب الارباب بدرستیکه من
از شما نذیر مبینم می باید که در طریق کبر و علو بر بندگان غلو ننمائید و در بلاد او فتنه
پدید نکنید که حق تعالیٰ فرموده که سرای آخرت یعنی نعیم او را آماده کرده ام برای
کسانیکه نخواهند تکبر و سربلندی در زمین و نه تباهی و طغیان و عاقبت پسندیده متقیان راست
اصحاب را ازین کلمات بابرکات چنان مفهوم شد که سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم یاران را وداع
میفرماید و این همه مبالغه بواسطه قرب سفر آخرت می نماید گفتند یا رسول اللہ وقت رحلت تو
کی خواهد بود و اجل مسمی کدام زمان روی خواهد نمود فرمود که هنگام فراق رسید و زمان بازگشتن ست
بخدا و وصول بسدرة المنتهی و جنة الماوی و رفیق اعلیٰ گفتند یا رسول اللہ غسل که بجا آرد و بدان
وظیفه که قیام نماید فرمود مردان اهل بیت من آنکس که بمن نزدیک ترست گفتند در چه جامه ترا
کفن کنیم فرمود که درین جامها که پوشیده ام اگر خواهید یا جامهای مصری یا حلهای یمنی
یا جامهای سفید گفتند یا رسول اللہ که بر تو نماز گذارد و همه در گریه افتادند حضرت نیز صلی اللہ علیہ
وسلم بگریه در آمد و گفت صبر کنید و جزع منمائید رحمت خدا بر شما باد و گناهان شما را بیامرزاد و شما را
از قبل پیغمبر شما جزای خیر باد و چون مرا بشوئید و کفن کنید همچنان بر جنازه درین خانه بر
قبر بگذارید و همه بیرون روید و بدانید که اول کسی که بر من نماز گذارد دوست من جبرئیل
خواهد بود پس میکائیل آنگه اسرافیل و بعد از ایشان ملک الموت با گروه انبوه از ملائکه پس
از ایشان شما فوج فوج در آئید و بر من نماز گذارید و ابتدا بنماز بر من مردان اهل بیت من
کنند بعد از ایشان زنان اهل بیت آنگاه سائر اصحاب گفتند یا رسول اللہ که شما را
در قبر فرود آرد فرمود که اهل بیت ضمیمن با گروهی از ملائکه مقربین که ایشان شما را ببینند
و شما نه بینید پس حاضران را خیر یاد کرد و گفت سلام من برسانید بدان جماعت از یاران
که غائب اند و هر کس که پیروی دین من کند تا روز قیامت او را بسلام از من مخصوص سازید
و به تحفه تحیت همه را بنوازید **بیت** روزی که ز تو سلام باشد ما را * آن روز فلک غلام
باشد ما را * بعد از تمهید قواعد وصیت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم مترصد می بود که آیا کی باشد
که ایام فانی این جهانی بانجام رسد و نفس مطمئنه را از حضرت جلال احدیت مژده فادخلی
فی عبادی پیغام رسد تا در شب چهارشنبه بیست و هشتم ماه صفر در سال یازدهم از هجرت
بزیارت گورستان بقیع توجه فرمود و گویند ابو مویهبه در ان شب ملازم آن حضرت بود

ابو مویهبه گوید که آن حضرت صلی الله علیه وسلم بجهت اهل مقبرهٔ بقیع زمانی طویل استغفار نمود و در
چندان دعای خیر کرد برایشان که آرزو بردم که کاش من از اهل آن گورستان بودمی
تا شرف آن دعا دریافتمی آنگاه روی بمن کرد و گفت ای ابو مویهبه خزاین ایات دنیا را
بر من عرض کردند و مرا مخیر ساختند میان آنکه در دنیا باقی باشم و بعد از آن به بهشت روم و لقای
پروردگار خود را بعد از بهشت بینم گفتم یا رسول الله پدر و مادرم فدای تو باد خزاین دنیا
و بقا در آن و بعد از آن بهشت را اختیار کن فرمود نی لقای پروردگار خود و بهشت را اختیار
نمودم منقولست که رسول صلی الله علیه وسلم شبی مامور شد که برود به بقیع و جهت اهل آن
مقبره استغفار کند حضرت چنان کرد و بازگشت و در خواب شد باز با وی گفتند و برو و برای
اهل بقیع استغفار کن باز برفت و طلب آمرزش نمود و باز آمد و باستراحت مشغول گشت باز
گفتند برو و برای شهدای احد دعا کن حضرت باحد رفت و در شان شهدای احد
دعای خیر بتقدیم رسانید و روایتی هست که بر شهدای احد نماز گذارد و بعد از هشت سال که
از واقعهٔ احد گذشته بود مراد آنست که ایشان را دعای خیر کرد و آمرزش طلبید و درین
اوقات گویی وداع احیا و اموات میفرمود و روز دیگر آن حضرت صلی الله علیه وسلم صداع
یافت گفت سر خود را العصابه ببست و آن روز نوبت میمونه بود و چون مرض اشتداد یافت
ازواج طاهرات همه آنجا جمع شدند حضرت صلی الله علیه وسلم فرمود که این انا غدا این فردا
کجا خواهم بود و این سخن را مکرر میفرمود فاطمه زهرا با امهات مومنان گفت که پیغامبر صلی الله علیه
وسلم را مشقت خواهد رسید که هر روز بخانهٔ یکی از شما تردد کند همه بر یک خانه راضی شوید ایشان
بر خانهٔ عائشه رضی الله عنها راضی گشتند پس آنحضرت صلی الله علیه وسلم از خانهٔ میمونه بیرون آمد دستی بر دوش
علی و دستی بر دوش فضل بن عباس نهاد و پایهای مبارک در زمین میکشید تا بحجرهٔ عائشه آمد
و در آنجا بستر مرض بینداخت و سائر زوجات آن سرور آنجا بخدمت وی قیام نمودند
و مرض ایشان روی بشدت نهاد و صعوبت نهاد و تب عظیم طاری شد عبدالله بن مسعود رضی
گوید در آن روز نزد رسول صلی الله علیه وسلم در حالتی که تب داشت دست بر وی
نهادم چنان گرم بود که دست تحمل آن حرارت نکرد گفتم یا رسول الله تب بغایت گرم
داری فرمود که آری بدرستیکه تب من چنان است که دو مرد از شما را تب گیرد گفتم پس ترا
دو اجر باشد فرمود که آری بخدای که نفس من بید قدرت اوست که هیچ احدی

بر سد و بر زمین نبود که ایذای از مرض وغیر آن بدو رسد الا آنکه خدا تعالی گناهان او را بریزاند
از وی چنانکه درخت برگهای خود را بریزاند و منقول ست از ابو سعید خدری رضی الله عنه که گفت
در آمدم نزد آن حضرت صلی الله علیه وسلم و قطیفهٔ بر خویش پوشیده بود و حرارت تب وی از بالای
قطیفه در می یافتم و دست تحمل آن نداشت که بی واسطه به بدن سرور رسانیم از روی تعجب سبحان الله
میگفتم فرمود هیچ احدی را بلای او سخت تر از بلای انبیا نیست و چنانچه بلای ایشان مضاعف ست
اجرهای ایشان نیز مضاعف ست بعضی از ایشان را حق تعالی مبتلا ساختی بفقر و درویشی تا بحدی
از ملبوس قادر نبودی بر غیر یک عبا که شب و روز همان پوشیدی و فرح انبیا به بلا زیاده بودی
از فرح شما بعطا آری محبان راه و مقربان درگاه را زخمی که از دوست رسد مرهم ست و المی که
برای دوست کشند عین عطا و کرم **قطعه** المی کز برای دوست کشم ✦ راحت جان مبتلای
من ست ✦ زخم او مرهم ست بر دل من ✦ درد او شربت دوای من ست ✦ و دو همین باب گفته اند
رباعی من خار غمش بصد گلستان ندهم ✦ خاک قدمش بآب حیوان ندهم ✦ دردی که
مرا در غم او حاصل شد ✦ آن درد بصد هزار درمان ندهم ✦ مادر بشر بن البرا گوید که برسول خدا
در آمدم در مرض الموت وتبی در غایت حرارت داشت گفتم یا رسول الله هرگز بر هیچکس مثل این تب
بر بدن تست نیافته ام فرمود برای آن چنین ست که اجر ما مضاعف ست ای ام البرا مردم در باب
مرض من چه میگویند گفتم میگویند مرض این حضرت ذات الجنب ست فرمود که سزاوار لطف و کرم الهی
نیست که آن مرض را بر پیغمبر خویش مسلط کند چه آن زحمت از همزات شیطانست و شیطان را بر من
استیلا نیست ولیکن این مرض من اثر آن گوشت زهر آلود ست که با پدر تو در خیبر خوردیم و هر چند
وقت اثر آن بر من تازه میشود و این زمان وقت انقطاع رگ حیاتست و گوئیا حکمت در آن
این بوده که پیغمبر را صلی الله علیه وسلم از مرتبهٔ شهادت نصیبی باشد و در روح الارواح آورده که عجب
سریست معدن فتوت با بضعه نبوت قرین شد دو در شاهوار پدید آمد که یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان
هر یکی میراث پدری بر داشتند پدر بزرگتر مصطفی بود صلی الله علیه وسلم باثر زهر از عالم رحلت فرمود
و پدر دیگر علی مرتضی بود بضرب تیغ توجه بسفر آخرت نمود حسن هم فرزند بزرگتر بود باتفاق
مصطفی صلی الله علیه وسلم شربت زهر چشید فرزند دیگر بود بموافقت مرتضی الم زخم تیغ
کشید سالها گذشت و هنوز ضرر آن زهر به هیچ تریاقی مندفع نگشته و قرنها بر آمده هنوز زخم آن
تیغ را مرهمی پدید نیامده و دیدهای دردمندان از اثر آن زهر گریان ست و سینهای ستمندان

صلی الله علیه وسلم فرمود که ای فاطمه جبرئیل مرا خبر داد که نیست هیچ زن از زنان مسلمانان که ذریت او اعظم باشد از ذریت تو پس باید که صبر تو از باقی زنان کمتر نبود و درین سخن ارشادی بود فاطمه را
باآنکه در مفارقت آن سرور باید که جزع ننماید و صبر کند چه بر خاطر عاطر آن حضرت صلی الله علیه وسلم
روشن بود که شکیبائی از ملاقات و مصاحبت آن حضرت بر فاطمه بغایت دشوار خواهد بود نقلست
در زمانیکه چشمم از جمالت جدا بود چندانکه چشم کار کند اشک ما بود گفتی وسلی که فارغ بوده ایم
بود که ایست در دوری دلبری چو تو اینها کرا بود و یکی از قضایا آن بود که چون مرض آنحضرت
اشتداد یافت فرمود که آب بر من ریزید از هفت مشک سر ناگشوده که از هفت چاه پر کرده باشند
که شاید خفتی یابم و بیرون روم و مردم را وصیت نمایم پس بدستوری که فرموده بود مرتب
ساختند و وی را در طشتی بزرگ نشانیده آب از آن مشکها بر وی ریختند تا وقتیکه بدست
مبارک اشارت فرمود که بس آنچه گفته بودم بجا آوردید پس وی را خفتی حاصل شد و بیرون
رفت و با مردم نماز گزارد و خطبه خواند و بعد از حمد و ثنای خداوند تعالی و استغفار بر
شهدای احد فرمود که انصار خاصهٔ من و محل سر من اند با ایشان هجرت کردم و مرا جای دادند
نیکان ایشان را گرامی دارید و از بدان ایشان درگذرانید مگر در حدی از حدود الله و در
روایتی آنست که چون انصار دیدند که مرض آن حضرت صلی الله علیه وسلم روز بروز زیادت
میگردد در خانهای خود آرام نداشتند و سراسیمه و حیران گرد مسجد نبوی می گشتند عباس
رضی الله عنه درآمد و حضرت را از حال انصار اعلام فرمود آنگاه فضل بن عباس درآمد و حال
انصار بعرض رسانید پس مرتضی علی بیامد و مثل آن کلمه معروض گردانید حضرت صلی الله علیه وسلم
دست خود برداشته و فرمود که یاران آن حضرت را مدد دادند تا نشست و فرمود که انصار چه گویند
علی گفت یا رسول الله میگویند می ترسیم که پیغامبر صلی الله علیه وسلم از دنیا انتقال فرماید
ندانسته ایم که بعد از وی حال ما چون شود پس سید عالم صلی الله علیه وسلم برخاست و دستی
بر دوش علی و یکی بر دوش فضل انداخت و بمسجد آمد و به پایهٔ اول از منبر نشست و عصابه بر سر
مبارک بسته بود و مردم بروی جمع شدند خطبه خواند و بعد از حمد و ثنا مهاجر و انصار را بیکدیگر
سفارش نمود و درباب قریش نیز سخنان گفت و ذکر آنها بتطویل می کشد روایت کرده اند
از فضل بن عباس که گفت رسول خدا صلوات الله وسلامه علیه در ایام مرض روزی
دست مرا گرفته از خانه بیرون آمد و بر منبر نشست و عصابه بر سر مبارک بسته بود و بلال را خوا

و فرمود که مردمان را ندا کن تا همه جمع شوند که میخواهم ایشان را وصیت کنم و بگو سخن این آخر
وصیت ست مر شمارا بلال بموجب فرموده عمل نمود و در بازارها و محلهای مدینه منادی کرد
تمام مردم از خورد و بزرگ چون آن ندا شنیدند روی بمسجد نهادند تا وصیت پیغامبر صلی الله علیه
وسلم بشنوند پس آن حضرت بمسجد تشریف فرمود بمنبر برآمد و خطبهٔ بلیغ ادا فرمود و گفت ای
گروه مردمان بدانید که اجل من نزدیک رسیده است و گویا می بینم شمارا که از من جدا شده اید
و من از شما جدا شده ام چون از من جدا شوید به تنهائی بلا جدا مشوید ای مردمان خدای را
هیچ پیغمبری نبوده است که جاوید در دنیا مانده باشد تا من نیز بمانم و مرا اشتیاق بلقای الهی
دریافته است و در روایتی آنست که گفت ای یاران من چگونه پیغامبری بودم شمارا
نه جهاد کردم در میان شما و دندان مرا بشکستند و رخسارهٔ مرا خون آلود ساختند و رنج و بلا کشیدم
و از جاهلان قوم سختیها دیدم و از گرسنگی بر شکم بستم گفتند یا رسول الله براستیکه تو در راه خدا
صابر بودی و مارا بحق راه نمودی و از بدیها باز داشتی خدا تعالی ترا از ما جزا دهد فاضلترین
جزای رسول الله صلی الله علیه وسلم فرمود که شمارا نیز جزای خیر دهاد و آنگه گفت پروردگار
من حکم کرده و سوگند خورده که از ظلم هیچ ظالم درنگذارد پس بخدا بر شما سوگند میدهم که هر کس که من اورا
زده باشم برخیزد و مرا قصاص کند و اگر ستمی نموده و قصوری بعرض او رسانیده ام مکافات
آن از من طلب نماید و اگر مال وی برده باشم نزدیک من بیاید و حق خود بستاند و نگوید که من میترسم
که اگر قصاص بستانم رسول با من عداوت پیدا کند بدانید که عداوت از طبیعت من نیست
و من از آن دورم و دوست ترین شما بمن آنکس ست که اگر حقی بر من داشته باشد استیفای
حق خود از من نماید یا مرا احلال کند تا بخدا وند خود طیب النفس و پاک واصل شوم و چنان گمان
می برم که یک نوبت کافی نیست شمارا لیعنی این معنی را مکرر خواهم ساخت تا هر کس را بر من
حقی باشد استیفای حق خود نماید پس از منبر فرود آمد و نماز پیشین بگذارد و باز بر منبر رفت و آن
مقاله را اعاده کرد مردی برخاست و گفت که یا رسول الله مرا نزد تو سه درم ست آنحضرت
صلی الله علیه وسلم فرمود که ما تکذیب نمی کنیم هیچ قائل را و سوگند نمی دهیم ولیکن آن سه درم بچه وجه
مرا ست گفت یا رسول الله روزی درویشی مسکینی بر تو بگذشت و سوال کرد مرا فرمودی
که سه درم بوی ده من بوی دادم و عوض بمن ندادی حضرت صلی الله علیه وسلم روی بفضل بن عباس
کرد و گفت سه درم بوی ده در سیر امام شهید امام اسمعیل خوارزمی رحمة الله در روضة الاسلام

آن ورق از چشم من غایب شد حضرت صلی الله علیه وسلم فرمود که ای فرزند [illegible]
که از چشم تو غایب خواهم شد و تو از من دور خواهی ماند [illegible]
و گفتند ای جد بزرگوار هر یک از ما چنان در خواب دیدیم که تخته در هوا می‌رفت و [illegible]
سرهای برهنه می‌دیدیم حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم فرمود که ای جانان جد آن تخته [illegible]
که بردارند و شما در زیر آن فرقهای مبارک برهنه کرده و گیسوهای مشکین پراگنده ساخته [illegible]
ام سلمه رضی الله عنها میگوید که ازین واقعات و تعبیر سید کائنات علیه افضل التحیات [illegible]
از اهل بیت برآمد و دیدها از اثر هجر آن گریان شد و جانها از شرر حرمان بریان گشت نظم
جانها در آتش ست که جانان همی رود سیلاب خون زدیده گریان همی رود [illegible]
[illegible] سلیمان همی رود [illegible]
[illegible]
همی رود و دیگر آنکه مرویست که قبل از وفات آن حضرت صلی الله علیه وسلم بسه روز جبرئیل آمد و گفت
پروردگار ترا سلام میرساند و مرا بتو فرستاده از جهت اکرام و افضال خاص بتو و چیزی را [illegible]
که وی داناترست بآن می پرسد که خود را چگونه می یابی پیغامبر صلی الله علیه وسلم فرمود [illegible]
خود را اندوهناک و مغموم و دردناک می یابم باز روز دیگر آمد و همین پرسش نمود و همین جواب
شنود و در روز سوم نیز همین سوال واقع شد آورده اند که در روز سوم ملک الموت بیامد
و ملکی دیگر اسمعیل نام که بر صد هزار ملک حاکم ست که هر یک از آنها بر صد هزار ملک دیگر حاکم اند
همراه بود پس جبرائیل گفت یا رسول الله این ملک الموت ست بر در ایستاده دستوری می طلبد
و هرگز از هیچ آدمی پیش از تو بقبض روح وی اذن نطلبیده و بعد از تو نخواهد طلبید [illegible]
فرمود که ای جبرئیل دستوری ده تا درآید ملک الموت بعد از آنکه دستوری یافت درآمد
و گفت یا رسول الله حق تعالی مرا بتو فرستاده است و امر فرمود که فرمان تو بجا آرم اگر [illegible]
روح ترا قبض کنم و بعالم بالا برم و اگر گوئی باز گردم حضرت بطرف جبرئیل [illegible]
ای سید بدرستیکه حق تعالی مشتاق لقای تست پس حضرت فرمود ای ملک الموت [illegible]
کردار خود مشغول شو که من نیز شوق لقای حق سبحانه دارم گوییا از مراد قاصد [illegible]
لاریب بگوش هوش آنحضرت فرو میخواند نظم تو باز ذروه نازی مقیم سدره [illegible]
قرارگاه چه سازی درین نشیمن فانی + تو مرغ عالم قدسی حریم مجلس انسی

از این حال شما یکجا خواهید شد شاهزادگان می گفتند ای جد بزرگوار بسیار بوسه که بر روی ما
داده‌ای و رخسار ما بسینه خود باز نهاده‌ای پس از تو ما را که باشد که غمخواری و دلنوازی
ما کند هاشمی گفت [illegible] اگر مرا غمی باشد با که گویم و اگر حسن و حسین را آرزوی باشد از که
جویند [illegible] ای ملجای بیکسان و ای دستگیر
بیچارگان ما از فراق تو چگونه صبر توانیم کرد [illegible] بی دیدار مبارکت چه سان توانیم بود نظم

در غم آباد جهان بی یار بودن مشکل است ❊ [illegible] بی غمخوار بودن مشکل است ❊
رفت دلدار و دل خون گشته را با خود ببرد ❊ [illegible] بی دل و دلدار بودن مشکل است ❊

راوی گوید که بعضی از خواص اصحاب [illegible] علیه و سلم بودند از گریه حسن و
حسین [illegible] می نیز بگریست
[illegible] گریه بسیت فرمود
[illegible] ازبرای [illegible] جسم [illegible] شفقت برامت
[illegible] ایشان [illegible] آنگاه گفت که بخوانید برای من برادرم علی را تا علی
بیامد و بر بالین وی بنشست حضرت صلی الله علیه و سلم سر خود را از بستر برداشت امیر در زیر بغل وی
درآمد و سر مبارکش بر بازوی خود نهاد و آن سرور بعضی وصیتها با وی فرمود
و از مرتضی علی نقل کرده اند که حضرت هزار باب از علم در من آموخت که از هر بابی هزار باب دیگر
بر من مفتوح شد آورده اند که چون ملک الموت آمد در صورت اعرابی و دستوری طلبید حضرت
صلی الله علیه و سلم وقت یافت و اهل بیت را خبردار گردانید که دوست فرمود که بگوییدتا درآید
پس عزرائیل درآمد و گفت السلام علیک ایها النبی بدرستیکه خدا تعالی ترا سلام میرساند
و مرا فرموده که قبض روح تو نکنم مگر باذن تو آن سرور فرمود که ای ملک الموت مرا با تو حاجتی
هست عزرائیل گفت یا رسول الله آن چه حاجت است فرمود که آن میخواهم که روح مرا قبض
نکنی تا زمانی که برادرم جبرئیل بیاید ملک الموت گفت فرمان بردارم پس حق تعالی
امر فرمود با مالک دوزخ که روح مطهر حبیب من محمد را بآسمان خواهند آورد آتش دوزخ را فرو
نشان و بمیران و وحی کرد برضوان که برای روح مقدس مصطفی من بهشت را آراسته
گردان و پیغام رسید بحورعین که خود را بیارایید که روح دوست من میرسد و ملائکه ملکوت
[illegible] که روح محمد می آید

مشارک و متاهم اند و از گریه و ناله محزون و متالم **غزل** ای زهرا شد زمین و آسمان بگریسته
سینه و دل خون شده روح و روان بگریسته + کن فکان چون غالب اند تو چو جانست لاجرم + در عزای
تو تمام کن فکان بگریسته + نه همی ما خاکیان بهر تو ماتم داشتیم + بلکه رضوان نیز
در باغ جنان بگریسته + خون گری ای دیده بهر سید کربلاش + جبرئیل اندر نقاب
با قدسیان بگریسته + آدم و نوح و خلیل و موسی و عیسی هم + در عزای سید آخر زمان بگریسته
اهل بیت اندم که گریان گشته از بهر رسول + سنگ خارا بر دل پر دردشان بگریسته +

عظم الله اجورنا بمصابنا بحضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم وارزقنا الله وایاکم شفاعته
الکبری وادخلنا تحت لوائه الاعظم **باب چهارم در بعضی از احوال**
فاطمه رضی الله عنها از وقت ولادت تا زمان وفات بباید دانست که حضرت
رسالت را صلی الله علیه وسلم از خدیجه کبری رضی الله عنها دو پسر و چهار دختر بوده از پسران
یکی قاسم بود که آن حضرت را صلی الله علیه وسلم بدو کنیت کرده ابوالقاسم گفتندی و دیگر عبدالله
که طیب و طاهر لقب اوست و در زمان اسلام متولد شده بود اما دختران زینب رض بوده
و ام کلثوم و رقیه و خرد ترینه بقول اشهر فاطمه است و گویند رقیه و همه فرزندان در زمان
حیات آن حضرت صلی الله علیه وسلم وفات یافتند الا فاطمه رض و در ولادت فاطمه رض اختلاف
بسیار است بعضی برانند که ولادت او در سال سی و چهارم بوده از واقعه فیل یعنی پنج سال
پیش از نبوت و بقولی در سال چهل و یکم واقع شده و شیخ ابو جعفر بن المختار در کتاب ...
از امام محمد باقر نقل کرده که ولادت فاطمه رض بعد از بعثت بوده به پنج سال و شیخ مفید در روضة
الواعظین آورده که چون خدیجه بفاطمه حامله شد حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم مژده داد
که ای خدیجه جبرئیل مرا خبر داد که این فرزند دختریست فاطمه رض نام که وی ستوده انبیا
پاک و پاکیزه و با برکت و خجسته آمد چون ولادتش نزدیک رسید خدیجه رض ...
فرستاد از قریش که بیایید و از من کفایت کنید آنچه زنان ...
ایشان جواب باز دادند که ای خدیجه تو ما را عاصی شدی ... قول ما قبول نکردی
و زن یتیم ابوطالب شدی ... بر توانگری اختیار کردی ...
می کنم خدیجه از این سخنان ملول شد که ناگاه چهار زن بروی ظاهر شدند گندم گون و دراز بالا
چنانچه گفتی زنان بنی هاشم اند خدیجه چون ایشان را بدید بترسید یکی از ایشان گفت

اے خدیجه مترس را بخود راه مده که خدا تعالی مارا بتو فرستاده است و ما خواهران توایم
من ساره ام و این دیگری مریم بنت عمران ست و سوم کلثوم خواهر موسی و چهارم آسیه زن
فرعون و اینها همه رفیق تو خواهند بود در بهشت پس یکی از راست وی نشست و دیگری
از جانب چپ و یکی از پیش روی و دیگری در عقب و فاطمه متولد شد طاهره و مطهره و چون
بزمین آمد نوری ازوی درخشان گردید چنانچه بجانهای مکه را احاطه کرد و از مشرق و مغرب
زمین هیچ جای نماند الا که بدان نور روشن گردید **بیت** بر آسمان رسالت هلالی از نو
تافته * بوستان نبوت گلی ز نو شگفته * چمن دولت احمدی صلی الله علیه و سلم
نهالی برومند و گلشن سعادت محمدی صلوات الله و سلامه علیه غنچه دلبند آراسته شد
در ریاحین ریاض عصمت در بساتین قدس و طهارت نسیم جمال و شمیم کمال پیراسته گشت
بیت تبارک الله ازین خجسته اختر گشت * ز نور طلعت او بیت فضل نورانی * و مرویست
که حق سبحانه ده حوری از بهشت بحجره طاهره حضرت رسالت صلی الله علیه و سلم فرستاد و با
هر یکی طشتی و ابریقی بود و در ان ابریق آب کوثر بود پس آن زن که در پیش روی خدیجه بود فاطمه را
برگرفت و بدان آب بشست و خرقه سفیدی بیرون آورد بغایت خوشبوی و وی را در ان
خرقه پیچید و رقعه دیگر پاکیزه با رائحه طیبه بطریق مقنعه بر سر وی افگند و گفت بگیر ای خدیجه
وی را پاک و پاکیزه که برکت کرده اند بر وی و بر نسل وی و دیگر زنان نیز تهنیت گفتند
خدیجه وی را فرا ستد شاد و خندان و حضرت رسالت پناه صلی الله علیه و سلم در آمد خدیجه فاطمه را
در کنار پدر نهاد و حضرت صلی الله علیه و سلم او را فاطمه نام کرد و کنیت او ام محمد ست و لقبش
راضیه و مرضیه و میمونه و زکیه و بتول و زهرا و وی را فضائل بسیارست و مناقب بیشمار در روضة الاحباب
آورده که از عائشه رضی الله عنها پرسیدند که از زنان که دوست تر بود بر رسول صلی الله علیه و سلم
گفت فاطمه گفتند از مردان گفت شوهر وی و به ثبوت پیوسته که روزی حضرت رسالت پناه
صلی الله علیه و سلم در جمیع صحابه فرمود که زنان را چه بهتر یاران ندانستند که جواب چه گویند
امیر المؤمنین علی بخانه آمد و آنچه در مجلس گذشته بود با فاطمه باز گفت فاطمه گفت چرا نگفتی که زنان را
آن بهتر است که مردان را نه بینند و مردان ایشان را نه بینند پس علی بمجلس حضرت مراجعت
نمود و این جواب را بآن سرور بگفت فرمود که از که تعلیم گرفتی گفت از فاطمه حضرت فرمود که
فاطمه بضعة منی او پاره ایست از من و بصحت پیوسته که خدا تعالی خشم گیرد بخشم فاطمه و خشنود

شود بخوشنودی او آیا فاطمہ از کشندگان فرزند خود خشمناک خواهد بود یا خشنود آن
خود محالست کہ بتول زہرا از قاتلان اولاد پاک خود خشنود باشد وبیشک بر ایشان غضب
خواهد داشت وغضب فاطمہ سبب غضب خداوندست پس آن ظالمان بخشم خدا گرفتار
خواهند بود وعذریکہ درین باب گویند عذر قبول نخواهد یافت **بیت** قتل اولاد نبی آنگاه عذر
بے شک آن عذریست بدتر از گناه ❊ در اخبار آمده است کہ روزے سید انبیا صلوات اللہ
وسلامہ علیہ بغزوی رفتہ بود مرتضے علی را با خود برده وحسن وحسین طفل بودند مگر حسین ع
از خانہ بیرون آمده بخرماستانهای مدینہ افتاده بود وبهر طرف میگشت ودرختان را تفرج
میفرمود ناگاه یهودیے کہ نام او را صالح بن رقعہ مے گفتند آنجا بگذشت ونظرش بر حسین
افتاد فے الحال او را بگرفت وبخانہ خود برده جائے پنهان ساخت روز بپایان رسید وحسین
حسین پیدا نشد دل خاتون قیامت بجوش آمد وزبان مبارکش در خروش را وے
گوید کہ سیدة النسا پس در حجره ہفتاد بار آمده بود وباز گشتہ وکسے پیدا نشد کہ او را از حال
حسین خبر دهد آخر روے بحسن کرد کہ ای جان مادر برخیز وطلب برادر کن دل مجروح من
او میسوزد وہر دم شعلہ اندوه در کانون سینہ کینہ من بر مے افروزد حسن برخاست
واز مدینہ بیرون آمده گرد خرماستانها مے گشت ومیگفت یا حسین ابن علی یا قرة عین
اے لبنے این انت توکجائے وچرا دیدار عزیز خود بہ برادر نمے نمائے **بیت**
دل ما تمام بردے رخ خود نمی نمائی ❊ بکجات جویم ای جان کہ بر تو کجائی حسن نعره
میزد وجواب نمے آمد ناگاه آہوے پیدا شد فے الحال بزبان حسن جاری گشت کہ اے ظبی
ہل رایت اخی حسینا اے آہو برادرم حسین را دیدے آہو بفرمان حضرت آفریدگار
وبمیمنت سینہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بسخن در آمد وگفت اے نور دیده
وسرور سینہ زہرا وحیدر اخذه صالح بن رقعة الیهودے او را صالح یهودی
گرفتہ است واخفاه فے بیتہ ودر خانہ خود پنهان کرده این گنج
جوهر را در خزانہ او طلب شاهزاده حسن خرامان بدر خانہ صالح آمد وآواز داد صالح بیرون
آمد حسن گفت ای صالح برادرم حسین را از خانہ بیرون آور ومن سپار والا پدر ومادرم را
بگویم تا یک یارب سحرگاہے از حضرت الٰہی درخواهد تا جهودے بر روی زمین زنده نماند
وپدرم را بگویم تا بزخم تیغ آبدار دمار از یهود نابکار بر آرد واز جدم درخواست کنم تا نفرین کند

جعبهٔ اخلاص بیرون کشیده در کمان یقین پیوند دو بهدف قابع سیبن اندازد تا حق سبحانه
اجابت نموده تمام یهود سبحان شوند صالح ازان گفتگو متحیر و دران جستجو متعجب شده [illegible]
گفت ای پسر مادر تو کیست گفت مادرم زهرهٔ زهرا و روضهٔ خضرا و صفوت خانوادهٔ رسالت
واسطهٔ قلادهٔ عزت و جلالت درهٔ صدف عصمت غرهٔ چهرهٔ علم و حکمت نقطهٔ دایرهٔ مناقب و
مفاخر کلمهٔ نامیهٔ محامد و مآثر وجود مبارکش از سیب بهشت سرشته در قبالهٔ او آزادی
عاصیان نوشته مادر سادات مجمع سعادات چشم بر هم نهاده از بهر او اهل عرصات بتول عذرا
فاطمه زهرا صالح گفت مادرت را دانستم پدرت کیست گفت پدرم شیر یزدان و شاه مردان بدو
شمشیر حرب کننده و در میدان بدر و حنین نیزه طعنه زننده بر اهل انکار و عدوان بدو قبله با مصطفی
نماز ادا کرده و شب غار جان خود را برای سید انس و جان فدا کرده و جبرئیل بجوانمردی او
از آسمان ندا کرده خدایش علی نام کرده و رسول در تعظیمش اهتمام کرده سید غالب مجموع غالبها
مطلوب هر طالب علی بن ابیطالب کرم الله وجهه صالح گفت پدرت را هم دانستم جدت کیست
گفت در نبیت از صدف شرف خلیل میوهٔ ایست از درخت بخت اسمعیل نوریست فروزان
از قندیل تهلیل آویخته از ذروهٔ عرش ملک جلیل هر که نماز خفتن گذارده در مسجد اقصی سنت
ادا کرده در بیت المعمور نماز وتر قیام نموده حق سبحانه برو سلام فرموده از عرش مجیدش
بگذرانیده بمقام قاب قوسینش رسانیده رسول ثقلین امام عالمین سید کونین انتظام
دارین مقتدای اهل حرمین پیشوای اهل مشرقین و مغربین جد سبطین سندین حسن
منم و برادرم حسین شاهزاده این مناقب ادا مینمود صیقل کلامش غبار کفر از آئینهٔ دل
صالح میزدود و آب ندامت از دیده می بارید و بدیدهٔ حیرت در روی حسن می نگریست
ای [illegible] عالم جان ماه روی تو * صد دل اسیر سلسلهٔ مشکبوی تو * کردی سخن ادا و
شنید [illegible] پر در شاهوار شد از گفتگوی تو * پس گفت ای جگر گوشه
رسول خدا ای نور دیدهٔ علی مرتضی و ای سرور سینهٔ فاطمه زهرا پیش از آنکه برادرت را
[illegible] بزرگوار خود به بینم دل [illegible] نگار و کلمهٔ شهادت بر من عرض فرمای
تا [illegible] اسلام [illegible] معتقد فرمان قرآن شوم حسن اسلام برو عرض کرد و صالح
[illegible] مسلمان شد و بخانه درون رفته دست حسین گرفته بیرون آورد و دید
[illegible] سرخ و سفید [illegible] ایشان نثار کرد و دست برادر گرفته بخانه باز آمدند

دفاطمہؓ را دل مبارک آرام گرفت ہیبت رنج نمودی و دلم را فرحی روے نمود تا آمدی و دردت جان بہ تنم باز آمد ❊ روزے دیگر صالح باہفتاد تن از قوم خویش مسلمان شدہ بر خانہ فاطمہؓ آواز شہادت بر کشیدہ محاسن سفید در آستانہ خانہ زہرا مے مالید و بسوز سینہ و نیاز تمام مے نالید و میگفت اے دختر مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم بدکردم کہ فرزند ترا بیازردم از ان حرکت پشیمان شدم کفر را بگذاشتم و مسلمان شدم از سر گناہ من درگذر فاطمہؓ بوے پیغام فرستاد کہ من از حصہ خود گذشتم و نصیب خویش عفو کردم اما ایشان فرزندان مرتضےٰ اند ازو عذر باید خواست صالح صبر کرد تا مرتضےٰ از غزوہ باز آمد صالح امیر را ملازمت کردہ صورت حال باز نمود علے فرمود کہ اے صالح من خوشنود گشتم و از سر گناہ تو درگذشتم اما ایشان ریحان روضہ رسالت اند و نہال حدیقہ جلالت اند جگر گوشگان سید عالم اند نور دیدگان خواجہ اولاد آدم اند برو نزد آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم و از و عذر خواہ صالح گریہ کنان نزد رسول خدا صلوات اللہ وسلامہ علیہ آمد و گفت یا سید المرسلین و یا رحمۃ للعالمین صالح خطا کرد و با جگر گوشہ تو جفا کرد کہ او را بے اجازت مادر و برادر بخانہ برد و چون واقف شد فے الحال برادر را سپرد و اکنون کمر اسلام بربست و بر عتبہ متابعت شرع و سنت نشست توبہ و انابت پیش آورد و بر آنچہ کردہ بود حسرت بسیار خورد و ہیچ روے آن دارد کہ بروے رحم آرے و از گناہ وے درگذرے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمود کہ اے صالح من از بہرہ خود درگذشتم اما ایشان برگزیدگان خدا اند اگر وے از تو خشنود گردد ز بابہاے تو ہیچ درگذرد و صالح بیچارہ روے در صحرا نہاد و تضرع و زارے مے کرد کہ خدایا زیان کردہ ام جان را تباہ کردہ ام و نامہ عمل خود را بدین بے ادبے سیاہ کردہ ام ربا تعے یارب بدر تو عذر خواہ آمدہ ام ❊ بگریختہ بودہ ام براہ آمدہ ام ❊ اکنون زپئے عذر گناہ آمدہ ام ❊ بپذیر کہ بس تباہ آمدہ ام ❊ ہفدہ شبانہ روز میگریست و در صحرا مے گشت و نالہ و زارے میکرد میگذشت روز ہژدہم جبرئیل امین از حضرت رب العالمین در رسید و سلام میرساند و میفرماید کہ آن پیر مجروح را باز خوان کہ ما توبہ وے قبول کردیم و از ما ہا ان ورزنہ عفو در کشیدیم و نام او را در جریدہ دوستان ثبت نمودیم عزیز من درین معنی نظر کن کہ کافرے چنین خطا کرد حسین را بخانہ برد و پنہان ساخت نہ او را طپانچہ زد و نہ درد وے رنج رسانید بعد از ان از کردہ پشیمان شد کفر را بگذاشت و مسلمان شد این ہمہ تضرع بایستی کرد تا حق جوانمردی

از خشنود گرد و آن ستمگاران که جگر گوشهٔ زهرا را بزهر قهر بشتافتند دو پاره ساختند و فرزند
پسندیده مرتضی را بتیغ بیدریغ بشتافتند و دو تن در بوتهٔ کربلا با آتش کرب و بلا بگداختند
تا حال ایشان چگونه خواهد بود **نظم** ای کمربسته بخونریزی اولاد رسول * هیچ هست
آخر ز خداوند جهانت شرم * هیچ اندیشه نکردی که رسول ثقلین * از پی حرمت ایشان
چه وصیت فرمود * آه ازان دم که شود فاطمه از جور تو داد * مصطفی بر تو غضبناک و علی خشم آلود
آمدیم باذکر بعضی از مناقب فاطمه در اخبار وارد شده که حذیفه بن الیمان رضی الله عنه گفت
روزی مادر من از من پرسید که چند گاه است که پیغامبر را صلی الله علیه وسلم ندیده گفتم
چندین وقت است مرا خواری کرد و دشنام داد گفتم بگذار تا بروم و با آن حضرت صلی الله علیه وسلم
نماز شام بگذارم و از برای تو و خود التماس کنم که طلب آمرزش نماید دستوری داد برفتم
و با حضرت رسول صلوات الله و سلامه علیه نماز شام و خفتن گذاردم چون از نماز فارغ شد برخاست
و متوجه حجرهٔ طاهره شد من هم از عقب وی روان گشتم دیدم که در راه شخصی وی را پیش آمد
و در طریق مساره با وی سخنی گفت و غایب شد باز آن سرور روان شد و من از پی رفتم
آواز پای مرا شنود فرمود این کیست حذیفه است گفتم آری پرسید که حاجت تو چیست
گفتم آنکه برای من و مادر من آمرزش طلبی فرمود که غفر الله لک و لامک پس گفت
این شخص که مرا در راه پیش آمد دیدی گفتم بلی یا رسول الله فرمود که ملکی بود هرگز پیش از این
بزمین نیامده از پروردگار خود دستوری خواسته که بر من سلام کند و بشارت دهد مرا که فاطمه
سیده زنان اهل بهشت و حسن و حسین سید جوانان اهل بهشت خواهند بود و در حدیث از انس
بن مالک رضی الله عنه آمده که حضرت صلی الله علیه وسلم فرمود بس است ترا از زنان عالمیان یعنی
از آنها که بسمت مناقب و معالی آراسته اند مریم بنت عمران و خدیجه بنت خویلد و فاطمه بنت محمد
و آسیه زن فرعون بنت مزاحم و ابن خالویه در کتاب آل از امام حسن عسکری نقل میکند
که چون حق سبحانه و تعالی آدم و حوا را در بهشت متمکن ساخت ایشان در روضهٔ فردوس میخرامیدند
و خود را در نهایت عزت و احتشام میدیدند وقتی آدم بحوا گفت که خدا از تو نیکوتری نیافریده است
و بر لوح وجود هیچ کس رقمی زیباتر از تو ندیده حق سبحانه وحی کرد بجبرئیل که ایشان را
بفردوس اعلی بر چون آدم و حوا بفردوس اعلی در آمدند نگاه کردند دختری دیدند بر بساطی
از بساطهای بهشت نشسته و تاجی از نور بر سر او و دو گوشواره از نور در گوش و ساخت

بہشت از نور روی وی درخشان گشتہ مصرع از رخ منور وی عالم تمام نور گرفت ❊ آدم گفت ای جبرئیل آن دوست من این دختر چہ کس ست بدین زیبائی کہ ریاض جنان از نور روی وی چنین نورانی گشتہ جبرئیل گفت این فاطمہ است دختر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ از فرزندان تو پیغمبر آخر الزمان خواہد بود و گفت آن تاج چیست بر سر وی گفت زوج وی علی ست گفت آن گوشوارہا چیست در گوش وی گفت فرزندان او حسن و حسین اند آدم گفت ای جبرئیل ایشان پیش از من آفریدہ شدہ اند جبرئیل گفت ای آدم ایشان موجود بودند در خامۂ علم الٰہی پیش از آنکہ تو آفریدہ شوی بچہار ہزار سال قطعہ آن دم کہ خانہ بہر کوی تو ساختیم ❊ آدم ہنوز محرم خلد برین نبود ❊ آن دم کہ ما بہار کرامت در آمدیم ❊ جبرئیل برخزانۂ رحمت امین نبود ❊ و از عائشہ رضی اللہ عنہا بصحت رسیدہ کہ گفت بیرون رفت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم و بر وی کسائی بود از پشم حسن پیش آمد وی را در زیر آن کسا در آورد و حسین نیز بیامد او را جای داد و علی و فاطمہ بیامدند ایشان را نیز در ان کسا در آورد پس گفت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا آیہ یعنی جز این نیست کہ خدا میخواہد کہ ببرد از شما رجس را ای اہل بیت و پاکیزہ گرداند شما را پاکیزہ گردانیدنی و در شان این چہار کس نص ہست کہ انا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم یعنی نیست کہ من حرب کنم با کسی کہ با ایشان حرب کند و صلح دارم با کسی کہ با ایشان صلح دارد و حضرت فاطمہ ہشت سال در ملازمت پدر بود و از ان حضرت کرامات بسیار منقول ست یکی آنکہ در بعضی کتب آوردہ اند کہ روزی حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم در مسجد الحرام نشستہ بود و پشت بدیوار کعبہ باز نہادہ جماعتی از خواتین قریش خرامان در لباس ناز و عیش و شادان بمقام مفاخرت و طیش نزد آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیامدند و گفتند ای محمد اگرچہ بذات از تو بیگانہ ایم اما بہ نسبت قرابت یگانہ و در یک شہر ہم خانہ ایم میخواہیم کہ یکی سرشتہ از تو بریدہ گردانیم امروز ترتیب عروسی داریم و کار زفافی میسازیم و فلان دختر را بفلان کس میدہیم دختر خود فاطمہ را بفرست تا عروسی ما را تماشا کند و رسم خویشاوندی بجا آرد و بقدم خود منزل ما را رونقی بخشد و محفل ما را زیب و زینتی ارزانی فرماید خواجہ تا ملے فرمود آنگاہ سر برآورد و گفت نیکو باشد شما بروید تا من فاطمہ را بفرستم ایشان برفتند و حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم بخانۂ فاطمہ آمد و گفت ای جان پدر ما را فرمودہ اند کہ با خلق

انفعال من اند ر هجران ما در زار زار سے نالم **نظم** هر گه که دلم ز غصه دلدار بنالد [illegible] از
ناله زارم در و دیوار بنالد * غم نیست مکن ای دوست اگر زار بنالم * کانرا که فراقیست بنا چار بنالد
فاطمه این میگفت و قطرات حسرت بر رخساره میبارید حضرت رسول صلی الله علیه وسلم
نیز بگریه در آمد و گفت اے جان پدر ملول مشو و اندیشناک مباش ایشان لباسهای فاخره و
زیورهای مکلل نزد ما قدرے و قیمتے ندارد تاج بر سر دارد گوهرے دارد که رائحه کریه
او مشام را ایذا میکند و طاوس لباس فاخر می پوشد گوئی پوشش پاهای سیاه
او را رسوا میسازد امروز آنها که چون گل لباس از [illegible] سرخ پوشیده در چمن تکبر جلوه میکنند
فردا مانند خار بے قیمت هیمه آتش دوزخ خواهند بود خواهر ابوجهل پسر ابوجهل اگر امروز طوق
زرین در گردن دارد فردا غل آتشین بر گردن خواهد داشت و دختر عتبه اگر درین دنیا [illegible]
عشرت تکیه میزند در آخرت با پدر عتبه عذابش بار خواهند داشت اے دختر با افتخار [illegible] گلیم فقر
که موسی کلیم باگلیم محرم ذروه طور و مقرب قبه نور شد **قطعه** با گلیم فقر که
تاری ازان به است * از جامه های نفیس و دیبای ششتری [illegible] پلاس فقر که در دیده [illegible]
بیا بنز از ملابس خز است عبقری * الحال درین سخن بودند که جبرئیل امین [illegible]
در رسید و گفت یا رسول الله خدا ترا سلام میرساند و میفرماید که فاطمه را بگو تا دران عروسی حاضر
گردد آنجا بمقدم او سرے عجیب و حالے غریب ظاهر خواهد شد و بعضے ازان زنان صید [illegible]
خواهند گشت و برکت قدومش از قید کفر خلاصی خواهند یافت پس خواجه عالم صلی الله علیه وسلم
گفت اے جگر گوشه من اینک آینده وحی و رساننده قواعد امر و نهی طاوس ملائکه از آشیانه
سدرة المنتهی رسید و فرمان حضرت عزت میرساند که فاطمه را بگو تا با جمع [illegible] و فاطمه فرمود که
ای پدر اے سید البشر اے شفیع روز محشر من نافرمانی نمیکردم این اندیشه [illegible]
که دنیا سرای ماتم ست در سرای ماتم تماشای عروس عجب نماید این زمان که حکم [illegible]
توقف را مجال نماند پس حضرت بتول عذرا مقنعه فقر بر سر افگند چادر [illegible]
پدر چون خورشید انور تنهای بخادمه و حاجبه روان شد **مصرع** الشمس بحیاة السما فریدة
آفتاب در میان ستارها بر آسمان یگانه است * **بیت** چه غم خورشید تابان را
اگر تنها رود در ره * چه غم سرو خرامان را اگر تنها برون آید * آورده اند که حضرت عزت
بحفظ عصمت دامن خلقان او را از نظر خلقان پوشیده میداشت دختران قریش

همه چشم نهاده و خاتونان عرب مجموع گوش گشاده که درین ساعت دختر محمد صلی الله علیه
وسلم درآید با خرقهٔ کهنه و مقنعهٔ پشمینه چون علی و حلل نا بیند از لباس و پیرایه با ما بطور دیگر درآید
همراهیان از رشک آن آب اندوه از دیده وے روان شود و آتش حسرت و غم در دل ایشان
علم زند ایشان درین اندیشه بودند که آواز برآمد که اینک فاطمه آمد چون که از سرا قدم در آستانهٔ
خانه نهاد چهار دیوار خانه از شعشعهٔ جمال او چون چشمهٔ خورشید روشن و درخشنده گشت فاطمه نه برسم
جاهلیت بلکه بطریقهٔ اسلام بر اهل مجلس سلام کرد **بیت** کردے سلام ذوق سلامت بجان
بدل رسید ❊ وین خانه از سلام تو دار السلام شد ❊ جماعه زنان آن محفل را از حیرت مجال جواب نبود
اما دیدند که دختر خیر البشر خرامان خرامان مے آمد و دامن ها که چشم روزگار چنان جامها ندیده
در پاے کشید مرصع بدر شاهوار و یاقوت آبدار و لعل درخشنده و فیروزهٔ درخشنده و زمرد
تابنده که دیده از مشاهده جواهر آن خیره شود و بر سر دست برنجن از زرے که کسی در کان دنیا
چنان زر خالص ندیده و دست تصرف هیچ زرگران نرسیده و در دستارچه‌ها
مرواریدها از اطراف جامه‌اش در آویخته زیباے حله و حلیهٔ او آب روے همه پیرایها ریخته
حوران بهشت و کنیزان پاکیزه سرشت در خدمتش روان شده یکے شقهٔ چادر مطهرش
بدست ادب برداشته تا از غبار زمین آلوده نگردد دیگرے دامن مقنعهٔ پاکیزه‌اش بطریق
احترام برگرفته تا گرد بر وے نه نشیند دیگرے مروحهٔ صفا در دست گرفت و او را باد میکرد
یکے مجمرے از عود در پیش آورده تا رایحهٔ آن مشام عالمیان را معطر سازد یکے جهت دفع
چشم اعدا اسپند مے سوخت دیگرے براے سلامت حال دوستانش دعا میکرد بدین
لطافت و دبدبه و آرایش و کوکبه فاطمه بدان خانه درآمد و زبان زمان میگفت **غزل** تو از
برون که باز آئے بدین خوبی و زیبائے ❊ دری باشد که از رحمت بروے خلق بگشائی ❊ بزیورها
بیارایند وقتی خوب رویان را ❊ تو سیمین تن چنان خوبی که زیورها بیارائی ❊ ملامت گوی
بیحاصل ترنج از دست نشناسد ❊ دران ساعت که چون یوسف جمال از پرده بنمائے ❊
چشم خواتین عرب به پیرایه گوهر صدف خلق و ادب افتاد دیدهٔ ایشان خیره و آئینهٔ عقل و
هوش ایشان تیره گشت از زیباے خود برجسته با یکدیگر مے گفتند آیا این دختر کدام سلطان
است و این محترم کدام خاقان ست **قطعه** این کیست این این کیست این در حلقه
ما ناگاه آمده ❊ این نور الهیست این از نزد الله آمده ❊ این بخت و دولت را نگر این لطف

در حمت رانگر * در چارهٔ بد اختران بار وی چون ماه آمده * این کرامت نا توان ستند که
نور چهرهٔ او آفتاب و ماه را تخلیه میکند. این جامها از کجاست که در خزاین ملوک عرب چنین
لباس نباشد مگر این جامها را چرب دستان مصر و اسکندریه بافته اند و پود و تار آن را اهل صنعت
روم و فرنگ تافته ایشان نه دانستند که آن البسه از جامه خانهٔ غیب بوده و با جامهای فاطمه
در نظر ایشان اطلس و دیبا نموده چون دانستند که فاطمه است لرزه بر اعضای ایشان فتاده
پیشگاه سریر با فاطمه گذاشتند و هر یک در گوشه سر انفعال در پیش انداختند بیت سر زمین
کز برمه و خور حسن میفروخت * چون تو در آمدی پی کاری دگر گرفت * جمیع کافرات که مدد
توفیق از ایشان منقطع بود از آن مجلس فرار نموده آن صورت را بسحر حضرت رسالت
صلی الله علیه وسلم حمل کردند. و جماعتی دیگر که آنجا قرار داشتند زبان اعتذار خواهی کشاده گفتند
ای دختر مصطفی ما ترا تکلیف کردیم مبادا که غباری بر خاطر عاطرت نشسته باشد حالی
فرمای که بدان قیام نمائیم که سبب خوشنودی تو گردد از طعامها چه پیش آریم از شربتها
کدام مهیا سازیم فاطمه فرمود که خشنودی من بطعام و شراب نیست گرسنگی صفت من و
پدر من است که فرمود اجوع یومین دو روز گرسنه می باشم و اشبع یوما و یک روز سیر شوم
اگر خوشنودی من میخواهید و از آن پدر من بلکه رضای حضرت ذوالمنن قدم از ظلمتکدهٔ
کفر بیرون نهاده بفضای روشنائی فزای ایمان در آئید و بیگانگی خداوند را بشناسید
از بیگانگی شرک بگذرید جمعی از آنها که سخن فاطمه شنیدند و آنچنان کرامتی معاینه دیدند
جامها چاک زده مقنعها از سر در کشیدند و کلمه طیبه لا اله الا الله محمد رسول الله بر زبان
رانده از قدم مبارک فاطمه رض بدان دولت و سعادت رسیدند بیت آرام دل و زندگی
جان زدم اوست * هر جا که نهد پای صفا در قدم اوست * و در شواهد النبوة وقوع
این صورت را در مدینه نقل میکند با همین حکایت است که یک راوی آنجا دان
دیگری اینجا باخود کرامتی دیگر بوده مر فاطمه رضی الله عنها در خبر است که
از هجرت حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم برآمد فاطمه رض بروایت اهل بیت نه ساله شد و بقولی
چهارده ساله و بروایتی بیست ساله و غیر از این نیز گفته اند و بر هر تقدیر در ماه رجب سال
دوم از هجرت یا در ماه صفر از همان سال یا در ماه رمضان وی را بعلی داد و در باب تزویج
فاطمه بعلی روایات بسیار است و اینجا به نقل اشهر از کتب معتبر ایراد کرده میشود و مردیست که

[illegible] صحابه فاطمه را خواستگاری میکرد سید عالم صلی الله علیه وسلم میفرمود که در باب
[illegible] حق تعالی [illegible] ابو المؤید خوارزمی مذکورست که خبر کرد مرا
[illegible] از شرحبیل [illegible] علی که روزی رسول صلوات الله وسلامه علیه در خانه
[illegible] رضی الله عنها که [illegible] که او را صد و بیست سر بود در هر سری هزار زبان داشت
[illegible] تسبیح و تقدیس گفت مر حق تعالی را که بلغت زبان دیگر نمیمانست و کفت [illegible] گشاده
بود از هفت آسمان و هفت زمین حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم پنداشت که جبرئیل است گفت
ای جبرئیل [illegible] تو هرگز بدین صورت نزدیک من نیامده آن فرشته فرمود که یا رسول الله من
جبرئیل نیستم مرا صرصائیل گویند حضرت حق سبحانه مرا بحضرت تو فرستاده تا نور را با نور تزویج کنی
حضرت صلی الله علیه وسلم فرمود که ای صرصائیل که را بکه میباید داد گفت فاطمه را بعلی آن
حضرت صلوات الله وسلامه علیه فاطمه را بحضور علی داد بگواهی جبرئیل و میکائیل و شیخ [illegible]
در کتاب نظم درر السمطین روایت میکند از انس بن مالک رضی الله عنه که گفت من نزد رسول خدا
صلی الله علیه وسلم نشسته بودم که آثار وحی در بشره مبارک آنحضرت ظاهر شد و چون حال منجلی گشت
فرمود ای انس هیچ میدانی که جبرئیل برای من از نزد خدا چه پیغام آورده بود گفتم یا رسول الله پدر
و مادرم فدای تو باد چه پیغام گفت پیغامش اینست که ان الله تعالی یامرک ان تزوج فاطمة
من علی یعنی بدرستیکه حق تعالی امر میفرماید که فاطمه را بزنی بعلی دهی ای انس برو و اشراف
مهاجر را چون صدیق و فاروق و ذی النورین و طلحه و زبیر رضی الله عنهم و جماعتی اکابر
از انصار چون سعد معاذ و سعد عباده و اسید بن حضیر را بگوی که رسول خدا شما را میخواند من
بموجب فرموده آنحضرت صلی الله علیه وسلم رفتم و آن گروه را بخواندم چون جمع شدند و علی
نیز حاضر گشت حضرت رسالت صلوات الله وسلامه علیه خطبه بلیغه خواند مشتمل بر حمد و ثنای حق جل جلاله
[illegible] آنگاه فرمود که حق تعالی مرا امر فرموده که فاطمه را بزنی بعلی دهم و او را بزنی بعلی
دادم بر [illegible] مثقال نقره راضی شدی ای علی گفت راضی شدم یا رسول الله و در روایتی آنکه
[illegible] آنحضرت صلی الله علیه وسلم دعای خیر در شان فاطمه و علی بتقدیم رسانید
[illegible] جمع الله شملکما [illegible] واسعد جدکما و بسعادت قرین سازد
بخت شما را و بارک علیکما و برکت دهد شما را و اخرج منکما ولدا کثیرا طیبا
و بیرون آرد از شما هر دو ذریت بسیار و اولاد بسیار همه پاک و پاکیزه از زنگار

و در کتاب مناقب خوارزمی درین باب حدیثی طویل وارد شده خلاصه‌اش آنکه جبرائیل علیه السلام
نزدیک حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم آمد قدری از سنبل و قرنفل بهشت [illegible]
[illegible] آراسته و بوئید و گفت ای جبرائیل ای حبیب [illegible] این سنبل و قرنفل چیست جبرائیل
حضرت رسول را صلی الله علیه وسلم خبر داد که حق سبحانه و تعالی [illegible] بهشت را [illegible] بهشت
آراسته شده و فرمود درخت طوبی را که بار بردارد از حلی و حلل و حکم شد تا حور عین خود را بیاراستند
و ملائکه از آسمانها رسیدند و در حوالی بیت المعمور جمع شدند و آنجا منبریست از نور که آدم علی نبینا و علیه
السلام بروی خطبه خوانده در روز عرض اسما بر ملائکه امر الهی به راحیل که یکی از ملائکه حجاب بارگاه
ربوبیت است رسید که بر آن منبر بالا رود و خطبه خواند در میان همه ملائکه هیچ کس کلام‌تر از وی نیست
پس راحیل بر آن منبر برآمد و حق تعالی را بانواع محامد ستایش نمود چنانکه اهل آسمانها حیران
و مسرور گشتند پس وحی آمد بوی که عقد کن فاطمه دختر حبیب مرا با علی پس راحیل عقد کرد و ملائکه
گواه گشتند که [illegible] این قضا این هم را به یمین و [illegible] ثبت نمودند آنگاه جبرائیل [illegible]
بحضرت رسالت صلی الله علیه وسلم نمود که این صورت درین [illegible] نوشته شده بفرمان خدا
بر تو عرض کردم و این را بخاتم مشک مهر خواهم کرد و برضوان خازن بهشت خواهم سپرد و چون
عقد با تمام رسید اشجار فردوس سنبل و قرنفل نثار کردند و من بتحفه قدری برای شما آوردم آنگاه
حکم شد که درخت طوبی آنچه برداشته بود نثار کند طوبی آن حلها و حلیها را نثار کرد و حور العین
برداشتند و بدان مفاخرت می‌کنند تا قیامت و نقلی آنست که درخت طوبی رقعها نثار کرد
بعدد دوستداران اهل بیت از زمان آن حضرت تا قیامت و در هر رقعه نام یکی از دوستداران
اهل بیت نوشته از مردان و زنان و هر ملکی که حاضر بود از آن رقعها یکی برداشته و نگاه می‌دارد
تا در قیامت آن رقعه بدان کس دهد که نام او در آنجا مذکور است و مضمون رقعه این باشد که
فلان یا فلانه از آتش دوزخ آزاد است و این از برکت فاطمه رض و یمن علی است [illegible]
دوستان را رسد برات نجات و دشمنان خوار بمانند در [illegible]
[illegible] بابی [illegible] [illegible] [illegible]
پس جبرائیل فرمود که حق تعالی [illegible] تزویج [illegible] فاطمه را [illegible] چنانچه در آسمان
تزویج واقع شد پس سید عالم صلی الله علیه وسلم [illegible] علی را گفت که دختر مرا [illegible]
[illegible] او [illegible] نامی [illegible] را [illegible]

ودوی دیگر را به لیف خرما پر کرده بودند امام سیف النظر ابوبکر طوسی رحمه الله در کتاب

ستین الجامع للطائف البساتین آورده که یکی از منافقان مدینه علی را در جهاز فاطمه

ملامت کرد و گفت ای علی تو سیدی در فضل و ادب و شجاع ترین مبارزان عرب حیدر صفدر

خواستی که جهازش تمام بی نیرسد اگر دختر مرا بخواستی من چنان ساختی که

شتر در شتر بودی پر از جهاز و حشم علی فرمود که این کار به تقدیر ... الحکیم

الکبیر ما را نظر بر مال و متاع دنیا نیست و مقصود ما جز رضای حضرت ...

تفاخر ما باعمال است نه باموال و مباهات ما که بر درست نه بدرهم و دینار بیت

نظر بر درهم و دینار نیست * مقصد و مقصود ما جز پرتو دیدار نیست * چون ...

خود را بحکم قضا ظاهر ساخت در سرش ندا کردند که ای علی سر بردار تا قدرت ...

دختر مصطفی ببینی و قدر و حرمت فاطمه زهرا ببینی علی سر مبارک بالا کرد ...

عظیم حجاب ها دید در نور دیده و در زیر عرش میدان وسیع در نظرش آمد تمام آن میدان

پر از ناقهای بهشت بار ایشان در و گوهر و مشک و عنبر بر سر هر شتری کنیزی ...

تابان در زمام هر شتری در دست غلامی چون سرو خرامان ندا میکردند که ... فاطمه

بنت محمد صلی الله علیه وسلم این جهاز فاطمه بنت محمد است صلی الله علیه وسلم مرتضی علی

از مشاهده آن حال خوشوقت شده روی از منافق بگردانید و بحجره آمد که فاطمه را خبر دهد

خود پیش از آن فاطمه را خبر داده بودند چون امیر بخانه در آمد فاطمه گفت یا علی تو میگویی

یا من بگویم علی گفت تو بگو فاطمه فرمود که اگر چه سرزنش منافقان شنیدی اما جهاز ما را

بعین عیان دیدی قطعه ما اگر چشم از نعیم این جهان بر دوختیم * دولت باقی و ملک

جاودانی آن ماست * بی سر و سامان مبین ما را که در ملک دو کون * هر سر و سامان که

بینی از سر و سامان ماست * در معارج النبوة آورده که روزی حضرت خواجه عالم صلی الله علیه وسلم

میفرمود که سلیمان پیغامبر علی نبینا و علیه السلام برای دختر خود جهاز ...

بسیار و نیکو و برای داماد تاجی ساخته و بهفت صد گوهر مکلل و مرصع گردانیده مرتضی علی

این خبر را از سید البشر شنیده بخانه آمد و پیش فاطمه تقریر کرد فاطمه را در خاطر عاطر گذشت که

شایست علی را بر ضمیر منیر گذرد که سلیمان پیغمبر بزرگوار بود و حضرت پیغامبر ما صلی الله علیه وسلم

از وی بزرگوارتر و عالیمقدارتر است دختر آن پیغامبر را آن همه جهاز و پیرایه و حشم ...

همین ناچار دست در سرمایه آن داماد را تاجی بدان مشابه و این داماد را احتیاج بدین مرتبه
مصرع تا از این تنبیه نماید ای حکمت ست * فاطمه را این سخن در دل نگاه میداشت و مجلس
آشکار نکرد تا وقتیکه در گذشت شبی مرتضی علی او را در واقعه دید در روضه بهشت بر تختی
مکلل بجواهر نشسته و حوران بهشتی بر حوالی تخت او برای خدمت کمر بسته و دختری در نهایت
حسن و جمال و نهایت غنج و دلال با زیورهای شایسته و پیرایه‌های بایسته و طبق مجمع جواهر
بر دست گرفته در پیش سریر ایستاده منتظر آنکه فاطمه دست نثار کند علی پرسید که ای فاطمه
این دختر کیست گفت دختر سلیمان پیغامبر علیه السلام است که حق تعالی او را بخدمت من بازداشته
آن روز که حکایت تاج او از زبان پدرم نقل کردی اندیشه او در خاطر من خطور کرده امروز او را
در پایه خدمت من از برای اعزاز و حرمت من تعیین کرده اند و طبق تاجی که سلیمان پدر او را
خود ترتیب داده لوای الحمد برای تو مقرر شده لوای الحمد علمی است که حضرت رسالت پناه صلی الله علیه
و سلم است و ارتفاع آن لوا بمقدار هزار ساله راه است قبضه آن از قبضه بیضاست و شقه‌های او
از یاقوت احمر و رقه آن از زمرد اخضر و او را سه ذوابه است یکی در مشرق و یکی در مغرب و یکی
در میانه و بر هر شقه سطری نوشته شده بر یکی بسم الله الرحمن الرحیم و بر دیگری الحمد لله
رب العالمین الرحمن الرحیم و بر سیوم لا اله الا الله محمد رسول الله این لوا را در فضای
عرصات گردانند و منادی ندا کنند که کجاست نبی امی رسول حرمی سید عربی خواجه هاشمی
رهنمای ... پیشوای حرمی محمد بن عبدالله سید المرسلین و خاتم النبیین تا پیش
آمده آن لوای مبارک بدست گیرد و بعد از آن تمام انبیا از آدم تا عیسی صلوات الله
و سلامه علی نبینا و علیهم اجمعین با سائر صدیقان و شهیدان و صالحان و کافه مومنان
از اول جهانیان و آخر آن در زیر آن لوا جمع شوند چنانچه فرمود آدم و من دونه تحت
لوائی یوم القیامة **بیت** آدم و من دونه تحت اللوا مده آید چون تو علم افراخته
پس تاجی از نور بیارایند و بر فرق سلطان انس و جان نهند و لباس حریر اخضر
در بدن مبارکش پوشانند و براق حاضر سازند تا شهسوار میدان اسری لعمرک
سوار شده و برای هر یک از انبیا نیز براقی و حله و تاجی بیارند و آن گروه سوار شده روی
به بهشت آرند و چون حضرت رسول صلی الله علیه و سلم سوار گردد علم بدست علی مرتضی دهد و او پیش
پیش میرود و گویند آن لوا بهیئت تاجی باشد بر سر علی و بر سر او ندا کنند که ای علی این تاج

بهتر یا تاج داماد سلیمان که بحضور فاطمهؓ از روی تعجب تقریر میکرد **مصرع** ببین تفاوت ره از کجاست تا بکجا ❊ امام نجم الدین عمر نسفی رحمة الله در تفسیر فاتحه خویش روایت میکند که روزی سید پیغامبر صلی الله علیه وسلم بخانه فاطمهؓ در آمد دید که فاطمهؓ با دل محزون نشسته و می گرید از وی پرسید که چرا می گریی و بچه جهت اندوهناکی گفت یا رسول الله بر سبیل حکایت نه بر طریق شکایت میگویم سه روز است که در منزل ما طعام نیست و حسن و حسین بی طاقت شده از غایت جوع میگریستند مرا از گریه ایشان گریه آمد و علی هم میگریست و اما از شما پنهان میداشتیم اما امروز از حسن و حسین سخنی شنودم که طاقت من طاق شد میگفتند که آیا هیچ کودکی اینچنین گرسنه باشد که مائیم جهان بر چشم من تاریک گردید ای پدر چه گویی اگر بندهٔ با خداوند خود خواهد که در مناجات گستاخی کند عیبی نباشد سید عالم صلی الله علیه وسلم فرمود که نی ای فرزند خدای تعالی گستاخی بندگان دوست میدارد فاطمه بخانه درون رفت و دو رکعت نماز گزارد و چون از نماز فارغ شد دستها برداشته بزبان نیاز مناجات آغاز کرد و گفت خداوندا تو میدانی که زنان را بمقدار پیغامبران قدرت و قوت نیست اگر حضرت ترا با پدرم سری هست که **ابیت عند ربی یطعمنی و یسقینی** تحمل گرسنگی هست مرا طاقت آن سر نیست یا مرا طاقت ده یا از این اندوه راحت بخش این بگفت و بیهوش شد جبرئیل آمد که یا رسول الله بر خیز حضرت صلی الله علیه وسلم فرمود که چه بوده گفت ناله فاطمهؓ فرشتگان را در خروش آورد او را دریاب خواجه صلی الله علیه وسلم بیامد و فاطمهؓ را بیهوش افتاده دید بنشست و سر مبارک وی را از زمین برداشته در کنار گرفت رائحه گیسوی مشکبار حضرت صلی الله علیه وسلم بمشام وی رسید و باهوش آمده برخاست و سر در پیش افکنده بایستاد حضرت دست بر سینه وی نهاد و گفت خدایا از گرسنگی وی را ایمن گردان فاطمهؓ فرمود که بعد ازین دعا تا من بودم هرگز دیگر گرسنه نشدم ای عزیز چنین پندار که ایشان را اگر دنیا بایستی بایشان بدادندی اما ایشان باختیار خود طریق ریاضت سلوک میداشتند و الا دعای آنحضرت صلی الله علیه وسلم و اهل بیتش همه مستجاب بود در معارج آورده که روزی حضرت صلی الله علیه وسلم بخانه فاطمهؓ در آمد و پرسید ای دختر چگونه میگذرانی گفت ای پدر بزرگوار من و اولاد من با پدر فرزندان سه روز است از طعام دنیا نچشیده ایم بلکه بوی از مطعومات نشنیده حضرت دست مبارک بر آورده دعا فرمود که **اللهم انزل علی محمد و اهل بیته کما انزلت علی مریم بنت عمران**

خدایا روزیی فرو فرست بر محمد صلعم و اهل بیت وی چنانچه فرو فرستادی بر مریم بنت عمران بعد از ان فرمود که ای فاطمهؓ در مخدع خود در آی و نگاه کن که چیست پس فاطمهؓ روان شد و حسنین از عقب وی در دویدند کاسه دیدند مکلل بجواهر و دران کاسه ثرید و قطعه گوشت پخته بر بالا ساخته آن نهاده و از وی بوی می دمید بر مثال بوی مشک فاطمهؓ کاسه را بیرون آورد و در پیش پدر بزرگوار خود نهاد حضرت پیغامبر صلی الله علیه وسلم فرمود که خدا یا سمکم محمد بخویش نام شده است محمد صلی الله علیه وسلم پس سبطی و داماد و دختر و هر دو سبط پیغامبر صلی الله علیه وسلم ازان طعام تناول فرمودند و در روایتی آمده که هفت شبانه روز آن طعام بران منوال دران خانه نهاده بود و درین مدت اهل بیت سید انام علیه الصلوة والسلام چاشت و شام ازان می نوشیدند و ذره کم نمی شد روزی شاهزاده حسنؓ از خانه بیرون آمد و لقمه ازان گوشت در دست داشت زنی یهودی آن را بدید پس گفت ای اهل بیت جوع ما را ازین گوشت اندکی بدهید حسن فرمود که این را از عالم غیب با حوالی کرده اند [illegible] که این نواله را بوالهوس مکن ازانجا اکرم صلی شاهزاده بود دست دراز کرد تا آن لقمه [illegible] زن دهد [illegible] و کاسه را از خانه بالا بردند [illegible] وسلم فرمود که اگر اظهار این معنی نمی شد تا مدت حیات این طعام منقطع [illegible] و در بعضی از تفاسیر آمده که روزی حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم [illegible] فاطمهؓ درآمد و فرمود که از خوردنی هیچ در خانه تو هست که سه روز است که طعام [illegible] طاهر هیچ نبود فاطمهؓ گفت یا رسول الله ما را نیز همین حال واقع است حضرت از انجا بیرون آمد فاطمهؓ نماز دعا کرد که ای الهی از غیب طعامی برسان و دل [illegible] پدرم باز ربان مقارن دعای فاطمهؓ کسی بر در نعره زد خادمه فاطمهؓ بیرون رفت [illegible] که هرگز ندیده بود دو نان و مقداری گوشت بوی داد که این هدیه به نزدیک فاطمهؓ رسان چون خادمه آن تحفه را در آورد نزدیک فاطمهؓ نهاد بتول عذرا اسباب مهمانی مهیا دیده آنرا در جفنه نهاد و سر پوشید و حسن را بطلب پدر روان گردانید و در روایتی آنست که جفنه خالی نزدیک فاطمهؓ نهاده بود چون دعا کرد دیگر بار ازان جفنه بر سر آمد نیک نظر کرد آنرا مملو دید از طعام سر آنرا بپوشید و حسن را نزد آن حضرت صلی الله علیه وسلم فرستاد شاهزاده حسن از عقب سید عالم صلی الله علیه وسلم دوان شد و باندک زمانی

و زمین بلرزه در آمد ناله پریان بگوش آدمیان رسید فغان ملائکه از ذروهٔ عرش مجید بگذشت
اهل مدینه را از زنان و مردان جگرها ازین غصه چاک شد و دل از وقوع این قصه غرقهٔ
خوناب گشت الم فراق سید عالم صلی الله علیه وسلم اساس طرب از دل اصحاب برانداخت
و مشرب مصافی اهل بیت را خس و خاشاک اندوه و تعب مکدر ساخت **رباعی** آن سرو
خوش خرام چو اندر چمن نماند * بر طرف باغ زیب گل و یاسمن نماند * یعقوب وار دیدهٔ نرگس
سفید شد * از درد آنکه یوسف گل پیرهن نماند * و درین محل مرتضی علی نزدیک فاطمه آمد که
ای دختر خیر البشر امروز در مدینه قیامت ست اگر خواهی تا من از تو خوشنود باشم آواز خود
کسی را مشنوان گفت چگونه کنم گفت صبر کن تا شب در آید آنگاه بر تربت آن حضرت
صلی الله علیه وسلم برو و زیارت کن فاطمه آنچنان کرد چون شب در آمد و مردمان بیارامیدند
و مسجد خالی شد علی بخانه آمد فاطمه را دید بیهوش افتاده زمانی صبر کرد تا با هوش آمد و چون
چشمش بر علی افتاد گفت یا ابا الحسن از شب چه وقت ست گفت ثلثی یا بیشتر گذشته است
گفت اکنون دستوری هست تا بیرون آیم علی گفت بیرون آ اما آواز بلند مکن فاطمه
خواست که برپای خیزد و بیفتاد علی بغلش گرفت و بسر روضهٔ مقدسه آورد فاطمه را چون نظر
بران مشهد منور و مرقد مطهر افتاد بنالید و گفت ما لک للتراب ای گوهر پاک ترا با حقهٔ خاک
چه کار **بیت** در خسوف دل خاک آن رخ چون ماه دریغ * آفتابی بزوال آمد ناگاه
دریغ * پس خود را بر تربت پدر انداخت و روی بر خاک می مالید و می نالید و زبان حالش بدین مقال
مترنم بود **نظم** زین مصیبت بی غم دل در جهان یک جان کجاست * در همه روی
زمین یک دیده بی طوفان کجاست * عالمی همچون سکندر در سیاهی مانده اند *
ای خضر بنما سر ره کان چشمهٔ حیوان کجاست * علی گفت ای فاطمه چندین مگری
فاطمه گفت ای پسر عم ملامتم مکن که درد فراق صعب ست خصوصاً مفارقت چنین پدر و از قصیدهٔ
که فاطمه در مرثیه پدر گفت یک بیت اینست **شعر** صبت علی مصائب لو انها صبت علی
الایام صرن لیالیا * یعنی بر من ریخته اند چندان مصیبت که اگر آن را بر روزها ریختندی همه از
اندوه چون شب تیره شدندی و نقلست که فاطمه چون بزیارت پدر بزرگوار آمد قبضهٔ از خاک
آن حضرت صلی الله علیه وسلم برداشت و بر چشمهای مبارک نهاد و گریه آغاز کرد **نظم**
نوبهار من کجا شد آن گل سیراب کو * می توان دیدن بخوابش ای دریغا خواب کو * گر بگریم ور بخندم

ہیچ انکارم مکن ❀ گریہ راصد عجب دارم خندہ را اسباب کو ❀ و صحبت رسیدہ کہ فاطمہ را کسے بعد از وفات پدر خندان ندید بلکہ شب و روز گریہ کردے و بسوز دل بنالیدے و گریہ او بمرتبہ رسید کہ اہل مدینہ ازان بہ تنگ آمدند گفتند ای دختر مصطفےٰ بروز بگریے و بشب بیارام تا مارا ہم آرامشی باشد یا بشب گریہ کن و بروز خاموش باش تا مارا آسایشی باشد فاطمہؓ بعد ازان شبہا بمقابر شہدا رفتی و چندانچہ خواستے بگریستی و از امام جعفر صادق نقل کردہ اند کہ گریندگان در عالم پنجتن بودہ اند کہ کسے از ایشان زیادہ نگریستہ سہ تن از پیغمبران بودہ اند و دو تن از اہل بیت اما از انبیا اول آدم علیہ السلام کہ در فراق بہشت چندان بگریست کہ دور دور رخسارہ وسے پیدا شد۔ دوم یعقوبؑ کہ در فراق یوسفؑ چندان گریہ کرد کہ چشمش سفید شد سوم یوسفؑ کہ در زندان شب و روز گریستی تا ہمہ اہل زندان بہ تنگ آمدند و بزلیخا پیغام فرستادند زلیخا فرمود تا غرفہ علحدہ برائے وی ترتیب کردند تا آنجا میرفت و می گریستے و آواز او بزندانیان نمیرسید اما از اہل بیت یکی فاطمہ بود کہ در فراق پدر چندان بگریست کہ اہل مدینہ بوے پیغام کردند کہ اے فاطمہؓ لقد اذیت ایانا بکثرۃ بکائک بدرستیکہ مارا رنج میرسانی گریہ خود حضرت بتول بمقابر شہدا میرفت و میگریست دوم امام زین العابدین بن علی بن الحسین بود کہ بعد از واقعہ کربلا چہل سال بزیست و ہیچ بار طعامے پیش وی نیاوردندے کہ چندان بگریستے کہ آن طعام در آب چشم مبارک آن غرق شدی و آن حضرت را غلامے بود مفلح نام روزے باوے گفت یا ابن رسول اللہ چندے گریے میترسم اگر یہ ہلاک شوی فرمود کہ ای مفلح ہرگاہ کہ براندیشم از صحرائے کربلا کہ پدرم را با برادرانم و اعمامم و جماعتے از خویشان در حضور من شہید کردند نمے توانم کہ خود را از گریہ نگاہدارم و اگر بقدر اندوہی کہ در دل من ست بگریم ہیچ احدی را طاقت مشاہدہ آن نباشد غزل گر بقدر سوزش من چشم من بگریستے ❀ مرغ و ماہی از غم من تن بتن بگریستی ❀ صد ہزاران دیدہ بایستی دل ریش مرا ❀ تا بہر یک بنشستی برو خویشتن بگریستی ❀ آنچہ از من گم شدہ گر از سلیمان گم شدے ❀ بر سلیمان ہم پری ہم اہرمن بگریستی ❀ آوردہ اند کہ چون دو ماہ و نیم و بقولے سہ ماہ و پنج روز و بروایتی شش ماہ از وفات سید کائنات علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات بگذشت فاطمہؓ را ہیچ رنجے نبود جز غم فراق پدر ہیچ المی نداشت روزے مرتضےٰ علی بحجرہ در آمد فاطمہؓ را دید کہ قدری آرد خمیر کردہ بود تا نان پزد و مقدارے گل ترمیساخت تا سر زندان شوید و ساز شستن جامہ

برسید رقت ست کہ قفس تن درہم شکنے۔ و دل از علائق بدنے برکنی و خیمہ از مضائق سفلے
بفضاے عالم علوے زنے و روے از زندان محنت دنیا بہ بوستان عشرت افزاے
عقبے آرے اے فاطمہ رض بیا کہ تا نمی آئے من نمی روم گفتم اے پدر من نیز آرزومند لقای تو ام
و ہوا و متمناے من آن بود کہ بدولت دیدار تو برسم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمود کہ پس
بشتاب ای فاطمہ تا فردا شب نزد من باشے من از خواب درآمدم و اشتیاق آن عالم بر من
غالب گردیده ام کہ در آخر این روز یا در اول شب آینده رحلت خواہم کرد اکنون از برای آن میترسم
کہ فردا کہ تو بمصیبت من مشغول باشے فرزندان من گرسنہ نمانند جامہ فرزندان خود بجہت آن
مے شویم کہ نباید کہ جامہ فرزندان من بعد از من کہ شوید و رضاے دل یتیمان من کہ جوید
میخواہم کہ سر فرزندان شانہ کنم کہ معلوم نیست کہ پس از من غبار از موے ایشان کہ بیفشاند
فاطمہ رض از غبارے کہ بر موے ایشان نشیند اندوہناک بود آیا اگر بدیدے کہ مو ہاے
[illegible] ایشان بخاک آلوده و روہاے [illegible] ایشان در خون آغشتہ
[illegible] طاقت مشاہده آن داشتی قطعہ روے گرد آلوده
[illegible] بدیدے فاطمہ رض در عرصہ گاه کربلا * آنچنان بگریستی کز گریہ اش
زار زار [illegible] آسمان گریستندے بر بلا * اما چون امیر از فاطمہ رض سخن فراق شنید
آه حسرت از دیده [illegible] گفت اے فاطمہ رض ہنوز از داغ فراق پدرت بر نیاسوده ام
و از جراحت رحلت آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم [illegible] ام اکنون نوبت مفارقت تو ہم
[illegible] آن داغ پدید آمد قطعہ ہر دم زمانہ داغ غمے بر جگر نہد *
[illegible] چہ ہر داغ کاورد قدرے رو بہ بہترے * آن داغ
[illegible] فاطمہ رض فرمود کہ اے علی در این مصیبت صبر کرده در این تعزیت
[illegible] غائب مشو کہ نفسم شما را افتاده است و وعده دیدار
این [illegible] گان ترسم کرد و در رخساره مبارک ایشان [illegible]
آه حسرت از دل برمے کشید و آب اندوه از دیده میبارید و میگفت کاشکے [illegible] کہ بعد از من
با شما چہ خواہد رفت و سرانجام کار شما بکجا خواہد رسید حسن و حسین از سخن مادر بگریہ درآمدند
فاطمہ رض فرمود کہ اے جانان مادر زمانے بگورستان بقیع روید و مادر خود را دعا کنید
ایشان برفتند فاطمہ رض بر بستر تکیہ زد و علی را گفت بنشین کہ وقت وداع ست علی گفت

آه و احسرتا **بیت** دلها کباب می‌شود از آتش وداع * یارب که برفته از جهان رسم
انقطاع * آری وداع یاران با موت احمر در مقام مساوات است و با ذبح اکبر در رتبه موازات
پس مرتضی علی بنشست و فاطمه اسما بنت عمیس را طلبید و گفت طعامی مهیا ساز که فرزندان
من چون باز آیند تناول نمایند و چون بخانه درآیند ایشان را در فلان موضع بنشان و طعام
پیش ایشان بر تا بخورند و مگذار که به پیش من آیند و مرا بدین حال مشاهده نمایند و چون زمانی
برآمد شاهزادگان بیامدند اسما پیش ایشان باز آمد و در آن موضع که فاطمه فرموده بود ایشان را
بنشانید و طعام حاضر کرد شاهزادگان فرمودند که ای اسما هرگز دیده باشی که ما بی مادر
طعام خورده باشیم این چه معنی دارد که ما را از هم جدا سازی اسما فرمود که مادر شما اندک
ملالی دارد شما طعام تناول کنید ایشان گفتند ای اسما ما را بی مادر طعام گوارا نیست برخاستند
و بحجره درآمدند و ویرا دیدند تکیه فرموده و مرتضی علی بر زبر سر او نشسته چون مادر ایشان را
دید گفت ای علی یک زمان ایشان را بسر روضه پدرم فرست تا با خدا راز گویم و نیاز عرضه دارم
علی فرمود که جانان پدر لحظه بزیارت جد خویش روید که مادر شما رنجور است تا دمی بیاساید
ایشان بیرون رفتند پس فاطمه فرمود که ای علی ساعتی قرار گیر و سرم در کنار گیر که از عمر
چندانی نمانده **بیت** بیمار غمت را نفس باز پسست این * پاس نفسش دار که آخر نفس است این
مرتضی علی فرمود که ای فاطمه مرا قوت شنیدن این مقال و طاقت دیدن این حال
نیست فاطمه گفت ای علی راهی پیش آمده که بضرورت می‌باید رفت و غمی بر دل بجوش زده
که بهر حال می‌باید گفت دمی بنشین و سخن من گوش کن و شربت فراق مرا بناکام نوش کن
رباعی بنشین مگر از دل غمی برداری * یا از سر آتشم دمی برداری * جانم
ز فراقت بعدم خواهد شد * هان تا بوداعش قدمی برداری * علی بنشست و سر
فاطمه بر کنار گرفت فاطمه دیده مبارک فراز کرد ناگاه از باران غم و سیلاب دیده پر نم از قطره‌ها
بر گلزار رخسار فاطمه باریدن آغاز کرد فاطمه دیده باز کرد و علی را گریان دید گفت یا علی
وقت وصیت است نه هنگام تعزیت علی گفت یا سیدة النساء چه وصیت داری فاطمه
فرمود که ای علی چهار وصیت دارم - اول آنکه اگر از من نسبت بتو صورتی صادر شده باشد
که غبار ملالی بر خاطر عاطر طاهر تو نشسته باشد آنرا عفو فرمائی و مرا بحل کنی علی گفت
که حاشا درین مدت هرگز بقول و فعل از تو چیزی واقع نشده که موجب آزار دل من بوده باشد

مصرع لکل اجتماع من خلیلین فرقة * یعنی هر اجتماعی را میان دو دوست افتراقی
در پی است و هر گل وصلی را خار هجری با وی. مصرع وکل الذی دون الفراق
قلیل * یعنی هر بلائی که باشد بغیر بلای فراق اندک است و به نسبت شدت مفارقت
از هزار یکی نیست. مصرع وان افتقاری فاطماً بعد احمد * بدرستیکه گم کردن من فاطمه را بعد
پیغمبر آن حضرت صلی الله علیه وسلم مصرعه دلیل علی ان لا یدوم خلیل
دلیل ظاهر و علامت باهر است بر آنکه هیچ دوست در عالم دائم نیست و هیچ قاعدهٔ صحبت
تا قیام قیامت قائم نی بلکه عادت روزگار غدار و سیرت زمانهٔ ناپایدار آنست که هر لحظه
بر هیچ مشارفت رشتهٔ مصاحبت جمعی را انقطاع دهد و داغ فراق بر جگر دوستان دنیا
و مهر یاران دیرینه نهد. رباعی فلک را غیر ازین خود نیست کاری * که گرداند جدا یاری
ز یاری * بهم یاد دوستان بینم هم آواز * بماندم نغمهٔ دوری که نه ساز * و بروایت
اهل بیت وفات آن حضرت شب سه‌شنبه بوده سوم ماه مبارک رمضان سال احدی عشر
من الهجرة در روضه ما نوشت

باب پنجم در طرفی از اخبار امیر

المؤمنین علی مرتضی کرم الله وجهه از زمان ولادت تا هنگام شهادت در شواهد النبوة آورده که امیرالمؤمنین
علی امام اول است از ائمهٔ اثنا عشر و شمائل و فضائل وی از آن بیشتر است که به تقریر
زبان و تحریر بیان آن را استقصا توان کرد. امام احمد حنبل رحمه الله فرموده است که از
هیچ یک از صحابهٔ کرام رضی الله عنهم آن قدر فضائل بما نرسیده که از امیرالمؤمنین علی
رضی الله عنه رسیده است. ولادت وی بمکه بوده است بعد از عام الفیل بسی سال در جمعه
سیزدهم ماه رجب. شیخ مفید رحمه الله آورده است که در زمین حرم مردی بود و روی توجه بعبادت
آورده و دیده دل از وی و از زینت پشت بر دنیای دنی و متاع فانی او کرده بطینت گوشهٔ
زهد و کنج گرفته * چشم خلق چون گنج نهفته * نام وی مثرم بن رغیب الشقیقا
و در زهد و ورع مشهور بود صد و نود سال از عمر وی گذشته در این مدت از طاعت و عبادت
فتور و ملول نگشته. وقتی در مناجات گفت الهی از بزرگان حرم محترم خود کسی بمن نمای
تیر دعای بی‌ریای وی بهدف اجابت رسید. ابوطالب که بیرون رفته بود بزیارت
وی شد مثرم چون ویرا دید تعظیم تمام کرده برخاسته در پهلوی خود بنشاند. آنگاه استفسار
کرد که کیستی و از کجائی گفت مردی ام از تهامه مثرم گفت از کدام تهامه گفت از مکه

مبارک خود از دوشش او دور میکرد وے گفت ابا تراب قم ابا تراب در روضة الاحباب
فرموده که در سال دوم از هجرت که غزوهٔ ذو العشیره واقع شده پیغامبر صلی الله علیه وسلم
علی مرتضی را به ابو تراب کنیت نهاد عمار بن یاسر رضی الله عنه میگوید در غزوهٔ ذو العشیره
من و علی در پای درخت خرماے بخواب رفته بودیم در زمین ریگستان حضرت صلوات الله وسلامه
علیه بر بالین آمده و ما را بیدار کرد و با علی گفت قم یا ابا تراب بعد از ان فرمود که ای علی
ترا خبر دهم که بدبخت ترین مردمان کیست علی گفت آرے یا رسول الله صلی الله علیه وسلم
فرمود که بدبخت ترین مردمان دو کس اند یکے آنکه ناقهٔ صالح پیغامبر را علیه السلام پی کرد و دیگر
آنکه روے ترا و محاسن ترا بخون رنگ کند این میگفت و دست حق پرست را بر سر و روی وی
میکشید و کنیت دیگر مر او را ابو الریحانتین است در مناقب ابن مردویه از جابر رضی الله عنه
نقل مے کند که شنیدم از حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم بسه روز پیش از وفات که علی را گفت
یا ابا الریحانتین وصیت میکنم ترا بنگاهداشت دو ریحانهٔ من مراد حسن و حسین بوده اند
بدرستیکه نزدیک شد که دو رکن تو در هم شکنند و از جابر روند چون حضرت رسول صلی الله علیه وسلم
وفات کرد امیر فرمود که هذا احد رکنی یک رکن من این بود که بر جاے نماند و بعد از وفات
فاطمه گفت هذا الرکن الثانی این رکن دوم بود که در هم شکست در اخبار آمده است که مرتضی
علی فرمود که من محنت بسیار دیدم و مشقت بیشمار کشیدم و سخت ترین بلاهاے من سه
یکے وفات حضرت سید کائنات علیه افضل الصلوات که هادی راه و پشت و پناه من بود
و چون آن حضرت صلی الله علیه وسلم درگذشت دل من بر آتش حیرت بریان دیده ام از غایت
حسرت گریان گشت و زبان حال بدین مقال متکلم بود رباعی ای همنفسان آه که بی یار
بماندم + در دست غم هجر گرفتار بماندم + آن بحر رسالت چو شد از دیدهٔ من دور + من با
چشم گهربار بماندم + دوم وفات حلیلهٔ جلیلهٔ من یعنی فاطمه رضی الله عنها که سکونت
دل پر غم و روشنی دیدهٔ پر نم و مونس روزگار و یار وفادار غمگسار من بود و بعد
جراحت مصیبت مصطفی تازه شد و دست فراق داغ دیگر بر بالاے آن داغ نهاد رباعی
زنهار ز دست فلک بے بنیاد + هرگز گره کار کسے را نگشاد + هر جا که دلی دید که داغی دارد +
داغ دگرش بر سر آن داغ نهاد + سوم خبر شهادت جگر گوشهٔ من حسین که رسول صلی الله علیه
وسلم از ان مرا خبر داد در شواهد آورده که مرتضی علی در بعضے از سفرها بخود بصحراے

کربلا رسید و گریان گریان از آنجا بگذشت پس گفت والله اینست محل فرو خوابانیدن شتران
ایشان و موضع مردن ایشان اصحاب گفتند یا امیر المومنین این چه موضع ست فرمود
که این کربلاست اینجا قومی را بکشند که بی حساب در بهشت درآیند بعد از آن برفت و هیچکس
تاویل سخن وی ندانست تا آن روز که واقعهٔ امیر المومنین حسین رضی الله عنه واقع شد الحق از
شرر نیران آن مصیبت قلوب اهل اسلام شمع وار در لگن حجرت سوخته است و موقد حسرت
بدین کانون سینهای سوخته است سید انام آتش قلق و اضطراب برافروخته قطعه شد بساط
خرمی طی در جهان زین واقعه ❊ زیر و بالا شد زمین و آسمان زین واقعه ❊ نیست شبها
بر کنار آسمان رنگ شفق ❊ خون همی آید ز چشم روشنان زین واقعه ❊ اما القاب شریف
علی بسیار است چون امیر النحل و بیضة البلد و یعسوب الدین و کرار غیر فرار و اسد الله
الغالب و امثال این و حضرت رسول صلی الله علیه وسلم او را بسیار دوست میداشت و در جزو
سابع از مسند امام احمد حنبل رحمه الله مذکور است که حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم دست
حسن و حسین بگرفت و فرمود که هر که مرا دوست دارد و این هر دو را و مادر و پدر ایشان
دارد با من باشد روز قیامت در درجهٔ من و در فردوس الاخبار از معاذ ابن جبل رضی الله عنه
نقل کرده است که دوستی علی حسنه ایست که با آن سیئه ضرر نکند و دشمنی علی سیئه ایست که با آن
حسنه نفع نرساند و در خبر آمده است که روزی حضرت رسول صلی الله علیه وسلم نشسته بود
علی بیامد حضرت صلی الله علیه وسلم او را در کنار گرفت و میان دو چشم او را بوسه داد عباس
بن عبدالمطلب حاضر بود گفت یا رسول الله این کس را دوست میداری گفت ای عم نعم
او را دوست میدارم و بسیار دوست میدارم و نشنیده ام که کسی او را از من بیشتر دوست
دارد بدرستیکه حق سبحانه ذریت هر پیغامبری را در صلب وی نهاد و ذریت مرا در صلب علی
و دلیست بر این امام ترمذی رحمه الله در سنن خود آورده که سلمان را رضی الله عنه گفتند
چه سبب او را دوست میداری علی را گفت من از حضرت رسول صلی الله علیه وسلم شنودم
که هر که علی را دوست دارد پس بدرستیکه مرا دوست دارد و هر که علی را دشمن دارد بدرستیکه
مرا دشمن گرفته باشد و حضرت رسالت صلوات الله وسلامه علیه درباره او دعا فرموده
که خدایا دوست دار هر که علی را دوست دارد و دشمن دار هر که علی را دشمن دارد و در حلقه
مذکور است نظم دوستی علی بحق خدای ❊ دست گیرد ترا بهر دو سرای ❊ بهر او گفت

مصطفی بآل ❊ که خداوند وال من والاه ❊ بغض او موجب زیانکاریست ❊ سبب خواری ج
نکوسار نیست ❊ دشمنی وی افگند در چاه ❊ هم به برهان عاد من عاداه ❊ در شواهد از
دلائل امام مستغفری نقل کرده که یکی از صالحان این امت گفت شبی قیامت در خواب
دیدم که قائم شده است و همه خلائق را در حسابگاه حشر کرده اند بصراط نزدیک رسیدم از آنجا
درگذشتم ناگاه دیدم که رسول صلی الله علیه وسلم بر کنار حوض کوثر ست و حسن و حسین ع
مردمان را آب میدهند پیش ایشان رفتم که مرا آب بدهند ندادند پیش حضرت رسالت صلی الله
علیه وسلم آمدم گفتم یا رسول الله ایشان را بگوی که مرا آب دهند رسول صلی الله علیه
وسلم فرمود که ترا آب نخواهند داد گفتم چرا یا رسول الله گفت از آن سبب که در همسایگی تو
شخصی ست که علی را دشنام میکند و بد می گوید و تو وی را منع نمی کنی گفتم یا رسول الله تیم
که قصد هلاک من کند و مرا استطاعت آن نیست که منع وی توانم کرد رسول صلی الله علیه وسلم
کاردی برهنه بمن داد و فرمود برو و وی را بکش من در خواب وی را بکشتم و پیش رسول
صلی الله علیه وسلم آمدم و گفتم یا رسول الله آنچه فرموده بودی کردم پس رسول صلی الله علیه وسلم
فرمود که ای حسن وی را آب ده امیر المومنین حسن رضی الله عنه مرا آب داد و من کاسه از دست مبارک
وی گرفتم و نمیدانم خوردم یا نی بعد از آن از خواب بیدار شدم بسیار ترسناک پس وضو
ساختم و بنماز مشغول گشتم تا آن زمان که صبح بدمید ناگاه آواز مردم برآمد که فلان کس را بر جامه خواب
بکشته اند گماشتگان حاکم آمدند و همسایگان را بگناه گرفتند من با خود گفتم سبحان الله
این خوابیست که من دیده ام و خدا تعالی آنرا راست ساخته است برخاستم و پیش حاکم
رفتم و گفتم این کاریست که من کرده ام و مردم ازین بیگناه اند حاکم گفت ای مرد تو
این چیست که می گوئی گفتم این خوابیست که من دیده ام و خدای عز و جل آنرا راست
ساخته گناه من چیست و خواب را با وی حکایت کردم گفت قسم جزاک الله خیرا برخیز
برو که تو بیگناهی و قوم نیز بیگناه اند و الحق حاکم راست می گفت که گناه آن
که ابن عم و داماد مصطفی را صلی الله علیه وسلم ناسزا می گفت بیت [illegible]
و هر که شنید ناسزا او جزای خویش بدید ❊ و هم در شواهد از حسین بن علی بن الحسین رضی الله
عنهم آورده اند که وی فرمود که ابراهیم بن هشام المخزومی والی مدینه بود و هر روز جمعه ما را
[illegible] امیر المومنین علی [illegible] ناسزا [illegible]

در یکی از آن جمعها آن مقام از مردمان پر برآمده بود من پهلوی منبر افتادم و در خواب
شدم دیدم که قبر مبارک حضرت صلی الله علیه وسلم بشگافت و از انجا مردی بیرون آمد
جامه سفید پوشیده مرا گفت ای ابو عبد الله ترا اندوهگین نمی سازد انچه این شخص میگوید
گفتم بلی گفت چشمان او بگشا و ببین که خدا تعالی با وی چه میکند چون چشم بگشادم وی
مذمت علی میکرد از بالای منبر بیفتاد و هلاک شد **نظم** ناکس که زجام بغض مرتضی
یک جرعه خورد ز دست ساقی فنا زهر بلاکش سیه * حال او امروز زین نوبخت و فردا
روز حشر * من نمیدانم که از خشم الهی چون رهد * و چنانچه حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم
او را دوست میداشت حق سبحانه تعالی نیز او را دوست داشته چنانچه در غزوه خیبر منقول
ست که حضرت رسول صلی الله علیه وسلم فرمود که من فردا این رایت بدست کسی دهم که
یحب الله ورسوله دوست دارد وی خدا و رسول او را ویحبه الله ورسوله و دوست
دارد خدای و رسول وی او را و مرتبه قرب امیر المومنین علی بر درگاه الهی جلت
عظمته و علت کلمته از ین حدیث معلوم توان کرد که در روضة الاحباب از جابر بن عبد
الله انصاری رضی الله عنهما روایت کرده که رسول صلی الله علیه وسلم در حین محاصره
طائف علی ابن ابی طالب را طلبید و با او بطریق راز سخنان گفت و زمان نجوی
آن حضرت صلی الله علیه وسلم با علی امتداد یافت مردمان گفتند عجب راز دور
و دراز با پسر عم خویش گفت رسول صلی الله علیه وسلم فرمود که ما انتجیته ولکن
الله انتجیه یعنی من نجوی با وی راز نمی گفتم الله تعالی با وی نجوی می نمود
و این حدیث در صحیح نسائی مذکور ست و ترمذی نیز آورده و ذکر کرده که خدای با وی
نجوی میفرمود یعنی امر کرده بود مرا که با وی راز گویم محرمیت راز الهی نشانه قرب
حضرت پادشاهی ست **مثنوی** محرم او بوده کعبه جان را * محرم او گشته سر
سر دان را * کاتب نقش نامه تنزیل * خازن گنج خامه تاویل * ابن عم نبی و هم
داماد * جان پیغمبر ازو بس شاد * اما صفات حمیده و سمات پسندیده آن حضرت از
[illegible] بیرون ست و شمه از حقیقت حال و حال حقیقتش بر ضمائر
صافی ضمیر عقلا و خواطر [illegible] لائح و پیدا و واضح و هویداست **بیت** در شرح حسن او
چه [illegible] آفتاب چه محتاج صیقل ست * فضائل ذات ساطعه

اللوامع و مفاخر صفات لامعۃ السواطع آن حضرت در ہمہ افکار و اذہان کضوء النہار و نور الاسفار قرار یافتہ پس ایراد و اثبات آن از مقولہ تحصیل حاصل می نماید مصرع و الشمس تکبر عن حلی و عن حلل * **قطعہ** قدم نہاد قلم تا بقدر شرح کند * ز وصف صورت مدحش نکات معنی را * خرد گرفت عنانش کزین سخن بگذر * بماہتاب چہ حاجت شب تجلے را * اما بحکم مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ دو سہ کلمہ از ہر جا آوردہ مے شود و از جملہ شرف نسب عالیش از خبر معتبر علی منی و انا منہ معلوم ست و حسب و افیش از کلام میمنت انجام انت منی بمنزلۃ ہرون من موسے محقق و مفہوم اما علم بر ہمہ علماے عالم روشن شدہ و کیفیت دانش او از نکتہ کاملہ انا مدینۃ العلم و علی بابہا معین گشتہ حکیم سنائی فرماید **بیت** خواندہ در دین و ملک مختارش * ہم در علم و ہم علم دارش * در شرح تعرف آوردہ کہ علی بن ابیطالب راسخان ست کہ کسے پیش از وے نگفتہ و بعد از وے نیز کسے مثل آن نیاوردہ تا بدانجا کہ روزے بمنبر بر آمدہ گفت کہ سلونی عما دون العرش بپرسید از من ماوراے عرش ہرچہ می پرسید پس بدستیکہ درمیان دو پہلوی من علمہا بسیارست و این لعاب رسول خداست صلے اللہ علیہ وسلم در دہان من و این آن چیزست کہ ذوقہ کردہ است یعنی چشانیدہ است مرا حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بخداے کہ جان من در قبضہ قدرت اوست کہ اگر فرمان رسد مر توریت و انجیل را کہ سخن گویند ہر آئینہ من و سادہ وضع کنم و بران نشستہ خبر دہم بدانچہ دران ہر دو کتابست و آن ہر دو کتاب مرا دران تصدیق نمایند و شک نیست درانکہ این علوم در مکتب ادب از ادیب لبیب و علمک مالم تکن تعلم در آموختہ بود چنانچہ فرمود کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہزار باب از علم در من آموخت کہ از ہر بابے ہزار باب دیگر بر من منکشف شد شیخ عطار فرمودہ **مثنوی** نبی در گوش او یک علم در داد * وزان اندر دلش صد علم بکشاد * چو شہر علم در من [illegible] در آن شہر بے شک حیدر آمد * ازان آب حیات دل چہ جان خورد * ز دست ساقی کوثر توان خورد * اما عبادتش بمرتبہ بود کہ شبے از خلوت او ہزار تکبیر احرام مے شنودند وراے تکبیرات فرائض و سنن اما حلم او برین وجہ نقل کردہ اند کہ غلام وی در پس دیوارے ایستادہ بود امیر او را ہفتاد بار نعرہ زد و او جواب نداد بالآخر امیر در عقب دیوار نگاہ کرد

اورا دید گفت ای غلام آواز مرا شنودی گفت آری فرمود که مرا چرا جواب ندادی گفت
میخواستم که ترا بخشم آرم گفت من آنکس را بخشم آرم که ترا بران میداشت که مرا بخشم آری یعنی
شیطان را پس فرمود که برو ترا آزاد کردم در راه خدا تا زنده باشم مؤنت تو بر من ست
و این غایت بردباری و نهایت نیکوکاری ست جبلت آراسته بود جانش از زیور علم
بر فرق سر مبارکش افسر حلم ٭ و از تواضعش حکایت کرده اند که در زمان خلافت از افریقیه
مغرب تا سغد سمرقند در تصرف وی بود پیاده در بازار کوفه می گذشت و مردم به معاملات
خود مشغول شده از مرور وی خبر نداشتند و بر ممر وی انبوهی می کردند وی میفرمود که راه
دهید امیر خود را مردم آواز مبارکش می شنودند و راه بر وی خالی میکردند و در روایتی
آمده که روزی بعضی از حوائج خانه خریده بود و خود برداشته یکی از خدام عتبه وی پیش آمد
که یا امیر المؤمنین این بار را به من ده تا بردارم فرمود که ابو العیال احق ان یحمله
یعنی پدر عیالان سزاوارتر است به برداشتن بار ایشان خادم گفت تو خلیفه زمانی و امام مومنانی
این صورت بحال تو نیستی ندارد جواب داد که لا ینقص الرجل من کماله ما یحمله الی
عیاله از کمال مرد هیچ کم نکند باری که برای عیال می کشد اما سخاوتش در مرتبه
اشتهار بر مجموع صغار و کبار مصرع مخفی نماند بر همه چون روز روشن است ٭ امام واحدی
در اسباب نزول آورده که مرکز دائره مناقب ابو الحسن علی بن ابی طالب کرم الله
وجهه از متاع دنیا چهار درم داشت از خرج لابد خود باز گرفته در راه رضای حق تعالی
بر وجهی انفاق کرد یکی بظاهر و یکی در سر و یکی در روز نورانی و یکی در شب ظلمانی حق تعالی
در شان وی این آیت فرستاد الذین ینفقون اموالهم باللیل والنهار سرا و علانیة فلهم
اجرهم [illegible] و علی را به تشریف این خدمت تعریف کرد و بتقدیم این عمل بر تخت بخت جلوه داد
حضرت مصطفی صلی الله علیه و سلم پرسید که ای علی ترا چه بران داشت که بدین نوع
تصدق نمودی جواب داد که طریق صدقه را بیرون از چهار ندیدم جهت طلب رضای ربانی
جمیع آن طرق را التزام نمودم و تمنای من آنکه یکی ازینها شرف قبول یافته بموقع رضا
رسیده [illegible] خشنودی معبود من ست حاصل آید حضرت رسالت صلی الله علیه و سلم
[illegible] ای [illegible] طالب الا ان ذالک لک ای پسر ابو طالب آنچه مقصود تو بود
[illegible] و ایثار وی و اهل بیت وی طعام خود را

از مضمون ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا و یتیما و اسیرا بر همه عالمیان واضح است
اما زهادت مرتضی علی و ترک دنیا و ترتیب اسباب امور عقبی و توجه بانوار مشاهده صفات
حضرت مولی درجه قصوی داشت چنانچه جابر انصاری رضی الله عنه فرموده که ندیدم
در دنیا زاهدتر از علی بن ابیطالب که مطلقا دیده همت از متاع دنیای فانی فروبسته بود و
بر مرصد ریاضت مترصد شهود تجوع ترانی نشسته در اخبار آمده است که مدتهای مدید
سه روز متوالی از نان جو سیر نخوردی و میگفت حسبی من الطعام ما اقیم ظهری بس است
از طعام مرا آن مقدار که پشت مرا راست دارد و مرا از عبادت پروردگار من مانع نیاید آورده اند
که در زمان خلافت روزی به بیت المال درآمد و در آنجا زر و نقره بسیار جمع آمده بود و بدانها
نگاه کرده زمانی نیک تامل فرموده آنگاه گفت یا صفراء و یا بیضاء غری غیری ای زر زرد رخسار
و ای نقره سفید عذار غیر مرا مغرور دهید و خرمن الغیر بیبید که من فریفته جلوه دل فریب شیفته
شیوه شیرین شما نمیشوم و بدرستیکه من شما را سه طلاق داده ام که رجعت در آن محال است
و دست تصرف بدامن شما رسانیدن بزه و وبال **قطعه** چگونه عشوه دنیا مرا فریبد
چو من بدیده همت در آن نمی نگرم * چو گرد خرمن من خوشه چین بود پروین * سزد که مزرع
دنیا به نیم جو نخرم * اما کرامات وی از حد حصر زیاده است در شواهد آورده که به سند ایات صحیحه
ثابت شده است که چون پای مبارک بر رکاب می نهاد افتتاح تلاوت قرآن میکرد
و چون پای دیگرش برکاب می رسید و بروایتی بربالای مرکب راست می ایستاد ختم تمام
میفرمود و هم در شواهد نقل فرموده که اسما بنت عمیس از فاطمه روایت کند که گفت در شبی
که علی با من زفاف کرد از وی بترسیدم زیرا که شنیدم که زمین با وی سخن میگفت بامداد
آنرا با حضرت رسول صلی الله علیه وسلم حکایت کردم آن حضرت صلی الله علیه وسلم سجده دراز کرد
پس سر برآورد و گفت بشارت باد ترا ای فاطمه به پاکیزگی نسل بدرستیکه خدای تعالی فضیلت داد
شوهر ترا بر سایر خلائق و زمین را فرمود که با وی بگوید اخبار خود را و آنچه بر روی
او بگذشت از مشرق تا مغرب و هم در آن کتاب مذکور است که در وقت توجه بصفین اصحاب
بی آب محتاج شدند و هر چند از چپ و راست شتافتند آب نیافتند حضرت امیر ایشان را
اندکی از جاده بگردانید دیری ظاهر شد در میان بیابان جمعی رفتند و از ساکن آن
دیر سوال آب کردند گفت از اینجا تا آب دو فرسنگ است اصحاب گفتند یا امیر المومنین

اجازت دهد تا بدانجا رویم شاید پیش از آنکه هیچ قوت نماند بآب رسیم امیر فرمود که حاجت
بآن نیست و عنان بغلهٔ خود را بجانب قبله تافت و بجای اشارت کرد که آنرا بکاوید چون
مقداری خاک برداشتند سنگی بزرگ پیدا آمد که هیچ آلتی بران کار نمی کرد امیر فرمود
که این سنگ بر بالای آبیست جهد کنید و آنرا برکنید هر چند اصحاب مجتمع شدند و جهد
کردند نتوانستند که آنرا از جای بجنبانند چون حضرت امیر آنرا بدید از مرکب خود فرود آمد
و آستین از ساعد بازو در نوردید و انگشتان مبارک بزیر آن سنگ در آورد و زور کرده
آن سنگ را از بالای چشمه دور انداخت آبی ظاهر شد بغایت صافی و شیرین و خنک
که در آن سفر بهتر از آن آب نخورده بودند همه اصحاب آب خوردند و آن مقدار که خواستند
برداشتند پس حضرت امیر آن سنگ را برداشت و به بالای چشمه نهاد و فرمود که آنرا
بخاک بینباشتند چون راهب آن دیر آن حال را مشاهده کرد از دیر فرود آمد و پیش حضرت
امیر بایستاد و پرسید که تو پیغامبر مرسلی فرمود که نه پس گفت تو فرشتهٔ مقربی گفت نه
پس تو چه کسی فرمود که من داماد پیغامبر مرسل محمد بن عبد الله خاتم النبیین صلوات الله
وسلامه علیه راهب گفت دست بیار که مسلمان میشوم مرتضی علی دست بوی داد
پیر دیرانی گفت اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمداً رسول الله بعد از آن امیر
از وی پرسید که سبب چه بود که بعد از آنکه مدت مدید بر دین خود بودی امروز ایمان
آوردی گفت ای امیر المؤمنین بنای این دیر برای کنندهٔ این سنگ است و پیش
از من بسیار کس درین دیر بوده اند و ما در کتب خود دیده ایم و از علمای خود شنیده که درین
موضع چشمه ایست و بر بالای آن سنگی که آنرا ندانند و کندن آنرا نتوانند مگر پیغامبری یا داماد
پیغامبری پس من چون دیدم که تو آن کردی که من بآرزوی خود دیدم و آنچه
انتظار آن می بردم یافتم چون حضرت امیر آنرا شنید چندان بگریست که محاسن مبارک
وی از آب دیده تر شد بعد از آن گفت سپاس خدایرا که من نزدیک وی منسی نبودم و در کتب او
مذکور شدم پس آن راهب ملازم امیر شد و در پیش وی با اهل شام مقاتله کرد چندانکه
شهید شد و امیر بروی نماز گذارد و ویرا دفن کرد و برای وی از خدا تعالی آمرزش طلبید
و غیر ازین از کرامتهای ایشان که از دائرهٔ شرح و بیان بیرون ست اما جلوهٔ جرأتش
بر هیچ بینای مخفی و سطوت شجاعتش از هیچ دانای مختفی نیست آنچه در غزوهٔ

بدر واحد بتوفیق ملک احد او را میسر شد از معاونت سید مختار و مقاتلت با زمرهٔ کفار
دران باب همین نکته کافیست که لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار در حرب خندق
عمرو بن عبدود را که روی رزمهٔ ضربت شمشیر دو نیمه ساخت و برکندن در خیبر اشارتیست از
ولایت حیدر که تا قیامت بر لوح دلهای آدمیان مسطور است و بر زبان کافهٔ عالمیان
مذکور **رباعی** ای جان سخن ز دست دل بو تراب کن * آباد ساز کعبه و خیبر خراب کن *
با هر چه آن جناب گرفت انس انس گیر * وز هر چه اجتناب نمود اجتناب کن * و هلم جرا
مصرعه در باقی اوصاف چنین خواهد بود * و چون مطاوی این اوراق گنجایش
تفصیل صفات مرتضوی ندارد و **مقصد اصلی** از تالیف این کتاب ذکر احوال شهداء
اهل بیت است برین قدر اختصار افتاد **بیت** هر چه گفتیم در او صاف کمالیت او *
همچنان هیچ نگفتیم که صد چندانست * **بیان شهادت حضرت علی رضی الله عنه** وحال شهادت ایشان بران وجه بوده که چون بر سریر خلافت تمکن شد و واقعهٔ جمل
وصفین که تفاصیل آن در تواریخ رقم ثبت یافته واقع گشت و قصهٔ حکمین وجود گرفت
چهار هزار کس از عباد و زهاد کوفه از لشکر امیر المومنین علی رض بیرون رفته گفتند لا حکم الا لله
و هفت هزار کس دیگر بدیشان پیوستند و بحرورا منزل ساختند ابن الکوا را بر خود امیر
ساختند و این طائفه را خوارج میگویند مرتضی علی رضی الله عنه ابن عباس را رضی الله
عنه نزد ایشان فرستاد تا ایشان را نصیحت نموده باز آرد هیچ وجه سخن او را قبول نکردند
و گفتند علی بحکمین راضی شد ما از و گشتیم ابن عباس رض باز آمد و علی رض خود سوار شده
نزد ایشان رفت و با ایشان آغاز سخن فرمود عمرو بن یربوع و حرقوص بن زهیر
گفتند یا علی گناه بزرگ کرده توبه کن و سپاهی ترتیب ده تا بحرب شامیان رویم
امیر گفت من حکمین نمی کردم شما مبالغه کردید که ترک حرب کن و اکنون خود آمده اید
و اعتراض میکنید یکی از خارجیان گفت ما با تو حرب خواهیم کرد علی رض گفت
حرب نکنید من با شما حرب نکنم القصه ایشان بهر شهر مردم فرستادند و طلب کردند و
نهروان را موعد ساختند و امیر خبر ایشان می شنید و التفات نمی فرمود و لشکری ترتیب
می نمود که بشام رود تا آخر خبر رسید که خوارج فساد میکنند و قتل و غارت مسلمانان اقدام
می نمایند و میگویند چون علی رض بشام رود ما برویم و کوفه را غارت کنیم سپاه امیر گفتند یا امیر المومنین

ما را نخست کار خوارج باید ساخت که اگر متوجه شام شویم نباید که ایشان خانمان ما غارت کنند
و زن و فرزند ما را باسیری برند مرتضی علی لشکر ظفر پیکر بجانب ایشان کشید و دیگر باره
عبد الله عباس رضی را نزد ایشان فرستاد و مهم بجائی رسید امیر خود نزدیک ایشان رفت
و ایشان را پند داد و از عذاب خدا بترسانید و هشت هزار کس روی با امیر نهادند
التوبة التوبة می گفتند و بزاری و نیاز می گریستند تا بلشکر اسلام پیوستند و آن
گروه که امیر خوارج بود او نیز با ده کس از خواص خود از مذهب خوارج رجوع کرده نزدیک
مرتضی آمد و خوارج عبد الله بن وهب راسبی و حرقوص بن زهیر را که ذو الثدیه گفتندی
امیر خود ساخته روی به نهروان نهادند امیر در عقب ایشان روان شد و حضرت رسالت
صلی الله علیه و سلم از حرب علی با این طائفه خبر داده بود و ایشان را مارقین خوانده و در شواهد
آورده که حضرت رسول الله صلوات الله و سلامه علیه مر علی را رضی الله عنه خبر داده بود
که محاربه خواهی کرد بجماعتی مارقین از دین یعنی خوارج که در میان ایشان شخصی باشد
که بجای یک دست وی پاره گوشت باشد بر سر دوش وی چون پستان زنان
و بران گوشت پاره موی چند باشد چون دم یربوع و آن ذو الثدیه بود مهتر خوارج و
شریک ابن وهب راسبی در امارت ابو الشیخ اصفهانی در دلائل خود روایت کرده است
باسناد درست از ابو سعید خدری رضی الله عنه که گفت نزدیک رسول خدا صلی الله علیه
و سلم بودیم و او چیزی قسمت می کرد مردی از بنی تمیم که او را ذو الخویصره گفتندی
بیامد و گفت یا رسول الله عدل کن حضرت رسول صلوات الله و سلامه علیه فرمود که ویحک
کیست که عدل کند اگر من عدل نکنم فاروق اعظم رضی الله عنه گفت یا رسول الله مرا دستوری
ده تا گردن او بزنم حضرت صلی الله علیه و سلم فرمود که ای عمر بگذار او را که او را
یارانند که هر یکی از شما حقیر شمارد نماز خود را با نماز ایشان و روزه خود را با روزه ایشان
قرآن خوانند و از حنجره ایشان تجاوز ننماید بیرون روند از اسلام بسرعت همچنانکه
تیر از کمان بیرون رود و نشان ایشان مردی باشد سیاه یکی از دو بازوی وی
چون پستان زنان و بیرون آیند بر بهترین فرقه آدمیان ابو سعید خدری رضی الله عنه
میگوید گواهی میدهم که من شنودم این سخن را از رسول خدا صلی الله علیه و سلم و گواهی
میدهم که امیر المومنین علی رضی کارزار کرد با این گروه و من با وی بودم پس بفرمود تا آن

مردکه پیش رو ایشان بود بجویند و بیارند چنان کردند چون حاضر شد نظر کردم بر همان نشان بود
که حضرت رسول صلی الله علیه وسلم صفت کرده **بیت** زبان مصطفی معجز نشان بود
خبر از هر چه میداد آنچنان بود * آورده اند که لشکر امیر در راه نهروان بر دیری می گذشتند
پیری ترسا بر بالای دیر بود نعره زد که ای لشکر اسلام پیشوای خود را بگوئید
که نزدیک من آید خبر بامیر رسانیدند عنان مرکب بدان طرف مصروف گردانید چون بدیر
نزدیک رسید پیر دیرانی گفت ای سردار لشکر کجا میروی گفت بحرب دشمنان دین
میروم پیر گفت همین جا توقف کن و لشکر خود را فرود آر و متوجه حرب مخالفان مشو که
این زمان ستارهٔ مسلمانان در هبوط است و طالع اهل ملت اسلام ضعیف چند روزی
صبر پیش آر و شکیبائی پیشه گیر تا آن کوکب هابط روی بصعود نهد و طالع مسلمانان
قوتی یابد علی رض فرمود که تو دعوی علم آسمانی میکنی مرا از سیر فلان ستاره خبر ده گفت
حقا که من هرگز نام این ستاره نشنوده ام سوالی دیگر کرد پیر جواب آن ندانست مرتضی رض
فرمود که در احوال آسمانی وقوفی چندان نداری از حالات ارضی چیزی پرسم آنجا که
ایستاده میدانی که در زیر قدم تو چه چیز مدفونست گفت نمیدانم امیر فرمود که ظرفیست مدفون
عدد دنانیر درو مسکوکه و نقش سکه او برین منوالست پیر گفت تو این سخن از کجا میگوئی
گفت رسول صلی الله علیه وسلم مرا خبر داده و دیگر فرموده که تو با این قوم حرب میکنی
و از لشکر تو کم از ده کس کشته گردند و از لشکر ایشان کم از ده کس زنده نگریزند و بیرون
روند پیر ازین سخنان متحیر فرو ماند و بفرمود تا زیر قدم وی را بکاویدند آن ظرف بیرون آمد
و دینارهای او بهمان عدد که امیر گفته بود پیر فی الحال از دیر بیرون آمد و بر دست امیر
مسلمان شد و امیر روی به نهروان آورد با سطوت تمام و شوکت ما لا کلام **بیت**
تائید بر یمین وی و فتح بر یسار * اقبال بر رکاب وی و بخت هم عنان * در شواهد
آورده که جندب بن عبدالله الازدی گوید که در حرب جمل و صفین با علی رض
شک نبود در آنکه حق بجانب ویست اما به نهروان فرود آمدیم شکی در خاطر من افتاد که این
جماعت که با ایشان حرب می باید کرد همه زاهدان و نیک مردانند کشتن ایشان کاری
بس عظیم است و بامدادی از میان لشکرگاه بیرون آمدم و با مطهرهٔ آب برفتم جائی که
نیزهٔ خود را بزمین فرو بردم و سپر خود را بآن باز نهادم و در سایهٔ آن بنشستم ناگاه مرتضی رض بدانجا رسید

که هیچ آب همراه دارے مطهره که داشتم پیش آوردم بستد و چندان دور رفت که از نظر من
پنهان شد بعد از ان پیدا آمد وضو ساخته در سایهٔ آن سپر بنشست ناگاه دیدم که سوارے
از حال وے می پرسید گفتم یا امیر آن سوار ترا چه میگوید گفت دیر انجوان بخواندم آمد
گفت یا امیر المومنین مخالفان از نهروان بگذشتند و آب را بریدند فرمود که کلّا که
ایشان گذشته باشند باز آن سوار گفت واللہ که گذشتند امیر گفت کلّا که ایشان
نگذشته اند درین سخن بودند که دیگرے آمد که مخالفان گذشتند حضرت امیر گفت نگذشته اند
آن شخص گفت واللہ من نیامدم تا ندیدم رایات ایشان را بدان جانب آب امیر فرمود
که واللہ که ایشان نگذشته اند و چون گذرند که محل افتادن و جاے ریختن خون ایشان آنجاست
بعد از ان امیر برخاست و من نیز برخاستم و با خود گفتم الحمد للہ که میزان بدست من
افتاد که حال این مرد را بشناسم یا آنست که او مدعیست دلیر و هر گونه سخن مے گوید یا او را
بینهٔ هست از خدا تعالے در کار خود یا از رسول صلے اللہ علیه وسلم خبرے شنوده است
پس گفتم بار خدایا با تو عهد کردم که اگر به بینم که مخالفان از نهروان گذشته اند اول کسیکه
با این مرد محاربه کند من باشم و اگر نگذشته باشند همچنان بر محاربه و قتال اهل خلاف
ثابت قدم باشم چون از صفوف بگذشتیم دیدیم که رایات ایشان همچنان بحال خود ایستاده اند
و هیچکس از آب نگذشته است ناگاه امیر از پس پشت مرا بگرفت و بجنبانید و گفت اے
جندب حقیقت کار بر تو روشن شد گفتم بلے یا امیر المومنین فرمود که بکار خود مشغول باش
یک تن را از ایشان کشتم و دیگرے را هم کشتم پس با دیگرے در آویختم من وے را
زخمے زدم و وے مرا زخمے زد هر دو بیفتادیم اصحاب من مرا بر داشتند و بردند
و با خود نیامدم جز در آن وقت که محاربه بآخر رسیده بود راوے گوید که چون سپاه
شاه مردان که بوقت طعن و ضرب در سر بازے روی از شمشیر آبدار نتافتندے
و بهنگام قتال و حرب از روے ارادت بمیدان محاربت و مضمار مبارزت شتافتندے
بیت همه چو گوهر شمشیر غرقه در آهن + دلیر و صفدر و رزم آزماے و قلب شکن +
با لشکر ابتر خوارج که از راه ضلالت خویش را در بادیهٔ طغیان و بادیهٔ عصیان انداخته بودند
در انداختند او بار سوز و صاف نه انقیاد و اطاعت را بشوائب هر گونه معائب مکدر ساخته
بیت باسے پر جوش از سوداے خام + با دماغے پر بخار انتقام +

در مقابله آمده راه مقاتله گشودند **بیت** چو ابر و هوا در هم آمیختند * چو باران
و تن خون فرو ریختند * مخالفان هر مقدمه که ترتیب کرده بودند نقیض مطلوب نتیجه داد
و قضیه که تصور نموده بودند منعکس گشت **بیت** بر داشتند دل ز امیدی که داشتند *
بر بر نداشتند تخمی که کاشتند * لشکر امیر را از مهب والله یؤید بنصره من یشاء نسیم عنایت
بوزید و گل مراد از گلشن فقد جاءکم الفتح بدمید **بیت** صبح ظفر از مشرق انوار بر آمد *
و اصحاب غرض را شب سود البسر آمد * از آن چهار هزار ناکس سه هزار و نه صد و نود و نه
تن عرصه تلف شدند و نه کس گریخته جان از آن ورطهٔ خونخوار بیرون بردند و از لشکر مرتضی
علی نه تن شربت شهادت چشیدند و باقی نثار رخت زندگانی از آن دریای خون
بساحل سلامت کشیدند امیر فرمود که ذو الثدیه را که پیغمبر صلی الله علیه وسلم از و نشان
داده بود بجوئید یکبار بجستند و نیافتند جمعی گفتند شاید نشانه باشد و از معرکه حرب
فرا نموده حضرت امیر سوگند خورد که والله من دروغ نمی گویم و با من دروغ نگفته اند
او را کشته می باید دیگر باره او را بجستند در زیر چهل تن از کشتگان یافتند بهمان
صورت که وی را از نبی صلی الله علیه وسلم روایت کرده بود و پس مرتضی علی فرمود
که کیست که بکوفه رود و خبر فتح با کوفیان رساند ابن ملجم مرادی پیش آمد که یا امیر المؤمنین
من بروم و این مژده باهل کوفه رسانم امیر فرمود که برو که کار خود [illegible] ساخت
اهل تواریخ بر آنند که اصل ابن ملجم از مصر بود و همراه آن مردمان که بقتل [illegible]
رضی الله عنه آمده بودند آمده بود و پس از آن بکوفه افتاد و در لشکر مرتضی علی [illegible]
بود و در روایتی آنست که امیر در وقت توجه بحرب خوارج از [illegible]
از یمن ده تن آمده بودند و ابن ملجم با ایشان بود [illegible]
سهمگین با هیکل مهیب **بیت** [illegible]
ناخوش لقائی * هر یک از ایشان تحفه [illegible]
و ابن ملجم شمشیری داشت بغایت قیمتی پیش امیر آورد [illegible]
و تحفه او در معرض قبول [illegible] ابن ملجم [illegible]
چگونه است که [illegible]
می [illegible] و این چنین شمشیری قیمتی که شاید [illegible]

نمی ستانی امیر فرمود که چگونه این شمشیر از تو ستانم و حال آنکه مراد تو از من بدین
شمشیر حاصل خواهد شد ابن ملجم در زمین افتاد و جزع بسیار کرد و گفت یا امیر المؤمنین
هیهات هیهات هرگز مباد که این صورت در خیال من گذرد یا این فکر محال در خاطر من
خطور کند من بعشق ملازمت تو ترک وطن و مسکن گرفته ام و دل از احباب و اصحاب
برداشته محبت این حضرت عالی رتبت نقش دوستی ما سوی از لوح دلم فرو شسته
و سلطان مودت دامان این جناب مستطاب در صدر دلم متمکن نشسته رباعی
حاشا که دلم از تو جدا خواهد شد * یا با کس دیگر آشنا خواهد شد * از مهر تو بگسلد کرا دارد
دوست * وز کوی تو بگذرد کجا خواهد شد * امیر رضی الله عنه گفت این صورتیست
واقع شدنی و درین خلافی متصور نیست و امریست بودنی و از آن تجاوز ممکن نی
در تو غبار وحشت بر آئینهٔ الفت خواهی بیخت و از مقام وفاق بوادی نا فرجام نفاق خواهی
پیوست آئین مهر و رسم وفا عادت تو نیست * هر چند شرط و عهد کنی باز بشکنی *
ابن ملجم گفت ای [illegible] من در پیش تو ایستاده ام بفرما تا هر دو دستم ببرند اگر تحقیق
میدانی که از من این صورت واقع خواهد شد حکم کن تا بقصاصم رسانند مرتضی فرمود
[illegible] قصاص [illegible] و از تو امری صادر نشده است که مستحق قصاص شوی
[illegible] مرا خبری داده است و میدانم که قول راست و سخن او حق است قولی
دیگر آنکه ابن ملجم از خوارج بوده و بوقت توجه آن قوم به نهروان و مجال بیرون رفتن
نیافته در کوفه [illegible] چون امیر از حرب خوارج فارغ شده متوجه
کوفه گشت ابن ملجم اجازت طلبید که از پیش برود و خبر مژده فتح و نصرت امیر
[illegible] چون بکوفه رسید گرد بازار و محلات می گشت و بآواز بلند خبر
[illegible] این کلام بمسامع خاص و عام میرسانید نظم
[illegible] بر آمد * و ز مهر تو سپهر نوبت ظلمت بسر آمد * در آئینهٔ تیغ
[illegible] دل آرا صورت ظفر جلوه گر آمد * ناگاه در محله بدر سرای رسید
آواز رود و سرود شنید که از خانه بیرون می آمد بر در آن خانه بایستاد و با خود گفت
ساکنان این خانه را از این منکر منع کنم و بعذاب الهی و عقوبت پادشاهی تخویف
نمایم پس نعره زد و اهل آن خانه را از غنا و سرود منع کرد عجب حالتی که اول کار شخص

از زمرهٔ آخر عملش شرب بود از خمر و بسبب آن اختیار کرد صعب‌ترین کارها و زشت‌ترین امرے و منشور احوال خود بتوقیع شقاوت ابدے و خسران سرمدے موشح گردانید

بیت ز نفس نابکار و طبع منحوس * بزندان شقاوت ماند محبوس * القصه جمعے عورات دید که از آن خانه بیرون مے آمدند با جامهاے ملون و پیرایهاے گوناگون و در میان ایشان زنے بود بسیار جمیله نام او قطام و در غرب حسن و جمال او مثل زدندی چون چشم ابن ملجم بران زن افتاد شعلهٔ عشق او در کانون سینه پرکینه آتش برافروخت و خرمن صبرش بشرارهٔ برق محبت او بسوخت **بیت**

تا کشید عشق دلم ترک جان گرفت * صبرم گریز پاے سر اندر جهان گرفت *

آخر باست وقاحت پردهٔ حیا از پیش برداشته نزد قطام آمد و گفت ای دل آرام نازنین از کدام قوم و قبیله جواب داد که از تیم الرباب و آن قبیله خوارج بودند و حضرت امیر در نهروان جمعے از ایشان بقتل رسانیده بود و پدر و برادر قطام و دوازده تن از خویشان او از جملهٔ آن قتیلان بودند القصه ابن ملجم گفت ایم انت ام ذات بعل یعنی تو بیوه یا شوهر دارے گفت شوهر ندارم گفت رغبت میکنے بشوهرے که ترا هیچ کس بدان ملامت نکند و از فتنهٔ او ایمن باشے قطام گفت دیرگاه است که چنین شوهرے محتاجم و نمے یابم ابن ملجم گفت اکنون که یافتے اجابت کن از آنجا که نسبت جنسیت بود دل قطام بجانب وے مائل شد **بیت** ذره کانرا همره [illegible]ست * جنس خود را همچو کاه و کهرباست * گفت همراه من بیا تا با ولیاے خود مشورت کنم آن ملعون با آن ملعونه برفت تا بدر سراے وی رسید قطام بمنزل خود درآمد و بفرمود تا در سراے را فرو بستند و جامهاے بتکلف پوشید و پیرایها بر خود بست و خود را بیاراست

بیت تو بے پیرایه دلها مے ربودے * از کسان چندین دمے چو این پیرایه [illegible] جان بیدلان دارے * پس جلوه کنان به بالاے غرفه برآمد و [illegible] غنج و دلال ابن ملجم را یکبارگے گرفتار خود گردانید و چون دید [illegible] او برشته آمد آغاز نازکرد و گفت اولیاے من رغبت نمی کنند که در عقد نکاح تو آیم الا بمهرے گرانمایه و مشکل که تو از عهدهٔ آن بیرون توانی آمد ابن ملجم گفت تعیین مهر نمائے تا در آن باب تاملے کنم قطام گفت که مهر من سه چیز است یکے آنکه سه هزار درم نقد ادا کنے دوم

کنیزک جمیله مغنیه بیار سوم قتل علی بن ابیطالب اختیار نمای پس ابن ملجم
گفت قصه درم و کنیزک را قبول دارم اما کشتن علی کاریست بغایت صعب و هلاک
ای قطام که قادر تواند بود بر کشتن علی که شهسوار مشرق و مغرب و شکننده گردن
سرکشان عربست **بیت** چو او برکشد ذوالفقار از غلاف * ز هیبت فتد لرزه بر کوه قاف
چو در دست او نیزه گردان شود * بلای دلیران و گردان شود * قطام گفت من مال
و کنیزک را بر تو می بخشم اما از سر قتل علی نمیگذرم و تا کینه پدر و برادر از وی نخواهم
آرام ندارم این زمان کابین من کشتن علیست اگر وصال من میخواهی این کار را
قبول کن و گرنه **مصرع** پندار که هرگزم ندیدی * ابن ملجم که این سخن بشنود
آتش نفاق او شعله کشید و دیگ حمیت جاهلیتش بجوش آمد و گفت والله که سخن علی
راستست و آنچه مرا می گفت اینک اثر آن پدید آمد و گوییا من بدین شهر نیامده ام
الا بکشتن علی پس گفت ای قطام برین عزیمت بایستادم و کمر قتل او بربستم و اگر
بیک ضربت که بر وی زنم از من راضی شوی زود این مهم را کفایت کنم قطام گفت
روا باشد و من نیز جماعتی را طلب کنم که درین کار یار و مددگار باشند و من بدین مقدار
راضی شدم اکنون شمشیر خود بدین سخن نزدیک من بر زمین نه تا از سر شرط نگذری و زود
باز آیی ابن ملجم شمشیر خود بدو داد و روی بخدمت امیر نهاد و دران محل اهل کوفه
باستقبال رفته بودند و امیر بکوفه در آمده بود مردمان تهنیت میگفتند و مبارکباد میکردند
بیت الحمد که مقصود ز در باز آمد * مردم چشم جهان بین ز سفر باز آمد * الحمد
که از وصل مسیحا نفسی * بتن خسته دلان جان دگر باز آمد * اما امیر میراند تا بدر مسجد کوفه
رسید عنان مرکب باز کشید و پای از رکاب بیرون کرده پیاده شد و قدم مبارک در مسجد
نهاد و دو رکعت تحیت مسجد ادا فرمود فرزندان امیر و محبان و اشراف و اعیان کوفه همه آنجا
حاضر بودند پس مرتضی علی کرم الله وجهه ببالای منبر بر آمد و خطبه مشتمل بر حمد الهی و نعت حضرت
رسالت پناهی صلی الله علیه وسلم خواند و مردمان را از عقوبت ربانی بترسانید و بمثوبت
نامتناهی امیدوار گردانید پس بر جانب راست منبر نگاه کرد امیر المومنین حسن را دید گفت
یا بنی کم مضی من شهرنا هذا از این ماه ما چند روز گذشته است و آن ماه
مبارک رمضان بود شاهزاده فرمود که سیزده روز یا امیر المومنین پس بجانب حسین

بگریست امیر المومنین حسین حاضر بود فرمود یا ابتی کم بقی من شهرنا هذا از این ماه
چند روز مانده است گفت هفده روز یا امیر المومنین پس علی دست بمحاسن مبارک
خود فرود آورد و گفت درین ماه محاسن مرا از خون سر من خضاب کند بدبخت ترین
این امت و بیتی ادا کرد که مضمونش اینست که قتل من میخواهد نامردی از قبیلهٔ مراد
و من بوی نیکوئی میخواهم آورده اند که چون این سخن بسمع ابن ملجم رسید هیبتی عظیم بروی
غلبه کرد بیامد و در پیش امیر بایستاد و گفت پناه می برم بخدا یا امیر المومنین از آنچه بمن
گمان می بری از تو درخواست می کنم که بفرمای تا دستهای مرا قطع کنند یا مرا بزشت
ترین وجهی قتل کنند امیر گفت تا گناه نکرده ترا قصاص نتوان کرد و لیکن رسول صلی الله علیه
و سلم مرا خبر داده است که کشندهٔ تو مردی از قبیلهٔ مراد باشد و ترا از برای مراد خود
ضربتی زنند و او مراد خود نرسد ابن ملجم همچنان استناد میکرد و استغاثه می نمود امیر گفت من ترا
از سری خبر دهم که تو بران مطلع باشی و دایهٔ تو هیچ کس دیگر از آن وقوف ندارد بخدا
بر تو سوگند که تربیت کنندهٔ تو در طفولیت زن جهودی بوده گفت آری امیر فرمود
که روزی آن یهودیه از تو غضب شده بود گفت آری گفت ای بدبخت ترا از آن گسیکه
ناقهٔ صالح را پی کرد همچنین بود گفت آری و سر در پیش انداخت امیر بگریست گریستنی که
محاسن مبارکش تر شد و حضار مجلس نیز بگریستند پس گفت ای قوم مپندارید که من از
مرگ می ترسم نی نی من همیشه آرزومند مرگ بوده ام و انتظار شهادت خویش برده ام
زیرا که **مثنوی** مرگ ما را از زندگی دیگرست * زهر مرگ از شهد شیرین خوشترست
مرگ سازد مغز را صافی ز پوست * تا رساند دوست را نزدیک دوست * اما گریه من برای
فرزندان مظلوم و جگر گوشگان محروم منست که حالا بدو غریبی مبتلا اند و بعد از من
بسوز یتیمی نیز گرفتار خواهند شد پس فرمود که ای حاضران بغائبان برسانید که
چون فرزندان مرا شهید کنند و خبر آن بشما رسد در مصیبت ایشان بگریید و در مصیبت
ایشان بنالید که گریه شما بر اولاد من ضائع نخواهد بود پس ای عزیزان درین ایام غم انجام
همدکنید تا قطرهٔ چند آب از دیده ببارید که آب دیده شعلهٔ غضب باری را فرو نشاند هر که
درین روزها از سر لذت نفس برخیزد و بماتم فرزندان رسول صلی الله علیه و سلم بنشیند
دگل ندوه در باغ سینه بشگفاند و مرغ ندامت را بر شاخسار ملامت بنغمه در آرد امید هست که

فردا او در ریاض بهشت پاکیزه سرشت ریاحین مرادش از بساتین امید شگفتن گیرد و خساره
حالش بمحیط نجات وصال رفع درجات زیب و بهار پذیرد **نظم** هر که امروز از برای
آن شهیدان غم خورد * باشد از اندازه بیرون شادی فردای او * ای عزیزان
یکره از حال حسینؓ یاد آورید * گشته تلخ از زهر دشمن لعل شکرخای او * پس براندیشید از
قتل حسینؓ بن علی * وز غم اولاد پاک عترت والای او * تشنه لب خسته جگر مجروح تن
پر غصه دل * در میان خاک و خون پنهان رخ زیبای او * القصه امیرؓ از منبر فرود آمد
و شبی در خانه حسنؓ افطار می کرد و شبی در منزل حسینؓ و زیاده از سه لقمه تناول نمی فرمود
گفتند یا امیر چرا زیاده طعام نمی نوشید فرمود نزدیک رسیده که بدرگاه حق باز گردم
میخواهم که چون امر حق در رسد آلوده نباشم پس ابن ملجم در همان شب بخانه قطام رفت
و قطام مردان تمیمی را پیدا کرده بود از قبیله خود و ابن ملجم با شبیب بن بجره
شجعی سخن گفته بود و او را بمعاونت خود بر قتل علیؓ راضی ساخته پس هر سه خارجی در آن شب
بحضور قطام بر قتل امیرؓ بیعت کردند و ابن ملجم [illegible] تا شمشیر او را بزهر آب داده
بود منتظر فرصت می بودند تا شب نوزدهم رمضان در آمد امیر همه شب بطاعت مشغول بود
و مطلق خواب نفرمود هر ساعت بمیان سرای آمدی و در آسمان نگریستی و گفتی صدق
رسول الله و الله که هرگز رسول خدا صلی الله علیه و سلم دروغ نگفت پس چه چیز
باز میدارد کشنده مرا از کشتن من و بهمین منوال می گذرانید تا وقت آن آمد که بمسجد رود
وضو تازه کرد و میان دربست و در حال میان بستن فرمود **مصرع** حیازیمون
للموت فان الموت لاقیکا * میان را سخت در بند برای مرگ که مرگ بتو ملاقات
خواهد کرد **مصرع** ولا تجزع من الموت اذا حل بوادیکا * و جزع مکن از موت
چون بوادی تو فرود آید که رقم خلود بر صحیفه حال هیچ مخلوقی نکشیده اند و شربت
حیات جاودانی هیچ احدی را از موجودات نه چشانیده **بیت** آری اساس
خانه عمر استوار نیست * دار فنا محل ثبات و قرار نیست * پس چون امیر عزیمت بیرون
رفتن نمود و بمیان سرای رسید مرغابی چند که در آن خانه بودند پیش آمدند و فریاد در گرفته
دامن آن حضرتؓ را گرفته نمی گذاشتند که بیرون رود دختران امیر خواستند که ایشان را
دور کنند امیر گفت که دست از ایشان بدارید که ایشان نوحه کنندگانند بر من و در روایتی

آمده است که فرمود من صوائح تتبعها نوائح حالا اینها فریاد کنندگانند در فراق و بعد ازین
نوحه کنندگان از پی درخواهند آمد برای مصیبت من آنشب امیر در خانه حسن افطار
کرده بود چون امیر این کلمه بگفت شاهزاده فرمود که یا ابتاه این چه فال ست که
میزنی و این چه حدیث ست که میکنی که دلهای ما دردمند و جانهای ما مستمند شد گفت
ای فرزند این فال نیست اما دلم گواهی میدهد که درین ماه از جمله گذشتگان خواهم بود
پس یک یک از فرزندان را بر سبیل وداع کلمه میگفت و گویا از درو دیوار آواز الفراق
الفراق استماع می افتاد **مثنوی** رخت بربستیم و دل برداشتیم * صحبت دیرینه را
بگذاشتیم * وقت شد کز غصه و غم وارهیم * بر غم و شادی عالم پا نهیم * تا بکی
بار دل دونان کشیم * تا بکی خونابه زین و آن چشیم * صدر جنت بهر ما آراسته * ما درین
زندان به محنت کاسته * پس امیر روی بمسجد نهاد و گفت **شعر** خلوا
سبیل المومن المجاهد * فی الله لا یعبد غیر الواحد * یعنی راه دهید مومن
جهاد کننده را در راه خدای که غیر معبود یکتا را پرستش نکرده چون بدر مسجد رسید
بانگ نماز گفت و مردمان را برای نماز آواز داد و قدم در مسجد نهاده بنماز ایستاد اما آن سه خارجی
شب همه شب در خانه قطام شراب خورده بودند و دران وقت مست خراب افتاده چون
قطام آواز بانگ نماز امیر شنید ابن ملجم را بیدار کرد و گفت برخیز که وقت رسید و اینک
علی بمسجد آمد. و دم بدم ست که مردم روی بمسجد خواهند نهاد زود برو و حاجت من و آن
و بزودی باز آور در فراق مراهم بشریت وصال من دوا کن ابن ملجم برخاست و تیغ
زهرآلود خود را برگرفت و گفت بر دم بتن هلاک و بدبخت و باز آیم بدیده انچه نتوان دید که
من وی روز از علی شنیدم که گفت رسول صلی الله علیه وسلم فرمود که بدبخت ترین
پیشینیان قدار بن سالف بود که ناقه صالح را پی کرد و بدبخت ترین پسینیان کشنده
علی بن ابی طالب خواهد بود این بگفت و روی بمسجد نهاد و خود را در میان خفتگان انداخت
اما چون مرتضی علی از اداء تحیت فارغ شد برخاست و گرد مسجد برآمد و خفتگان را
برای نماز بیدار میکرد ابن ملجم بر روی خفته بود امیر سر پای بر روی زد که قم
وصل یعنی بیدار شو و نماز گذار او از و درگذشت و باز پیش محراب آمد و در نماز ایستاد
ابن ملجم برخاست و دست یار خود را گرفت و گفت برخیز که فرصت فوت می شود و در

تاریخ طبری است و بعضی کتب مذکورست که امیر المؤمنین بانگ نماز میگفت که از آن شد خارجی بدر مسجد
آمدند شبیب و وردان هر دو بدر مسجد بنشستند پیری یکی از طرف دیگر گفتند هر دو شمشیر زنیم
اگر یکی خطا شود دیگری بجای رسد و ابن ملجم را گفتند آمد بدرون مسجد رود و اگر بار اکاری
نسازند تو کار تمام کن اما چون امیر از اذان فارغ شد قدم در مسجد نهاد شبیب شمشیر بزد
بطاق در مسجد آمد و بشکست و وردان هم تیغ فرود آورد و بر دیوار آمد ایشان هر دو بگریختند
ابن ملجم گفت در قصه تا هیچ زمان صبر دادن و در رسیده بار انگیزند شمشیر
برکشیده پیش محراب آمد و امیر در نماز بود صبر کرد تا سجده اول بجا آورد و همین که سر از
سجده برداشت آن شقی شمشیر فرود آورد و قضا را بدان موضع آمد که روز حرب خندق
عمرو بن عبدود زخم زده بود و چون این ضربت بر محل آن زخم رسید تا مغز سر
مبارک شکافته شد و آوازی از امیر برآمد که فزت برب الکعبه یعنی باز رستم
و بمقصود رسیدم بخدای کعبه ابن ملجم که این صدا شنید از مسجد بیرون گریخت و آوازه
در افتاد که قتل امیر المؤمنین اهل کوفه یکبار روی بمسجد نهادند و حسن و حسین که این
خبر شنیدند جامه صبر چاک کرده و عمامه شکیبائی از سر برداشته بمسجد آمدند پدر بزرگوار
خود را دیدند در پیش محراب افتاده و در خون غلطیده در قدم پدر افتادند و کف پای مبارکش می بر دیده روشن
خود می نهادند و امیر بدست خود خون سر خویش فرا می گرفت و در روی و محاسن میمالید
و میگفت بدین حالت رسول خدای را صلی الله علیه وسلم ببینم بدین صفت
با فاطمه زهرا ملاقات کنم بدین هیات عم حمزه سید الشهدا را مشاهده نمایم بدین صورت
برادرم جعفر طیار را نظر درآرم حسن و حسین می گریستند و اعیان و اعاظم کوفه و اولاد
واسلیماه میگفتند قطعه افغان که راحت دل آرام جان برفت ✤ شاه زمن
و قدوهٔ خلق جهان برفت ✤ غم شد محیط مرکز عالم ز هر طرف ✤ کان مرکز محیط کرم از میان
برفت شبیب گفت یا امیر المؤمنین که با تو این معامله کرد فرمود که صبر کنید که همین
ساعت از در مسجد درآید در این سخن بودند که شبیب که اول قصد کرده بود سراسیمه و
سرگردان از در مسجد درآمد وی را گفتند مگر تو ضربت زده خواست که گوید نه بی اختیار
گفت آری مردمان وی را بر روی افگندند و لگد بر روی میزدند تا هلاک شد و ابن ملجم
گریخت تا ابن عم خود شد و سلاح از تن باز میکرد که ابن عمش درآمد وی را مشوش دید

گفت مگر قاتل علی تو بودی خواست که گوید لا، بر زبانش رفت که نعم، پس مردم گریبانش گرفته
کشان کشان بمسجد آوردند و قول آنست که شبیب را پیش مسجد آوردند و ابن ملجم از مسجد
بیرون جسته میرفت یکی از قبیلهٔ همدان بوی رسید دید که شمشیر کشیده میرود و آن مرد قطیفه
در دست داشت بر روی ابن ملجم انداخته و او را فرو گرفت و مردم مدد کردند و دستها در
گردنش بربسته بمسجد آوردند و امیر المؤمنین فرزند خود حسن را فرمود که تا امروز ما زنده باشیم او را
بگذارند اما چون ابن ملجم را بمسجد در آوردند امیر را چشم بر روی افتاد گفت یا اخا مراد مگر
من امیری بودم شما را گفت معاذ الله یا امیر المؤمنین گفت پس ترا چه بدین داشت
که فرزندانم را یتیم ساختی و رخنه در ارکان خاندان من انداختی و من با تو نیکوئی
کرده بودم گفت یا امیر واقع شد آنچه واقعه شد و کان امر الله قدرا مقدورا امیر فرمود
که ویرا بزندان برید و تا من زنده ام از مطعومات و مشروبات هر چه من میخورم ویرا نیز همان
بدهید و خورشش از وی باز مگیرید پس اگر من بمیرم هر چه رأی شما باشد در باب وی
تقاضا کنید بجا آرید و اگر درگذرم او را یک ضرب بیش مزنید که مرا یک ضربت بیش نزده است
پس امیر را بمیان گلیمی خوابانیدند و یک سر گلیم حسن بر دوش گرفت و سر دیگر حسین چون از
مسجد بیرون آوردند صبح دمیده بود و جهان روشن شده امیر فرمود که مرا روی
بجانب مشرق بدارید چنان کردند فرمود که والصبح اذا تنفس ای صبح بدان خدائی
که بفرمان او بر آمدی و بحکم او نفس زدی که روز قیامت از تو گواهی در خواهم ساخت و
باید که چون صادقی براستی گواهی دهی که از آن روز باز که با رسول خدا صلی الله علیه
وسلم در اول جوانی خود نماز کرده ام تا امروز هرگز مرا تو خفته نیافتی و من ترا نا آمده یافته ام
آنگه سجده کرد و گفت بار خدایا تو گواه باش و کفی بالله شهیدا که فردای قیامت
صد و بیست و چهار هزار پیغامبر حاضر باشند و ملائکه و صدیقان و شهدا
بعرش عظیم ناظر باشند گواهی بدهی که از آن ساعت که بدست [illegible] ایمان آورده ام هر چه فرموده بجان قبول کرده ام و هر چه از آن نهی کرده
مباشر آن نگشته ام و خلاف سخن تو و سخن پیغامبر تو نیندیشیده ام و در خاطر
نگذرانیده ام بزرگان کوفه که حاضر بودند خروش بر آوردند و فغان از [illegible]
بر آمد

قطعه

دلها تمام از آتش حسرت کباب شد ✤ جانها [illegible]

اضطراب شد + لب تشنگان بادیهٔ اشتیاق را + دریاے صبر و بحر سلامت سراب شد +
اما چون امیر را بخانه درآوردند خروش از دختران فاطمه زهرا رضی الله عنها و سائر
شهزادگان برآمد و نالهٔ وا ابتاه و واعلیاهٔ از روے زمین ببالاے چرخ برین رسید **رباعی**
شاید اگر شور در جهان فگنیم + غلغله در جهانیان فگنیم + رستخیزے زجان برانگیزیم +
گریه بر پیر و بر جوان فگنیم + یک یک از فرزندان امیر رضی الله عنه مے آمدند
و در دست و پاے پدر مے افتادند و بوسه بر قدم مبارک او مے دادند و میگفتند
اے پدر این چه حالست که مشاهده میکنیم اے کاشکے مادر ما فاطمه زهرا رضؓ زنده بودے
تا ما را درین محنت تسلے دادے کاشکے مادر مدینه بر سر تربت جد خود مے بودیم تا درد
خود بر سر روضه شرح باز مے گفتیم این چه حالت ست که ما را افتاده غریبے و یتیمے
باهم جمع شده راوے گوید از گریه و زارے فرزندان امیر رضی الله عنه آتش حسرتے
بر افروخته شد که دلهاے حاضران بسوخت و هر که نالهٔ ایشان مے شنید خون از دیده
مے بارید **بیت** هر کرا بینیم ازین سوز و الم مے گرید + هر کرا یابیم ازین آتش غم
مے سوزد + امیر رضؓ یک یک از ایشان را در بر مے گرفت و بوسه بر سر و روے ایشان
میداد و میگفت صبر کنید و شکیبائے پیش آرید که نزدیک جد شما مصطفی صلی الله علیه
وسلم و نزد مادر شما فاطمه زهرا رضی الله عنها میروم و من درین شبها حضرت مصطفی را صلی الله علیه
وسلم بخواب دیدم که با آستین مبارک غبار از روے من پاک مے کرد و میگفت
یا علی آنچه بر تو بود بجا آوردے این خواب دلالت بران میکند که نقاب جسم از پیش
چهرهٔ روح من برخواهند داشت تا جلوه کنان بمنظر قدسیان بر آید **بیت**
حجاب چهرهٔ جان میشود غبار تنم + خوشا دمے که ازین چهره پرده بر فگنم + زمانے برآمد
[illegible] نعمان جراح را از در حجره درآوردند چون دید جراح بر جراحت امیر افتاد
عمامه از سر برگرفت و جامه بر تن چاک زد و گفت واویلاه این شمشیر را بزهر آب
داده بوده اند و این جراحت مرهم پذیر نیست دریغ چون تو مقتدائے دریغ چون تو
پیشوائے دریغ چون تو عالمے دریغ چون تو حاکمے **بیت** دریغ چون تو امیرے
دریغ چون تو امامے + براے شرع پیغمبر براے ملک نظامے + دیگر باره فریاد
از خاندان امیر برآمد در روایتے آمده که پیش از آمدن جراح بسر بالین امیر ام کلثوم

بدر آن خانہ رفت کہ ابن ملجم محبوس بود گفت اے شقی تو در دام افتادے و امیر را از ان زخم ہیچ باک نیست ابن ملجم گفت ای دختر برو و گریہ را ساز کن کہ من آن شمشیر را بہزار دینار خریدہ بودم و ہزار درہم صرف کردہ ام تا بزہر آب دادہ ام و اگر قسمت کنند این زخم بر ہمہ اہل کوفہ واقع شدے یک تن جان نبردندے آخر یک کس را چنین زخمے چہ کند و این صورت در شب آدینہ نوزدہم ماہ رمضان واقع شدہ و امیر در شب یکشنبہ بیست و یکم درگذشت و دران دو روز وصیت نامہ نوشت و فرزندان را وداع فرمود و چون شب یکشنبہ در آمد فرمود تا وے را بہ حجرۂ خاص بردند و ام کلثوم را گفت یا بنیة علقی علی ابیک الباب اے دختر من در را بر روے پدر خود فراز کن ام کلثوم از خانہ بیرون آمد و در را فراز کرد و حسن و حسین بیرون نشستند ناگاہ آواز ہاتفے آمد کہ افمن یلقی فی النار خیر ام من یاتی امنا یوم القیمة و شنیدند کہ ہاتفے دیگر گفت در جواب کہ بل من یاتی آمنا یوم القیمة راوے گوید کہ چون امیر را دران حجرہ بردند در فراز کردند ناگاہ آواز لا الہ الا اللہ شنیدند شاہزادگان را طاقت نرسید در باز کردند و بدان حجرہ در آمدند امیر بجوار رحمت ملک کبیر پیوستہ بود و در شواہد آوردہ کہ امیر المومنین حسن رضی اللہ روایت کردہ کہ چون حضرت امیر وفات یافت شنیدم کہ قائلے میگوید کہ بیرون روید و این بندہ خدا را با ما گذارید بیرون رفتیم از درون خانہ آواز آمد کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم درگذشت و داماد او شہید شدہ بنگاہبانی امت کہ تواند کرد دیگرے گفت ہر کہ سیرت ایشان ورزد و پیروے ایشان کند چون آواز ساکن شد در آمدیم و ویرا دیدیم غسل دادہ و در کفن پیچیدہ نماز گذاردیم و روایتے ہست کہ امیر فرمود کہ چون من از دنیا بروم از زاویہ خانہ لوحے پدید آید مرا بر آنجا خوابانید و بشوئید و از آستانہ خانہ کفن و حنوط پدید آید مرا کفن کنید و در تابوت نہید و تابوت را درمیان خانہ وضع کنید و فرزندان را بابا وداع کنند و یکبار حسن بر من نماز گذارد و یکبار حسین و چون بر خیزد و شما پس تابوت را بردارید ہر جا کہ سر تابوت فرود آید تابوت مرا آنجا بگذارید و بکنید تا بوتے از ساج پدید آید مرا آنجا دفن کنید و در شواہد گورستان حسن و حسین را وصیت کردہ بود کہ چون درگذرم مرا بر سریرے نہید و بیرون

و بعضی چنین رسانیده‌اند که آنجا سنگی سفید پیدا شد که از نور درخشان بود آن را بکندند
که در آنجا گشاده‌ای که خوابیده یافت مرا در آنجا دفن کنید پس بحکم وصیت حضرت امیر شب
در همین موضع که حالا بنجف مشهور است دفن کردند و قبر مبارک وی را مستور ساخته
تا زمین هموار ساختند و کسی بران اطلاع نداشت مگر جمعی از اهل بیت و همچنان پوشیده
مانده بود تا در زمان خلفای بنی عباس روزی هارون الرشید شکار کنان به ساحت
غری رسید آهوان پناه بدان پشته بردند هر چند چرغ بر ایشان انداختند
و سگان بر ایشان سر دادند باز گشتند و پیش آهوان نیامدند هارون از آن صورت متعجب شد
و بفرمود تا پیری را از مردم آن دیار از سر آن پشته پرسیدند پیر گفت از پدران بما
چنین رسیده است که قبر امیرالمؤمنین علی اینجاست هارون ترک شکار گرفت آن موضع را زیارت
فرمود و تا زنده بود هر سال بزیارت آن مقام لازم الاحترام می‌آمد القصه چون جنازه
امیر را شب برداشته از کوفه بیرون بردند در پس پشته که وصیت فرموده بود دفن
کرده باز گشتند جمعی از محبان و موالیان که خبر یافته از عقب می‌رفتند چون دیدند که
حسن و حسین می‌آیند سرها برهنه کرده در پای ایشان می‌افتادند و می‌گفتند ای مخدوم
زادگان امیرالمؤمنین را چه کردید و امام المتقین را کجا گذاشتید صاحب ذوالفقار کو شاه
دلدل سوار کو نظم شهریست پر ز حسرت و غم شهریار کو ◆ کاریست بس خراب
خداوندگار کو ◆ هفت اختر و چهار گهر در مصیبت اند ◆ زان سر تا خلاصهٔ هشت و چهار کو ◆
اور روزگار دولت و روز امید بود ◆ آن روز خوش کجا شد و آن روزگار کو ◆ پس آن
جماعت بسیاری تاسف خوردند و هر چند در آن صحرا گشتند از تربت امیر نشان نیافتند
راوی گوید که در آن وقت که حسن و حسین رضی الله عنهما از دفن پدر بزرگوار باز گردیدند
و بدر شهر کوفه رسیدند از میانه ویرانها ناله زاری شنیدند بر اثر ناله برفتند غریبی
ضعیفی نحیفی را دیدند در آن ویرانه تنها بر خاک افتاده و خشتی زیر سر نهاده می‌نالید
و می‌زارید و اشک حسرت از دیده می‌بارید گفتند چه کسی که چنین زار می‌نالی گفت
مردی غریبم و مهجور و عاجز و حسنین در رنجور بهر کاری درمانده و از همه کس باز مانده
و نه مادری دارم و نه پدری و نه خویشی دارم و نه برادری نه زنی دارم نه فرزندی
نه غمخواری نه مونسی گفتند پس تیمار تو که می‌کند گفت یکسال است که من درین شهرم

هر روز مردی بیامدی و بر بالین من نشستی چون پدر مشفق مرا تیمار داشتی و چون برادر مهربان غمخوارگی من کردی گفتند نام آن کس نمیدانی گفت نمیدانم گفتند هیچ بار از وی نپرسیدی گفت آری پرسیدم گفت ترا با نام من چه کار است من تعهد حال تو از بهر خدای کنم نه از بهر شهرت و ریا میکنم گفتند ای پیر رنگ و روی و هیأت او چگونه بود گفت من نابینا ام از ان نشان نتوانم داد اما سه روز است که نزد من نیامده و تعهد حال من نکرده نه دانم تا ویرا چه افتاد گفتند ای پیر هیچ نشانی از گفتار و کردار او میدانی گفت نشانی او آنست که پیوسته تهلیل و تسبیح کردی و چون آواز به تسبیح برآوردی گوییا در های آسمان بگشادندی و صدای تسبیح و تهلیل می شنیدم و چون نزدیک من نشستی گفتی مسکین جالس مسکینا درویشی ست که با درویشی همنشینی میکند غریب جالس غریبا غریبیست که با غریبی مجالست می کند شاهزادگان در هم بگریستند و زار زار بگریستند گفتند این نشانه بابای ما علی بن ابی طالب است کرم الله وجهه پیر گفت آن حضرت را چه شد که درین سه روز پیدا نیست گفتند ای پیر بدبختی او را ضربتی زد و او از دار غرور بسرای سرور انتقال فرمود و ما حالا از دفن وی می آییم پیر بعد از استماع این واقعه نعره کشید و خود را بر زمین میزد و می گفت مرا چه محل آنکه امیر المؤمنین علی تعهد حال من کند حسن و حسین رضی الله عنهما آن پیر غریب را تسلی میدادند و او اضطراب بسیار می کرد و می گفت **قطعه** نمی دانم چه کار افتاد ما را ٭ که آن دلدار ما زار بگذاشت ٭ درین ویرانه این پیر حزین را ٭ غریب و عاجز و بی یار بگذاشت پس گفت ای مخدوم زادگان بحق جد بزرگوار شما صلی الله علیه وسلم و بروح مقدس پدر شما سوگند بر شما که مرا بسر قبر امیر برید تا زیارت وی کنم حسن رض برخاست و دست راست آن پیر را گرفت و حسین رض دست چپ وی را و بیاوردند تا بسر قبر مقدس امیر آن پیر بروی قبر درافتاد و زاری بسیار کرد و گفت الهی بحق صاحب این روضه که [illegible] که من طاقت فراق وی ندارم دعای پیر موافق حکم قضا افتاد فی الحال بر سر روضهٔ امیر النحل جان شیرین بداد **بیت** ذره بود بخورشید رسید ٭ قطرهٔ بود بدریا پیوست ٭ حسن و حسین رضی الله عنهما بسیار بر وی بگریستند و به تجهیز او قیام نموده در حوالی روضه اش دفن کردند و اشهر روایات آنست که امیر در ان وقت

شصت ساله بود وازین زیاده وکم نیز گفته اند اما روزی دیگر حسن علی در مسجد کوفه بمنبر برآمد
وخطبهٔ بلیغ ادا نمود وگفت ای مردمان هر که مرا داند داند وهر که مرا نداند بداند که انا ابن
البشیر النذیر منم پسر پیغمبر بشارت دهنده وبیم کننده یعنی محمد صلی الله علیه وسلم
وفرزند علی مرتضی رضی الله عنه ام ومادرم فاطمه زهرا رضی الله عنها است جدم شما را براه راست دعوت میکرد
وپدرم شما را بدین خدا میخواند ومن نیز شما را بهمان میخوانم پس عبد الله بن عباس
رضی الله عنهما برخاست وگفت ای مردمان این مرد پسر پیغمبر شما وفرزند امام وزادهٔ
شماست با وی بیعت کنید وبه امامت وی اقرار دهید وتهنیت کنید که از وی
بزرگتر درمیان مردمان کس نیست همه گفتند سمعنا واطعنا شنودیم وفرمان میبریم پس دست بدادند
وبا امیر المؤمنین حسن رضی الله عنه بیعت کردند آنگه کس فرستادند تا ابن ملجم را از زندان بیاوردند
ودرپیش منبر بداشتند آنگه گفتند ای بدبخت ترین این امت این چه بود که کردی که
[illegible] انگشت [illegible] ابن ملجم بر آورد که ای حسن [illegible] شمشیر [illegible]
[illegible] امام [illegible]
[illegible] بشمشیر باز کشید [illegible]
پس [illegible] فرمود [illegible] شمشیر کشیده ضربتی بر گردن وی زد که سرش
[illegible] از تن جدا شد پس مردمان ویرا از مسجد بیرون برده درمیان بوریا پیچیده
[illegible] آتش در وی زدند تا بسوخت وشاهزادگان بتعزیت مشغول گشتند مردمان
می آمدند واهل بیت را تعزیت میگفتند **نظم** زین مصیبت جای آن دارد که
چشم آفتاب * دامن گردون زاشک گرم آلاید بخون * لیک با حکم قضا جان را چه
سود از رجوع * مرجع دل نیست جز انا الیه راجعون *

باب ششم دربیان فضائل امام حسن رضی الله عنه وبعضی احوال وی از ولادت باشهادت

در شواهد آورده که وی امام دوم ست از ائمه اثنا عشر کنیت
وی ابو محمد ست ولقبش تقی وسید وولادت وی در مدینه بود در نیمه رمضان سنه ثلث
من الهجرة وجبرئیل علیه السلام نام ویرا بهدیه پیش رسول صلی الله علیه وسلم آورد بر قطعهٔ
از حریر بهشت نوشته ودر صحیفهٔ رضویه مسطور ست که اسما بنت عمیس رضی الله عنها حدیث کرد
که من قابلهٔ فاطمه رضی الله عنها بودم بحسن وحسین رضی الله عنهما در وقتیکه اختر تابنده وجود امام حسن رضی الله عنه

از برج ولایت طلوع نمود و گوہر درخشندۂ ذات صافی صفاتش از درج عصمت و طہارت ظہور فرمود **قطعہ** ہے گشت از افق طالع کہ پیش طالع سعد شمس ٭ کہ چون نور امان بست ست خورشید جہان آرا ٭ ملک تا مہد اطفال فلک را مید ہد جنبش ٭ نخوابا نید از این ما ہے درین گہوارۂ بینا ٭ خبر بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم رسید فی الحال بیاید و گفت اے اسما بیار فرزند مرا پس من شاہزادہ را در خرقۂ زرد پیچیدہ بیاوردم و در کنار آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہادم آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خرقۂ زرد را بدور افگند و فرمود کہ نہ باشما عہد کردہ ام کہ فرزندان مرا در خرقۂ زرد نمے پیچید من برخاستم و خرقۂ سفید بیاوردم و امام حسن رض را برگرفتہ دران خرقہ پیچیدہ بر کنار حضرت نہادم پس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بانگ نماز در گوش راست وی گفت و قامت در گوش چپ وے و از علی رضی اللہ عنہ پرسید کہ وی را چہ نام نہادہ علی گفت یا رسول اللہ من بنودم کہ پیشے گیرم بر شما بتسمیہ فرزند اما در خاطر می گذرانیدم کہ اگر اجازت دہید او را حرب نام کنم و در روایتے آنست کہ او را تسمیہ باسم عم خود حمزہ گردانم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ من ہم نمیتوانم کہ سبقت کنم بحکم خدا خود بنام نہادن او درین حال جبرئیل علیہ السلام فرود آمد و گفت یا محمد حق تعالی الاعلی ترا سلام میرساند و مے گوید علی کہ از تو بمنزلۂ ہارون ست از موسی الا آنکہ بعد از تو پیغامبرے نخواہد بود پس پسر را بنام پسر ہارون تسمیہ گردان پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم از جبرئیل علیہ السلام پرسید کہ نام پسر ہارون چہ بود گفت شبر حضرت صلوات اللہ وسلامہ علیہ فرمود کہ اے جبرائیل زبان عربی ست و این لغت عبرے ست گفت معنی شبر بعربی حسن ست پس او را حسن نام نہاد و در روز ہفتم عقیقہ کرد از وے بدو کبش املح و ران کبش را بقابلہ داد و سر او را تراشید و بوزن آن نقرہ تصدق فرمود و امام حسن رض شبیہ ترین مردمان بود برسول صلی اللہ علیہ وسلم از سر تا بفرق سر و از انس بن مالک رضی اللہ عنہ منقولست کہ گفت نبود ہیچ کس شبیہ تر برسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما و مرویست کہ روزے در مرض الموت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ دست حسن و حسین رض گرفتہ نزد رسول صلی اللہ علیہ وسلم آورد و فرمود کہ ہذان ابناک ایناں فرزندان تواند فورثہما

شیئاً پس ایشان را میراث ده چیزی حضرت صلی الله علیه وسلم فرمود امام حسن رض را بهرهٔ هیبت و سیادت من است و نصیب امام حسین رض جود و شجاعت من بود و در صحیحین مذکور است مرفوع به براء بن عازب رضی الله عنه که دیدم حضرت رسالت را صلی الله علیه وسلم و حسین بن علی رضی الله عنهما بر دوش وی بود و آنحضرت صلی الله علیه وسلم میفرمود اللهم انی احبه فاحبه بار خدایا من او را دوست میدارم پس تو نیز وی را دوست دار و در روایتی آنست که او را دوست میدارم و دوست میدارم کسی را که وی را دوست میدارد و از ابو هریره رضی الله عنه منقولست که هرگز امام حسن بن علی رضی الله عنهما را ندیدم الا که از شادی لقای او آب از چشم من ریزان شد بجهت آنکه روزی با حضرت رسول صلی الله علیه وسلم بسوی قینقاع رفته بودیم و بعد از مراجعت بمسجد در آمدیم حضرت صلی الله علیه وسلم فرمود که لکع را بخوانید زمانی بر آمد امام حسن رض در رسید و خود را در کنار آن حضرت صلوات الله وسلامه علیه افگند و دست بدر زدن محاسن مبارک آن حضرت صلوات الله وسلامه علیه در می آورد و سید عالم صلی الله علیه وسلم دهان مبارک را بر دهان وی می نهاد و می گفت اللهم انی احبه فاحب من یحبه شیخ عطار قدس سره در کتاب گل و هرمز آورده

مثنوی

امامی کو امامت را حسن بود * حسن آمد که جمله حسن حسن بود
همه حسن و همه خلق و همه حلم * همه لطف و همه جود و همه علم
شب از زلف سیاهش تیره مانده * ز رویش ماه روشن خیره مانده
لبش قائم مقام حوض کوثر * که بودی چشمهٔ نوش پیمبر
چنان نوشی بزهر آلود کردند * دلش خون و جگر پالوده کردند
ز زهرش چون جگر شد پاره پاره * ز غصه گشت خونین سنگ خاره

و در سنن ترمذی مرفوع با ابن عباس رضی الله عنهما مرویست که حضرت رسول صلی الله علیه وسلم حسن رض را بر دوش خود نشانده بود مردی گفت نعم المرکب رکبت یا غلام بنیکو مرکبی که سوار شده ای پس حضرت صلی الله علیه وسلم فرمود و نعم الراکب هو یعنی نیکو سوار نیست در شواهد آورده که روزی رسول صلی الله علیه وسلم بر منبر بر آمد و حسن رض با وی بود گاهی بمردمان نظر میکرد و گاهی بسوی حسن می نگریست و میگفت این پسر من سید است و زود باشد که خدا تعالی اصلاح کند بواسطهٔ وی میان دو گروه از مسلمانان و احادیث صحیحه در مناقب حسن و حسین رضی الله عنهما

بسیارست وهمین یک نکته که هما ریحانتی من الدنیا مستبصر متامل را کافیست وخبر الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة دلیل فضلے وافر واسے ابو علی الفضل بن حسن الطبرسی در کتاب اعلام الورے آورده منقول از ابن عباس رضی الله عنه که ما نزدیک رسول خدا بودیم صلے الله علیه وسلم که فاطمه رضی الله عنها بیامد گریان حضرت صلے الله علیه وسلم فرمود که چه چیز ترا میگریاند گفت یا رسول الله صلی الله علیه وسلم حسن وحسین رضی الله عنهما از حجره بیرون رفته اند وتا این وقت باز نیامده اند وعلے اینجا نیست ومن کسے ندارم که بطلب ایشان فرستم ونمی دانم که ایشان کجا باشند حضرت صلے الله علیه وسلم فرمود که مگری اے فاطمه رضی الله عنها که خدای که ایشان را آفریده است بدیشان مهربان ترست پس آن حضرت صلی الله علیه وسلم دست بدعا بر داشت وگفت بار خدایا اگر در صحرا باشند ایشان را نگاهدار واگر در دریا اند بسلامت بکناره آر فے الحال جبرائیل آمد که یا احمد هیچ غم مخور و اندوهگین مباش که ایشان فاضلانند در دنیا وبزرگانند در آخرت وپدر ایشان بهترست از ایشان وایشان حالا در حظیرهٔ بنے النجار اند وحق سبحانه دو فرشته بدیشان موکل ساخته تا نگاهبانی ایشان میکنند ابن عباس رضے الله عنه گوید آن حضرت صلے الله علیه وسلم بر پاے خاست وما با او بر خاستیم تا بحظیرهٔ بنے النجار رسیدیم حسن وحسین رضے الله عنهما را دیدیم دست در گردن یکدیگر کرده وفرشته یک بال خود را فراش ایشان ساخته وبدیگر بال ایشان را پوشیده پس رسول خدا صلے الله علیه وسلم حسن رضی الله عنه را بر داشت وآن فرشته حسین رضے الله عنه را ومردم چنان مے دیدند که رسول صلے الله علیه وسلم هر دو را بر داشته است ابو ایوب انصاری رضی الله عنه پیش آمد وگفت که یا رسول الله صلی الله علیه وسلم یکے ازین هر دو را من بر دارم تا تو سبک شوے گفت بگذار که ایشان بزرگانند در دنیا ودر آخرت وپدر ایشان بهترست از ایشان وهر آئینه امروز مشرف سازم ایشان را بآن چیزے که خدا تعالے مشرف ارزانے داشته ایشان را پس خطبه ادا فرمود وگفت ایها الناس خبر دهم شما را به بهترین مردمان از جهت جد وجده گفتند بلے یا رسول الله گفت حسن وحسین رضے الله عنهما اند که جد ایشان رسول الله است صلے الله علیه وسلم وجدهٔ ایشان

وجدهٔ ایشان خدیجه بنت خویلد پس فرمود خبر دهم شما را به بهترین مردمان از جهت پدر
و مادر گفتند آرے یا رسول الله صلی الله علیه وسلم فرمود که حسن و حسین رضی الله عنهما اند
که پدر ایشان علی ابن ابی طالب است رضی الله عنه و مادر ایشان فاطمه بنت محمد صلی الله
علیه وسلم است مردمان خبر دهم شما را به بهترین مردمان از جهت خال و خاله گفتند بلے
یا رسول الله صلی الله علیه وسلم گفت حسن و حسین اند که خال ایشان قاسم بن رسول الله
صلی الله علیه وسلم و خالهٔ ایشان زینب بنت رسول صلی الله علیه وسلم آیا خبر دهم
شما را به بهترین مردمان از جهت عم و عمه گفتند آرے یا رسول الله صلی الله علیه وسلم
گفت حسن و حسین رضی الله عنهما اند که عم ایشان جعفر بن ابی طالب است رضی الله عنه
و عمهٔ ایشان ام هانی بنت ابی طالب [illegible] کجاست در همه عالم
بدین شرافت کسی ❁ و چه نیکو گفته اند ❁ مثنوی ❁ هست بر اهل معرفت
روشن ❁ صفت حضرت حسین و حسن ❁ آن یکے اختریست تابنده ❁ وان دگر گوهریست
رخشنده ❁ آن یکے نور دیدهٔ نبوی ❁ وان دگر شمع جان مرتضوی ❁ روے
آن صباحت نثر لمعهٔ بدر ❁ گیسوے این نمونهٔ شب قدر ❁ آن یکے ماه آسمان کمال ❁
وان دگر سرو بوستان جمال ❁ امیر المومنین حسن رضی الله عنه را فضائل بسیار
و مناقب بیشمار است از جمله آنکه روزے یکے از اولاد زبیر رضی الله عنه در سفر
همراه بودند و در نخلستانے که درختان او خشک شده بود نزول فرمودند خادمان
برائے امیر المومنین حسن رضی الله عنه در پاے یک نخلهٔ خشک فرش مے انداختند
و امیر آنجا قرار گرفت و پسر زبیر همسایهٔ آن هم در پاے نخلهٔ دیگر فرود آمد نزدیک حسن
رضی الله عنه و گفت کاشکی برین نخله خرماے تر بودے تا تناول کردے حسن
رضی الله عنه فرمود که خرماے تر مے خواهی پسر زبیر گفت آرے شاهزاده دست
بدعا برداشت و در زیر لب چیزے گفت که کس ندانست فی الحال یک نخله سبز شد
و برگ برآورد و خرماے تر بار آورد شتربانے که با ایشان بود گفت والله که این سحر
است پسر زبیر گفت این سحر نیست لیکن دعاے مستجاب که از فرزند پیغامبر صلی الله
علیه وسلم واقع شده است پس بآن نخله بالا رفتند وانچه بار آورده بود ببریدند
همه را کفایت کرد و انچه در مناقب وے از علم و عبادت و کرم و جود و غیر آنها از مکارم

اخلاق در کتب اکابر مسطور ست و بصحت رسیده نه بروجهی ست که استقصای آن
توان کرد لاجرم در تفاصیل آن خوض نانموده بر چند بیت که صاحب ترجمه مستقصی
ایراد کرده اختصار نموده می آید **مثنوی** اگر عمری بیارایم سخن را
نشاید نظم من نعت حسن را ❊ سخن گیرم که جز در حد آن نیست ❊ سر آغاز صفات او فلان
حسن نیست ❊ سخن گر بگذرد از چرخ اخضر ❊ هنوز از وصف او باشد فروتر ❊
کمالش گرچه نزد ماست ظاهر ❊ زبان ما ز مدح اوست قاصر ❊ دو گیتی را او ...
وزین ست ❊ نظیر او اگر جوئی حسین ست ❊ آثار اوی اخبار گوید که چون امیر المؤمنین علی
رضی الله عنه بجوار رحمت ایزدی انتقال فرمود حسن بن علی بمنبر بر آمد و خطبه
در غایت فصاحت و نهایت بلاغت ادا کرد و گفت ای مردمان امشب از میان شما
مردی بیرون رفته است که متقدمان مثل او ندیده اند و متاخران مانند او نخواهند دید
و در شبی متوجه حضرت عزت و قاصد بارگاه صمدیت شد که موسی بن عمران در آن شب
وفات یافته و عیسی بن مریم را در آن شب عروج بر آسمان اتفاق افتاده و پدر من
بدین خدا دعوت می کرد من هم بطریق وی بخوانم القصه مردم با او ...
بیعت کردند اول کسی که دست اعتصام در دامن مبایعت وی زد و قدم اخلاص
در راه متابعت او نهاد قیس بن سعد عباده انصاری بود و بعد از وی دیگران بیعت
کردند و قریب چهل هزار کس بدولت بیعت او رسیدند و چون خبر شهادت امیر المؤمنین
علی کرم الله وجهه بحاکم شام رسید با شصت هزار مرد به عزم تسخیر ممالک عراق عرب روان شد
و امام حسن رضی الله عنه برین حال اطلاع یافته با چهل هزار کس از کوفه بیرون آمد
و بدیر عبد الرحمن نزول فرمود و قیس بن سعد را با دوازده هزار سوار بمدار مقدمه
لشکر تعیین فرمود و چون بساباط مداین رسیدند در آن موضع توقفی واقع شد
تا چهارپایان آسوده شوند از توقف شاهزاده جمعی از لشکریان گمان بردند که
او داعیه حرب ندارد و بارها میفرمود که مرا با کسی منازعتی نیست و امن و سلامت و
جمعیت و فراغت مسلمانان و صلاح ذات البین نزد من دوست تر است از تفرقه
و پریشانی مردم و فتنه و تشویش خلق بدین سبب سپاه بر وی بشوریدند و به سراپرده
وی در آمده هرچه یافتند غارت کردند حتی بساطی که بر آن نشسته بود از

زیر پاے وے کشیده و رداے ویرا از گردنش بیرون کرده بردند آن حضرت سوار شده
روے بمداین نهاد و در اثناے راه جراح بن قبیصه اسدی که در کمین نشسته بود بیکبار
بیرون تاخت و خنجرے بر ران مبارک آن حضرت زد که تا استخوان رسید و عبد الله بن خطل طائی
با یکے یارے دیگر خنجر از دست جراح بیرون کرده او را پاره پاره ساختند و آن جناب
رنجور و نالان در قصر ابیض مداین نزول فرمود جراحان بمعالجه زخم وی اشتغال
نمودند تا شفا یافت و امام حسن رضی الله عنه چون دید که کوفیان با پدرش چه کرده بودند
و با وے چه کردند دلش از ایشان سرد شد و با حضرت معاویه بشرطے چند که تفاصیل آن طولے
دارد صلح فرمود و هر چند از اطراف و جوانب طرح فتنه انگیزے کردند بجاے نرسید زیرا
که سلامت مردم اندیشه نفرموده همه را ناشنیده انگاشته با خواص خدم و حشم روی بمدینه نهاد
و در خبر است که روزے در مدینه علی بن بشیر همدانی با وی گفت یا ابن رسول الله
صلی الله علیه و سلم با والی شام صلح نبایست کرد حسن رضی الله عنه فرمود که خاموش باش
که ما خازنان گنجینهاے خدائیم [illegible] لکن بر اسرار علم او ما دانیم آنچه غیر ما آنرا ندانند
و من مصالحه که کردم غرض آن بود که خون دوستان من ریخته نگردد زیرا که اهمال و تهاون
ایشان در قتال دیدم و یقین دانستم که اگر صلح نکنم جمیع شیعه من در معرض تلف آیند
و شما معلوم است که اهل کوفه که لشکر من بودند بر من برآشفتند و بارگاه مرا غارت کردند و مرا
بزخم خنجر مجروح گردانیدند و بخدا سوگند که اگر با تمام جبال و اشجار بجنگ معاویه میرفتم
عاقبت این امر را تفویض مے بایست کرد چنانچه خواب حضرت جدم صلی الله علیه و سلم
بران دلالت میکرد و در شواهد آورده که امیر المومنین حسن رضی الله عنه فرمود که خدا
تعالی ملک بنی امیه را برسول صلوات الله و سلامه علیه نمود و دید ایشان را که بمنبر وی
بالا میروند یکی بعد از دیگرے این معنی بر رسول محمد صلی الله علیه و سلم دشوار آمد خداے تعالی
سوره انا اعطیناک الکوثر بروی فرستاد یعنی ترا جوے عطا کردیم در بهشت که آنرا کوثر
گویند و دیگر سوره انا انزلناه فی لیلة القدر نازل گردانید و فرمود که لیلة القدر بهتر است
از هزار ماه و هزار ماه بالفعل شهر ملک بنی امیه است راوی گوید که مدت ملک ایشان را
حساب کردم هزار ماه بود اما چون از زمان مصالحه روزے چند منقضی شد امراے شام
صلاح وقت در آن دیدند که امام حسن رضی الله عنه از سر منزل حیات [illegible]

شدند به تهیهٔ اسباب آن اشتغال نمودند و اول جمعی را از اوباشان بصره برانگیختند
تا بر طائفه از ملازمان حسن رضی الله عنه که دران بلده بودند شبخون آورده سے وحشت
تن از ایشان بقتل رسانیدند و گروهی که باقی ماندند گریخته بشاهزاده التجا کردند و
چون صورت حال بموقف عرض رسید و آن حضرت رائحهٔ نقض عهد از اهل شام استشمام
نمود با عبدالله بن عباس رضی الله عنهما از مدینه متوجه دمشق شد و بهر جا که می‌رسید
مردم استبشار نمود طریق خدمت مرعی داشتند تا بشهر موصل نزول اجلال واقع شد
و رئیس موصل عم مختار بود و او را سعد موصلی گفتندی فی الحال که از قدوم امام حسن
رضی الله عنه خبر یافت با نزول و علوفه بسیار بخدمت استقبال شتافت و در پای آن حضرت
افتاد و وظائف نیاز بعرض رسانید و گفت آیا این چه سعادت است که مساعد سعد شد
رباعی شد بخت نکو مساعد این بیدل * کو گشت بمصباح صالت واصل * گفتم
که بوصل باتو بیارم دل * اینک من و اینک در تو اینک موصل * وبعد از چند روز متوجه دمشق شده
با حاکم آنجا ملاقات فرمود و شکوه که از سرهنگان و عیاران بصره داشت باز نمود
و جوابهای شافی که مرضی خاطر مبارکش بود استماع کرد و باز متوجه مدینه شده گذرش
بر موصلی افتاد و او را در موصل دوستی بود که دعوی یک جهتی و هواداری کردی
و لاف فرمانبری و هواخواهی زدی حسن رضی الله عنه در خانه وی نزول کرد
و قبل از وصول آن حضرت رضی الله عنه حضرت معاویه او را بمال دنیا فریب داده بود و
شیشهٔ زهر قاتل بوی فرستاده تا بوقت فرصت در مطعومی یا مشروبی کرده بخورد حسن
رضی الله عنه دهد آن بی سعادت برای حطام فانی نظر از نعیم باقی بر دوخته و دین درست را
بنا درستی چند بی ثبات و بی اعتبار بفروخته آن کار را قبول کرده بود چون امام حسن
رضی الله عنه بخانه وی نزول کرد میان بخدمتگاری بربسته سه نوبت از آن زهر
خورانید و کارگر نیامد شاهزاده هر بار رنجور می‌شد و چیزها در خاطر مبارکش می‌گذشت
بزبان دلائل روشن مشاهده می‌نمود و بزبان حال مضمون این مقال ادا می‌فرمود
نظم از کس وفا مجو که بعالم وفا نماند * بنشین غریب وار که یک آشنا نماند *
حرمت کرانه کرد و وفا از میان برفت * زین بهر دود دل بنگر که در ایام ما نماند * چندانکه
بنگری بجهان کز افکار * جز رنج و درد و محنت و جور و جفا نماند * القصه هر بار

کہ شاہزادہ رنجور شدے و عافیت مودے و خداوند تعالے شفا ارزانی داشتی میزبان
درماندہ شد بباعث آن قضیہ نامہ نوشت کہ من سہ بارو بیا زہر دادم کارگر نیامد این نوبت
نامہ بوے نوشتند و مقدارے سم ہلاہل فرستادہ در نامہ ذکر کردند کہ سعے نمائے تا ازین
قدرے بوے چشانی کہ اگر قطرہ ازین در دریاے محیط افتد ہمہ جانوران آبی بیجان
شوند قضارا آورندہ نامہ بپاے درختے رسیدہ از شتر فرود آمد وطعامے تناول کرد
و در شکم بروے ستوے لشدہ بخود گردید درین محل گرگ سیاہ گرسنہ از بیابان برآمدہ
او را ہلاک کرد و شترش خواست کہ گریزد مہارش بر درختے پیچیدہ بود ہمانجا بماند مقارن
این حال ملازم امام حسن رضی اللہ عنہ از جائے مے آمد بدین موضع رسید واین
حال مشاہدہ نمود شتر را از درخت باز کرد و متاع صاحبش راجست و جوے میفرمود
این نامہ و شیشۂ زہر بیرون آمد فی الحال برداشتہ بوصل آمد و نامہ و شیشہ را نزد شاہزادہ
نہاد آن جناب نامہ را مطالعہ کرد و تا کسے بران مطلع نگردد و موجب خجالت میزبان نشود
در زیر مصلے نہاد و بکس نمود اما رنگ مبارکش برافروختہ شدہ بود و تغیرے عظیم
در روے پیدا آمدہ و ہرچند حضار مجلس استفسار نمودند کہ این چہ نامہ واین شیشہ چیست
حسن رضی اللہ عنہ جواب ایشان باز نداد و حدیثے از جد بزرگوار خود صلے اللہ علیہ وسلم
نقل مے کرد و مردم را بدان مشغول میداشت و خود ہم بردم مشغول شد و بود کہ بعد مو صلے
آہستہ دست در زیر مصلے آن جناب دراز کردہ نامہ را بیرون آورد و بعد از مطالعہ
بر خود بلرزید و از جاے برجستہ دست و پاے امام حسن رضی اللہ عنہ را بوسید
و گفت یا ابن رسول اللہ ما را دستوری دہ تا ازین میزبان تو بپرسم کہ صورت این واقعہ
چگونہ است امام حسن رضی اللہ عنہ فرمود کہ من این عمل نمی پسندم جہت آنکہ سبب
خجالت و انفعال وے میشود و من نمے خواہم کہ بعد از چندین خدمت کہ از و واقع شدہ
شرمندہ گردد از جہت من بد و رسد سعد درین باب مبالغہ از حد گذرانید و بے اجازت
امام حسن رضی اللہ عنہ او را طلبید و گفت یا فلان از تو سوالے دارم مرا جواب دہ گفت
بگو تا چہ مے پرسے سعد پرسید کہ حضرت رسول صلے اللہ علیہ وسلم با تو چہ جفا کردہ است
آنکس گفت کہ من بخدمت آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نرسیدہ ام و جفا تا کہ از وی
بمن جفا رسیدہ باشد گفت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ را دیدۂ و از وے

چه رنج کشیده در بارهٔ تو از وی چه جور صادر شده گفت مدتی ملازم وی بودم و هرگز
غبار ملالی از وی بخاطر من ننشست گفت چرا با فرزند و جگرگوشهٔ مصطفی و مرتضی
اینچنین عداوتها می کنی و با وی این قصدها می اندیشی اینک خط تو که بشام نوشته
که سه بار وی را زهر دادم و کارگر نیامد و اینک جواب خط تو و شیشهٔ زهر هلاهل که فرستاده اند
آن شخص انکار کرد و گفت معاذ الله من ازین خبر ندارم فی الحال ملازمان سعد
او را گرفتند و می زدند تا هلاک شد و امام حسن رضی الله عنه رنجور و نالان از
موصل بیرون آمد و بمدینه رفت و والی مدینه دران وقت مروان حکم بود و او بسیار
امام حسن رضی الله عنه را حرمت داشتی و بظاهر دقیقه از دقائق خدمتگذاری
فرو نگذاشتی اما ضمناً در مقام دفع وی بوده در هلاک وی می کوشید و تدبیرها
می اندیشید تا روزی کنیزکی رومی الیسونیه نام که در مدینه دلالی کردی و بهمه
خانها آمد و شد نمودی و بمنزل مروان درآمد مروان وی را پرسید که ای الیسونیه
بخانهٔ امام حسن بن علی رضی الله عنهما آمد و شد میکنی و با زن او جعده بنت اشعث آشنائی
داری گفت آری و این جعده در مدینه باسماء مشهور بود مروان گفت با تو رازی در میان
خواهم نهاد اگر سر آن نگاهداری و راز مرا آشکار نکنی هزار دینارت بدهم و پنجاه دق مصری
برای تو بستانم و اینک بیعانه صد دینار زر بستان الیسونیه چون زر دید عهده جامه شنید
سوگند آن غلاظ شداد خورد که افشای راز مروان نکند و هر مهمی که وی فرماید
در اتمام آن بجان کوشد پس مروان گفت خواهم که دل اسماء را از حسن بگردانی و گوئی
که آوازهٔ حسن و جمال و طنطنهٔ غنج و دلال تو بشام رسیده است و یزید که پسر حاکم شام است
بر تو عاشق گشته و از غم تو نزدیک بهلاکت رسیده رباعی نادیده ترا کسی که نام تو شنید ❊
دل نامزد تو کرد و مهر تو گزید ❊ با نقد غمت صبر و خرد را بفروخت ❊ جان [illegible]
بداد و مهر تو خرید ❊ پس او را بگوئی که اگر زن یزید شوی عراق [illegible]
تصرف تو آید و ملکهٔ عالم باشی اگر بینی که اسماء بدین کار در سر آرد مرا خبر ده تا دینار بهاد
فکری کنم الیسونیه گفت منت دارم پس ازینجا بیرون آمده روی بخانهٔ شاهزاده
و قضارا امام حسن رضی الله عنه با برادران بمنزل عقیق رفته بودند و جعده تنها در جا
نشسته بود الیسونیه درآمد و از هر جا سخنی در میان آورد و درازا انجا که مکر زنان و تدبیرات

فریبندهٔ ایشان باشد سخن را به حد مطلوب کشید **مثنوی** زنان
ز افسون و از افسانهٔ خویش + فرو ریزند نوش مبانی از نیش + گه مردم فریبی
از دم گرم + همی سازند سنگ خاره را نرم + ز نیرنگ سخن صد رنگ سازند + بیک
داد و دغا صد نقش بازند + وفا داری مجو از خوی ایشان + وفا را نیست ره در کوی
ایشان + یکی از اکابر علما فرموده که مکر شیطان رجیم در کتاب کریم بصفت ضعیف
مذکورست که اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطَانِ کَانَ ضَعِیْفاً و مکر زنان بی دین در کلام مبین به سمت
عظمت مسطورست که اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ **نظم** شیطان زند از عصیان
هر لحظه ره مردان + در مکر و حیل اما شاگرد زنان باشد + از مکر زنان دون بسیار کسان
بینی + کین جامه دران گردد و آن نعره زنان باشد + القصه الیسونیه بمقدمه افسون
آتش فریب برافروخت و برشته دبدبه و صله دل اسما را بر جامه محبت یزید دوخت و قصه
عشق یزید و وعدهٔ مملکت و تصرف در غزاین بگوش هوش او فرو خواند اسما بسوی املاک
و مال جام دوستی یزید نوش کرد و حق صحبت دیرینهٔ امام حسن رضی الله عنه و حسن معاشرت
او فراموش کرد **بیت** مبادا کس که از زن مهر جوید + که از شوره بیابان گل نروید +
الیسونیه چون دید که اسما در دام مکر او گرفتار گشت از انجا بیرون آمده صورت حال بمروان
بازگفت و مروان دیگر باره پیغام فرستاد که تا امام حسن ابن علی رضی الله عنه در حیات
این مهم متمشی نمی تواند شد اسما گفت من طریق دفع او نمی دانم و مجاهرت برین صورت را
اقدام نمودن نمیتوانم القصه قدری زهر بوی فرستادند و او عزیمت قتل جگرگوشهٔ مصطفی
صلی الله علیه وسلم با خود تصمیم داد و از ان زهر قدری با عسل آمیخته بوی خورانید و
مضمون این سخن بر منصهٔ ظهور بجلوه آمد **رباعی** ای دل قدح زهر دمادم می کش +
گر پیش رسد بلا دگر هم می کش + چون نیست شکر جام هلاهل می نوش + چون دست
نمی دهد فرح غم می کش + پس امام حسن رضی الله عنه از خوردن آن عسل شب همه
تب می نمود و درد شکم می کشید و چون صبح بدمید به روضهٔ مقدس حضرت رسول صلی الله
علیه وسلم که دار الشفای دردمندانست توجه نموده خود را در عتبه علیه مالید و شفای کلی
یافته بمنزل شریف باز آمد و در حق جعده بدگمان شده دیگر در خانهٔ او چیزی نمی خورد بلکه
از خانهٔ مادر قاسم یا از خانهٔ حسین رضی الله عنه طعام چاشت و شام وی می آوردند تا روزی

بخانه اسما درآمد اسما گفت ای سید از خرما نخلستانهای حوالی مدینه قدرے رطب
آورده اند اگر میل دارید بیارم شاهزاده بخرمای ترمیل تمام داشت فرمود که بیار اسما برفت
و طبق رطب آورد و بعضے را بزهر بیالوده و علامتے که بهمین خود دیده انست بران کرده
و بعضے را همچنان بر حال خود بگذاشته چون طبق رطب حاضر شد امام حسن رضی اللہ عنہ
فرمود که اسما تو هم در خوردن رطب موافقت کن اسما خرماے بزهر نا آلوده میخورد
و شاهزاده ملاحظه نه نموده از هر دو نوع تناول مے نمود تا هفت خرماے زهر آلود نوش فرمود
دل مبارکش بهم برآمده و دست ازان باز کشیده بخانهٔ برادر آمد و باز آن شب تا روز
فریاد مے کرد و چون روز شد دیگر باره به روضهٔ مطهره رفت بیت بادشاها درگهت
دارالشفاے رحمت ست + دردمندانیم اینجا بهر درمان آمدیم + بار دیگر به برکت روحانیت
جد بزرگوار خود صلوات اللہ وسلامه علیه شفا یافته بازگشت و بخانه اسما آمد و گفت ای جعده
از دیروز که در خانهٔ تو آن رطب خورده ام در خود حالهاے عجب مشاهده میکنم اسما بهم برآمد
و گفت ای سید من سر طبق پوشیده بودم و با شما نیز در خوردن مشارکت نموده ندانم حال
چیست امام حسن رضی اللہ عنہ خشم آلوده برخاست و ازان خانه بیرون آمد و بلسان حال
میگفت رباعی بس ناخوش و تیره روزگارے دارم + بس درهم و بسته کار و بارے دارم ؛
غرقه شده ام میان گرداب بلا + باآنکه من ازجهان کنارے دارم + پس برادران و اهل بیت
و گفت اے عزیزان دو سال ست تا من درین شهرم یک روز تن درست نبوده ام حالا میخواهم
که دو سه روز به موصل روم و آب و هوا را تبدیل کنم باشد که صحتے روے نماید و چند وقتے
دلم از کید اعدا باز رسته بیاساید پس با ابن عباس رضی اللہ عنہ و جمعے از خواص خدم خود
روے بموصل نهاد اما چون اهل شام خبر وصول آن جناب بموصل شنیدند اولیا مبتهج
نازان و اعدا محزون و گدازان گشتند آورده اند که در دمشق نابیناے بود از ...
دشمن اهل بیت چون شنید که امام حسن رضی اللہ عنہ بموصل آمد با خود گفت ...
من ست و من جز بقتل وے راضی نیستم و کسے بمن گمان نه می برد هیچ به
ازان نیست که بموصل روم و با او طرح دوستی افگنم و بوقت فرصت کارے که مقصد در
من باشد بکنم پس سنان عصاے که داشت بفرمود تا بزهر آب دادند و بر داشته
روے بموصل نهاد و چون برسید بمسجدے آمد که امام حسن رضی اللہ عنہ آنجا نماز

می گذارد وی اظهار خلوص عقیدت کرده هر روز آمدی و در عقب امام حسن رضی الله عنه
نماز گذاردی و حدیث وی استماع نمودی و بهانها می نگریستی و پیوسته درین اندیشه بود
که آیا کی باشد که من این سنان را بعضوی از اعضای وی رسانیده باشم و آن
زهر در بدن وی نفوذ کرده باشد و اگر هزار جان داشته باشد یکی نبرد تا روزی شاهزاده
نماز دیگر گذارده از مسجد بیرون آمد و بر دکانی در مسجد نشسته پای راست بر بالای
پای چپ نهاد و با یاران بسخن مشغول شد آن کور بی بصیرت از مسجد بیرون آمد
و امام حسن رضی الله عنه را دعا میگفت و سر عصا بر زمین می نهاد قضا را آن سنان
بر پشت پای امام حسن رضی الله عنه رسید و کور دریافت که سر عصا بر پشت پای
اوست بقوتی هر چه تمامتر آن سنان را بپای وی فرو برد امام حسن رضی الله عنه
آهی کرد و بیفتاد و وی فی الحال پای مبارکش ورم کرد و خون از سر زخم روان شد
عبد الله بن عباس رضی الله عنه و یاران آن کور را بگرفتند تا بر نجانند امام حسن رضی الله عنه
فرمود که دست از و بدارید که همچنانچه بچشم ظاهر کور است بدیدهٔ باطن نیز نابیناست
در روز قیامت نیز کور مبعوث خواهد شد اما کور را بگذاشتند بشتاب رفتن گرفت
و از چشم مردم غائب گشت و شاهزاده از درد پا آغاز فریاد کرد و می گفت خواستم که
دو سه روز از محنت و بلا و مشقت و عنا و کید اعدا و جور اهل جفا برهم خود هر جا که میروم
محنت قسم من است و رنج و بلا همنشین **رباعی** غم می نزند بی قدم ما قدمی ✣ سبحان الله
زهی وفا دار غمی ✣ امروز چو خود سوخته می طلبم ✣ تا هر دو بهم بر دل بنالیم دمی ✣
پس جراح را آوردند چون چشمش بران زخم افتاد گفت این آهن را بزهر آب
داده اند و صاحبش این زخم را بالقصد زده است سعد گفت یا ابن رسول الله بگذاشتید
تا آن کور را بجزای فعلش برسانیم امام حسن رضی الله عنه گفت که او خود بمکافات عمل خود
خواهد یافت و لا یحیق المکر السیئ الا باهله **بیت** بد کنش را بکردگار سپار ✣
که از و انتقام بستاند ✣ القصه جراح مرد دانا بود بمعالجه مشغول گشت و آن زهر را
از عروق شاهزاده بکشید و یاران در طلب آن نابینا بودند و او بجای پنهان
شده بود تا آنکه شب دیگر بگذشت و صبح پانزدهم بیرون آمده براه دمشق میرفت
[illegible] رضی الله عنه دران وقت متوجه خانه سعد موصلی بود و میگان کوری آن

عصا در دست گرفته میرود چشم عباس بر وے افتاد از خشم بلرزه در آمد و عصا را از دست
وے بستد در سر و روے وے میزد تا پاره پاره گشت پس غلامان را فرمود تا سرش
باز بریدند و آوازهٔ قتل آن شقی در موصل افتاد و سعد با برادرزادهٔ خود مختار بیامد و مقدار
ہیمه بیاوردند و آن کوردل را بسوختند و شاهزاده باز متوجه مدینه شد در روایتی
آنست که بشام رفت و با والے آنجا سخنان گفت و بروے حجتها ثابت کرده بازگشت
و بمدینه آمد و همچنان رنجور بود و بخانهٔ اسما آمد و شدے کرد و دیگر بار بسوده مقدارے
الماس سوده و عقد جواهر از پیش مروان بنزد اسما آورد و آتش او تیز تر گردانید
و گفت یزید از غم تو رنجور است و پیغام فرستاده که تو اثر آرزومندے بر وشے
اشتغال یافته که جز بزلال وصال منطفی نشود و سواد را شواق سوسے در هیجان آمده
که جز بشربت ملاقات تسکین نیابد **بیت** شبها که در د هجر تو اے ماه میکشم
تا روز ناله میکنم و آه میکشم * زود تر میبے باز وار کار حسن باز پرواز تا نسیم راحت
از گلشن عشرت در وزیدن آید و صبح مراد از افق آرزو دمیدن گیرد و دولت
ملاقات و سعادت مقالات دست دهد **بیت** ادراک وصال تو که مطلب من است *
بر وفق مراد دل محصل گردد * اے اسما جهد کن تا ازین الماس مقدارے در آب
یا جلاب وے دے که بے شک از دغدغه او باز رسے اسما چون این ...
و این کلمات مهر انگیز شوق آمیز شنید در کار خود فریفته گشته ... اسیر گیسو
مشغول گردید اما هر چند میکوشید و حیلهٔ اندیشید فرصت ... و مجال
نمے دید زیرا که بجهت وے سفرے ساخته بودند که شب و روز ... تا یکبار
در شب آدینه بیست و هشتم صفر اسما قدرے الماس برگرفته روے بدان ... و با خود
گفت اگر کسے مرا ببیند و پرسد گویم که مرا پیش ازین طاقت ...
بخدمت وے آمدم و اگر کسے مرا نه بیند کار خود بسازم و باز گردم
بر آمد و نگاه کرد و دید که شاهزاده تکیه گرفته است ... در خواب رفته ... از خواب
پیراهن وے و کنیزکان در پایان پاے ایشان خفته اند و همه در خواب ... بیده
آهسته آهسته بیامد و کوزهٔ آبے که بر سر بالین حسن مجتبیٰ ... دید که سر آن
بر کوتی بسته اند و مهر کرده آن الماس را بر آن کوزه ریخت و بازگشت ... باز بر وے فرو شد

و مهره هیچ خللی نرسید آنکه از منظر فرود آمده بمنزل خود رفت و کسی او را ندید اما اندک
زمانی را امام حسن رضی الله عنه از خواب درآمد و خواهر خود زینب را آواز داد و گفت
یا اختاه حالی جدم مصطفی صلی الله علیه وسلم و پدرم مرتضی رضی الله عنه و مادرم
فاطمه زهره رضی الله عنها را در خواب دیدم قدری آب بیار تا وضو سازم و خود دست
دراز کرد و آن کوزه آب را که بر سر بالین وی بود برگرفت و نگاه کرد مهر وی بود
و جرعه آب در کشید و گفت آه این چه آب بود که از سر حلقم تا بنافم پاره پاره شد پس
زینب فریاد در امام حسین رضی الله عنه را بخواند و چون امام حسین رضی الله عنه بیامد
امام حسن بغل باز کرد و برادر در کنار گرفت و گفت پدر رود باش که دیدار با قیامت
افتاد رباعی ما بار فراق بر نهادیم و شدیم * صد چشمه ز خون دل گشادیم و شدیم *
کام دل ما تو بود در عالم * ناکام بناکام بدادیم و شدیم * ای برادر حالی
جد و پدرم و مادرم را در خواب دیدم که دست من گرفته بودند و در ریاض بهشت می گردانیدند
و حور بی قصور و قصور وافر النور بمن می نمودند و جدم می گفت که ای فرزند
شاد باش که از دست دشمنان خلاصی یافتی و از رنج اعادی برکران شده فردا
شب نزد ما خواهی بود بیدار شدم و ازین کوزه نیز آبی بیاشامیدم از حلق تا ناف من
سوخت امام حسین رضی الله عنه کوزه برداشت و گفت تا من بچشم که این چگونه آبی است
امام حسن رضی الله عنه کوزه از دست وی بستد و بر زمین زد تا بشکست و آبها بریخت
و آن موضع که آب بدو رسیده بود بجوش آمده شاخ شاخ بشگافت آنگاه شاهزاده را
شکم مبارک درد گرفت و در زمین می غلطید تا آفتاب برآمد تب بر وی افتاد
و طشتی در پیش وی نهادند و پاره پاره جگر و احشا از حلق مبارکش بر می آمد
و در طشت می افتاد تا هفتاد پاره جگر و بقولی صد و هفتاد پاره در طشت افتاد
و ابن حسام فرماید غزل که ریخت سونش الماس ریزه در قدحش *
که زهر گشت از آن آب خوشگوار حسن * در اندرون صد و هفتاد پاره شد جگرش *
همه ز راه گلو ریخت در کنار حسن * برنگ گونهٔ الماس شد ز مرد فام * مفرح لب یاقوت
آبدار حسن * جگر بسوخت شفق را چو لاله زآتش دل * ز حسرت جگر خستهٔ
فگار حسن * بلی که مایهٔ تریاق بود شد پر زهر * فغان ز تلخی شهد شکر نثار حسن *

ستاره خون بچکاند ز چشم اگر بیند ٭ جراحت جگر و چشم اشکبار حسن ٭ بباغ نسترن و سیما سیم
ز خزان ستم ٭ بریخت لاله و نسرین ز نور بهار حسن ٭ بنفشه بین سر حسرت نهاده بر زانو ٭
ز موی غالیه بوی بنفشه‌وار حسن ٭ اما چون آفتاب بلند شد رنگ مبارک امام حسن
رضی الله عنه سبز گشت امام حسن رضی الله عنه پرسید که روی من بچه رنگ برآمده است
گفتند بسبزی میل کرده امام حسن علی رضی الله عنه روی بحسین رضی الله عنه کرد
و گفت ای برادر حدیث معراج ظاهر شد امام حسین رضی الله عنه گفت آری دست
در گردن برادر کرد و روی بر روی او نهاد و هر دو برادر بگریه درآمدند و خروش از حاضران برآمد
گفتند یا ابن رسول الله ما را از حدیث معراج خبر دهید امام حسن رضی الله عنه فرمود
که جد ما صلی الله علیه وسلم ما را خبر داد که شب معراج که مرا بروضات الجنان درآوردند
و منازل و درجات هر کس از اهل ایمان بمن نمودند دو کوشک دیدم پهلوی یکدیگر بیک اندازه
و بر یک قانون یکی از زمرد سبز که شعاع آن چشم مرا خیره میکرد و دیگری از یاقوت
سرخ که صفای آن چون شعاع آفتاب جهان تاب لامع و ساطع مینمود من از رضوان
پرسیدم که این کوشکها از آن کیست گفت یکی از حسن است و دیگری از حسین رضی الله
عنهما گفتم چرا هر دو بیک رنگ نیست رضوان خاموش شد جبرئیل فرمود
که چرا جواب نمیگوئی جبرئیل گفت یا رسول الله صلی الله علیه وسلم او شرم
میدارد که بگوید قصر سبز از آن حسن است که او را زهر دهند در دم آخر رنگ او
سبز گردد و کوشک سرخ از آن حسین است که او را شهید کنند و در روز آخر رخساره او
بخون سرخ شود امام حسن رضی الله عنه این بگفت و امام حسین رضی الله عنه برادر را
تنگ در بر گرفت و روی در روی هم مالیدند و بوسه بر جبین یکدیگر میدادند
و چنان بزاری میگریستند که هیچکس را طاقت مشاهده آن نبود و حاضران
باتفاق ایشان گریه میکردند گویا در و دیوار در آن گریه [illegible]
و اشجار و احجار چون سحاب اشک باران بودند بیت بگذار تا بگریم چون ابر در بهاران
کز سنگ گریه خیزد در روز وداع یاران ٭ واقعه مثل این [illegible] گریه را منع نتوان کرد
و مانند این مصائب گریه را منع نتوان داشت و کدام دل را تحمل کشیدن
این بار گران تواند بود و کدام دیده [illegible] این شهید جان سوز

مروان بر دو مردان او را با دو غلام و سه کنیزک بشام فرستاد و نامه نوشت که البته البته
این زن را نهان کنید و زینهار زینهار او را جائی فرستید که کسی نه بیند و ندانند که
اگر رمزی ازین قضیه فاش گردد فتنه خفته دیگر باره بیدار شود و شمشیرهائیکه در نیام
آرمیده از غلاف بیرون آید پس فکر آن باید کرد که اسما این راز را آشکار نکند. و پنهانی او را
بر ملا نیفگند اما چون نامه و اسما بدمشق رسید خبر تعزیت شاهزاده پیش از آن رسیده بود
والی شام بفرمود تا دکانها را دربستند و درهای دروازه شهر را سیاه کرد و خود با همه
اعیان و اعاظم ولایت سیاه پوشیده و سه شبانه روز تعزیت بزرگانه بداشت پس از آن
اسما را طلبید و از کیفیت احوال باز پرسید اسما در الیتادو هر چه کرده بود از اول زهر
در طعام کردن تا آخر الماس در آب افگندن بتفصیل باز گفت و تقریر کرد که او را بجهت
خوشنودی تو و محبت یزید چگونه بکشتم و خشم خدا و رسول و عذاب دوزخ اختیار
کردم حاکم دمشق گفت لعنت خدا بر تو باد از خدا شرم نداشتی و از غضب رسول او
نه اندیشیدی و بر گیسوان تافته بافته مشکبار عنبر نثار او رحم نکردی و از رخسار
ماه وی و از روی سیاه و حال تباه خود یاد نیاوردی تو چه لائق مصاحبت یزید باشی
تو آخر با جگر گوشه رسول خدا صلی الله علیه وسلم این نوع معامله کردی معلوم ست که با یزید
چها کنی **رباعی** جز جور و جفا نیاید از تو * جز فعل خطا نیاید از تو * از تو طلب وفا
محالست * البته وفا نیاید از تو * آن بی دولت بخت برگشته ساعتی سر در پیش افگند و از روزگار
مصاحبت امام حسن رضی الله عنه براندیشید و خلق و لطف و حلم و کرم و ملائمت و مجاملت
او یاد آورد و زار زار بنالید و بگریه در آمد والی شام گفت که اکنون که خود را بدوزخ افگندی
و خدا و رسول را بیازردی گریه می کن تا چشمت از گریستن نابینا شود راوی گوید
سه شبانه روز می گریست نه آب خورد و نه نان و می گفت وای بر من که دین از دست
بدادم و دنیا هم بدست نیامد و لعنت شاهزاده در من اثر کرد و قسم خسر الدنیا
والآخرة ذلک هو الخسران المبین بر صفحه حال من کشیده شد **مصرعه** ازین غصه گر خون
بگریم رواست * بعد از سه روز چهار کس را فرمودند که تا او را در دم اسب بستند و می بردند
و چاشتگاه او را بجزیره فیل برند و دست و پایش بربسته در دریا اندازند چون یک فرسخی
آن جزیره رسیدند طوفانی پدید آمد و بادی غبار آمیز ظاهر شده او را در ربود و بدان

جزیره افگند و دیگری که از و نشانی ندادم مصرع زان را که چنان کند چنین آید پیش

بیت هر که دین را بهر دنیا می دهد از دست داد * بیشک محروم ماند از دولت دنیا و دین

باب هفتم در مناقب امام حسین رضی الله عنه و ولادت وی

و بعضی از احوالش بعد از وفات برادر. در شواهد آورده که او امام سوم است از ائمهٔ اهل بیت
و ابو الائمه است کنیت او ابو عبد الله و لقب وی زکی و شهید و سعید و سبط و ولادتش
در مدینه بود روز سه شنبه چهارم ماه شعبان و گفته اند پنجم ماه شعبان سال چهارم از هجرة و گویند
مدت حمل وی شش ماه بوده است و هیچ فرزند شش ماهه متولد نشده که زنده مانده باشد
مگر وی و یحیی بن زکریا علیهما السلام و میان ولادت امام حسن و علوق فاطمه رضی الله عنها
به امام حسین رضی الله عنه پنجاه روز بوده است پس شاهزاده امام حسین بهفت ماه
و بیست روز از برادر بزرگوار خود پس خوردتر بوده باشد و در روضه که آن نهال حدیقهٔ ولایت
بارادت سبحانی بر طرف جویبار الولد سر لابیه بالا کشید و آن غنچهٔ چمن هدایت بمشیت ربانی
در گلشن عصمت و طهارت جا داد و از نسیم هب لی من لدنک ولیا بشگفت روایح
ارتیاح بر جان پاک مرتضی رضی الله عنه وزید و بشائر فرح و ابتهاج بدل جگر گوشهٔ
مصطفی صلی الله علیه و سلم رسید **قطعه** طلوع کرد مه از برج کمال *
مهی خجسته رخ و اختری مبارک فال * ازین نهال شرف تازه گشت گلشن دین *
چنانکه تازه شود برگ گل ز باد شمال * مژدهٔ قدومش بحضرت کائنات علیه افضل
الصلوات رسید بخانه فاطمه رضی الله عنها تشریف آورد اسما بنت عمیس او را در خرقه
پیچیده برکنار آن حضرت نهاد و سرور عالم صلی الله علیه و سلم بانگ نماز در گوش راست
و اقامت در گوش چپ او گفت و فرمود که یا علی این فرزند را چه نام نهاده گفت مرا
جرأت آنکه بر حضرت شما سبقت کنم بنام وی نبود اما در خاطر می گذشت که او را حرب نام کنم
و قولی آنست که بنام برادر خود جعفر مسمی گردانیم حضرت فرمود صلی الله علیه و سلم که من نیز
در تسمیه او بحق سبحانه و تعالی سبقت نمی کنم مقارن این حال جبرئیل علیه السلام فرود آمد
و گفت یا رسول الله صلی الله علیه و سلم آن پسر را بنام یک پسر هارون نبی علیه السلام مسمی
گردانیدی این فرزند هم باید که همنام دیگر پسر او باشد حضرت صلی الله علیه و سلم پرسید که
پسر دوم هارون چه نام داشت گفت شبیر گفت ای جبرئیل این لغت عبریست و مرا حق سبحانه

اسمای عربی بهتر است فرموده چگونه فرزند خود را بنامی دیگر نام نهم جبرئیل علیه السلام
فرمود که یا رسول الله صلی الله علیه وسلم شبیر بلغت عربی حسین است پس
آن حضرت صلی الله علیه وسلم او را حسین نام نهاد و در روز هفتم عقیقه کرد از وی
بزرگوسفند چنانچه از برای حسن کرده بود و بفرمود تا سرش تراشیدند و بوزن آن نقره
تصدق فرمود آورده اند که چون امام حسین رضی الله عنه متولد شد حق سبحانه جبرئیل را
فرستاد که برو حبیب ما را تهنیت برسان و بعد از آن خبر ده او را از قتل
حسین رضی الله عنه تعزیت آن هم بوی برسان چون جبرئیل علیه السلام بیامد
امام حسین رضی الله عنه بر کنار رسول بود صلی الله علیه وسلم و آن حضرت بوسه بر عارض
او میداد جبرئیل علیه السلام تهنیت فرمود و آنگاه تعزیت رسانیدن نمود حضرت
صلی الله علیه وسلم سوال کرد که سبب تهنیت معلوم است موجب تعزیت چیست گفت یا رسول الله
صلی الله علیه وسلم این موضع از حلق این پسر که حالا بوسه گاه تست بعد از وفات تو دشنهٔ
بیدادیان تیغ جفا مجروح خواهند گردانید و شمهٔ از واقعهٔ کربلا بعرض خواجه رسانید
سید عالم صلی الله علیه وسلم گریان شد مرتضی علی رضی الله عنه حاضر بود گفت
یا سید المرسلین سبب این گریه چیست آن حضرت صلوات الله وسلامه علیه جبرئیل
را دیدی باز گفت و علی رضی الله عنه بی اختیار سیلاب خون از فوارهٔ دیده ریختن گرفت
چون هر دو گریان و دریغ گویان بحجرهٔ فاطمه رضی درآمد چون فاطمه رضی علی را گریان دید گفت
یا ابن عم واسرور دل پرغم امروز روز شادی و بهجت است نه زمان اندوه
و ماتمست این گریه اگر از شادی است بفرما و اگر از غصه است موجب آن را باز نما مرتضی رضی الله
عنه فرمود که ای سیده فاطمه رضی الله عنها گریه من از غم حسین است رضی الله عنه
که پدر تو از قتل او از زبان جبرئیل خبر میدهد فاطمه رضی الله عنها که این سخن
استماع فرمود نعره و خروش برآورده چادر عصمت بر سر افکنده بحجرهٔ پدر درآمد و فریاد
و فغان کرد و گفت ای پدر بزرگوار مرتضی علی مرا خبر داد که شما از قول جبرئیل چنین تقریر فرموده اید که جمعی از
ستمکاران امت و بی رحمان دوران همت بکشتن نور دیدهٔ من حسین که بوسه گاه شماست
خواهند گماشت آن حضرت صلی الله علیه وسلم فرمود که آری جبرئیل چنین گفت
فاطمه گفت ای پدر حسین من چه گناه کرده باشد که در طفولیت بر وی چنین ستمی برود

در سر قبر وے ملازم شود هر صبح و شام بروگریه کنید و ثواب آن آب دیده خود را بدیشان
که در مصیبت وے گریان اند بخشید قطرس فرود آمد بزمین کربلا و دید آنچه او را فرموده اند
بدان مشغول ست بیت زین واقعه دیدهٔ ملک گریانست * زین غم مهر بر فلک بریانست *
در شواهد آورده که امام حسین رضی الله عنه را جمالے بود که چون در تاریکی نشستی از بیاض
جبین و بریق رخسار وے بوسے راه بردندے و وے را از سینه تا پا مشابهت بود
با حضرت رسول صلی الله علیه وسلم و حسن رضی الله عنه از فرق تا بسینه مانندتر بوده بدان
حضرت صلی الله علیه وسلم در سنن ترمذی بروایت یعلی بن مره رضی الله عنه مذکورست
که شنیدم از رسول صلی الله علیه وسلم که مے فرمود که حسین از من ست و من از حسینم خدا
دوست دارد آنکس را که حسین را دوست دارد حسین سبطی ست از اسباط و آن حضرت صلی الله
علیه وسلم حسین رضی الله عنه را بسیار دوست میداشت و آنکس را که دوست حسین بود هم
دوست میداشت چنانچه در اخبار آمده که روزے رسول اکرم صلی الله علیه وسلم با جمع یاران
در کوچه میگذشت جماعتے کودکان بازے مے کردند آن حضرت صلی الله علیه وسلم فرا رفت
و از ان میانه کودکے را بگرفت و بر پیشانی او بوسه داد و او را بر کنار نشاند برخے از یاران
گفتند یا رسول الله صلی الله علیه وسلم ما این کودک را که بدولت نوازش شما سرافراز شد
نمی دانیم این کیست و حالش چیست گفت اے یاران مرا ملامت مکنید که من روزے دیدم
که این کودک با حسین من بازے مے کرد و خاک قدم او برمی گرفت و بر چشم خود می مالید
من ازان روز باز او را دوست گرفتم و فردا شفیع وے و پدر و مادر وے خواهم بود بحکم الهی
فرماینده نظم سبط مرتضے امام حسین * که چو او کس نبوده در کونین * مصطفی
سرور اشنیده بدوش * مرتضے پروریده در آغوش * عقل در بند عهد و پیمانش * بوده
جبرئیل مهد جنبانش * شیخ کمال الدین ابن الخشاب رحمه الله آورده و در شواهد نیز هست که
روزے امامین حسن و حسین پیش حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم کشتی می گرفتند و فاطمه
رضی الله عنها نیز آنجا حاضر بود رسول صلی الله علیه وسلم حسن را گفت بگیر حسین را فاطمه
فرمود که یا رسول الله صلی الله علیه وسلم بزرگ را مے گوئی که خرد را بگیر آن حضرت
صلی الله علیه وسلم فرمود که اینک جبرئیل حسین را میگوید که حسن را بگیر [illegible]
رضی الله عنه [illegible]

دی نشسته بود حضرت رسول صلی الله علیه وسلم مرا فرمود مرحبا بک یا ابا عبد الله یا زین
السموات والارض یعنی خوش آمدی ای آرایش آسمان و زمین ابی بن کعب
گفت یا رسول الله کسی جز تو آرایش آسمان و زمین تواند بود حضرت صلی الله علیه وسلم
فرمود که ای ابی بن کعب بدان خدای که مرا برانگیخته است بپیغامبری بحق که حسین بن علی
در آسمانها بزرگتر ازانست که در زمین ست و او را در یمین عرش مصباح هدی و سفینه نجات
نوشته اند و در تتمه این حدیث صفت اولاد امام حسین رضی الله عنه و اسما و ادعیه ایشان ست
و ابن الخشاب باسناد خود از ابی عوانه رضی الله عنه نقل میکند که حضرت رسول صلی الله
علیه وسلم فرمود که حسن و حسین رضی الله عنهما دو گوشواره عرش اند و در ان محل که حضرت
عزت تعالی شانه بهشت را بیافرید با وی خطاب کرد که تو مسکن فقرا و مساکین خواهی بود
بهشت گفت یا رب لم جعلتنی مسکن المساکین ای پروردگار من چرا مرا مسکن
مسکینان و منزل درویشان گردانیدی ندا رسید که آیا راضی نیستی که ارکان ترا آراسته
گردانم به حسن و حسین بهشت بدین صورت تفاخر کرده مباهات نموده گفت رضیت
رضیت خوشنود شدم و خورسند گشتم اگر بهشت ست ارکان آن آراسته بحسن و حسین ست
اگر عرش مجید ست گوشواره آن حسن و حسین ست اگر دل مومن ست روشن بدوستی
حسن و حسین ست یکی از عظمای این امت فرموده **شعر** سبطی رسول الله صدری
منور * وجبهما فی جبهة الآفاق یزهر * **قطعه** هر دو سبط نبی هست دیده ام
روشن * هوای هر دو مرا هست در دل مسکین * دو در درج کرامت دو مه برج کمال
دو مهر اوج هدایت دو صدر مسند دین * فلک مطالع این و ملک ثناگر آن * جهان منور
ازان و زمان مزین ازین * در کنز الغرائب آورده که اعرابی بحضرت رسالت صلی الله
علیه وسلم آمد و گفت یا رسول الله آهو بچه صید کرده ام و بهدیه حضرت تو آورده ام
خواجه عالم صلی الله علیه وسلم قبول فرمود ناگاه حسن علیه السلام بمسجد در آمد آهو بچه را
دید بدان میل کرد حضرت صلی الله علیه وسلم آن آهو بره را بحسن داد زمانی برامد
حسین رضی پیدا شد دید که برادرش آهو بره دارد با او بازی میکند گفت ای برادر این
آهو بره از کجا آوردی گفت جد من بمن داده است حسین در مسجد دوید و گفت یا جداه
برادرم را آهو بچه دادی و مرا ندادی این سخن را اعاده میکرد و رسول خدا صلوات الله

خواهید یافت آورده اند که چون شاهزاده حسن علیه السلام رخت زندگانی ازین منزل فانی
بنزهت سرای جاودانی کشید بیعت آن والی خطه ولایت گرفته ازین خانه
پیمانه انبیا بهتر رفته والی شام خواست که پسر خود را دست عهد خود گرداند پس از اهل شام
و عراق بیعت ستده و سوگندها مستحکم داشته نمود که اشراف حجاز نیز در آن معنی موافقت نمایند از اینجا
اهل مدینه و مکه توقف نمودند و قضایای عجیب در آن محل روی نمود که تفاصیل آن از کتب
مبسوطه توان دانست القصه ضرورت شد که حاکم شام خود بمدینه آمد و مردم مدینه را اکثر
ساخته در حیطه بیعت یزید داخل گردانید اما چهار کس ازین صورت ابا نمودند یکی
حسین علیه السلام دوم عبد الرحمن ابی بکر سوم عبد الله عمر چهارم عبد الله زبیر و هر چند
از روی عنف و غلظت کوشیدند بطریق لطف و رفق و ملایمت در آمدند بجائی نرسید
و رفقای اربعه از مدینه طیبه روی بمکه مبارکه زادها الله تعظیما و تکریما نهادند و والی شام
از عقب ایشان بمکه رفت و آنجا نیز مهم بیعت فیصل نیافت و احوال برهمین منوال می بود
تا وقتی که والی شام از جام غم انجام کل نفس ذائقة الموت جرعه چشیده رخت از
خاکدان دنیا بدار الجزا کشید مصرع رفت و منزل بدیگری پرداخت
ارکان دولت حضرت معاویه اجتماع نمودند یزید را بر سریر حکومت نشانیدند و ندای
امارت او باستماع خاص و عام اهل عراق و شام رسانیدند و درین اثنا جمعی از خواص وی
بسبیل نیکخواهی گفتند اگر میخواهی که مملکت بر تو قرار گیرد و نعمت حکومت پایدار بماند
همان چهار بزرگ حجاز را که در زمان حیات پدرت از بیعت تو ابا کردند و با مارت و ایالت تو
سر فرو نیاوردند بهر نوع توانی به بیعت خود در آر و اگر در مقام عناد و جدال باشند
در دفع ایشان لوازم جد و جهد بتقدیم رسان یزید این سخن را بتلقی قبول نمود نامه نوشت
بولید بن عتبه که در آن ولا والی مدینه بود مضمون آنکه خلیفه روی زمین عالم فانی
را وداع کرده روی بعالم باقی آورد و مرا در حال حیات خلیفه خود گردانید و من از
جرات اولاد ابوتراب و سفک دماء شیخ و شاب می ترسم باید که چون فحوای
این مکتوب واقف شوی از اهل مدینه بیعت من بستانی و در رقعه دیگر نوشته بود مشعر بآنکه
از حسین علی و عبد الله عمر و عبد الرحمن ابی بکر و عبد الله زبیر بیعت مرا بستان
و درین باب اهمال منما که محل تسویف و هنگام تاخیر نیست نظم فرصت غنیمت است

در چه بگشاے * چون وقت فوت شد نتوان اندران رسید * فرصت چو درگذشت
محصل نشد مراد * تا چند پشت دست بدندان توان گزید * واگر از بیعت من ابا نمایند
سرہاے ایشان را بدار الملک شام فرست اما چون نامه بولید رسید و بر مضمون آن
اطلاع یافت گفت انا لله وانا الیه راجعون مرا با پسر فاطمه رضی الله عنها چکار و از
بیم فتنه بتعجیل تمام مروان را که درآن زمان در مدینه ساکن بود طلبید و او را بر کماہی
حالات مطلع گردانیده دران باب با وے مشاورت کرد مروان حکم گفت ہر چہار کس را
حاضر کن و بر بیعت تکلیف نما اگر در بیعت متابعت نمودند فهو المراد والا به تیغ تیز
حکم خود را برایشان روان گردان خصوصاً در طلب حسین رض و ابن زبیر تاخیر جائز مدار
و پیش ازان که خبر مرگ والے شام افشا یابد به بیعت آن دو کس خلافت یزید را
مستحکم گردان ولید کس بطلب حسین رض و ابن زبیر فرستاد و ایشان در مسجد مدینه
بایکدیگر سخن میگفتند فرستاده ولید گفت امیر شما را میخواند اجابت کنید
ایشان گفتند تو برو تا ما از عقب برسیم فرستاده بازگشت و عبد الله زبیر از امام حسین رض
پرسید که ہیچ میدانے که ولید ما را چرا مے طلبد حسین رض گفت بخاطر من میرسد که حاکم
شام مرده است چه من امشب در خواب دیدم که منبر وے نگونسار شد و آتش در سراے وی
افتاد حالا این خبر رسید و میخواہند که از ما بیعت یزید بستانند ابن زبیر گفت که اگر
حال برین نمط باشد تو چه خواہی کرد حسین رض گفت من مے شنودم که او خمار و زمار است
وما بقیه آل رسولیم چگونه جائز باشد که متابعت چنین کس کنیم ایشان درین سخن بودند
که رسول ولید باز آمد که امیر انتظار شما مے کشد حسین رض بانگ بر وے زد که این همه
تعجیل چیست اگر ہیچ کس نیاید من خود مے آیم قاصد بازگشته صورت حال با ولید
تقریر کرد مروان گفت اے ولید حسین رض عذر خواہد کرد و نخواہد آمد ولید گفت خاموش
باش که حسین رض غدار نیست ہر وعده که کند بوفا مقرون گرداند **مثنوی**
ملکے بر صفت آدمے ست * اوست که سرتا قدمش مردمے ست * تاج وفا
بر سر او افسر ست * افسرش از فرق فلک برترست * آورده اند که ولید
مردے خدا ترس بود و حرمت اہل بیت رعایت مے نمود چون صفت وفاداری
و پاکیزه روزگارے حسین رض باز گفت مروان خاموش شد اما چون رسول ولید

مراجعت نمود حسین رض متوجه منزل خود شد وسی کس را از غلامان و موالی خود مرتب و
مسلح گردانیده فرمود که با من بدار الامارة آئید و بر در سرای ولید بنشینید اگر آواز مرا
بلند بشنوید بی تحاشی در آئید و تا بر شما روشن نشود که قصد قتل من دارند هیچ کس را
تعرض مرسانید پس آن حضرت عصای رسول خدا صلی الله علیه وسلم بدست گرفته
روان شد تا بخانهٔ ولید رسید پس وصیت گذشته را با موالی خود مکرر ساخته بدرون خانه
درآمد ولید را دید با مروان نشسته چون شاهزاده برسید تعظیم کردند و حسین بجای خود
قرار گرفت و گفت باعث بر طلب من چه بوده ایشان صورت حال از وفات پدر و بیعت
پسر تمام در میان آوردند حسین رض جواب داد که مناسب نیست که چون من کسی
پنهانی بیعت کند فردا که این خبر آشکارا گردد و عامهٔ اهل اسلام مجتمع گردند تا هر چه
مصلحت باشد بتقدیم رسیده آید ولید گفت یا ابا عبد الله سخن سنجیده گفتی
بسلامت بازگرد و نزد ما تشریف حضور ارزانی دار مروان گفت ای امیر دست
از حسین باز مدار که اگر او را بگذاری دیگر بر وی قادر نگردی او را حبس کن
و اگر امتناع نماید بفرمای تا سرش بردارند حسین رض از روی غضب بمروان
گفت یا ابن الزرقا ترا زهره باشد که مثل این حرکت بنسبت من بر خاطر گذرانی
و تو امر کنی که سر من بردارند هر که قصد من کند روی زمین را از خون او رنگین کنم
پس با ولید خطاب کرد که تو نمی دانی که ما اهل بیت نبوت و معدن رسالتیم و
خانهٔ ما محل رحمت و مکان آمد و شد ملائکه است یزید که شراب میخورد و علانیه انواع
فسق از وی ظاهر میشود چگونه بیعت کنیم فردا که مجلس منعقد گردد آنچه گفتنی باشد
بگوئیم و ببینیم که احق و اولی بخلافت کیست و چون آواز حسین رض بلند شد مردی
که بر در سرای بودند خواستند که بدار الامارت نهاده دست بروی نمایند آنجناب
تفرس این معنی کرده بتعجیل از خانه بیرون آمد و موالی خود را از دخول مانع شده بمنزل
شریف خویش شتافت مروان با ولید گفت ای امیر بسخن من عمل ننمودی
و حسین از دست برفت بخدا سوگند که دیگر حکم تو بر وی جاری نگردد ولید گفت
ویحک یا مروان مرا بکشتن حسین میفرمائی والله اگر شرق و غرب عالم ملک من
باشد و بخون او سعی ننمایم ای مروان فردا قیامت ترازوی اعمال کسی که

حسین از حسنات خالی باشد و شخصی که خفت میزان او بدین مثابه بود سر آئینه حق عز و علا
یوم یقوم الحساب بنظر رحمت در وی ننگرد و او را بعذاب الیم و عقاب عظیم معذب
و معاقب گرداند **قطعه** روز جزا کشندهٔ فرزند مصطفی * بی شبهه لائق
درکات جهنم است * پس کوردل کسی که کند قصد سروری * کو نور چشم سید اولاد
آدم است * مروان لعین از استماع این سخنان خاموش و ولید کس بطلب عبد الله
زبیر فرستاد و او در آمدن تعلل نمود تا شب درآمد و با جمعی از خواص خود براهی
که شارع عام نبود روی بمکه نهاد و کسان از عقب فرستادند و بدو نارسیده بازگشتند
و ولید صورت حال به یزید باز نوشت و جواب رسید که متمردان را بار دیگر
دعوت کند و عبد الله زبیر را دست باز دارد که هر جا که رود از سخط ما بروی خواهد رسید
و سر حسین را مصحوب جواب نامه بفرستد و بعنایت ما امیدوار باشد که مناصب
ارجمند بدو ارزانی خواهیم داشت و چون رقعه بولید رسید گفت لا حول و لا قوة الا بالله
العلی العظیم اگر یزید تمامت ربع مسکون را بمن دهد من در خون فرزند رسول خدا
صلی الله علیه و سلم سعی نکنم و هر ضرری که از مخالفت یزید بمن رسد باک ندارم آورده اند
که ولید بدست محرمی مضمون نامه را نوشته نزد حسین فرستاد و پیغام داد که
یا ابن رسول الله زبان بزبان نامهٔ یزید میرسد و پی در پی پیغام بقتل تو میفرستد
و من درین قضیه حیران و در بادیهٔ واقعه سرگردانم **بیت** بحال خویش
فرومانده و پریشانم * ره برون شدن از کار خود نمیدانم * اما چون حسین
ازین صورت آگاهی یافت صبر فرمود تا شب درآمد بسر روضهٔ مصطفی صلوات الله
و سلامه علیه رفت سلام کرد و گفت یا رسول الله منم فرزند فاطمه زهرا دختر تو
آن کس که در وقت رحلت امت را برعایت من وصیت فرمودی
خود را در نکتهٔ اذکرکم الله فی اهل بیتی باز نمودی ایشان فرمان ترا کان
لم یکن انگاشتند و مرا ضائع و محروم و بی بهره و ناچیز بگذاشتند این شکایت بود
از بیوفائی جفاکاران که گفتم و چون با تو ملاقات کنم صورت وقائع را تفصیل
بازگویم پس بسیاری بگریست و بعد از آن بنماز اشتغال نمود پس از نماز صبح
بمنزل خود مراجعت فرمود شبی دیگر باز بر سر تربت مقدس جد شهید بزرگوار خود

آن حضرت حاضر شد مصرع ہزار جان گرامی فدای روضۂ او باد و بلوازم
اداے مناجات و رفع حاجات گریان گریان سر خود را بر قبر اقدس آن سرور نہاد
و بخواب رفت چنان دید کہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم با فوج عظیم از ملائکہ ظاہر گشت
و سر حسینؑ را بر خویشتن منضم ساختہ بر میان دو چشمش بوسہ داد و گفت اے حسینؑ
گویا مے بینم کہ عنقریب امت من در کربلا ترا بکشند و تو دران حالت تشنہ باشے
و ترا آب ندہند و با وجود این حرکت بشفاعت من امیدوار باشند و ایشان در قیامت
از شفاعت من محروم خواہند بود اے حسینؑ پدر و مادر و برادر تو ہمہ ملول و محزون
نزدیک من آمدند و بدیدار تو اشتیاق دارند و تو نیز مہموم واندوہناک در پیش من
خواہے آمد و ترا در بہشت درجاتیست کہ آنرا بدون شہادت در نتوان یافت امیر المومنین
حسینؑ درخواب گفت یا جداہ من بمراجعت دنیا احتیاج ندارم مرا بگیر و با خود بقبر
در آور آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمود کہ ترا از رجوع دنیا چارہ نیست تا شہادت
یافتہ بثواب عظیم برسے حسینؑ بیدار شد خیال جمال جد بزرگوار در نظر و بشارت
شہادت و مژدہ وصول بدرجات علے در گوش بمنزل شریف شتافت و از مدینہ
دل برکندہ سفر مکہ را با خود راست بداشت و اہل بیت خویش را جمع کردہ صورت واقعہ
تقریر نمود و اقربا و احبا حزین و اندوہگین گشتند و حسینؑ شبے دیگر بزیارت برادر خود
امام حسنؑ رفت بمقبرہ بقیع و برادر را وداع کردہ بسر تربت مادر بزرگوار خود آمد و گفت
السلام علیک یا اماہ حسینؑ بوداع تو آمدہ است از بالاے روضہ آوازے
شنید کہ وعلیک السلام اے مظلوم مادر و اے شہید مادر حسینؑ اینجا زمانے
بگریست و وداع فرمود و در جوف اللیل بمشہد مقدس حضرت نبوی صلوات اللہ وسلامہ
علیہ آمد تا شرط وداع بجا آرد چون سلام گفت و وداع فرمود و نماز گذارد و خواب
بروے غلبہ کرد دیگر بار حضرت مصطفیٰ را صلے اللہ علیہ وسلم درخواب دید کہ بیامد و سر و را
درکنار گرفت حسینؑ گفت یا رسول اللہ از جفاے امت بیچارہ شدہ ام و بضرورت از
زیارت حضرت تو محروم مے مانم و چنان مے بینم کہ دگر بار بزیارت تو نخواہم رسید حضرت
فرمود کہ نزدیک شد کہ بمن رسے و می بینم کہ تشنہ و گرسنہ بخاک کربلا افتادہ تن نازنینت
مجروح شدہ و سر مبارکت از تن جدا گشتہ اے حسینؑ صبر پیش گیر و درکار خود مردانہ باش

که بسی نگذرد که تو نیز همچو پدر مغموم و مانند برادر مظلوم و مثل مادر خود مهموم بمن رسی
با من بر خوان بهشت نشینی و میوه‌های مراد از نهال عنایت خالق العباد بچینی حسین رض
روایت میکند که در اثنای این حال دیدم که روی گلنار رسول صلی الله علیه وسلم
زعفرانی شد و موی مشکبار عنبر نثارش پر گرد و غبار گشت من نیز سیاه پوشیدم و گفتم
یا رسول الله این چه حالت است که بر شما پدید آمد گفت ای نور دیده من و ای فرزند پسندیده
من این نشانه خاک کربلاست پس حسین رض از خواب در آمد و بشهادت خود متیقن گشته عزیمت
حرم مکه جزم کرده و شب جمعه چهارم شعبان سنه ستین از مدینه بیرون آمده
از راه راست و شارع اعظم متوجه مکه گشت و از سرگردانی حضرت موسی کلیم الله و فرار او
از مصر و خوف او از فرعون و قصد جماعت قبطیان بوی یاد فرموده این آیت میخواند
فخرج منها خائفا یترقب قال رب نجنی من القوم الظلمین پس جمعی از موالیان همراه او
گفتند یا ابن رسول الله از سر تربت جد خود کجا میروی و ازین روضه بهشت آیین که
غیرت خلد برین است چرا میروی جواب داد که من باختیار نمیروم طبیعت
بکام عاشق بیدل زکوی یار نرفت * کسی ز روضه جنت باختیار نرفت * و گویا
که شاهزاده درین باب میفرموده اند ترجمه مضمون آن این بیت است نظم مرا
دل خود من ز سر قبر نبی * بسوی هیچ سفر وانکه مقید نشوم * گر ز دست من اینها عالم
از لعل زبرجد آرند * من بهای لعل و زبرجد ز سر عهد نروم * لیکن از جور اعادی
زچنین جاه و مقام * بایدم رفت و گرنه بدل خود نروم * و در بعضی از منازل عبدالله بن
مطیع که از مکه می آمد بوی رسید و گفت یا ابن رسول الله بیت کرده عزم
سفر لطف خدا یار تو باد * فضل حق از همه آفات نگهدار تو باد * پس از آن گفت
کجا میروی و چه عزیمت داری حسین رض فرمود یا عبدالله
ظالمان از شهر خود بیرون آمده و وطن و مسکن را پدرود کرده و دل از صحبت احباب
برداشته روی بحرم و من دخله کان امنا آورده ام که هر روز رنجی و غمی و هر ساعتی
محنتی و المی بمن میرسد رباعی گردون همه اسباب غمم میسازد * و ز من
بکس دیگری نمی پردازد * از خاک در جد خودم دور انداخت * چون باد مرا بگرد عالم تازد
حالا عزیمت مکه دارم چون بدانجا رسم آنچه مقتضای وقت و صلاح روزگار باشد

بر آن منوال عمل خواهم کرد عبدالله گفت آثار صحت و سلامت و انوار عافیت و کرامت
ملازمان خادمان این حضرت باد **بیت** اقبال مطیع و بخت یار تو باد ٭ توفیق
رفیق روزگار تو باد ٭ مرا چیزی بخاطر رسیده اگر دستوری دهی بعرض
رسانم حسین فرمود که تو دوست منی و سخن دوستان بسمع قبول اصغا باید نمود
گویید پس گفت یا ابن رسول الله تو امروز سرور عالمی و مهتر و بهتر اولاد آدمی
بمدینه رو و در حرم مکه بنشین که اهل حرم دیگری را بر تو اختیار نکنند و زنهار که بگفتار
کوفیان مغرور نشوی و بچاپلوسی ایشان فریب نخوری که پدر ترا و برادرت را شربت
شهادت چشانیدند و با برادرت وفا نکردند و انواع محنت بوی رسانیدند و من میدانم
که ایشان ترا خواهند طلبید اگر بروی ترا تنها خواهند گذاشت و طریقه وفا
و رسم عهد نگاه نخواهند داشت **مصرع** که در جبلت این کوفیان مروت نیست
حسین سخن او را تصدیق فرمود و درباره وی دعای خیر کرده وداع نمود و بطی
منازل و مراحل ببیابان رسیده چشمش بر جبال که افتاد هم از حال موسی علیه السلام
که چون متوجه مدین شد یاد کرده بتلاوت این آیت ولما توجه تلقاء مدین قال عسی ربی
ان یهدینی سواء السبیل اشتغال فرمود و چون اهل مکه از قدوم مبارکش
آگاهی یافتند بطریق استقبال از روی اعزاز و اجلال بشتافتند و بدیدار عزیزش
استبشار نموده اظهار مسرت کردند و بزبان حال نغمه این مقال بگوش هوش ارباب
وجد و حال میرسانیدند **نظم** دولت وصل تو دائم ز خدا میجستیم ٭ کعبه
کوی تو از راه صفا میجستیم ٭ هر سحرگاه باخلاص تمام از سر صدق ٭ دست بر داشته
ما ترا میجستیم ٭ طاق ابروی تو کان قبله مشتاقان ست ٭ گاه و بیگاه به محراب
دعا میجستیم ٭ و در منزلی که نزول فرمود فوج فوج بملازمتش میرسیدند و چون
خبر رفتن حسین علی و ابن زبیر بیزید رسید ولید را بتهمت تقصیر در گرفتن ایشان
از امارت مدینه عزل کرد و ابن الاشدق را والی ساخت اما والی مکه سعید بن
عاص بود و مؤذن حسین بپنج وقت بانگ در غایت بلندی میگفت و قومی عظیم
بروی نماز میگذاردند سعید بن عاص ازان آگاه شد و در موسم حج که مردم از اطراف و جوانب
جمع شوند بسیار از مردم حسین او را هلاک کنند بگریخت و بمدینه رفت و بیزید کتوبی نوشته

واز آمدن حسین بمکه ومیل مردم بوی در انجا یاد کرد چون اهل کوفه شنیدند که [illegible]
وفات کرده است وحسین بن علی از بیعت یزید امتناع نموده وچون اقامت [illegible]
در مدینه متعذر بوده بمکه مبارکه عظمها الله رفته وآنجا مقیم شده هواداران امیر المؤمنین
در خانه سلیمان بن صرد خزاعی جمع شدند وسلیمان گفت ای یاران حسین
را به بیعت خود میخواندند واو اباکرده بضرورت از وطن خود جلا کرده بمکه رفته است وشما
شیعه پدر وئید بیائید و ویرا یاری دهید تا حق را در مرکز خود قرار دهید [illegible]
هفتاد تن از اشراف کوفه چون مسیب فزاری ورفاعه بن شداد وحبیب مظاهر
ومحمد کثیر در قار عارب ومحمد اشعث وعبد الرحمن بن مخنف وعبد الله عفیف [illegible]
واعمش طارق ومختار ابی عبیده وعمر سعد وامثال ایشان بر دست
شریح سوگند خوردند که در هواداری آل علی تقصیر ننمایند وحسین را
مال وجان فدا کنند پس نامه نوشتند از روی نیازمندی مضمون آنکه
تحیت بی غایت وسلام مالا کلام میرسانند وعرضه میدارند [illegible]
کسی بی مشاورت اهل ملت متصدی امر حکومت گردد [illegible]
با امامت وخلافت وی راضی نیستیم وداعیه آن داریم که در رکاب [illegible]
کنیم والنفس والاموال خود را فدای ذات بی بدل تو گردانیم [illegible]
[illegible] وسرور وبهجت [illegible] که تو امام [illegible] وپیام [illegible]
وخلیفه واجب الاتباعی وحالا پیشوا وحاکم ما نعمان بشیر است [illegible]
ومعتبرست بزرگی از اهل کوفه بجمع او [illegible]
در قصر امارت نشسته است وغیر از عید وجمعه [illegible]
قدوم ارزانی میفرمائید والبته [illegible]
بیرون میکنیم وبا لشکر ساخته وپرداخته روی بشام می آریم لنظم

[illegible] بافراختن * زمانشکری بیکران ساختن * [illegible]
نیزه وگرز وخنجر بدست * چه با تیغ آهنگ خون [illegible]
آورند * چو تیر از کمان بر کمین افگنند * سر آسمان بر زمین افگنند * هر که از [illegible]
سرکشی چون خیمه پای در دامن اطاعت آن حضرت نکشد مانند میخ خیمه [illegible]

در گردن افکنده و سر کوفته بزمین فرو بریم و هر که قلم مثال در طریق اخلاص کمر ملازمت
آن حضرت بر میان جان نه بندد بسیاست سپاه ظفر پناه آب سیاه در چشمه چشمش آورده بند از بند
جدا کنیم **نظم** آنجا که گردنان جهان سر بر آورند * جز تیغ آبدار تو مالک رقاب نیست *
دشمن که در قتال سوالی اگر کند * غیر از زبان تیر تو او را جواب نیست * القصه بمبالغه بسیار
وسطی آن طومار فرموده بودند و اظهار اشتیاق جمال با کمال شاهزاده نموده **قطعه**
ای آرزوی دیده و دل اندر هوای تست * جانها اسیر سلسله مشکسای تست *
ما جان فدای خنجر تسلیم کرده ایم * خواهی ببخش و خواه بکش رای رای تست *
پس آن نامه را بعبد الله بن سبع همدانی و عبد الله بن مسمع بکری دادند و ایشان را
بملازمت آن حضرت فرستادند چون حسین نامه را مطالعه فرمود با رسولان از لا و نعم
هیچ نگفت و جواب نامه نیز ننوشت و بنا بر آنکه رسولان دیر تر مراجعت می نمودند اشراف
و روسای کوفه بشیر بن مسهر صیداوی و عبد الرحمن بن عبید ارحبی را بطلب امام حسین
فرستادند و مصحوب ایشان قریب پنجاه مکتوب که عظمای آن دیار ارسال نموده بودند
نور الائمه خوارزمی آورده که اهل کوفه صد و بیست نامه بحسین فرستادند و هیچ کدام را جواب
ننوشت کوفیان دیگر باره هانی بن هانی سبیعی و سعید بن عبد الله خثعمی را با مکاتیب
بسیار بمکه روان کردند و بعد از توجه این جماعت شبث بن ربعی و عروة بن قیس و عمرو
بن الحجاج و جمعی دیگر که در کوفه اختیار و اقتدار تمام داشتند باتفاق نامه نوشته در صحبت
سعید بن عبد الله الثقفی بجانب مکه فرستادند و این طائفه از پی یکدیگر بتقبیل عتبه علیه
ولایت پناهی سرافراز گشته مکتوبات را تسلیم نمودند و مضامین همه مکاتیب قریب
بمضمون مکتوب نخستین بود و ابو المفاخر خوارزمی در مقتل که نوشته بیتی چند از منظومات
خود از قبل اهل کوفه آورده دو بیت از آن اینست **قطعه** هیچ رای نیست مارا
جز وصال روی تو * هیچ دامی نیست مارا جز خم گیسوی تو * بر عدو بگشا کمین
وز دوستان نصرت طلب * ای نهاده حق تعالی فتح در بازوی تو * اما چون ارسال
رسل و رسائل کوفیان از حد افراط رسید امیر المومنین حسین در جواب ایشان نوشت که
مکتوبات شما رسید و بر مضمون آنها که مشتمل بر اظهار محبت و منطوی بر آثار مودت شما بود
[illegible] افتاد و نهایت اشتیاق شما که بقدوم من دارید و نهایت

انتظار شما که براے ملاقات من مے برید معلوم گشت بدانید که من در اسعاف مطلوب و انجاح مقصود شما اہمال و تاخیر جائز نخواہم داشت وحالا برادر و پسر عم خود مسلم بن عقیل را بآن صوب فرستادم تا کیفیت حال و صدق مقال شما را معلوم کند اگر بر سر حرف سابق باشید با او بیعت کنید و مرا از بیعت شما اعلام دہد تا بزودے متوجہ آنجانب شوم و بر شما باد که مسلم را یارے دہید و جانب او را فرو مگذارید که امامے که بکتاب خدا عمل کند و عالم و عادل باشد با حاکمی که مصدر فسق و ظلم بود برابر نیست آوردہ اند که عبد اللہ عباس با حسینؓ ملاقات کرد و در باب مردم کوفہ سخنان درمیان آورد و حسینؓ فرمود که اے پسر عباس تو میدانی که پسر دختر رسولؐ خدایم ابن عباس گفت اللہم نعم اللہم نعم من ہیچکس احبز تو در عرصہ عالم پسر دختر رسولؐ خدا نمے دانم و پسر دختر پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم برادرت حسن بود و غیر از تو اکنون برروی زمین مردے که نبیرۂ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم باشد نیست و نصرت و معاونت تو بر امت فریضہ است حسینؓ فرمود که یا ابن عباس تو چہ گوئے در حق جماعتے که مرا از خان و مان و منشاء و مولد من بیرون کنند و از مجاورت زیارت جدم صلوات اللہ وسلامہ علیہ مہجور سازند و قصد کشتن من داشتہ باشند تا در ہیچ موضع از خوف ایشان قرار نتوانم گرفت ابن عباسؓ این آیت برخواند که یخادعون اللہ وہو خادعہم تا آخر پس گفت یا ابن رسول اللہ تو از زمرۂ ابرار و فرقۂ اخیارے و من گواہی میدہم که از رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم شنودم که مے گفت بدان خداے که جان محمد در قبضہ قدرت اوست که فرزند مرا درمیان ہیچ قوم نکشند که ایشان توانند که او را یارے دہند و ندہند که خدا تعالے میان دلہا و زبانہاے ایشان خلاف افگند اے حسین ہر که از تو اعراض نماید او را در جہان ہیچ حظے نباشد و نصیبے نبیند حسینؓ گفت اللہم اشہد بار خدایا گواہ باش ابن عباسؓ گفت جان من فداے تو باد سخن تو آن که از وفات خود خبر میدہے و از واقعۂ خویشتن مرا آگاہ مے گردانی و از من نصرت و معاونت طلب مے نمائی بخدا سوگند که اگر پیش تو شمشیر زنم تا ہر دو دست من بیفتد ہنوز حقے از حقوق تو نگذاردہ باشم و من حالا توجہ بدینہ دارم و ترا نیز استدعا مینمایم که بیائے و بر سر تربت جد بزرگوار خود صلے اللہ علیہ وسلم قرار گیرے حسینؓ فرمود که

مرا دشمنان کے گذارند که قرار گیرم و من اگر آنجا توانستمی بودن هرگز بیرون نیامدمے
دا از نزهتگاه وصال روے بمحنت خانه فراق ننهادمے **نظم** بیدلان را نیست
ره در عشرت آباد وصال * بعد ازین ما و فراق و گوشه ویرانه * لشان ومان گشت
ویران لشکر اقبال دوست * بیسر کی بلا دارم محنت خانه * ابن عباس
گفت ای حسین رض چون التماس ما در توجه بمدینه رو بیکنی بارے برسل و رسائل کوفیان
مغرور مشو و بمواعید کاذبه ایشان از حرم محترم بیرون مرو حسین رضی الله عنه
بمقتضاے راے خود عمل نموده در ارسال مسلم بن عقیل یکدفعه بجهت گشت و چند انچه
عبدالله بن عباس مبالغه کرد بجاے نرسید چه فائده قضا زمام خاطر عاطر آن حضرت را
باهل بیت وے بجانبے مے کشید که سعادت شهادت دران صوب بود **نظم**
با قضا بر نمے توان آمیخت * با قدر بر نمے توان آمد * هر درے کز قدر کشاده شود *
جز ازان در نمے توان آمد * آثار آورده اند که چون والے مکه گریخته بمدینه رفت و بسوے
شام نامه فرستاد و از آمدن حسین رض بمکه و رجوع مردم بوے اخبار نمود یزید را عرق عداوت
اصلی و فرعی در حرکت آمده تمامے همت و همگی نهمت بر دفع حسین رض گماشت و با اهل راے
و تدبیر دران باب مشاورت نمود در کنز الغرائب آورده که سبب عداوت یزید با حسین
دو نوع بود صورے و معنوے تناکر ارواح است در روز میثاق و صورے دو نوع است
اصلی و فرعی و در حقیقت فروع تبع اصول باشند و صور تابع معانی و بواسطه تناکر
ارواح است که اختلاف درمیان اشباح پدید آمده و ملخص این سخن آنست که ارواح انبیا
و اولیا و مومنان و مطیعان و صالحان مظاهر لطف و رحمت حق اند بر تفاوت درجات
ایشان و ارواح کفار و فجار و مشرکان و منافقان و فاسقان مظاهر قهر و غضب
حق اند بر اختلاف درکات ایشان و هر طائفه را توجه باصل خودست که کل شیء یرجع
الی اصله پس ارواحے که مظاهر لطف اند و تناسب معنوے دارند مانند ارواح
انبیا و اولیا و اهل ایمان بدان مقدار که بر وفق قرب مناسب میانه ایشان در روز
میثاق تعارف واقع شده درین دنیا میان اشباح ایشان الفت پدید مے آید و
بایکدیگر مستانس مے شوند و ارواحے که مظاهر قهر اند و مناسبت قرب میثاقے دارند
اشباح ایشان نیز بمقدار تعارف ارواح تالف و استیناس بایکدیگر هست فما تعارف

منها ائتلف اما چون میانه ارواح انبیا و اتباع ایشان از اهل ایمان و میان ارواح کفار
و اهل بدع و هوا قرب و مناسبت نبوده لاجرم در روز میثاق یکدیگر را نشناخته و بر وفق
آن تناقض امروز در میان ایشان اختلاف پدید آمد که ضد یکدیگر اند و ما تناکر منها
اختلف و بسبب این اختلاف آنچه در هر طائفه مضمرست به نسبت یکدیگر بظهور میرسانند
و فی المثنوی **مثنوی** دوستی و دشمنی در هر نهاد * ز اختلاف
روز میثاق اوفتاد * چون جهان کون در هم بسته شد * جنس با جنس اندر او پیوسته شد *
رومیان مر رومیان را طالبند * زنگیان در زنگیان هم راغبند * وانکه جنس هم
نبودند از نخست * این زمان در دشمنی هستند چست * و مخالفت کفار با انبیا و معاندت
اشرار با اخیار و مشاجرت فساق با صلحا هم از اینجا ناشی شده و آن عداوت همیشه باقیست
لاجرم چون یزید بامارت بنشست و قوت گرفت و فرصت یافت با حسین ع که ضد او بود
کرد آنچه کرد و گفته شد که مخالفت صوری متابع مخالفت معنویست باز این صوری دو نوع بود
اصلی و فرعی اصلی آنست که میان بنی هاشم و بنی امیه واقع بوده و مجمل این قصه
چنانست که عبد مناف چهار پسر داشت دو پسر او هاشم و عبد الشمس توامان بودند
یعنی هر دو بیک شکم متولد شدند و پیشانی ایشان بهم چسپیده بود و هر چند سعی میکردند
از هم جدا نمی شدند تا آخر الامر بشمشیر رویهای ایشان را از یکدیگر جدا کردند
این سخن بشخصی از عقلای عرب رسید گفت بایستی بچیزی دیگر جدا کردندی چه باین سبب
همیشه میان اولاد ایشان عداوت خواهد بود و شمشیر مخالفت ایشان با یکدیگر در نیام
آرام نخواهد داشت و فی نفس الامر این معنی سمت تحقیق پذیرفت و آنچه میان هاشم
و امیه که پسر عبد الشمس بود در باب رفاده واقع شد و هاشم او را از مکه اخراج فرمود
و آنچه میان عبد المطلب و حرب از مشاجرت پدید آمد و آنچه میان ابوسفیان و حضرت
رسالت صلی الله علیه وسلم از محاربات وقوع یافت و آنچه میان حضرت
بظهور رسید و آنچه یزید درباره حسین رض کرد همه نتیجه آن عداوت صوری
فرعی یزید با حسین رض بدو سبب بود یکی آنکه حسین رض از بیعت او ابا نمود و امتناع فرمود
نه در زمان حیات پدرش رقم اطاعت بر صفحه حال خود کشید و نه بعد از وفاتش سخن بیعت او
بسمع قبول و اجابت شنید دوم آنکه عبد الله زبیر زنی داشت که در ان عصر

بحسن وجمال او نشان نمے دادند وخبر او به یزید رسید نادیده دلش وابسته محبت او
شد وپیوسته باخیال او بزبان حال میگفت که **بیت** بجز عاشق جمال توایم ❊
لاجرم طالب وصال توایم ❊ القصه انواع حیلها ساختند وتدبیرها پرداختند تا ابن زبیر
آن زن را بے جهتے طلاق داد واز شام وکالت نامه یزید بابو موسے اشعری رسید که مطلقه
ابن زبیر را براے وے بخواهد ابو موسے روزے که بحکم وکالت یزید بسوے آن خاتون
میرفت در راه عبد الله عمر رضے الله عنه بوے رسید پرسید که کجا میروی گفت بسوی مطلقه
ابن زبیر میروم تا او را خواستگارے کنم ودر خطبه او وکالتے واصالتی دارم ونمیدانم تا کدام
را قبول خواهد کرد عبد الله پرسید که وکالت کیست ومعنے اصالت چیست گفت
اصالت ازان من اگر قبول کند ووکالت ازان یزید اگر بپسندد وراضے شود ابن عمر
رضے الله عنه فرمود که بوکالت من هم سخن گوے واگر مقبول افتد بعقد من درآر
گفت چنین کنم ودر راه امیر المؤمنین حسین رض نیز بابو موسے رسیده وبر صورت حال
اطلاع یافته فرمود که هم ترا وکالت میدهم تا بجهت من عقد کنی القصه ابو موسے نزد آن
زن آمد وبعد از رسم تحیت وپرسش سخنان از طریق رمز وکنایت درمیان انداخت
خاتون گفت کنایت را بگذار ومهمے که دارے بتصریح درمیان آر ابو موسے پرده از روے
کار برداشته گفت چهار کس بتو راغب اند ومن آمده ام تا هر کدام را پسندی ورضا دهی
ترا بعقد او درآرم پرسید که این چهار کس کیانند گفت اول من اگر قبول کنے دوم
یزید سوم ابن عمر چهارم حسین ابن علے خاتون گفت من زن جوانم ومال بسیار دارم
ومعهذا عبد الله زبیر مرا بے جنایتے طلاق داده است وسبب آن ندانستم اکنون
مرا تنها بودن مصلحت نیست ومیل شوهر دارم اما تو مردے پیرے وسال خورده ومن جوان
ونو رسیده میان ما وتو مناسبتے نیست تو پاے طمع از میانه بیرون نه وبے غرض شو
تا با تو مشورت کنم ابو موسے فرمود که آنچه در باره من گفتی راست گفتی ومن این سودا از
بیرون کردم واز این خیال درگذشتم **مصرعه** تشریف وصال تو باندازه من نیست ❊
زن گفت این زمان مرا راهے نمائے ونگوے که ازین سه کس کدام سزاوار تر اند ابو موسے
گفت من عواقب امور ایشان با تو بگویم هر کرا اختیار کنے تو دانے گفت بگو گفت اگر
ملک وسلطنت میخواهی وبجاه وجلال میل دارے ومطلوب تو استیفای لذات ومعاشرت

یزید را اختیار کن واگر خواست زاہد و مرد سے باحسن وجمال و متقی میجوئے ابن عمر
مناسب ست واگر در دنیا حسن خلق و لطافت خلق مے طلبی و در آخرت نجات از نیران
وصول بدرجات جنان و ہمنشینی فاطمہ رض و سائر اہل بیت در روضہ رضوان اینک حسین
که من از رسول صلی اللہ علیہ وسلم شنودم که فرمود که ہر زنیکه در حبالہ حسین در آید و سائل و
در یابد آتش دوزخ بر وے حرام گردد و اگر میخواہے که عروس فاطمہ زہرہ و خدیجہ کبرے
باشے خادم حرم حسین شو خاتون زمانے فکر کرد و گفت اما مال وجاہ دنیا فانی ست و آنچ
مرا خدا سے عطا کردہ تا آخر عمر من بس ست واگر جوانی وجمال ست اینہا بہ پیرے و بیماری
زائل میشود اما خدمت اہل بیت موجب دولت ابدے و سعادت سرمدی ست پس
ابو موسے بحکم وکالت او را با حسین رض عقد بست و آن نیک بخت دنیا و آخرت ملازمت
شاہزادہ دو جہان اختیار فرمود **بیت** آن بندہ که خدمت او اختیار کرد + او را خدائے
در دو جہان بختیار کرد + وچون این خبر بشام رسید عداوت امام حسین رض در دل
یزید زیادہ شد و گفت ما چندین مکر و حیلہ کردیم تا آن زن از حبالہ ابن زبیر بدر آمد
و حسین رض او را عقد کرد و حرمت ما نگاہ داشت وچون این عداوتہای فرعی علاوہ عداوت اصلی شد
کمر ہلاک حسین رض بر میان عزیمت بستہ بہ تدبیرات اشتغال نمود تا آن نہال باور حدیقہ رسالت
در بادیہ کربلا بہ تشنگی پژمردہ گشت وحالا آب **مصرعہ** از چشمہ چشم دوستان **نظم**
دائم ز جوئے دیدہ ما آب میخورد + در نہال تشنہ صحرائے کربلا + اے دل فغان
ہزار که در باد و گشتہ است + شہزادہ دو کون بغوغائے کربلا + **باب ہشتم**

در شہادت مسلم بن عقیل بن ابیطالب وقتل بعضے از فرزندان او رض روایت ست از ان ہمان ہوائے سیادت و بیضائے
سمائے سعادت دلیل سبیل شہادت رفیق طریق وصول بمنزل حسنی و مقتدای زمرہ
یجاہدون فی سبیل اللہ پیشوائے فرقہ فاتبعونی یحببکم اللہ شہ...
جاہد الکفار والمنافقین وصف شکن میدان واعرض عن المشرکین شاہ ملک...
ما ذنا کہ پیشناہ **بیت** اے حق ترا ستودہ و احمد نہادہ نام + جان کلام
فدائے نام تو یا سید الانام + سلطان سریر اصطفا حضرت با نصرت محمد
مصطفے صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی المقربین لدیہ والمنتسبین الیہ کرام...

اذا سبقت له بدرستی که بنده از بندگان حق که پیشے گرفته باشد برائے او من الله
از نزدیک خدائے منزلة لم یبلغها بعمله منزلت و مرتبه که بنده بعمل خود بدان نرسد
یعنی ہر بندهٔ شایسته که در ازل منشور وصول بمنزلتے بزرگ و نزول بدرجه رفیع
بنام نامی او نوشته شده باشد واز فضل ازلی و عنایت نامتناہی آنچنان
عزے وکرامتے برائے وے مقرر گشته و رفعت آن درجه و عظمت آن مرتبه ازان زیاده بود
که بنده باقدام اقدام براعمال ستوده بدان تواند رسید پس بحکمت بالغه ابتلاه الله
مبتلا کرداند خدا تعالے آن بنده را برائے یافتن آن منزلت و جهت رسیدن
بدان مرتبت فی جسده در تن او یعنی تن او را بامراض و اعراض و اسقام و آلام
گرفتار گرداند او فی ماله یا ابتلا دہد او را در مال و منال او که آنرا در عرصه تلف کرداند
و او را محتاج و بے برگ و نوا سازد او فی ولده یا آن امتحان در فرزندان او باشد
یعنی میوهٔ باغ ونش را بخزان فنا از شاخسار زندگانی بریزاند و پرتو چراغ
چشمش را بصرصر فوات و ہلاک فرو نشاند ثم صبر علی ذالک پس آن بنده را
صابر گرداند برین بلیات و توفیق شکیبائے کرامت فرماید بر تحمل این ریاضات
حتی یبلغه المنزلة التی سبقت له تا او را بواسطه صبر و برکشیدن باراین محنتها
برساند بدان منزلت که از حکم ازلی برائے او سبقت گرفته و در دیوان ارادت
لم یزلے مقرر و مقدر شده ازے عزیز منزلتہائے رفیع و منصبہائے منیع و درجہائے
بلند و مرتبہائے ارجمند نامزد بلاکشان بادیه محنت و نامرادان زاویهٔ مشقت
کرده اند

مثنوی

ہر بلائے را عطائے در پے ست ٭ ہر کدورت را صفائے در پے ست ٭ زیر ہر رنجت گنجے معتبر ٭ خار دیدے چشم بکشا گل نگر ٭
ونه از عبث ست که شرارهٔ آتش محنت در جانہائے اولیا انداخته و تاب شعله حسرت
جگر صدیقان را خون ساخته گاہی خون مدعیان معرکه محبت بر سر میدان ہیبت
به تیغ غیرت میریزد و گاہے سر سروران ممالک عشق و مودت بر چہار سوی سیاست
تیار سوے مے آویزد پس ہر راه رو عارف آگاه و جوینده قرب این درگاه آنست
که ہر کجا متاع خوارے بیند بخریدارے برخیزد و ہر کجا طبانچه بلا پیدا شود رخساره تسلیم
پیش آرد ہر جا خنجر محنتے از نیام ریاضت برکشند جان را باستقبال فرستد رباعی

در راہ ہواے تو گرفتار منم ❊ غمہاے ترا بجان خریدار منم ❊ جان بازے عشاق گرت
ہست ہوس ❊ اول کہ قدم نہد درین کار منم ❊ فاصبر لحکم ربک فانک باعیننا
خوش بشارتیست حسین منصور عارفے مشہورست روزے در مناجات خود میگفت
کہ خدایا بحق حقیقت تو سوگند بر تو کہ در خزانہ بلا برمن بکشاے و چہرہ محنتہاے
گوناگون بمن بنما خلعت اندوہ در من بپوشانے و جرعہ غم و ملال بمن نوشانے
بلا ہا را برمن مضاعف گردانے و تحفہ رنج و کلال در ہر دم و در ہر قدم بمن رسانی دلم را
گوے میدان بلیات سازے و بچوگان قہر بر ہر طرف کہ خواہے مے اندازے
و چون مراہدف محن و نشانہ سہام الم و حزن ساختہ باشے بمن نظرے فرمائے اگر دلم
ذرہ از دوستی تو عدول کردہ باشد حکم کن کہ حسین حلاج مرتد طریقت ست و در دعوی
خود دروغ گفتہ بخداے تو کہ اگر بمقراض ریاضت ذرہ ذرہ از اجزاے وجودم قطع کنند
جز در از دیاد محبت نخواہم کوشید و جز کوس محبت بر سر کوے تمنا فرو نخواہم کوفت
بیت آنجا کہ منتہاے کمال ارادتست ❊ ہر چند جور بیش محبت زیادتست ❊
ضرب الحبیب زبیب شربت جفای دوست بس شیرین باشد و در روح الارواح آوردہ
کہ عزیزے بعیادت درویشے رفت او را دید کہ بانواع بلا ہا مبتلا و باصناف محن
ممتحن ست بر سبیل تسلیہ گفت ای درویش در دعوی دوستی صادق نیست ہر کہ
بر بلاے دوست صبر نکند درویش گفت اے عزیز غلط کردہ در محبت صادق نیست
ہر کہ از بلاے دوست لذت نیابد آرے عاشق آنست کہ اگر در ہر نفسے ہزار بلاے
گوناگون بدو متوجہ شود ہر زمان شور عشق و ذوق و وجد در دل و زیادت گردد **مثنوی**
ہر بلا کز دوست آید راحت ست ❊ وان بلا را بر دلم صد منت ست ❊ آن بلا ہاے
تو آرام دلم ❊ حاصل از درد تو شد کام دلم ❊ درد عشقت را خریدارم بجان ❊ منت
درد تو میدارم بجان ❊ جانم از درد و غمت شادان شود ❊ وز بلا ہیت سینہ آباد ان
شود ❊ درد باشد چارہ درمان ما ❊ درد مے بخشد سر و سامان ما ❊ درد کان در عشق
آن جانان بود ❊ درد نبود مایہ درمان بود ❊ غرض ازین تشبیب یادشمہ از بلاکشی اہل بیت
رسالت ست و ذکر مظلومی و محرومی و رنجوری و مہجوری ایشان عبداللہ مبارک
رحمہ اللہ نقل کردہ است کہ وقتے بعزیمت حرم توجہ نمودہ بر توکل منفرد و تنہا در بادیہ

قدم میزدم ناگاه کودکی را دیدم تخمیناً در سن ده یا یازده ساله [illegible]
سیاه پیاده و تنها میرفت گفتم سبحان الله این چه کس باشد [illegible] بادیه بیت
این کیست این این کیست این این یوسف ثانی ست این * یا نور ربانی ست این
یا فیض سبحانی ست این * این لطف و رحمت را نگر در ساحت این بادیه خضر ست
و الیاس این مگر یا آب حیوانی ست این * فرا پیش رفتم و سلام کردم جواب داد گفتم
تو کیستی گفت عبد الله من بندهٔ خدایم گفتم از کجا میآیی گفت من [illegible] الله از
نزدیک خدا می آیم گفتم کجا میروی گفت الی الله نیز نزدیک خدا [illegible] مطلبی
گفت رضاء الله خشنودی خدای مطلبم گفتم زاد و راحلهٔ تو کو گفت زادی تقوی
توشهٔ من تقوی منست و راحلتی رجلای و راحلهٔ من هر دو پای منست گفتم
بیابانی بدین خونخواری و تو نورسیده بدین خردی چگونه سیر کنی جواب داد که
هیچ کس را دیده که بزیارت کسی توجه کند و آن مزور او را بی بهره و محروم گذارد
گفتم تو اگرچه بسال خوردی بمقال بزرگی نام تو چیست گفت پرسیدن نام ما را
از محنت زدگان روزگار چه میپرسی و از نام ایشان چه نشان میجویی قطعه
منم در غمش بیدلی ناتوانی * نه اسمی نه رسمی نه جسمی نه جانی * ضعیفی نحیفی غمش خورده
حریفی * بصورت خفیفی بمعنی گرانی * گفتم اگر نام میگویی بارسی بگو از کدام قوم و قبیله
آهی سرد از جگر پر درد برکشید و گفت نحن قوم مظلومون ما قوم ستم رسیدگانیم نحن
قوم مطرودون ما گروهی از وطن و مسکن راندگانیم نحن قوم مقهورون ما طائفه بدست
قهر دشمن در ماندگانیم گفتم مرا هیچ معلوم نشد بیان زیادت کن بیتی چند خواند
مضمونش این که ما آب دهندگانیم از حوض کوثر آیندگان را که توجه بما نمایند
والسعادت در دو دیه نزدیک ما مستسعد گردند و هر که نجات یابد جز بوسیلهٔ
ما بآن مراد نرسد و هر که بدوستی ما دم زند هرگز بی بهره نماند و هر که حق
ما را غصب کرده باشد روز قیامت در محکمهٔ جزا دعوی گاه اوست این بگفت و
از نظر من غایب شد من بسی تاسف خوردم که ندانستم که این کیست چون بمکه رسیدم
روز [illegible] در مسجد الحرام جماعتی مردم دیدم حلقه زده و غلبهٔ خلائق برپای ایستاده
فرا پیش شدم همان کودک را دیدم که مردمان بروی جمع شده بودند و از وی مسائل

علماء اعلام مے پرسیدند و دقائق قرآن و حدیث استفسار مے نمودند ایشان را جواب
مے دادند بزبان فصیح و بیان بلیغ گره از مشکلات ایشان مے گشادند از یکے پرسیدم
که این کیست گفت و یحک این را نمی شناسی او آن کس ست که سنگ ریزهای بطحای
مکه او را مے شناسند او آدم آل عبا و قرة العین شهید کربلا علی بن الحسین زین العابدین
ست اباعبد الله مبارک که این سخن شنید برفت و دست و پاے شاهزاده را ببوسید
و گریه کنان گفت یا ابن رسول الله آنچه از مظلومی و مقهوری اهل بیت خود گفتی
راست گفتی درین امت با هیچ جماعتے آن جفا نرفته که با اهل بیت حضرت رسالت
صلی الله علیه وسلم روز و شب با رنج و تعب قرین بودند و دمادم با غصه و الم همنشین
اگر خرقه پوشیدند در و بخیه قهرے بود و اگر لقمه نوشیدند دران تعبیه زهرے بود
و بعضے خسته زهر قهر شدند و برخے کشته تیغ بیدریغ گشتند در عراق و خراسان
با اقصای بلاد ترکستان آثار مشاهد و مقابر ایشان ست در هر دیارے مزار شهریارے
بر سر هر راهے مرقد شاهے بهر بالاے هر پشته از اولاد پیغامبر صلی الله علیه وسلم
کشته و از جمله حکایات شهیدان اهل بیت قصه پرغصه مسلم بن عقیل بن ابی طالب ست
که عم امیر المومنین حسین بود و قبل ازین گذشت که چون شاهزاده دید که رسل کوفیان
و رسائل ایشان از حد اعتدال متجاوز شد حسین در جواب نوشت که این نامه ایست از حسین
بگروه مومنان و مسلمانان اما بعد نامهاے شما رسید و هرچه نوشته بودید بدیدم و دانستم
و گفته بودید که بدین جانب توجه کن که ما را امامے و پیشواے نیست من حالا پسر عم خود را
که بزیور علم و حلم آراسته است و من او را بجاے برادر میدانم و میدارم بدان جانب
فرستادم اگر او بمن نامه نوید و از رغبت مهتران شما آگاهے دهد هرچند زود بیایم
والسلام آنگاه مسلم را با گروهے از انجا که از کوفه آمده بودند روان کرد چون منزلے چند
قطع کرده صیادے از دست راست ایشان در پے آهوے بیامد و او را بزد و ذبح کرد
مسلم چون آن بدید باز گردید و نزد حسین آمد و گفت یا ابن رسول الله رفتن من بکوفه
مصلحت نیست که در راه چنین و چنین حالے دیدم و آنرا الفال بد پسندیدم حسین گفت
یا ابن عم مگر بترسیدی و اگر ترا رغبت نیست من کسے دیگر را بفرستم مسلم گفت هزار
جان من فدای تو باد من این صورت که در راه دیدم خواستم که بعرض تو رسانم و ازان

رفتن مسلم بن عقیل

رسیدم کہ از حضرت تو دور مانم و اگر نہ من چگونہ قدم از دائرہ حکم تو بیرون نہم و بچہ وجہ از اشارت عالی و فرمان جہان مطاع تو سر بپیچم **قطعہ** تا بام سر از فرمانت اگر تیغ زنی ہر دم * مراعیہ آن زبان باشد کہ قربان رہت گردم * من اول روز دانستم مہمان خانہ عشقت * کہ جز خون جگر خوردن غذائے نیست در خوردم * یا ابن رسول اللہ میروم فاما مرا در گمان و ظن من چنان ست کہ دیگر دیدار مبارکت نخواہم دید بازگشتم یا یکبارے دیگر **مصرعہ** دیدہ روشن کنم از روئے جہان افروزت * پس دست و پائے حسین ببوسید و آغاز وداع کردہ گریان گریان گفت چنان مے دانم کہ این دیدار بازپسین ست **نظم** وداعت میکنم جانان وداع آخرین از دل * ز کویت میروم و ز غصہ دارم قصہ مشکل * بیارم طاقت دورے ندارم تاب مہجورے * عجب دردیست بے درمان عجب کاریست بیحاصل * بود حاصل مراد من گر بینم ولی دیدش * چہ سان آید ز مہجورے بخون آغشتہ زیر گل * حسین نیز گریان شد و او را در بر کشید بسیارے بنواخت و دعا کرد مسلم روے براہ آوردہ میگریست و میرفت گفتند آیا مسلم از مرگ مے ترسے کہ مے گریے گفت نے از مفارقت حسین مے گریم کہ با او خو گرفتہ بودم و ہرگز از خدمت او دور نہ رفتہ بودم مے ترسم کہ دیگرش نبینم و از بوستان وصلش میوۂ لقائے نچینم لاجرم **نظم** مے روم و ز سر حسرت بقفائے نگرم * خبر از پائے ندارم کہ زمین مے سپرم * میروم بیدل و بے یار یقین میدانم * کہ من بیدل بے یار نہ مردم سفرم * پائے می پیچم و چون پائے سرم مے پیچد * بارے بندم و از بار فرو بستہ ترم * سوز فراق سوختہ داند کہ بدماغ ہجران یارے گرفتار شدہ باشد و درد افتراق را کسے شناسد کہ در بیمارستان جدائے سر بر بالین ہلاک نہادہ بود **نظم** نوائے درد من ہر مرغے شناسد * کہ او از بوستانی دور ماندست * چگونہ ز آتش حسرت نسوزد * و لیکن دل ستانی دور ماندست * القصہ مسلم بمدینہ شد و در شب بشہر درآمد بروضہ حضرت پیامبر صلے اللہ علیہ وسلم رفت و نماز و زیارت گذارد و وشر انگرا طوان بجا آوردہ روے بمنزل خود نہاد و او را دو فرزند خورد بود کہ ایشان را بسیار دوست داشتے بر مفارقت ایشان صبر نتوانستے کرد با خود ہمراہ ساخت و سائر اہل بیت و عیال را دکردہ دو دلیل بمزد گرفت تا او را از راہ بادیہ بکوفہ رسانند قضا را دلیلان راہ

گم کردند و از تشنگی ہلاک گشتند و مسلم با فرزندان بہزار محنت باب رسید امّا از آتش ہجران حسینؓ مے سوخت **قطعه** مے زنم ہر نفس از درد فراقت فریاد * آه اگر نالۂ زارم نرساند بتو باد * چکنم گر نکنم ناله و فریاد و فغان * کز فراق تو چنانم که بد اندیش تو باد * امّا چون مسلم بکوفه رسید در سرائے که بدار مختار مشہور بود فرود آمد و دوستان خبر یافته نزد وے مجتمع گشتند و وے نامۂ امام حسینؓ بر ایشان خواند و آن جماعت بآواز بلند گریسته فریاد و اشتیاق برکشیدند و روز بروز مردم کوفه بخدمت او مے رفتند و اظہار اطاعت و انقیاد مے کردند تا جمعے کثیر بدائرۂ بیعت در آمدند و مسلم نامۂ بحسینؓ که یا ابن رسول اللہ اہل کوفه رغبت بسیار مے نمایند به بیعت و ہژده ہزار مرد جنگی بیعت کردند و این کار رونقے تمام دارد ہر گاه که خاطر مبارک خواہد بدین صوب توجه فرمائید که حضور ایشان را چاره دیگر نیست **بیت** اے خوشا روزے که از الطاف رب العالمین * وصل او روزے شود و اللہ خیر الرازقین * امّا نعمان بشیر که از قبل یزید حاکم کوفه بود ازین معنی آگاہے یافته بمسجد جامع رفت و باستحضار کوفیان فرمان داد و بعد از انعقاد مجلس بمنبر بر آمده گفت اے اہل کوفه تا کی فتنه انگیزید و نفاق کنید آخر نمی دانید که تہیج فتنه موجب بلا و سبب سفک دما باشد از خدا بترسید و بر خود رحم کنید و من ابتدا بمحاربه نمیکنم و فتنۂ خفته را بیدار نمے گردانم و بیدار را نمی ترسانم اگر شما از جرائم خویش توبه کنید من شیمۂ عفو شما را شعار خود سازم و اگر نه باللہ الذی لا اله الا هو که شمشیر بکشیم یا کشته شوم یا ہمه را بکشم القصه نعمان بمجرد تہدیدے اکتفا نموده از منبر فرود آمده بدار الامارت برفت و جمعے از جواسیس یزید که در کوفه بودند نامه بشام نوشتند و احوال مسلم و میل مردم بوے و بیعت کردن بر حسینؓ و ضعف نعمان بشیر در وے درج کردند و این معنی را اندکور ساختند که اگر ترا بکوفه احتیاج دارے مردے بہیبت و سیاست را بامارت فرست که تواند [illegible] کمر اجتہاد بربستن و در تنفیذ اوامر و احکام تو بر مرصد تقویت نشستن امّا چون یزید بر مضمون نامه اطلاع یافت با سرجون رومے که مدبر مملکت و وزیر او بود مشاورت نمود سرجون گفت از عہدۂ این کار بغیر از عبید اللہ زیاد کسے بیرون نیاید و حالا از قبل تو در بصره حاکم ست و صلاح در آن می بینم که منشور ایالت کوفه نیز بنام وے نویسے

و فرمان وے ہے کہ تا از کسان خود نائبے در بصرہ گماشتہ بکوفہ رود و این فتنہ را فرونشاند.
یزید این رائے را پسندید و بہ پسر زیاد نوشت کہ مرا اعلام کردہ اند کہ مسلم عقیل بکوفہ
آمدہ است و بجہت حسین علی بیعت مے ستاند. باید کہ روی بکوفہ آرے کہ امارت آن نیز
بتو ارزانی داشتیم و مسلم عقیل را طلب کنی و در ساعت بقتل رسانی و سرش نزدیک من
فرستے و چون مطلقا عذر تو پیش من مسموع نیست تعجیل نمائی و توقف جائز ندا ر چون مکتوب
یزید بہ پسر زیاد رسید بغایت شادمان گشت و درین اثنا خبر بوے رسید کہ امیر المومنین
حسینؓ مکاتیب باشراف بصرہ نوشتہ است و غلام خود سلمان نام را فرستادہ و مضمون
ہر مکتوبے آنست کہ من شما را باحیاے معالم حق و اماتت مراسم باطل دعوت میکنم اگر اجابت
کنید راہ راست یابید **نظم** ہر کہ او راہ راست مے طلبد ✤ گو بیا و ز ہیچ جانب
ما کن ✤ قدمے در حدیقہ دین نہ ✤ روضۂ قدس را تماشا کن ✤ و اینکہ من بجانب کوفہ
میروم باید کہ ہواداران من متوجہ آن طرف شوند والسلام چون پسر زیاد بر این امر مطلع
گشت کسان برگماشت تا سلمان را پیدا کردند و بوعدہ و وعید از وی اقرار کشیدند کہ مکتوب با
چہ کسان آوردہ پس آن مردمان را طلبید و گفت رسول حسینؓ با من گفت کہ مکتوب
بفلان و فلان آوردہ ام و شما میدانید کہ من پسر زیادم و در سیاست و خون ریختن
متابعت پدر مینمایم و اکنون منشور ایالت کوفہ بمن رسیدہ است و مرا فرمودہ اند
کہ بدان جانب روم و مسلم عقیل و سائر ہواداران حسینؓ را بقتل رسانم و من فردا
عزیمت خواہم کرد و برادر خود را از قبل خود خواہم گذاشت باید کہ فرمان وے برید و اطاعت
بجا آرید و اگر بسمع من رسد کہ یکے از شما طریق مخالفت سپردہ است او را با ہمہ کسان او
بسیاست رسانم و آتش غضب و قہر دود از دودمان او برآرم **مثنوی** بیک سو نہم
مہر و آزرم را ✤ بجوش آورم کینۂ گرم را ✤ کسے کو درآید ز روے ستیز ✤ من و گردن او
و شمشیر تیز ✤ اہل بصرہ چون این سخن بشنیدند از وعید آن ستمگار و تہدید او
بترسیدند و او فی الحال سلمان را طلبید و فرمود تا بقتل رسانیدند و روز دیگر
از معارف بصرہ ہر کہ حسینؓ بدو مکتوب نوشتہ بود ہمراہ خود ساختہ روے بکوفہ نہاد
و در تاریخ اعثم کوفی مذکور است کہ چون پسر زیاد نزدیک کوفہ رسید توقف نمود تا دو ساعت
از شب بگذشت پس عمامۂ سیاہ در سر بستہ طیلسان بر روے فرو گذاشت

شمشیر حمائل کرده کمان در بازو افگنده ترکش و قربان بربسته قضیبی در دست گرفته بر اشترے سوار شده با اصحاب و خدم و حشم روان گشت و از راه بیابان بکوفه در آمد آن شب ماهتابے روشن میتافت و مردم کوفه شنیده بودند که حسین علی خواهد رسید چون آن کوکبه دیدند گمان بردند که حسین ست فوج فوج مے آمدند و رسم تحیت بجائے آوردند مے گفتند مرحبا بک یا ابن رسول اللہ آمدے بہتر آمدے **بیت** خیر مقدم اے بروئیت دیده را صد مرحبا ❊ چشم جان را نور بخشیدے و مردم را صفا ❊ عبید اللہ بن زیاد جواب سلام ایشان مے داد و دیگر سخن نمیگفت اما از غضب دندان بر دندان مے خائید راوے گوید که چون پسر زیاد بدار الامارہ رسید نعمان بن بشیر در را فرو بست و بر بام رفت و چون فرو نگریست و آن کوکبه را مشاهده کرد پنداشت که حسین ست گفت یا ابن رسول اللہ باز گرد و فتنه میانگیز که یزید این شهر را بتو نگذارد امشب برو و منزل دیگر نزول کن تا فردا بنگریم که مهم بکجا مے انجامد مردم کوفه نعمان را دشنام میدادند که در باز کن که این فرزند پیغامبر ست صلی اللہ علیه وسلم آخر مسلم بن عمرو باهلی نعره زد که اے اهل کوفه این امیر عبید اللہ زیاد ست و پسر زیاد نیز لب بگشاد از سر آن خشم سخن گفت و مردم او را شناختند [illegible] از در دار الاماره باز گشتند و نعمان بن بشیر در واکرد [illegible] و پسر زیاد بکوشک فرود آمد و دیگر روز بمسجد جامع رفته [illegible] الطلب منشور ایالت خود بر ایشان خواند [illegible] گردانید و روز دیگر هم مجمعی ساخته [illegible] بترسانید اما چون مسلم عقیل از آمدن پسر زیاد خبر یافت [illegible] گشت بشب از سرای مختار بیرون آمده بخانه [illegible] من درین شهر غریبم و تو مرد کوفه [illegible] اسے پناه [illegible] دشمن نگاهدارے [illegible] قبول فرمود [illegible]

وگفت بسعادت در آئے و بسلامت قرار گیر **بیت**

[illegible] فرود آکه خانه خانهٔ تست ❊ و چون شیعه [illegible] مے آمدند و او بیعت امیر المومنین حسین [illegible] درمیان مے آورد که بیعت وفا کنید و از غدر [illegible]

پیمان را بایمان غلاظ موکد میگردانیدند تا زیادت از بیست هزار مرد به بیعت شاهزاده سرافراز
گشتند و در روایتی آنست که نام هژده هزار کس در جریدهٔ بیعت مرقوم شده بود همه
دلیران و گردافگن و شیرگیر و خنجر وشنده با جوشن و تیغ و تیر * اما پسر زیاد
در طلب مسلم بود و چندان که سعی می نمود پی بمنزل نمی برد آخر بحیله که اراده
در عقب آن کار برفت و حیلهٔ آن بود که غلامی داشت معقل نام و بعضی گویند نام او
روز به بود آن روز ترا بخواند و سه هزار درم بدو داد و گفت برو و با شیعهٔ علی اختلاط
کن و خود را از ایشان بدیشان نمای و بگو که یکی از دوستداران حسین بن علی منم
و مبلغی زر برای مسلم آورده ام توقع آنکه مرا پیش او بری تا دیدار مبارکش ببینم
و آن زر بدست خود تسلیم وی نمایم تا اسپ و سلاح بخرد و با دشمنان اهل بیت
کارزار کند و چون این عمل کنی و منزل مسلم را بیابی مرا خبر کن تا ترا از مال خود آزاد
کنم و دل ترا بانواع رعایتها شاد گردانم معقل آن زر را در حیطهٔ تصرف آورده از نزد پسر
زیاد بیرون آمد و در مسجد اعظم رفت و در تفکر افتاد که چگونه در آن امر شروع کند
ناگاه نظرش بر شخصی افتاد که جامهای سفید پاک پوشیده بود و بسیار نماز
میگذارد و در نماز رعایت مراسم خضوع و خشوع بجای می آورد با خود گفت
که شیعه جامهٔ سفید پاک می پوشند و در نماز اکثار میکنند غالب آنست
که این شخص از آن طائفه باشد **بیت** آن را که نشان عشق مولاست
بر چهرهٔ او چو نور پیداست * پس چندان توقف کرد که آن مرد از نماز فارغ شد
آنگاه نزدیک او رفته و سلام گفته بسخن درآمد و گفت جعلت فداک جان من
نثار تو باد من مردی ام از اهل شام و خدای تعالی بر من منت نهاده
محبت اهل بیت و مودت دوستان ایشان در دل من افگنده و سه هزار درم
نذر کرده ام که بدان دولتمند دهم که درین شهر درآمده بدعوت حسین که فرزند
پیغامبر است صلی الله علیه وسلم اشتغال می نماید اگر مرا بدو راه نمائی تا این
مال را تسلیم نمایم نهایت کرم باشد آن شخص گفت از همه مردم که درین مسجد اند چگونه
مرا اختیار کردی و صاحب سر خود ساختی معقل گفت آثار خیر و فلاح و انوار
رشد و صلاح در بشرهٔ تو دیدم و بخاطرم رسید که تو از محبان اهل بیت رسولی آن م

ده دل پاک طینت بود فرمود که ظن تو خطا نیست این دوستدار اهل بیتم و نام من
لم بن عوسجه است بیا با خدا عهد و پیمان کن که این سر را پیش هیچکس فاش نکنی
ن ترا بمقصود تو نشان دهم معقل سوگند بغلاظ خورد که هر سری که من بسپاری
فشا نسازم آن نگوشتم مسلم ابن عوسجه گفت امروز برو و فردا بمنزل من آی
تا فردا نزد صاحب خویش یعنی مسلم عقیل برم و خانهٔ خود مرا و را نشان داد روز دیگر
قل بخانه وی رفت و ابن عوسجه او را نزد مسلم عقیل برد صورت تقریر کرد معقل
دست و پای مسلم افتاد و آن درمها نزدیک وی نهاد مسلم فرمود که مصحف
ریدتا وی را سوگند دهیم پس مصحف آوردند و معقل سوگند خورد که سر شما را
ش نکنم و از مکر و حیله و دغا دور باشم پس بیعت کرد و آن روز تا شب در سرای
نی بود و بر کماهی احوال شیعه اطلاع پیدا کرده از انجا بیرون آمد و نزد پسر زیاد
فته بر جمیع حالات او را صاحب وقوف گردانید روزی دیگر اسما بن خارجه و محمد اشعث
جلس ابن زیاد آمدند از ایشان پرسید که هانی عروه کجاست که چند روز شد که او را
نمی بینم گفتند مدتی شد که او بیمارست ابن زیاد گفت می شنوم که درین روزها
تر شده و بر در خانهٔ خود می نشیند آیا او را چه چیز مانع ست که بسلام ما نمی آید
ما مشتاق دیدار وییم ایشان گفتند ما برویم و اگر سوار تواند شد او را بخدمت شما
اریم پس نزد هانی آمدند و بمبالغه و الحاح تمام او را سوار کرده روی بدار الاماره نهادند
هانی چون نزدیک کوشک رسید گفت ای یاران خوفی ازین مرد در دل من پیدا شد
محمد اشعث و اسما بن خارجه در تسکین وی کوشیده گفتند این معنی از وسواس
نفسانی و هواجس شیطانی ست و هانی بتقدیر ربانی رضا داده مصحوب آن دو شخص
مجلس ابن زیاد در آمد ابن زیاد کلمهٔ کنایت آمیز بگفت هانی فرمود که ایها الامیر
چه واقع شده گفت واقعه این عظیم ترچه تواند بود که مسلم عقیل را بوثاق
خلق انبوه را به بیعت حسین در آورده و تصور تو چنان ست که من از کید تو
غافلم هانی انکار این معنی کرد پسر زیاد معقل را طلبیده با هانی گفت که این شخص را
می شناسی هانی چون نظر کرد معقل را دید دانست که وی جاسوس مکار بود
مخلص دوستدار ازین جهت اثر انفعال و خجالت در ناصیهٔ وی پیدا شد گفت

اے امیر بخدا سوگند کہ من مسلم را بخانہ خود نہ طلبیدہ ام و در احداث فتنہ سعی ننمودہ ام
امّا او درویشی ناخواندہ بخانۂ من آمد و زنہار خواست مرا حیا مانع آمد کہ او را نا امید سازم
اکنون سوگند میخورم کہ مراجعت نمودہ او را از منزل خود بدر خواہم پسر زیاد گفت ہیہات
ہیہات تو از پیش من بیرون نروے تا مسلم را حاضر نکنی ہانی گفت این ہرگز نکنم
و در آئین شریعت و طریق مروت چگونہ جائز باشد کہ زنہارے را بدست خصم دہم
و قاعدۂ وفا داری و عہد و پیمان را برطرف کنم **بیت** صفت عاشق صادق
بحقیقت آنست کہ گر پیش سر برود از سر پیمان نرود ❋ و ہر چند پسر زیاد و ندیمان او
درین باب با ہانی سخن گفتند بجائے نرسید و او را در کوشک محبوس گردانیدند
امّا اسماء ابن خارجہ روئے بپسر زیاد کرد کہ اے غدار ناکس ما این مرد را باشارت تو
آوردیم و تو در اول سخنان نیکو گفتی و چون پیش تو آمد با وے خواری کردے
و محبوس ساختہ و عید قتل میدہی این چہ کردار ناصواب ست کہ از تو صادر میگردد
پسر زیاد در غضب شد و فرمود تا اسماء را چندان بزدند کہ از حیات مایوس شد گویند
اے ہانی خبر مرگ خود بتو میرسانم انا للہ و انا الیہ راجعون پس ابن زیاد دیگر بارہ
ہانی را طلبید و گفت اے ہانی جان خود را دوست میداری یا جان مسلم
عقیل را ہانی گفت ہزار جان من فدائے مسلم باد و لیکن اے پسر زیاد تو امیری
و صاحب اختیار مسلم را طلب کن تا بیابی از من چہ میطلبی گفت من مسلم را جستم و
در خانۂ تو یافتم اکنون بخدا اے کہ عقابین او را از پہلوے تو بیرون کشم تا خود را
فدائے وے کنی پس فرمود تا تازیانہ و عقابین بیاوردند و جامہ از تن وے
بیرون کردند و ہانی ہشتاد و نہ سالہ بود و بصحبت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم رسیدہ
و در تمام با حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ صاحب بودہ او را بر عقابین کشیدند و گفتند مسلم را بیار
تا باز رہی ہانی گفت اے پسر زیاد کہ بخدا اے کہ اگر ہر عقوبتے کہ از آن بدتر نباشد با من
بکنی مسلم را بدست تو ندہم و من با ہمہ قدم از وے برندارم و ترا بدو نشان ندہم تو ندانستہ
کہ در روز اول ما قدم در راہ محبت اہل بیت مختار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہادہ ایم
و تن بہمہ مصائب دادہ ایم و خود را ہدف گردہ ایم و جانہائے خود را بر سم نثار بر طبق اخلاص نہادہ
در راہ تو نقد جان و تن در باختیم ❋ بر سر کوئی تو اول ما تم خود داشتیم ❋ پسر زیاد

بفرمود تا او را پانصد تازیانه بزدند و بارے بیهوش شدند تا درخواست کردند که این پیر
بزرگوار از اصحاب سید مختار است صلی الله علیه وسلم بفرمای تا او را از عقابین فرود آرند
پسر زیاد بفرمود تا او را فرو گرفتند و فی الحال برحمت خدا پیوست و در روایتی آنست که او را
بر سر بازار برده گردن زدند و تنش بر دار کرده سرش پیش پسر زیاد بردند اما چون این خبر
بمسلم رسید عرق عصبیتش در حرکت آمده هر دو پسر خود را بخانه شریح قاضی فرستاد
و ملازمان را فرمود تا ندا کردند که ای دوستداران اهل بیت همه جمع شوید قریب هشت هزار
مرد مسلح مکمل مجتمع شدند و مسلم سوار شده این جماعت در رکاب دولت او روان گشته
روی بقصر امارت نهادند پسر زیاد با طائفه از اشراف کوفه که در مجلس وی بودند و با جمعی از
ملازمان و لشکریان که داشت در کوشک متحصن شدند و مسلم با لشکر خود گرد اگرد قصر در آمده
بین الفریقین جنگ و جدال دست داد و نزدیک بدان رسید که قصر را بگیرند ابن
زیاد تدبیر سید و حکم کرد تا رؤسای کوفه مثل کثیر بن شهاب و محمد اشعث و شمر ذی الجوشن و
شبث بن ربعی ببام کوشک برآمده اهل کوفه را تخویف نمودند کثیر گفت ای کوفیان وای
بر شما اینک لشکر شام دم بدم میرسند و امیر سوگند میخورد که اگر همچنین بر محاربت خود ثابت
باشید روزی که دست یابم بی گناه را بجای گناهکار بگیرم و حاضر را بعوض غائب
عقوبت کنم ای مردمان بر خود ببخشائید و بر عیال و اطفال خود رحم کنید کوفیان که این کلمات
شنودند خوفی عظیم و هراسی بزرگ بر دلهای ایشان مستولی شد و بنا بر عادت قدیم رسم
بیوفائی پیش آوردند و از خدا و رسول او شرم نداشته و عهد و پیمان را ناکرده و انواع
سوگند آن را ناخورده انگاشتند و روی بمنازل خود آوردند و مسلم را تنها بگذاشتند هنوز
آفتاب غروب نکرده بود که همه برفتند و با مسلم سی کس و بروایتی ده کس مانده بودند
مسلم بازگشت و برای ادای نماز بمسجد در آمد و چون نماز گذارده از مسجد [illegible]
نیز رفته بودند مسلم حیران بماند و گفت این چه حالت است که من مشاهده میکنم و این چه
صورتست که معاینه می بینم دوستان را چه شد که روی از راه وفا برتافتند و بقدم
بیوفائی در راه غدر و بیحرمتی شتافتند دریغ که کوفیان از روش راستی بهزار مرحله
دورند و از سلوک نهج وفا بهمه روی ملول و نفور **رباعی** اندر اول خودنمائی می کنند + و اندر
آخر بیوفائی میکنند + چون چنین جلد اند در بیگانگی + پس چرا آن آشنائی میکنند + پس مسلم سوار شد

بدان نیت که از کوفه بیرون رود ناگاه سعید بن احنف بن قیس بوی رسید گفت
ایها السید بکجا میروی گفت از کوفه بیرون میروم تا در جائی استقامت کنم باشد که جمعی
از شیعیان بمن پیوندند سعید بن احنف گفت زینهار زینهار که همه دروازها را فرو گرفته اند
و راه و دران بر سر راهها نشسته ترا می طلبند مسلم گفت پس چگونه کنم گفت همراه من
بیا تا ترا بجائی برم که در پناه گیرند پس مسلم را بیاورد تا بسرای محمد کثیر و او را آواز
داد که اینک مسلم عقیل را آوردم محمد کثیر پای برهنه بیرون دوید و دست و پای مسلم
ببوسید و گفت این چه دولت بود که مرا دست داد و این چه سعادت ست که روی بمنزل
من نهاد **قطعه** گذر فتاد بسر وقت کشتگان غمت * هزار جان گرامی فدای مقدمت *
فگند سرو قدت بر من از کرم سایه * مباد از سر من دور سایه کرمت * پس محمد کثیر
مسلم را بخانه درآورد و در منزلی نیکو بنشاند و اصح آنست که در زیر زمین خانه داشت و یرا
آنجا پنهان کرد و بواسطه غمازان این خبر به پسر زیاد رسید که مسلم در خانه محمد کثیر ست ابن
زیاد پسر خود خالد را با جمعی فرستاد تا محمد کثیر و پسرش را گرفته بیارند و مسلم را از خانه او
بجویند و اگر یابند بدار الاماره حاضر سازند خالد که پسر ابن زیاد بود بیامد و ناگاه سرای
ابن کثیر را فرو گرفت و او و پسرش را بدست آورده نزد پدر فرستاد و هر چند دران
سرای طلبیدند از مسلم نشان نیافتند اما چون پسر زیاد را چشم بر محمد کثیر افتاد
آغاز سفاهت کرد محمد کثیر بانگ برو زد که ای پسر زیاد من ترا می شناسم پدر ترا
بستم و ابو سفیان بستم ترا چه زهره آنکه با من سفاهت کنی ایشان در سخن بودند
که از یک گوشه شهر کوفه آواز کوس حربی و ناله نای رزمی برآمد و آنچنان بود که قوم
و قبیله محمد کثیر بسیار بودند چون شنودند که ابن زیاد او را و پسر او را گرفته در سلاح شدند
و قریب ده هزار کس روی بکوشک نهادند و غوغای عام با ایشان یار شد و
کار بر پسر زیاد به تنگ رسید بفرمود تا محمد کثیر و پسرش را بر بام کوشک بردند
و بدان مردمان نمودند و خیال آن مردم آن بود که مگر ایشان را کشته اند چون ایشانرا
زنده و سلامت دیدند دست از جنگ باز داشتند و محمد کثیر را اجازت شد که بیرون آید
و پسر را آنجا بگذارد و مردم را تسکین دهد محمد کثیر بیرون آمد و قوم خود را باز گردانید
و بمنزل خویش آمده از مسلم خبر گرفت پس بشب سلیمان بن صرد و مختار بن عبیده و ورقای

بن عازب و جمعے از مہتران کوفہ پیش وے آمدند گفتند ای بزرگ دین فرد ای بیت را
از کوشک برون آر تا مسلم بر داریم و از کوفہ بیرون رفتہ بقبائل عرب بگردیم و لشکرے
عظیم جمع کردہ بملازمت حسین رویم و باتفاق وے کہ حرب دشمنان بر میان جد و جہد
بندیم بریں اتفاق کردند قضا را اول بامداد بود کہ عامر بن الطفیل با دہ ہزار مرد از شام
آمدہ با پسر زیاد پیوست و او بدان لشکر مستظہر گشتہ محمد کثیر را طلبید و ملازمان خود را
فرمود تا ہمہ سلاح پوشیدند و محمد کثیر روے بدار الامارۃ نہاد و قوم او با غوغاے عام
قریب سے چہل ہزار مرد گرد اگرد قصر فرو گرفتند چون محمد کثیر بیامد پسر زیاد روے
بوے کرد کہ بگو جان خود را دوست میداری یا جان مسلم عقیل را جواب داد کہ ای ابن زیاد
باز بس این حدیث رفتے جان مسلم را خدا نگاہ دارد و جان من اینک باسی چہل ہزار شمشیر
ست کہ حوالے تو فرو گرفتہ اند ابن زیاد سوگند یاد کرد کہ بجان یزید کہ اگر مسلم را بدست من
باز ندہے بگویم تا سرت از تن بر دارند محمد کثیر گفت یا ابن مرجانہ ترا زہرۂ آن نباشد کہ
موے از سر من کم کنی ابن زیاد منفعل شد و دواتے پیش او نہادہ بود بر داشت و بیفگند
بر پیشانی محمد کثیر آمد و بشکست ابن کثیر تیغ برکشید و قصد پسر زیاد کرد مہتران کوفہ کہ حاضر بودند
در او آویختند و تیغ از دست او بیرون کردند و خون از پیشانی وے سے چکید ناگاہ کرد
معقل جاسوس کہ بحیلہ و مکر حال مسلم را معلوم کرد آنجا ایستادہ بود و تیغے حمائل کردہ دست
بزد و آن تیغ را برکشید و بر میان آن ناکس غدار زد و چون خیار سرش بدو نیم کرد ابن
زیاد از سر تخت برخاست و در خانہ گریخت و غلامان را گفت این کس را بکشید غلامان
و ملازمان قصد وے کردند و او تیغ میزد تا دہ کس را بینداخت آخر کار پائیش لغزید درون
در آمد و بیفتاد غلامان از گرد وے در آمدند و او را شہید کردند پسر محمد کثیر کہ آنچنان
دید با شمشیر کشیدہ غران و غریوان روے بدر کوشک نہاد ہر کہ پیش سے آمد فی الحال
بعرصۂ عدم میفرستاد القصہ بپاے مردے شجاعت دست برد ...
دوست و دشمن سے دید آفرین میکرد **بیت** تا جہان رستم دست بر دنہادہ ...
بروے چنین بنداردیاد دہ تا بدر قصر رسید ابن بیت سر دار را از پاے در آوردہ بود ناگاہ
غلامے از عقب وے در آمدہ نیزہ زد بر پشت او کہ سر سنان از سینہ اش بیرون آمد آن
نوجوان از پاے در افتاد و ودیعت جان بقابض الارواح داد و خروش از درون قصر

برآمده لشکر که در درون بودند بیرون آمده بر قوم محمد کثیر حمله کردند و ایشان پیش حمله آنها باز آمده درهم آویختند **نظم** چو دریاے هیجا در آمد بجوش ✽ ز مردان جنگی برآمد خروش ✽ ز خون دلیران و گرد سپاه ✽ زمین گشت سرخ و هوا شد سیاه ✽ قوم کوفه دلیرواری کوشیدند و لشکر شام در حرب ایشان خیره می ماندند پسر زیاد فرمود که جنگ ایشان براے محمد کثیر و پسر اوست سر هر دو را از تن جدا کرده در میان ایشان افگنید تا دل شکسته شده ترک کارزار کنند پس آن هر دو سر را از تن جدا کرده در معرکه افگندند و چون کوفیان آن سرها را دیدند در رمیدند و چون شب در آمد از ایشان آثار نمانده بود پس مختار دید که کار از دست بیرون رفت برنشست و با قومی از بنی تمام خود راه قبیله سعد پیش گرفت و سلیمان صرد خزاعی نیز بمحله بنی زبید برفت و براء بن عازب پناه بمحله شریح قاضی داد که دران محله شیعه اهل بیت بسیار بودند اما چون مسلم خبر شهادت محمد کثیر و پسرش شنود بغایت ملول و محزون شد و شب از خانه بیرون آمد و سوار شده راه دروازه می طلبید که بیرون رود ناگاه در میان طلایه زیاد افتاد و ایشان ده هزار سوار بودند و سپه سالار ایشان محکم بن الطفیل بود مسلم را بدیدند یکی از و پرسید که تو کیستی گفت مردی ام از عرب از قبیله فلان میخواهم که بمیان قوم خود باز روم آنکس گفت باز گرد که این نه راه تست مسلم باز گشت و چون بدار الصبیع رسید دید که خالد پسر ابن زیاد با دو هزار مرد ایستاده است از ان طرف برگشت چون بکناسه رسید حازم شامی را با دو هزار مرد آنجا بدید دلیروار بگذشت و روی ببازار ورود گران نهاد در ان محل صبح دمیده بود و هوا روشن شده حارس کنانه مسلم را دید بر مرکبی نشسته و نیزه در دست گرفته و دراعه پوشیده و تیغ قیمتی حمایل کرده آثار شجاعت و سطوت از و ظاهر و امارت جرأت و شوکت از سواری او لائح و باهر **نظم** سوارے همچو برق بادے راند ✽ که باد از رفتن او باز مے ماند ✽ چو دیگ از آتش بیداد جوشان ✽ ز باد کینه چون دریا خروشان ✽ حارس را در دل آمد که این سوار نیست الا مسلم عقیل فی الحال بدر سرای پسر زیاد آمد و نعمان حاجب را گفت الحال مسلم را دیدم که ببازار درود گران میرفت روی بدروازه بصره نهاده بود نعمان با سوار سپاه بدان جانب روان ناگاه مسلم باز پس نگریست جمع سواران را دید که از عقب او می آیند فی الحال از اسپ

فرود آمد و بانگ بر اسپ زد اسپ بر شارع عام باز روان شد و مسلم روی بمحلهٔ کنده نهاد و گمان
می برد که از انجا راه بیرون میرود و آن کوچه خود پیش بسته بود مسلم بدان کوچه در درون
رفت و مسجد ویرانهٔ دید بدان مسجد در آمد و در گوشهٔ بنشست اما چون نعمان پی اسپ
برگرفت و میرفت تا بمحلهٔ جلاجان اسپ را باز یافت و از سوار هیچ اثر پیدا نبود نعمان حاجب
خیره فرو ماند و اسپ را گرفته بازگشت و پیش پسر زیاد آمده صورت حال باز نمود و ابن
زیاد بفرمود تا دروازها را مضبوط کردند و در محلها منادی میزدند که هر که خبر مسلم یا پسران
مسلم بیارد او را از مال دنیا توانگر گردانند مردم در تکاپوی افتادند و قدم در راه جستجو نهادند
و مسلم دران مسجد ویران بود گرسنه و تشنه تا شب در آمد قدم از مسجد بیرون نهاد و نمیدانست
که کجا رود با خود می گفت ای دریغ در میان دشمنان گرفتارم و از میان ملازمان حسین
برکنارم نه محرمی که با او غم دل بگذارم و نه همدمی که راز سینه و غم دیرینه با او در میان
آرم نه پیکی دارم که نامهٔ سوزناک دردآمیز من بحسین رض رساند نه یاری که پیغام غمزده
محنت انگیز من ببارگاه ولایت پناه آن حضرت معروض گرداند **قطعه** نه قاصدی که
پیامی نزد یار برد ٭ نه محرمی که سلامی بدان دیار برد ٭ فتاده ام بشهر غریب ای یاری
نیست ٭ که قصهٔ زغریبی بشهر یار برد ٭ مسلم سرگشته و حیران دران محله میرفت ناگاه بدر سرای
رسید پیرزنی دید آنجا نشسته تسبیحی بر دست میگرداند و کلمهٔ از اذکار الهی بر زبان
می گذرانید و نام آن زن طوعه بود مسلم گفت یا امة الله هیچ توانی که مرا شربت آبی
دهی تا حق تعالی ترا از تشنگی قیامت نگاه دارد که من بغایت سوخته دل و تشنه جگرم
طوعه بطوع و رغبت جواب داد که چرا نتوانم و فی الحال برخاست و کوزهٔ آب خنک ساخته بیاورد
مسلم آب بیاشامید و همانجا نشست که قوت نمانده بود و دیگر اندیشه می کرد که پیش هیچ
کس او را نشناسد مبادا که بدست کسی گرفتار گردد اما چون مسلم بنشست [illegible]
شهریست پرآشوب برخیز و بوثاق خود برو که بیش ازین نشسته بودهٔ باز رو [illegible]
موجب تهمت من میشود مسلم گفت که ای بانو من مردی ام غریب از جفای دوران غریب
و شرف و غربت زده از یار و دیار خود دور افتاده نه منزلی دارم و نه جائی اللهم نه سرا
آری **رباعی** در کوی بلا ساخته دارم وطنی ٭ در منزل درد خسته جانی و تنی
هرچند بکار خویش در می نگرم ٭ محنت زده نیست بعالم چو منی ٭ اگر مرا در خانهٔ خود

جای دهی امید چنانست که حق سبحانه و تعالی ترا در روضه بهشت جای دهد طوعه گفت چه نام داری و از کدام قبیله مسلم گفت از محنت روزگار ستم دیده و غریبان جفاکشیده چه میپرسی طوعه مبالغه از حد درگذرانید و مسلم بضرورت اظهار فرمود که من مسلم عقیلم پسر عم امام حسین رضی الله عنه کوفیان با من بیوفائی کردند و مرا در ورطه بلا گذاشته جان بسلامت بیرون بردند و حالا درین محله افتاده ام و دل بر هلاک خود نهاده و با این همه یک زمان از یاد حسین رض غافل نیستم و نمیدانم که حال او با این مردمان بکجا انجامد طوعه چون دانست که او مسلم عقیل است در دست و پای وی افتاد و فی الحال او را بخانه درآورده منزلی پاکیزه جهت وی مهیا ساخت و از مطعومات و مشروبات آنچه داشت حاضر گردانید و با بهجت نامتناهی و ظائف شکر آلهی بر مشاهده لقای وی بتقدیم میرسانید و بزبان نیاز مضمون این مقال ادا می نمود **قطعه** نگر فرشته رحمت درآمد از در ما ❊ که شد بهشت برین کلبه محقر ما ❊ مقرر است که فراش قدسیان امشب ❊ چراغ نور فروزد ز شمع منظر ما ❊ مسلم طعامی بنوشید و نمازهای گذشته را قضا کرده سر بر بالین آسایش نهاد اما چون از شب لختی بگذشت پسر آن پیرزن بخانه درآمد مادر را دید که دران خانه درون میرفت و بیرون می آمد و میگریست و می خندید گفت ای مادر امشب ترا حالی عجب است و دران خانه تردد بسیار میکنی خیر است مادر گفت آری خیر است تو بخود مشغول باش پسر ابرام نمود که البته مرا برین قصه اطلاع می باید داد مادر گفت بگویم با تو بشرط آنکه سوگند خوری که این راز را با کس نگوئی پسر سوگند خورد و قبول کرد که این سر با کس نگوید مادر گفت ای پسر مسلم عقیل است که پناه بما آورده او را درین خانه نشانده ام و مراسم خدمت و لوازم طاعت او بجای آورم و بدان از خدای تعالی ثواب جزیل طمع میدارم پسر خاموش شد و در خواب رفت و مسلم خفته بود ناگاه خواب آشفته دید بیدار شد و از هجران حسین رض و فراق اهالی و اولاد خود یاد فرمود و بگریه درآمد و از دیده غمدیده در باب گریه ذکار دیار محنت روزگار مدد می طلبید **قطعه** بیا ای اشک تا بر روزگار خویشتن گریم ❊ چو شمع از محنت شبهای تار خویشتن گریم ❊ ندارم مهربانی تا کند بر حال من گریه ❊ همان بهتر که خود بر حال زار خویشتن گریم ❊ اما چون روز شد پسر پیرزن روی بدرخانه ابن زیاد در وقتی رسید که ابن زیاد با حصین بن نمیر میگفت که گرد محلات کوفه برای او

منادی کن که امیر می گوید که هر که خبر مسلم نزد من آرد ده هزار درم بدو دهم و مرادات
و حاجات آنکس نزدیک من باجابت اقتران یابد و اگر کسی پنهان سازد و در خانهٔ او پیدا [شود]
آن خانه را غارت کنند و صاحب خانه را بقتل رسانند چون پسر پیرزن وعدهٔ درم
و وعید قتل شنود پیش دوید و صورت واقعه با محمد اشعث تقریر کرد و ابن اشعث نزدیک
پسر زیاد رفته تمامی حال باز نمود و ابن زیاد خوشدل شده عمرو بن حریث مخزومی
را گفت سیصد مرد از سرهنگان خاص بمحمد اشعث ده که او آن سرای را می داند تا بروند
و مسلم را گرفته بیارند محمد اشعث سوار شده با آن سپاه روی بسرای طوعه نهادند
و بیکبار در و بام او را فرو گرفتند اما مسلم نماز بامداد گذارده بود در سر جای نماز نشسته
که آواز سم اسپان بگوش وی رسید دانست که بطلب وی آمده اند برخاست و
سلاح بر خود راست کرد و شمشیر کشیده از خانه بیرون آمد آن گروه بیکبار روی بوی
نهادند و مسلم چون شیر خشمناک بران قوم حمله کرد و دران حمله چند کس را بیفگند و این خبر
پیش پسر زیاد بردند وی بمحمد اشعث پیغام داد که ترا با سیصد کس فرستادم تا یک
شخص را گرفته پیش من آری این چه عجز و ضعف است که تو داری اگرچه مردی دلیر است
آخر یک تن بیش نیست ابن الاشعث جواب فرستاد که ترا تصور آنست که مرا بگرفتن بقالی
یا جولاهه فرستاده و ندانسته که مرا بجنگ شیر ژیان و پیل دمان فرستاده این دلاوری
ست که بجام انتقام خون مبارزان بر خاک هلاک می ریزد و صفدریست که از ضرب خنجر
خاک معرکه را با مغز دلیران بهم می آمیزد ❊ بیت ❊ چو برجوشد از خشم چون تند میغ ❊
در آب آتش انگیزد از برق تیغ ❊ عبید الله خبر فرستاد که او را امان ده و نزدیک من
رسان که جز بامان بر مسلم دست نتوان یافت و چون حدیث امان با ابن اشعث رسید
با مسلم خطاب کرد که ای مسلم خود را در مهلکه میفگن و دست از شمشیر باز دار [illegible]
که امیر ترا امان داده است مسلم گفت مرا بامان شما احتیاج نیست [illegible]
نتاید و از کوفیان رسم وفا نیاید ❊ بیت ❊ ندیدم من از [illegible]
نیاید بغیر از جفا ❊ این بگفت و بار دیگر برایشان حمله کرد و چند کس دیگر را مجروح
و مقتول ساخت لشکریان عاجز ماندند و بعضی پیاده شده ببامها برآمدند و سنگ بر
مسلم انداختن گرفتند و تن نازنین او را بسنگ کوفته مجروح گردانیدند و او با وجود

مے گفت اے نفس مرگ را آماده باش که در دفع اعدا کوشیدن و شربت هلاک نوشیدن
و علامت شهادت ... تربیت جاوید و سعادتے ابدے سرمدے **بیت**
چون شهید راه او در سر و تا ... سر خوش است ٭ خوش مے باشد که مارا کشته زین میدان
برند ٭ ناگاه حرامزاده سنگے بینداخت بر پیشانے مسلم آمد و خون بر روے مبارکش
فرود آمد **بیت** خون حکم زده ... بر رخ پاک او ٭ رخساره کجا برم چنین خون آلود ٭
پس روے بجانب ... کرد و گفت یا ابن رسول اللہ ... خبر دارے که با پسر عمت
چه میرود و من در راه حق از هیچ باک ندارم **رباعی** گر سنگ آید بمن چو
باران اے دل ٭ دوستی من داستین جانان اے دل ٭ یا گوے سرم میدان
اے دل ٭ یا در سر و کار دل کنم جان اے دل ٭ ناگاه سنگے دیگر بیفگند و بر لب و
دندان مبارکش آمد و خون بمحاسن شریفش فرو دوید **مصرعه** دامن پاکش
بخون آلوده گشت ٭ و در این سخن بزبان حال او جارے شد **قطعه** هر نشان که
خون دل بر دامن پاک من ست ٭ پیش اهل دل دلیل دامن پاک من ست ٭ شاد
آسوده و زیر سنگ جور کوفیان ٭ کشته عشقم من و این سنگها خاک من ست ٭ پس
مسلم از بسیارے زخم که یافته بود پشت بر دیوار سرای بکیر بن عمران باز نهاد
و او از سرای بیرون آمده شمشیرے حواله فرق مسلم کرد شمشیر فرود آمد و لب
بالاے او را ببرید مسلم در حال گرمے تیغے بر بکیر براند و سرش از قدم دور انداخت
و باز پشت بدان دیوار آورد و مے گفت بارخدایا مرا یک شربت آب آرزوست کوفیان
نظاره ایستاده بودند آن سخن مے شنودند و هیچکس یارائے آن نداشت که
او را آب دهد آخر پیرزنے از خانه بیرون آمد و قدحے از آبگینه پر آب کرده بدست وی داد
چون مسلم آن قدح را بر لب نهاد پر خون شد بریخت باز پر آب کرده بدو داد دیگر باره
پر خون گشت آن را نیز بریخت بار سوم که قدح بر لب نهاد دندانهاے مبارکش
در قدح بریخت مسلم قدح را از دست بنهاد و گفت آب خوردن من تا قیامت افتاد
... مسلم ... مسلم زد که وے بر روی در افتاد مردان
از اطراف ... در آمده او را بگرفتند و پیش پسر زیاد بردند و بران محل او در کوشک
دار الامارت بر سر ... نشسته بود چون مسلم را در آوردند سلام نکرد گفتند چرا بر امیر

سلام نکرد گفت زیرا که درین سلام نه سلامت دنیا می‌بینم و نه سلامت عقبی مشاهده
میکنم اما چون مسلم را در آوردند پسر زیاد مدتی سر در پیش انداخته بود آنگاه سر برآورد و گفت
چرا بر امام زمان بیرون آمدی و این همه فتنه انگیختی مسلم گفت امام زمان حسین
بن علی رض است و من بفرمان او درین شهر آمدم و آنچه کردم در آن رضای حق جستم
اما اهل شقاوت نگذاشتند که حق بمستحق رسد یا ابن المرجانه یقین میدانم که کشتن من
امر خواهی کرد پیش از آن صورت کسی را بفرمای که از قبیله قریش باشد تا نزد
من آید و وصیتی که دارم بشنود پس بازنگریست عمر سعد را دید ایستاده گفت ای پسر
سعد بنا بر قرب قرابت که مرا با تست وصیت میکنم ملتمس آنکه وصیتهای مرا قبول
کنی وصیت اول آنست که درین شهر هفتصد درم وام دارم و اسپ من نعمان حاجب دارد
از وی بستانی و سلاحی که در بر دارم آنرا بفروشی سلاح مرا با اسپ من بفروشی و وام
من ادا کنی عمر سعد قبول کرد پسر زیاد گفت اسپ و سلاح از آن تست هیچکس مانع
نخواهد شد که از مال تو دین ترا باز دهند پس فرمود وصیت دوم آنست که چون مرا
شهید کنند میدانم که سر مرا بشام خواهند فرستاد تن مرا از پسر زیاد درخواهی و در محلی
که مناسب میدانی دفن کنی پسر زیاد چون این سخن بشنید گفت چون ترا کشته باشیم
هر چه با جسد تو خواهند گو بکنند پس وصیت سوم آنست که به حسین بن علی رض نامه نویسی
و در اینجا ذکر کنی که کوفیان بیوفائی کردند و پسر عمت کشته شد زینهار تا بکوفه نیائی
و بقول این مردم فریب نیابی پسر زیاد گفت اگر حسین رض قصد ما نکند ما نیز قصد او نکنیم
و اگر متعرض امر خلافت گردد خاموش نباشیم و در روایتی آنست که گفت اگر حسین ما را
نه طلبد ما نیز او را نه طلبیم و سخنان دیگر میان پسر زیاد و مسلم گذشته که گفتن و شنیدن
آن موجب ملال است القصه ابن زیاد آواز داد که از اهل مجلس من کیست که مسلم را بر بام
کوشک برد و سرش از تن جدا کند پس بکیر بن عمران گفت یا امیر
که امروز پدر مرا کشته پس دست مسلم گرفت و او را بالای بام کوشک برد و مسلم
چندانکه میرفت بر حضرت مصطفی صلی الله علیه وسلم درود می فرستاد و می گفت
اللهم احکم بیننا و بین قومنا بالحق بار خدایا حکم کن میان ما و میان قوم ما که اینها
که ما را بخواندند و چون بیامدیم فرو گذاشتند و با ما آشتی سخن گفتیم و ایشان ما را دروغگو

نهاده داشتند پس چون ببالای بام رسید روی بجانب مکه آورد و گفت السلام علیک
یا ابن رسول الله آیا از حال مسلم عقیل هیچ خبری داری و بیتی چند ادا فرمود که
ترجمه اش بفارسی اینست **نظم** ای باد صبا از روی یاری ۞ سوی حرم خدا گذر
کن ۞ شهزاده حسین را چو بینی ۞ بنشین و حدیث مختصر کن ۞ سر بر که ز کوفیان بدیدی ۞
فرزند رسول را خبر کن ۞ برگو که مسلم ستم کش ۞ شد کشته تو چاره دگر کن ۞ مغرور مشو
بقول کوفی ۞ وز فتنه شامیان حذر کن ۞ پس گفت یا ابن رسول الله آرزوی
من آن بود که یکباری دیگر دیده محنت دیده خود را بدیدار مبارکت روشن سازم خود غم
امان نداد و در عهده دیدار قیامت افتاد **بیت** جان دادم و هوای لقای تو در دلم ۞
بنشستم بخاک تخم وفای تو در گلم ۞ نور الائمه آورده که مسلم از بام قصر
نگاه کرد مردم بسیار دید از اهل کوفه ایستاده بودند و نظاره وی میکردند روی
بدیشان کرد و بیتی چند عربی ادا فرمود که ترجمه آن اینست **نظم** ای کوفیان
چو سر ز تن من جدا کنید ۞ بار سر تن مرا بسوی خاکدان برید ۞ هر کاروان که جانب
مکه روان شود ۞ پیراهن مرا بسوی کاروان برید ۞ گویند کز برای خدا هر یادگار ۞
نزد حسین جامه پرخون نشان برید ۞ رحمی بر آب چشم یتیمان من کنید ۞ آن دم که
یاد کشتن من بر زبان برید ۞ چون طفلکان من خبر من طلب کنند ۞ از من تحیتی سوی
آن خفتگان برید ۞ و چون مسلم سخن تمام کرد دست بدعا برآورد و گفت خدایا نصرت ده
دوستان را و فرو گذار دشمنان را آنکه کلمه بگفت و ستر صد قتل بایستاد پس بکیر بن حمران
خواست که تیغ بر مسلم براند دستش خشک شد و حیران فرو ماند خبر به پسر زیاد بردند
او بطلب بکیر سوال کرد که ترا چه شد جواب داد که یا امیر مردی را دیدم مهیب که در برابر من
برآمد و انگشت خود را به دندان میگزید و روایتی آنست که لب خود را بدندان گرفته بود
و من از آن شخص چنان ترسیدم که بهمه عمر خود از هیچ چیز نه ترسیده بودم ابن زیاد
تبسمی کرد و گفت چون بخلاف عادت خود خواستی کاری کرد دهشت بر تو استیلا یافته
خیال شنیع در نظرت درآمد دیگری را فرستاد چون به بالای بام رسید صورت مصطفی
صلی الله علیه وسلم بنظر وی درآمد که انگشت ایستاده است زهره اش بترقید و بمرد
[illegible] شهید کرد و قول اصح آنست که پسر بکیر او را بقتل رسانید

وسرش نزدیک پسر زیاد برد و تنش از بام کوشک بزیر انداخت غلغل و فغان از عالم بالا
برآمد * خروش از عرصهٔ غبرا برآمد * غبار از ساحت آفاق برخاست * ببام قبهٔ خضرا
برآمد * بسی شعلهای آتش بار کز غم * بجای موج از دریا برآمد * از آن زاری که روح
مرتضی کرد * غریو از مرقد زهرا برآمد * ز هر ماتم آل محمد * ز روح انبیا غوغا برآمد و انگه
بفرمود پسر زیاد تن مسلم و جسد هانی را در بازار قصابان از دار در آویختند و سرهای
ایشان را بدمشق فرستاد و از کماهی احوال که روی نموده بود اعلام کرد یزید آن اوراق
مطالعه کرده فرمود تا آن سرها را از دروازهای دمشق در آویختند و جواب مکتوب
ابن زیاد نوشت که تو نزدیک من پسندیده و خوش و بدین تدارک و هر چه از تو صدور یافته
مرضی و مستحسن است و چنان شنودم که حسین بن علی عزیمت عراق دارد باید که باب
احتیاط کنی و راهها را مضبوط گردانی و هر که از وی صدور فساد ظن بری مقصور است بقتل
رسانی والسلام چون این نامه به پسر زیاد رسید خوشدل و خرم گردید آنا راوی گوید که
بعضی از غمازان پسر زیاد را گفتند که مسلم را دو پسر در این شهر پنهانند چون صد هزار
نگار نه ماه شعاع روی ایشان دارد و نه سنبل تاب گیسوی ایشان می آرد **بیت**
روی چگونه روی چو آفتابی * موی چگونه موی سر حلقه پیچ و تابی * پسر زیاد
فرمود تا منادی کردند که پسران مسلم عقیل در خانه هر کس پنهان باشند و بیارد و بمن سپارد
و مرا معلوم گردد بفرمایم تا آن خانه غارت کنند و آن کس را بجور تمام بکشند و آن
جوانان در خانه شریح قاضی بودند که مسلم در روز جنگ ایشان را بدانجا فرستاده بود و در
محافظت و مراقبت ایشان را مبالغه داده بعد از قتل مسلم چون این منادی
شریح ایشان را پیش خود طلبید و چون چشمش بر ایشان افتاد بی اختیار نعره زد و زار زار
گریه کرد و آن دو شاهزاده از قتل پدر خبر نداشتند چون گریه شریح قاضی دیدند
در دل ایشان آمد و گفتند ایها القاضی ترا چه شد که چون ما را دیدی
و بدین سوز گریه میکنی و آتش حسرت در دل ما غریبان میزنی قاضی چند انچه خواست که این
را مخفی دارد طاقت آن نداشت **بیت** ناله را چند انچه میخواهم که پنهان برکشم * سینه میگوید
که من تنگ آمدم فریاد کن * قاضی خروش در گرفت و گریه از سر گرفت و گفت ای مخدوم
زادگان **قطعه** بنیاد دین ز سنگ حوادث خراب شد * دلها بدرد داغ جدائی

مهر شرف در ابر ستم گشت مختفی * بحر کرم ز صدمت دوران سراب شد * بدانید که خلعت
شادی دنیا سطر سطر از غم بست و شربت سور بی اعتبارش آلوده بزهر ماتم مشرب سر تنیقی
کامد بشوب تعزیتی و گلستان هر عشرتی پیوسته بخار زار عسرتی **بیت** هیچ روشن دلی
درین عالم * روز شادی ندید بی شب غم * اکنون بدانید که پدر بزرگوار شما که اختر
سپهر معالی بود از اوج اقبال بحضیض رحلت انتقال فرمود و شهباز روح مقدسش ببال
شهادت جانب ریاض سعادت پرواز فرمود **بیت** دینی بهشت در رحمت پروردگار یافت *
در روضهٔ بهشت بخوشی قرار یافت * حق سبحانه شما را صبر جمیل و جزای جزیل کرامت کناد
پسران مسلم که این سخنان استماع نمودند هر دو بیهوش بیفتادند و بعد از زمانی که باخود آمدند
جامها پاره کرده عمامها از سر برداشته و گیسوان مشکین پریشان ساخته آغاز فریاد
کردند که ای قاضی این چه خبر دلسوز و این چه سخن غم اندوز است **قطعه**
چه حالت ست یا رب که بخواب می بینیم * که قصر دولت و دین را خراب می بینیم * پدر دو دل
راست شد ز ناله سوی شعله برآورد ز سوز جان جگر دیرین کباب می بینیم * ناله وا ابتاه و غربتاه
دا غربتاه برآوردند قاضی فرمود که حالا محل این فریاد و فغان نیست که کسان عبید الله
زیاد شما را می طلبند و منادی می کنند که ایشان در هر منزلی که باشند اگر ما را خبر ندهند
آن منزل را غارت کنیم و صاحب آن منزل را بقتل رسانیم و من درین شهر بمحبت اهل بیت
تهمت زده ام دشمنان در تفحص و تجسس حال من اند و من بر جان شما و جان خود می ترسم
اکنون فکری کرده ام که شما را بکسی بسپارم تا بمدینه رساند ایشان از ترس ابن زیاد از
حال پدر فراموش کرده خاموش شدند و قاضی هر یکی را پنجاه دینار زر بر میان بست
و پسر خود اسد را گفت که امروز شنودم که بیرون دروازه عراقین کاروانی بوده و عزیمت
مدینه منوره داشتند ایشان را ببر و بیکی از مردان کاروان که سیمای صلاح در جبین او
ظاهر باشد بسپار تا بمدینه برند اسد شب تاریک ایشان را پیش گرفت و از دروازه عراق
بیرون رفته بیرون برد قضا را کاروان همان زمان کوچ کرده بودند و سیاهی ایشان می نمود
اسد گفت ای جوانان اینک قافله می نماید زود بروید تا بدیشان رسید ایشان
از پی کاروان روان شدند و اسد باز گردید اما چون قدری راه برفتند سیاهی کاروان
از نظر ایشان غائب شد و سراسیمه گشته راه گم کردند ناگاه عسسی چند که گرد شهر

می گشتند بدیشان باز خوانند چون دانستند که فرزندان مسلم بن عقیل اند ایشان را گرفته بنزد
امیر بردند آن دشمن خاندان نبوت بود ایشان را هم در شب پیش زندانبان فرستاد و فرمود
که ایشان را بزندان برند و هم در زمان نامه نوشت به یزید که پسران مسلم بن عقیل که دو طفل اند در
سن هفت و هشت سالگی بعد از قتل پدر ایشان گرفتم و در زندان محبوس ساختم و منتظر صدور
فرمانم تا چه حکم صادر شود یا بکشم یا آزاد کنم یا زنده بخدمت تو فرستم نامه را با پیکی بدمشق
فرستاد اما راوی گوید که زندانبان مردی بود نیک اعتقاد و دوستدار اهل بیت
و نام او مشکور چون آن دو شاهزاده را بزندان آوردند و تسلیم او کردند دانست که ایشان چه کسانند
در دست و پای ایشان افتاد و بمنزل نیکو نشانده طعامی حاضر کرد تا تناول فرمودند [illegible]
و در مقام ملازمت ایستاد تا شب درآمد و غوغای مردمان فرو نشست ایشان را از زندان بیرون
آورده براه قادسیه رسانید و انگشتری خود بایشان داد و گفت [illegible]
رسیدید این انگشتری را بدو نمایید و این خاتم را نشانی بدست وی دهید تا شما را بمدینه رساند
دعا گفتند و روی براه نهادند و چون بحکم لا راد لقضائه گره تقدیر را بسرانگشت تدبیر نمیتوان گشاد
و بفحوای لا معقب لحکمه مقتضای قضا را بچاره گری تغییر و تبدیل نمیتوان داد بیت
قضا جام تلخ و شیرینی ریخته است ❊ اگر ترش بنشینی قضا غم ندارد ❊ و حق سبحانه
چنان مقدر و مقرر کرده بود که آن دو یتیم غریب هر چند زودتر بدرجه شهادت رسند مظلوم و محروم [illegible]
لاجرم بار دیگر راه گم کردند و آن شب تا روز سیر کردند و چون روز روشن شد نگاه کردند
هنوز بر در شهر بودند برادر بزرگتر با خردتر گفت ای برادر هنوز ما بر در شهریم مبادا که باز رسند و
باری دیگر یقین ایشان گرفتار گردیم پس بنگریستند بر دست چپ ایشان خرماستانی بود روی بدان
نهادند در لب چشمه درختی دیدند سالخورده و میان تهی شده بمیان آن درخت درآمده قرار گرفتند
و چون وقت نماز پیشین درآمد کنیزک حبشی می آمد آفتابه بدست گرفته چون بلب چشمه رسید و نگاه کرد
عکس صورت آن دو جوان در چشمه مشاهده نموده حیران بماند بیت دل [illegible] زیبا [illegible]
دران دید ❊ بخود شد و فریاد برآورد که ماهی ❊ کنیزک بالا نگریست چه دید مثنوی دو گل از گلشن
دولت دمیده ❊ دو سرو از باغ خوبی قد کشیده ❊ دو ماه از برج اقبالی رخ نموده ❊ ز دیده چشمه
باران گشوده ❊ یکی تابنده مهر از دلربائی ❊ یکی چون آب خضر از جانفزائی ❊ گل رخسارشان
زیر کلاله ❊ شده از گریه خونین چو لاله ❊ لب آن گشته خشک از آتش غم ❊ رخ این مانده تر از اشک ماتم ❊

چون آن کنیزک را نظر بر جمال باکمال آن دو اختر فرخنده فال اوج عزت و اقبال افتاد و تماشای آن
دو آفتاب برج هدایت و رشاد آفتابه از دست بنهاد و پرسید که شما چه کسانید و چرا در میان این دو درخت
[illegible] پریشان [illegible] فریاد برکشیدند که ما دو کودک یتیمیم درد یتیمی کشیده و دو محزون غریبیم در محنت غریبی چشیده
[illegible] افتاده و راه گم کرده ایم و پناه بدین منزل آورده کنیزک گفت پدر شما که بود ایشان
[illegible] چشمهای آب حسرت از دیده گشودند بیت خدا را ای رفیق از منزل جانان بده یادم
[illegible] آن رجال عذر لفظ یادم کنیزک گفت گمان می برم که شما فرزندان مسلم عقیل اید
[illegible] فریاد [illegible] که ای جاریه آیا تو بیگانه یا آشنا دوست باوفائی یا دشمن پرجفا کنیزک
[illegible] که من [illegible] از خاندان شمایم و بی بی دارم که او نیز لاف محبت شما میزند و جان خود را نثار
[illegible] شما میکند [illegible] با من تا نزدیک او رویم و دختر سید [illegible] غم مخورید که هیچ دغدغه نیست پس ایشان
[illegible] روی بمنزل نهاد و چون نزدیک سید بخانه درون دوید و بی بی را بشارت داد که اینک
پسران مسلم عقیل را آورده ام بیت باغ را باد صبا خوش خبری رنگین کرد * مژده آمدن یاسمن و
نسرین [illegible] بی بی مقنعه از سر برکشید و بمژدگانی پیش کنیزک انداخت و گفت ترا از مال خود آزاد
کردم [illegible] پسران مسلم باز دوید و در دست و پای ایشان افتاد و بر خواری مسلم و گرفتاری
[illegible] آتش جگر [illegible] یکی از ایشان را در برگرفته بوسه بر سر و روی می نهاد و چون مادر مهربان
[illegible] گرامی غریبان [illegible] ای یتیمان مادر و ای بیکسان مظلوم و ای بیچارگان محروم و ای کسانیکه شما را
[illegible] فراق [illegible] مبتلا ساختند و در میدان کینه اهل بیت رسالت علم عناد و افساد برافراختند آنگاه ایشان
[illegible] آورد و طعامی که مهیا داشت حاضر کرد و کنیزک را گفت این راز را پنهان دار و شوهرم را ازین
[illegible] که در زمره اهل فاطمه نیست * راوی قصه گوید چون مشکور زندانبان بجهت
[illegible] دو مظلوم در [illegible] را از زندان رها کرد علی الصباح آن خبر به پسر زیاد رسانیدند مشکور را
[illegible] پسران مسلم چه کردی گفت ایشان را برای رضای خدا آزاد کردم و خانه دین خود را بدان
عمل معمور [illegible] رسانیده آباد کردم ابن زیاد گفت ازین خبر [illegible] گفت هر که از خدای تعالی بترسد
از غیر او نترسد گفت چه ترا برین داشت مشکور گفت ای ستمکار نابکار پدر بزرگوار ایشان را به ستم
[illegible] داشت آن دو کودک نارسیده [illegible] که داغ یتیمی بر جگر داشتند بجهت بند
زندان [illegible] مبتلا ساختی من برای حرمت روح سید کونین و صدر ثقلین محمد رسول الله صلی الله علیه
[illegible] ایشان را از [illegible] دادم و بدین چه کرده ام امیدوار شفاعت آن سرور دارم دولت [illegible]

بجروح مے پسر زیاد در غضب شد و گفت همین لحظه سزای تو بدهم گفت [illegible]
رباعی من در ره او بجان بجان و دانم * جان چیست که بهر او فدا توانم * یک جان چه بود
هزار جان بایستی * تا جمله بیکبار بره افشانم * پسر زیاد جلاد را فرمود تا او را بر عقابین کشید
و گفت اول پانصد تازیانه آتش بزن آنگه سرش از تن جدا کن جلاد فرمان بجا آورد
و تازیانه اول که زد مشکور گفت بسم الله الرحمن الرحیم و چون دوم بزد گفت خدایا مرا
صبر ده چون سوم بزد گفت خدایا مرا بیامرز چون چهارم زد آورد گفت خدایا مرا برای محبت
فرزندان رسول تو مے کشند و چون پنجم تازیانه زد گفت الهی مرا برسول و اهل بیتش برسان
آنگه خاموش شد و آه نکرد تا پانصد تازیانه آتش بزدند پس چشم باز کرد و گفت یک شربت
آبم رسید این زیاد گفت آتش [illegible] گردنش بزنند [illegible] الحاصل حارث را از
شفاعت کرده بخانه برد و خواست که بعلاج او مشغول شود که مشکور [illegible] و از هم بگشاده گفت
مرا از حوض کوثر آب دادند این بگفت و جان بحق تسلیم کرد * بیت * باشش مقیم روضه
دار السلام باد * گلشن سرای مرقد او پر ز نور باد * اما [illegible] آن مومنه صالحه
هر دو کودک را بسرای خود آورد و خانه پاکیزه برای ایشان ترتیب کرد و فرشهای پاک بگسترد
و چون شب در آمد ایشان را آنجا بنشاند و دلنوازی می نمود تا در خواب رفتند پس زن از خانه
بیرون آمده بر جای خود قرار گرفت زمانی گذشت شوهرش از در در آمد کوفته و نالان زن
گفت ای مرد کجا بودی درین روز که بخانه در آمدی گفت صباح [illegible]
منادی بر آمد که مشکور زندانبان پسران مسلم عقیل را از زندان آزاد کرده است هر کس ایشان را
یا خبر ایشان را بیارد امیر او را اسب و جامه دهد و از مال دنیا توانگر گرداند مردمان روی بجستجوی
ایشان آوردند من هم در طلب ایشان ایستادم و در صحرا و نواحی شهر مے گردیدم و [illegible]
مے نمودم آخر اسپم هلاک شد و مقداری راه پیاده برفتم و از مقصود اثری نیافتم
زن گفت ای مرد از خدا بترس ترا با فرزندان رسول خدا چه کارست گفت [illegible]
که پسر زیاد مرکب و خلعت و درم و دینار بسیار وعده کرده است [illegible] که ایشان را [illegible]
بر در زن گفت چه نابخردی باشد که [illegible] ایشان را بگیری و بدست دشمن سپاری و
از برای دنیا دین را از دست بگذاری مرد گفت ای زن ترا با این سخنان چه کار طعامی
اگر داری بیار تا بخورم زن بیچاره خوان بیاورد و آنچه [illegible]

و بر روی جامه خواب چون بیهوشان بیفتادند و در خواب شدند که تردد بسیار کرده بودند و مانده
و کوفته شده و اما چون از شب پاره بگذشت آن برادر بزرگتر که نامش محمد بود از خواب بیدار شد
و برادر کهتر را که نامش ابراهیم بود گفت ای برادر برخیز که ما را نیز بخواهند کشت که درین
ساعت پدر خود را در خواب دیدم که با مصطفی صلی الله علیه وسلم و مرتضی و فاطمه زهرا
و حسن مجتبی در بهشت میخرامیدند ناگاه حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم بر من و تو افتاد
و ما از دور ایستاده بودیم حضرت روی به پدر ما کرد که ای مسلم چگونه دلت داد که این دو طفل
مظلوم را در میان ظالمان بگذاشتی پدرم باز نگریست و ما را بدید و گفت یا نبی الله ایشان
در قفای من می آیند و فردا نزدیک من خواهند بود برادر خردتر که این سخن شنید گفت
ای برادر بجهه که من همین خواب دیدم پس هر دو برادر دست در گردن یکدیگر کرده می گریستند
و روی بر روی هم می نهادند و می گفتند وا ویلاه وا مسلماه وا مصیبتاه از آواز
گریستن و خروش و فغان ایشان حارث بن عروه که شوهر آن زن مومنه بود بیدار شد
زن را آواز داد که این خروش و فغان چیست و درین خانه کیست زن عاجز بود و ما
حارث گفت برخیز و چراغ روشن ساز زن چنان بیخود شده بود که بدان کار قیام نتوانست نمود
آخر حارث خود برخاست و چراغ روشن کرد و بدان خانه درآمد و کودکان را دید دست بگردن هم
در آورده وا ابتاه می گفتند حارث پرسید که شما چه کسانید ایشان تصور کردند که او
از دوستان است گفتند ما فرزندان مسلم عقیلیم حارث گفت وا عجباه ع یار در خانه و
ما گرد جهان میگردیم ؛ من امروز در طلب شما تاختم تا حدی که اسپ خود را از تاختن هلاک
ساختم و شما خود در منزل من ساکن و مطمئن بوده اید ایشان که این سخن بشنودند خاموش شدند
و سر در پیش انداختند و آن بیرحم سنگین دل هر یکی را طپانچه بر رخساره نازنین زد و بگیسوی
مشکین ایشان که حبل المتین متمسکان عروة الوثقی دین بود ایشان را بهم باز بست و
بیرون آمد و در خانه را مقفل ساخت آن زن در دست و پای وی می افتاد و سر خود بر قدم او
می نهاد و بوسه بر دست و پای او میداد و زاری میکرد و میگفت **مثنوی** بیداد مکن
بر تن یتیمان ؛ لطفی بنمای چون کریمان ؛ اینان بفراق مبتلا اند ؛ در شهر غریب و بینوا اند ؛
بگذر ز سر جفای ایشان ؛ پرهیز کن از دعای ایشان ؛ نفرین یتیم محنت آلود ؛ آتش بجهان
در افگند زود ؛ حارث بانگ برزن زد که ازین سخن بگذر و زبان درکش و الا ع سر جهانی

چون زن سخن شنید که گفت حارث این سخنان را با آن دو کودک گفت ایشان را از پیش پسر زیاد به
جان امان نمودی گفت این مردم اند اگر ترا ایشان را
بشهر در روی که بر آن با جوانم و غم گفتند ایشان را از من بستانند و رنج من ضایع
گردد پس بخود تیغ برکشید و آهنگ شاهزادگان کرد ایشان می گریستند و می گفتند
ای پیر بر یتیمی و غریبی ما رحم کن و بی کسی و درماندگی ما ببخشای بیت سنگا دل خون شود
از ناله های زار ما ❊ این دل خارا و تنگی ذره سودی نمی کند ❊ حارث گوش بسخن ایشان نکرده
پیشتر دوید تا یکی را از ایشان بگیرد و هلاک کند زن در آویخت که ای ناخدا ترس بترس از
خدای روز قیامت میاندیش حارث در غضب شد و شمشیر بزد و زن را مجروح ساخت اما چون
پسر دید که مادرش زخم خورد در حارث آویخت که زخمی دیگر بر وی نزند فی الحال برجست و دست
پدر گرفت و گفت ای پدر با خود آی و آتش غضب را به آب حلم فرو نشان حارث تیغ حواله کرد
و بیک ضربت او را بیفکند اما چون زن پسر خود را کشته دید فریاد از نهاد او برآمد و بواسطه
زخمی که خورده بود قوت برخاستن نداشت همین فریاد بر می کشید و هیچ جا نمی رسید
بیت جای رسید ناله که از آسمان گذشت ❊ با ما هیچ جا نرسد این فغان ما ❊ پس نزدیک
کودکان آمد گفتند ای مرد ما را زنده نزدیک پسر زیاد ببر تا او هر چه خواهد در باره ما بجا آرد گفت
شما را دعوی آنست که مبادا بشهر در آرم و غوغای عام شما را از من بستانند و مالی که ابن زیاد
وعده داده بمن نرسد گفتند اگر مراد تو مال است گیسوان ما را ببر ابرش و ما را بفروش و زر
بستان آن ناکس در جست و جوی اهلیت افتاده گفت البته شما را می کشم گفتند بر کودکی ما
و ضعیفی ما رحم کن گفت در دل من هیچ رحم نیست گفتند بگذار تا وضو سازیم و دو رکعت نماز
بگذاریم گفت که نگذارم گفتند باری خدای که نامش بری بگذار تا در سجده گریم گفت
نگذارم گفتند بار این چه عداوت است که می ورزی و این چه بغض است که با ما ظاهر
میکنی دریغ که درین گرفتاری نه کسی بفریاد ما رسد و نه یاری و مددگاری نفسی برآرد
بیت یک همنفسی نیست بعالم ما را ❊ فریادرسی نیست درین غم ما را ❊ پس حارث قصد
هر کدام میکرد آن دیگری می گفت اول مرا بکش که من برادر خود را کشته نتوانم دید القصه سر برادر
بزرگتر را که محمد بود اگر دو تن او را در آب انداخت برادر خورد ابراهیم بود برجست
و سر برادر را برگرفت و در دست گرفت

مجمل مکن که من هم سے آیم حارث سر او را لعنت از بر ادر بستاند و سر او را نیز از تن جدا کرد
بنه اش را بآب افگند در آن محل خروش از زمین و زمان بر آمد و فغان در آسمان افتاد
افسوس از آن دو نهال گلشن اقبال و کامرانی که در اول نوبهار جوانی بخزان اجل تیر خورده
حیف از رخسار آن دو گل بوستان ناز که بخارستان حادثه جانگداز خراشیده گشت

قطعه دریغا که خورشید روز جوانی * چو صبح دم بود کم زندگانی * دریغا که ناگه
ل نوشگفته * فرو ریخت از تند باد خزانی * اما چون حارث جفا کار سرهای آن دو شاهزاده
مدار را از تنه جدا کرد و در توبره نهاده و از قربوس زین در آویخته روی بجانب عبید الله
یاد آورد نیم چاشتی بود رسید و هنوز دیوان مظالم قایم بود که تقصیر ابارث در آمد و آن توبره را
پیش پسر زیاد بر زمین نهاد و ابن زیاد پرسید که درین توبره چه چیز است گفت سر دشمنان
نست که به تیغ تیز از تن ایشان جدا کرده ام و بطمع رعایت و عنایت تحفه پیش تو آورده
پسر زیاد حکم کرد که آن سرها را شسته و در طشتی نهاده پیش وی آوردند نگاه کرد دو رو دید
بن قرص ماه و گیسوها مشاهده کرد چون مشک سیاه گفت این سرهای کیانست گفت
زان پسران مسلم عقیل ابن زیاد را بی اختیار آب از دیده روان شد و حضار مجلس نیز
ریستند پسر زیاد پرسید که ایشان را کجا یافتی گفت ای امیر که همه روز در طلب ایشان بودم
سپ خود را هلاک کردم و ایشان خود در خانه من بودند من خبر یافته ایشان را بستم و صباح
ب آب فرات بردم و هر چند زاری کردند بر ایشان رحم نکردم القصه ایشان را بکشتم و
ن ایشان را در آب فرات افگند و سر ایشان را اینجا آوردم پسر زیاد گفت ای لعین از خدا
نترسیدی و از عقوبت حق سبحانه نه اندیشیدی و ترا بر رخسارهای دلاویز و گیسوهای
عنبر بیز ایشان رحم نیامد و من به یزید نامه نوشته ام که ایشان را گرفته ام اگر ایشان را زنده
فرستم اگر حکم یزید رسد که ایشان را بفرست من چگونه کنم آخر چرا ایشان را زنده پیش من نیا
وردی گفت ترسیدم که عوام شهر غوغا کرده ایشان را از من بستانند
ستم حاصل نشود گفت چرا ایشان را جای مضبوط [illegible] نگاه نداشتی تا کس
ستادی و ایشان را پنهان نزد خود آوردی آن شقی خاموش شد پسر زیاد روی
بیاران کرد و در میان ایشان شخصی بود مقاتل نام و از دل و جان دوستدار خاندان نبوت بود
پسر زیاد عقیده او را می دانست اما تجاهل میکرد زیرا که مقاتل ندیمی قابل بود او را پیش خود

وهر دو چشمش بر کندند و شکمش بشگافته اعضای بریده ویرا در ان نهادند و بر چوبی بسته باب در انداختند زمانی بر آمد آن آب بموج در آمد و اورا بکنار انداخت تا سه بار این صورت واقع شد گفتند آب اورا قبول نمیکند چاهی بکندند و اورا در ان افگندند و بر خاک وسنگ کردند اندک فرصتی را زمین بلرزید و اورا بروی افگند و تا سه نوبت این معنی مشاهده افتاد گفتند خاک نیز آن مردود را قبول ندارد پس بدان خرماستان رفتند و هیزم خشک شده از خرما نبان آوردند و آتشی بر افروخته وی را در ان انداختند تا بسوخت و خاکسترش بباد بر دادند پس دو جنازه حاضر کردند و پسر پیرزن و غلامش را بران خوابانیده بشهر بردند و آنجا که باب بنی خزیمه است با جامهٔ پر خون دفن کردند و هواداران اهل بیت به تهنیت ماتم شاهزادگان بنشستند **نظم** دریغ و درد که آن هر دو نوجوان رفتند * بصد ملامت و حسرت ازین جهان رفتند * چو عندلیب زد گرمینم نالهٔ زار * کنون که یاسمن و گل ز بوستان رفتند * غم یتیمی و غربت بنود شان درخورد * بجانب پدر خویشتن روان رفتند *

باب نهم در رسیدن امام حسین رضی الله عنه بکربلا و محاربه نمودن با اعدا

و شهادت آن حضرت و اولاد و اقربا و سائر شهدا رضوان الله علیهم اجمعین **حقا** که شرح این حکایت پر شکایت بمرتبه ایست که باعانت قوت تقریر در مکان امکان نگنجد و سرشت این قصه منطوی بر غم و غصه بمثابه آنست که بوسیلهٔ صورت تحریر بحیز ظهور در نیاید نه قلم زبان را طاقت اظهار و نه زبان قلم را قوت گفتار **قطعه** همی ترسم که اندر وقت تقریر * زبان از آتش حسرت بسوزد * دگر تحریر خواهم آن زمان هم * قلم بشگافد و کاغذ بسوزد * نه سامع را قدرت شنودن خبار اعلای نوائر این حکایات ست و نه قائل را استطاعت بیان استیلای شدائد این روایات ست **بیت** فریاد که یارای سخن نیست زبان را * بربست غم و غصه ره نطق و بیان را * اعلام صورتی که بضیق صدر بتیجهٔ اوست و اخبار از واقعه که ولا ینطلق لسانی خاصیتی متفرع بر وی بر منصهٔ تبیین و تفصیل ظاهر و هویدا نتواند شد **قطعه** ز دست گریه کتابت نمی توانم کرد * و گرنه شرح دهم * و معسول میشود فی الحال * ز آه و ناله حکایت نمیتوانم کرد * که صد گره بزبانم فتد بوقت مقال * آری شهادت امام حسین رضی الله عنه اندک واقعه نیست و مصیبت اهل بیت کم حادثه نی حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم ازان صورت خبر داده بودند و قبل از وقوع داغ این مصیبت بر دل همراه مرتضی نهاده و در کنز الغرائب آورده که جبرئیل امین پنج نوبت بحبیب رب العالمین از شهادت امام حسین رض

خبر داده بود و آن روز که متولد شده بود جبرئیل بتهنیت و تعزیت نزول نموده و شمهٔ ازان
در اوراق سابقه مذکور شده و دم در چهار پاهگی و چنان بود که از ام الفضل بنت الحارث رضی الله عنها
روایت کنند که فرمود شبی در خواب دیدم که پارهٔ از تن مبارک حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم بریدند
و در کنار من نهادند از خواب در آمدم ترسان و هراسان و نزد سید عالم صلی الله علیه وسلم رفتم و گفتم
یا رسول الله خوابی مهیب دیده ام و از هول و هراس آن آرام از دل من رفته است و صورت
خواب را تقریر کردم آن حضرت صلی الله علیه وسلم تبسم کنان گفت یا ام الفضل نیکو خوابی دیده فاطمه من
باردارست به پسری و آن پسر پاره ایست از من چون او متولد شود ترا دایهٔ آن سازم و او را در کنار تو نهم
بعد از چند روز حسین رض متولد شد او را با ام الفضل سپردند و برضاع او مشرف شد ام الفضل گوید روزی سرور عالم
صلی الله علیه وسلم بخانهٔ من در آمد و از قدم او کلبهٔ من خلد برین شد ✤ پس گفت بیار جگر گوشهٔ مرا من
حسین رض را بر کنار پیغامبر صلی الله علیه وسلم نهادم حسین را قه کرد قطرهٔ ازان بر جامهٔ آن حضرت چکید
آن حضرت دست بر حلق وی مالید و بوسه بر روی وی نهاد و بعد از زمانی من بعنف او را از
رسول خدا فرا ستدم چنانکه حسین بگریست رسول صلی الله علیه وسلم فرمود مهلا یا ام الفضل مهلا
آهسته باش ای ام الفضل که این قطره به آب پاک گردد و این رنج که بجگر گوشهٔ من رسید بجز جبرئیل
جبرئیل خبر داده که ای سید تو طاقت گریستن حسین نداری وقتیکه حلق تشنهٔ او را بخنجر آبدار
بریده باشند و جسد نازنین او را غرقهٔ خون ساخته حال چون خواهد بود حضرت خواجه صلوات الله
و سلامه علیه ازین حال محزون شد و بغایت اندوهگین گردید پس هر که درین مصیبت اندوهناک
باشد مقرر است که با حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم موافقت نموده و ازینجا گفته اند که ارواح انبیا
علی نبینا و علیهم السلام بجهت موافقت با آن حضرت همه در واقعهٔ امام حسین رض محزون و مغموم گشتند

نظم

ای آدم درین عزا بغم و غصه مبتلاست ✤ کشتی نوح غرقهٔ طوفان ابتلاست ✤ ای
ای خلیل آتش نمرود دیده این شعله بین که در جگر شاه کربلاست ✤ رنگین چراست پیرهن
موسی ز نیل ✤ و ز دست غصه جبهٔ عیسی چرا قباست ✤ گویا برای ماتم سلطان دین
حسین رض جوش و خروش و ولوله در خیل انبیاست ✤ اینها غم از برای دل مصطفی و در ضمن آن خود
چه حسرت است که در جان مصطفی ست ✤ گر مرتضی بگرید ازین غصه در خور است ✤ ور فاطمه بنالد
ازین حال هم رواست ✤ شورش نه بر زمین و بس که بر فلک ✤ در هر کنگری به همین داغ مبتلاست
و این حکایت ام الفضل در کتاب مطالب السؤل فی مناقب آل رسول از کمال الدین بن طلحه

منقول ست و در شواهد از امام الحارث نقل کرده والله اعلم سوم خبر شهادت امام حسین رض در سنه اثنی و ستین
درین حکایت را امام طبری در سیر کبیر آورده که یکی بوده از یاران رسول صلی الله علیه وسلم که او را دحیه
کلبی گفتندی جوانی زیبا روی نیکو خوی بود در بعضی اوقات او تجارت میکردی و هر گاه که نزدیک
آن سرور صلی الله علیه وسلم آمدی او را گرامی داشتی و هر باری که بیامدی دست تهی نبودی بلکه از جهت
حسن و حسین میوه‌ها که دران زمان بودی بیاوردی و شاهزادگان چنان خو کرده بودند که چون
دحیه بیامدی هر دو بر او در مسجد یا بحجره آن حضرت تشریف فرمودندی و دلیر دار بر کنار وی
نشستندی و دست بگریبان و آستین وی در آوردندی اما جبرئیل امین علیه السلام گاه گاه
بصورت دحیه که جمال با کمال داشت نزدیک آن حضرت صلی الله علیه وسلم آمدی روزی آن حضرت
بصورت دحیه با پیغامبر صلی الله علیه وسلم بر در مسجد نشسته بود که حسن و حسین رض در آمدند جبرئیل
را بصورت دحیه دیدند چنان تصور فرمودند که دحیه است گستاخانه در آمده بر کنار وی نشستند
و دست در آستین وی میکردند و بگریبان وی در آوردند روی مبارک آن حضرت صلی الله علیه
وسلم بر افروخت و از جبرئیل شرم داشت و خواست که ایشان را دور کند جبرئیل فرمود که ای سید
ایشان را هیچ مگو پیغامبر صلی الله علیه وسلم فرمود که ای جبرئیل چون هیچ نگویم و ایشان ترا ترک ادب
و حرمت بجا نمی آرند و ترا دحیه می‌پندارند از ان گستاخی مینمایند جبرئیل گفت ای سرور عالم
بسیار بوده که فاطمه رض نماز تهجد گذارده بود و در خواب رفته و ایشان در گهواره بیدار شده اند و گریه
کرده‌اند از آفریدگار عالم فرمان رسیده که ای جبرئیل بتعجیل برو و گهوارهٔ ایشان را بجنبان تا
فاطمه رض غنوده است تا زمانی بیاساید یا رسول خدا صلی الله علیه وسلم من گهوارهٔ ایشان
شبها جنبانیده ام و بنده‌وار شعر ان فی الجنة نهرا من لبن ✽ لعلی و حسین و حسن
محبا لهم ✽ یدخل الجنة من غیر فتن ✽ بگوش هوش ایشان رسانیده ای سید من
فاطمه رض کشیده ام که او را زمانی دستاس کشیدن و در خواب بوده و چون من
گهواره جنبان ایشانم اگر بر کنار من آیند عجب نباشد اما درین حیرانم که در گریه
چه میجویند حضرت رسول صلی الله علیه وسلم فرمود که چون ایشان ترا دحیه
اینجا آمدی برای ایشان میوه یا تبرکی دیگر در گریبان و آستین میجستند
میوه میجویند جبرئیل دست دراز کرده بهشت و یک خوشه انگور و انار و سیب از اشجار بهشت باز گرفت
بپیش ایشان نهاد و چون خواستند که تناول فرمایند سائلی بر در مسجد آمد که ای اهل بیت مرا از آنچه

می خورید بدهید بتخصیص از ان انگور که مدتی ست در آرزوی آنم حضرت پیغامبر صلی الله علیه وسلم خواست که از ان انگور قدری بوی دهد جبرئیل دست آن حضرت گرفت وگفت یا رسول الله این ابلیس ست آمده تا از میوهٔ بهشت بخورد واین بر وی حرام ست اما چون ابلیس بدانست که او را شناختند نا امید باز گشت پس شاهزادگان میوه می نوشیدند و پیغامبر صلی الله علیه وسلم در ایشان می نگریست جبرئیل گفت این دو میوهٔ باغ ترا واین دو چشم چراغ ترا شربت شهادت خواهند چشانید یکی را بزهر قهر مقتول خواهند گردانید ودیگری را بتیغ بیدریغ بخواهند گذرانید ومصیبت ایشان ترا سبب یادتی شفاعت ست ابن حسام گوید **بیت** بروز حشر به بینی بدست پیغمبر ✤ کلید گنج شفاعت بخون بهای حسین ✤ و در مصابیح القلوب آورده که جبرئیل از بهشت اناری وسیبی و بهی فرا گرفت وبدیشان داد ایشان شاد شدند وحضرت رسول صلی الله علیه وسلم فرمود که این میوه را پیش پدر ومادر خود برید وبا یکدیگر بخورید واز هر یک چیزی باقی بگذارید چنان کردند روزی دیگر که بر سر آن رفتند درست شده بود وبحال خود باز رفته پس هر گاه که ازان چیزی بخوردندی وقدری باقی گذاشتندی روزی دیگر درست شده بودی تا چون فاطمه از دنیا رحلت کرد آن انار را گم یافتند وچون امیر را شهید کردند بهی نیز ناپیدا شد. اما سیب نزد حسین بود وپیوسته با خود داشتی چون در کربلا تشنگی بروی غلبه کردی آن سیب را ببوئیدی تشنگی او کمتر شدی وچون حسین را شهید کردند آن سیب نیز غائب شد اما بوی آن سیب از تربت مقدسه او می شنوند از امام زین العابدین روایت ست که هر آن مومن مخلص که در موسم حسین را زیارت کند بوی آن سیب از تربت وی می شنود وبوی تربت آن حضرت خود هزار بار از مشک اذفر وطیب عبهر خوشتر ست **مصرع** سلام علی التراب الذی ضم جسمه ✤ اگر بر مرقد جنت بناهش بگذری یابی ✤ همیشه در مشام جان زبوی مشک تر خوشتر ✤ هوای مشهدش چون روضهٔ فردوس روح افزا ✤ فضای آستانش چون سرای خلد جان پرور ✤ چهارم خبر شهادت او در چهار سالگی وقوع یافته وآنچنان بود که جبرئیل علیه السلام نزد پیغامبر صلی الله علیه وسلم آمد وآن حضرت صلی الله علیه وسلم امام حسین را بر کنار داشت وبوسه بر روی وحلق او می داد وسر مبارک او را بسینه با سکینه بی کینهٔ خود باز می نهاد جبرئیل پرسید که یا رسول الله صلی الله علیه وسلم این نو بادهٔ باغ نبوت واین باکورهٔ حدیقهٔ ولایت را دوست میداری فرمود که نعم اولادنا اکبادنا اوی گوید که تعویذی شسته

وابسته در گردن حسین رض بود و اثر آن رشته بر گردن نازنینش مانند خطے پدید آمده جبرئیل
دران خطے نگریست و سرے جنبانید سید انبیا صلی الله علیه وسلم فرمود که ای برادر بسیار
در اثر آن رشته می نگرے جبرئیل علیه السلام گریان گریان گفت یا رسول الله روزے باشد که
در کربلا اثر همان رشته گردنش خون آلود گردد و جفاهاے اهل بیت بمصیبت آن شهید مظلوم
غم زده و محنت فرسود گردد رباعی ملک را جان ازین آتش بسوزد * فلک را هم جگر زین غم
بسوزد * بدانسان آتشے گردد فروزان * که از یک شعله اش آدم بسوزد * نجم اعلام از واقعه
هائله و حادثه نازله شاه شهیدان در پنج سالگی بوده آورده اند که صباح عیدے بود که شاهزادگان
بحجره سید عالمیان درآمدند و گفتند ای جد بزرگوار امروز روز عید است و بزرگزادگان
عرب را مے بینیم جامهای نو پوشیده و در تزیین لباسهاے رنگارنگ کوشیده و ما را لباس نو
نیست روے بجانب تو که تاج لعمرک بر سر و خلعت یا ایها المدثر در بر دارے آورده ایم
تا عیدے بستانیم و عیدے جز جامه نو نمے خواهیم خواجه عالم صلی الله علیه وسلم تامل فرمود
جامه که مناسب ایشان باشد در خانه نبود و نا امیدی و محرومی ایشان نیز لائق نمی نمود متوجه
بارگاه احدیت شد و سر خود را بحضرت صمدیت فرستاد فی الحال جبرئیل آمد و دو حله دوخته
مناسب قد و قامت ایشان از حلل بهشت بیاورد و گفت ای سید ملول مباش و این لباس
در بر فرزندان عزیز خود پوشش حضرت رسول صلی الله علیه وسلم شاهزادگان را طلبید و گفت اینک
جامهای که خیاط قدرت فراخور قد و قامت شما دوخته از غیب رسید بیت خلعت قدرت که
خیاط کرامت آراست * بر قد و قامت قبال شما آمد راست * اما چون حسن و حسین رض خلعتها اسفید دیدند
دیگر باره بزبان نیاز گفتند ای جد دلنواز همه کودکان عرب جامهاے رنگین دارند ما را نیز سواے لباس
ملون است حضرت رسول صلی الله علیه وسلم متفکر شد جبرئیل رض گفت یا رسول الله خاطر جمع دارید که
استاد کارخانه صبغة الله این مهم فی الحال بسازد و دل جگر گوشگان ترا بهر رنگی که خواهند
بفرمائید تا طشت و آبدستان بیارند پس حضرت بفرمود تا طشت و ابریق بیاوردند و جبرئیل گفت
یا رسول الله من آب برین جامهاے ریزم و تو دست مبارک دران می مالی تا هر رنگی که مطلوب ایشان
باشد بظهور رسد آن سرور یک حله را در طشت نهاد جبرئیل آب ریختن آغاز کرد پیغامبر صلی الله علیه
وسلم روے بجانب حسن آورده فرمود که ای نور دیده جامه خود را بچه رنگ میخواهی گفت برنگ سبز
آن حضرت صلی الله علیه وسلم دست در آن یک حله مالید بقدرت الهی بلونی چون زمرد سبز گرفت آنرا

به بیعت تو دعوت کنند و لشکری در هم بندند آنگاه هر چه مرعا باشد بدان قیام نمای حسین
فرمود که ای پسر عم کمال شفقت ترا در باره خود می دانم و خلوص نصیحت ترا به نسبت خود
می شناسم اما عزیمت من بسوی کوفه مصمم گشته است و بهیچ نوع فسخ آن صورت نمی بندد
و درین سفر سری هست که بظهور خواهد آمد و من میدانم که مرا واقعه در پیش ست و از جد و پدر خود
شنوده ام و تو میدانی که بارها پدرم بر سر منبر میفرمود که او ثبت علم المنایا و البلایا
اکنون آن کتاب پیش ماست و مبلغ اعمار و آجال اهل بیت را میدانیم دیگر درین باب مبالغه
منمای و در فسخ این عزیمت الحاح مفرمای که بجای نمیرسد و من درین سفر بی اختیارم و زمام
امور من در دست دیگریست **قطعه** بارها گفته ام و بار دگر می گویم + که من دلشده این ره نه بخود
می پویم + من اگر خارم اگر گل چمن آرائی هست + که از آن دست که می پروردم می رویم +
عبد الله بن عباس گفت اگر البته این عزیمت با مضا خواهی رسانید و ترک رفتن عراق نخواهی کرد
بار[ی] زنان و فرزندان را همراه مبر حسین فرمود که ایشان را کجا بگذارم و بکه سپارم اولی آنکه
با من باشند ابن عباس گفت یا ابن رسول الله مرا داعیه بود که در رکاب تو باشم اما قائد
عنان عزیمت من بجانب مدینه می کشد و شاید که چون در کوفه قرار گیری من بملازمت تو
توانم رسید و نمی دانم که بار مفارقت چگونه توانم کشید و جام غم انجام مهاجرت بکدام لب
توانم چشید **قطعه** تو میروی و من خسته باز می مانم + در آن که بی تو بمانم عجب همی مانم +
تو باد پای عزیمت چو باد میرانی + من آب دیده گلگون چو آب میرانم + پس امیر المومنین حسین
برادران و خویشان و هواداران خود را جمع کرد و برای نسوان و اطفال محملها ترتیب داد
و در روز سوم ذو الحجه که قضا را مسلم عقیل در همان روز بقتل رسیده بود از مکه بیرون آمده
[illegible] گفته اند که یکی از دوستان مخلص و محبان خالص ایشان گفت یا ابن رسول الله
بسوی کوفه رفتن مصلحت نیست که قول ایشان را وفای و وفای ایشان را بقا
نیست حسین جواب داد که از الزام حجت ایشان اندیشه مندم و اینجا از بیم اعادی در گزندم
بدین جهت بار سفر می بندم که کمند از غیب در افگنده اند و من گرفتار آن کمندم **بیت**
چکنم من چکنم رگ زنار کمندم + که ازین سوی بر بندم که از آن گوشه کشندم + اما چون بمنزل
صفاح رسید فرزدق شاعر را دید که از جانب عراق می آید چون فرزدق را دیده بر جمال
جهان آرای حسین افتاد در الحال از مرکب پیاده شده در دویده و ران رکاب حسین

بو رسید حسین گفت ای فرزدق از کوفه می آئی گفت آری یا ابن رسول الله گفت مردم کوفه را چون گذاشتی جواب داد که دلهای ایشان با تست که راه حق تو داری اما شمشیرهای ایشان با بنی امیه است که مال بسیار ایشان دارند حسین فرمود که راست میگوئی پس فرزدق وداع کرده بجانب حرم رفت و چون حسین ببطن الرمه رسید مکتوبی بقیس بن مسهر داده او را بکوفه فرستاد و مضمون آنکه نامه مسلم عقیل بمن رسید مشتمل بر اتفاق شما بخلافت من و تشویق و آرزومندی شما بقدوم ما خدا شما را جزای خیر دهاد و سعی شما را در حق من ضائع مگرداناد و این صحیفه از بطن الرمه سمت ارسال یافت و من عنقریب در عقب مکتوب خواهم رسید والسلام قیس نامه آن حضرت گرفته روی بکوفه نهاد و چون بقادسیه رسید حصین بن نمیر با جمعی از لشکر شام و منتظر آمدن امام بود و سبب آن بود که چون حسین از مکه بیرون آمد جمعی از اعادی نامها به پسر زیاد نوشته او را از عزیمت شاهزاده اخبار کردند پسر زیاد تمام سر راهها را بمردان کارزاری و دلیران کار گزار سپرده بود و حسین و ملازمان ایشان ازین کار آگاهی نداشتند چون قیس بقادسیه رسید حصین او را گرفته بکوفه فرستاد و ابن زیاد با وی غلظتها کرده عاقبت فرمود که او را از بالای قصر بزیر انداختند و هلاک شد و نور الائمه آورده که ارسال نامه بکوفه از کربلا بوده و عنقریب آن نقل سمت ذکر خواهد یافت و چون حسین بذات عرق رسید بشیر بن غالب را دید که می آمد پرسید که ای بشیر از کوفیان چه خبر داری بشیر گفت یا ابن رسول الله شنیده که القلوب معک والسیوف علیک حسین فرمود که راست گفتی و از آنجا درگذشت بمنزل ورود رسید از یکجانب بلندی دید خیمه آنجا نصب کرده پرسید که صاحب خیمه کیست گفتند زهیر بن القین البجلی و او دران وقت از مکه می آمد حج گزارده و از مناسک آن فارغ گشته بکوفه میرفت امام حسین او را طلبید و او دل بقتل نهاد و بعد از تامل تمام بخدمت فرزند خیر الانام علیه الصلوة والسلام توجه فرمود حسین گفت ای زهیر هیچ سر آن داری که مرکب مجاهدت در میدان محبت الهی بتازی و بآب شمشیر آبدار آتش فساد اهل فساد را منطفی سازی و پروانه وار بر حوالی شمع شهادت پرواز نمائی و در ازای خشنودی حق سبحانه [illegible] بکنی مصرعه زجان بگذری تا بجانان رسی + روی زهیر از شادی برافروخته بفحوای این سخن مترنم شد که یا ابن رسول الله **قطعه** سری که پیش تو بر آستان خدمت نیست + سریست آنکه سزاوار تاج عزت نیست + بپیش اهل نظر کی بود ز پروانه + دلی که سوخته آتش محبت نیست + مدتهاست که منتظر این دولت [illegible] بودم **مصرعه** [illegible]

را که رسیدم بکام خویش ❊ پس از نزد حسینؓ بیرون آمده امر فرمود تا خیمهٔ او را بر کندند و قریب بخیمهٔ امام مظلوم نصب کردند پس باصحاب خویش گفت که از شما هر که آرزوی شهادت دارد باید که با من موافقت نماید و هر که میل وطن دارد و شهادت را کاره است از من مفارقت اختیار فرماید اغلب یاران زهیر از وی اعراض نموده روی بکوفه نهادند آنگاه زن خود را طلبیده گفت ای یار غمگسار و ای همدم وفادار من بخدمت حسینؓ میروم تا جان سپاری کنم تو از مال من حق خود بردار و مرا بحل کن قول اول آنست که زن را طلاق داد و او را همراه برادر او بکوفه فرستاد و در روایتی دیگر چنانست که زن گفت ای مرد مردانه و ای صاحب همت فرزانه تو میخواهی که در خدمت پسر مرتضی باشی من نیز میخواهم که ملازم دختران فاطمه زهراؓ باشم پس هر دو باتفاق کمر خدمتکاری اولاد رسولؐ بر میان بستند و طریق همداستانی اخفاد بتولؓ اختیار فرمودند و اجر از سعادت هر دو سرا نمودند مصرعه این کار دولت است خدا تا کرا دهد ❊ پس از آنجا بر فتند تا بشوق رسیدند شخصی از کوفه می آمد حسینؓ تنها نشسته او را طلبید و از احوال آن طرف استفسار نمود آن شخص گفت بخدا که از کوفه بیرون نیامدم تا دیدم مسلم بن عقیل و هانی بن عروه را بکشتند و تنهای ایشان را بر دار کشیده سرهای ایشان را بدمشق فرستادند حسینؓ که این خبر بشنود گفت انا لله و انا الیه راجعون پس آن مرد برفت و غیر از حسینؓ کسی برین حال وقوف نیافت راوی گوید که مسلم را دختری بود هشت نه ده ساله و حسینؓ او را با دختری و مصاحب دختران حسینؓ بود و در میان ایشان کشته ... آن دختر را در پیش حسینؓ آمد شاهزاده او را نوازش کرد و مرا عادت نبود که هرگز مثل آن واقع شده بود بسیار روی او می نگریست و دست مبارک در سر وی می کشید دختر را شکی در دل پدید آمد و از فراست چیزی معلوم کرد گفت یا ابن رسول الله امشب با من ملاطفتی مینمائی که در معاملهٔ یتیمان باشد مگر پدرم شهید شده است حسینؓ را طاقت تحمل نماند بگریه درآمد و گفت ای دختر دل تنگ مکن که من پدر تو باشم و زینب خواهر من مادر تو و دختران من همه خواهر تو و پسران من همه برادر تو دختر فریاد برکشید و مضمون این سخن را ... که ... عرب ... داد که ... ای کاشکی نخست مادر نزادی ... تا این روز ... ای کاشکی خواجگان ... تا سر ... او نهادی ❊ ای کاشکی بگریه شدی رست کار من ❊ تا چشمه چشم کشادی ❊ چون فریاد و فغان آن دختر برآمد پسران مسلم عقیل برادران حال مطلع شدند بناله و فغان درآمدند

عمامها از سر برداشتند و از زاری و بیقراری دقیقه فرو نگذاشتند و هر یک از ایشان بسوز دل
می گفت **بیت** من خود از درد دل بفریادم * حال مسلم چه میدهی یادم * امام حسین از مصیبت
مسلم بسیار متاثر شده بود و از غم غمه معامله او بی حد متفکر گشته بسبب زخم خنجر مفارقت
مسلم و داغ بیوفائی کوفیان آب از فوارهٔ دیدهٔ مبارک شاهزاده روان شد و زبان حالش
بدین گفتار در ترنم آمد **قطعه** بدل دردی عجب دارم نمیدانم که چون گریم * دلا خون شو
که تا بر حال خود یک لحظه خون گریم * هم از زخم کاری سینه ام هم داغ بی یاری * گهی از زخم
بیرون گاه از داغ درون گریم * آورده اند که بعضی از رفقا حسین را سوگند دادند که بجود
و اهل بیت خود رحم کن و از سر رفتن کوفه درگذشته بوطن خویش مراجعت نمای که کوفه
برین وجه ربودی نمود و ترا در کوفه یاری و مددگاری نیست فرزندان و نبیرگان عقیل که
همراه بودند گفتند یا ابن رسول الله ما را بعد از مسلم زندگی بچه کار آید یا زنمی گردیم یا انتقام
خود بکشیم یا از آن شربت که پدر ما چشیده ما هم بچشیم حسین نیز فرمود که لا خیر فی العیش
بعد هولاء پس از اینها در زندگی هیچ اندیشه نباشد **بیت** زندگی بهر دیدن یارست *
یار چون نیست زندگی عارست * و چون از آن منزل کوچ کرده بزباله رسیدند قاصد عمر سعد برسید
و مکتوب وی که بشاهزاده نوشته بود رسانید مضمون آنکه اهل کوفه چنانچه شمهٔ ذمیمهٔ ایشان است
غدر و بیوفائی نموده مسلم را تنها گذاشتند تا رسید بوی آنچه رسید و هانی عروه نیز به تیغ ستم کشته شد
حسین را از مکتوب عمر سعد یقین شد که مسلم بدرجهٔ شهادت رسیده و چون این خبر در اردوی
شاهزاده شیوع یافت و مردم را بران اطلاع حاصل شد جمعی که از اطراف بدو پیوسته بودند
مفارقت را بر موافقت اختیار کرده متفرق شدند و چون از آن منزل رحلت فرموده بقصر
بنی المقاتل رسیدند سراپردهٔ دیدند زده و نیزهٔ پیش در برده و شمشیری از آن آویخته و اسپی بر آخر
بسته امام حسین پرسید که صاحب اینها کیست گفتند عبید الله بن الحر الجعفی که از اعیان کوفه
و از مبارزان زمان و دلیران دوران بقوت و شوکت مشار الیه بود و در قران **بیت**
چون شیر غران بود * گه جنگ شمشیر بران بود * حسین حجاج بن مسروق جعفی را که از قبیلهٔ وی بود
بطلب او فرستاد و حجاج سلام و پیام آن حضرت بوی رسانید عبید الله گفت ای حجاج حسین
مرا چرا می طلبد گفت تا با او همراه باشی اگر در دفع اعدا سعی کنی ثواب عظیم یابی و اگر ترا بکشند
درجهٔ شهادت علاوهٔ آن گردد عبید الله گفت من از میان کوفه بجهت آن بیرون آمده ام که مبادا

حسین بدان دیار رسد وکشته شود ومن درمیان کشندگان وی باشم وبدان ابتهاج که اهل کوفه
بنا بر محبت دنیا از خاندان نبوت برگشته بسپر یزید پیوسته اند ومال فانی را بر نعیم باقی
گزیده ومن نه طاقت حرب ایشان دارم ونه موافقت ایشان سر همت فرو نمی آرم حجاج
بازگشته صورت حال بذروهٔ عرض رسانید امام حسین خود برخاست وبوثاق وی قدم رنجه فرمود
وبر وجه احسن شرائط تعظیم ولوازم تبجیل وما یکون من هذا القبیل بجا آورده آن حضرت را بجای
نیکو بنشاند وخود در خدمت ایشان بایستاد حسین فرمود که معارف شهر تو بمن نامها نوشته
رسولان فرستادند که ما همه اعوان وانصار ویار وهوادار تو ایم مامول ومسئول آنکه بر جناح تعجیل
متوجه اینجانب شوی تا ما بشرائط جان سپاری قیام نمائیم واکنون می شنوم
که روی از راه هدایت برتافته ببادیهٔ ضلالت وغوایت شتافته اند وتو میدانی ای
عبید الله که هر چه میکنی از خیر وشر بدان مثاب ومعاقب خواهی شد ومن ترا امروز بمعاونت
ومناصرت خود میخوانم واگر اجابت کنی فردای قیامت شکر تو پیش جدم مصطفی صلی الله علیه وسلم
بگویم عبید الله جواب داد که مرا بیقین معلوم ست که هر که متابعت تو نماید در آخرت بهرهٔ او
از مثوبات کامل ونصیب او وافر شامل خواهد بود اما چون کوفیان با تو در مقام معادات اند
ودران دیار ناصری ومعاونی نداری وبا تو معدودی چند بیش نیستند غالب ظن من آنست
که تو مغلوب خواهی شد ولشکر یزید بسیار ست ومن یک تنم پیداست که از یاری من چه آید مرا معاف دار
ودرین ادیان من که ملقبه بنام او ست قبول فرمای وبخدا سوگند که این اسپی ست که از عقب هر جانوری
که تاخته ام بدو رسیده ام وهر که از پی من تاخته گرد مرا نیافته واین شمشیر من هم سیفی صارم ست
واز مبارزان عرب کم کسی را چنین سلاحی باشد متوقع میدارم که بقبول این تحفهٔ محقر منت
بر جان من نهی مصرعه پای ملخ زمور سلیمان قبول کرد شاهزاده برخاست وگفت
من بطمع اسپ وشمشیر تو نیامده بودم بلکه از تو توقع معونت ومظاهرت میداشتم
چون قبول نکردی مرا با مال کسی که جان خود را از من دریغ دارد التفاتی نیست اما راوی گوید
که بعد از واقعهٔ آن جناب عبید الله حیفی بر تقصیر خویش تاسفها خورد ودران باب ابیات
درد آمیز گفت چنانچه در تواریخ ابو المؤید موفق بن احمد مکی مسطورست وچون در مدت تالیف
این اوراق قرار شده که مقصدی ایراد ابیات عربی نگردد مگر آنچه ذکر آن ضرورت بود چه استماع
آن در اثنای اخبار رشتهٔ زبان را سبب توزیع ضمیر می باشد لاجرم باثبات ابیات

حیفی اشتغال نرفت و مضمون آن شعر اینست **نظم** زهی حسرت که چون شاه شهیدان
مرا گفتا قدم در نه بیاری + چرا همراه آن حضرت نرفتم + نورزیدم طریق حق گذاری +
اگر در کربلا می گشتم آن روز + شهید راه او در رود دستداری + بسی بودی بفردای قیامت
مرا از لطف او امیدواری + کنون او رفت من از روی تقصیر + بمانده در مقام شرمساری +
بصد زاری و ماتم میکشم آه + ولی سودی ندارد آه و زاری + آورده اند که در منزلی از منازل
کوفه که آنرا ثعلبیه خوانند حسین فرود آمده بود و سر در کنار خواهرش زینب نهاده در خواب شده
ناگاه بیدار گشت و آب از دیده مبارکش میریخت خواهرش ام کلثوم گفت ای جگر گوشه
مصطفی صلی الله علیه وسلم و ای نور دیده مرتضی و ای سرور سینه زهرا چرا گریه میکنی دیده‌ات
گریان مباد الا بخیر حسین فرمود که درین وقت جدم مصطفی صلی الله علیه وسلم را در خواب دیدم که
می گفت ای حسین رسیدن تو بما زود خواهد بود و سواری را دیدم که [illegible] استاده
میگفت که شما میشتابید و مرگ بر اثر شما میشتابد بیدار شدم و مرا از [illegible]
دست داد ام کلثوم نیز گریان شد و پردگیان حرم عصمت همه ملول و بحزن [illegible]
می گریستند از میانه علی اکبر برپای خواست و گفت ای پدر ما بر حقیم گفت نعم ای فرزند ما بر حق
ایم و حق با ماست پس گفت باکی نبود اگر ما بمرگ رسیم یا مرگ بما رسد چه یقین میدانیم که لباس
حیات مستعار است و اساس عمر لغایت ناپایدار هلاک جمله ابنای عالم نتیجه بشریت کل
شیء هالک مقرر است و مسافران منازل بادیه دنیا را بر معبر اینما تکونوا یدرککم الموت راه گذر
نظم که ریخت تخم امانی بکشت زار جهان + که برق حادثه آتش بخرمنش نفکند +
کدام دوحه اقبال سر کشید بچرخ + که صرصر اجلش عاقبت ز بیخ نکند + ای پدر ما گلشن فنا را
به نفحات ریاحین و للدار الآخرة خیر آراسته می بینیم و گلزار شهادت را بشقایق حقایق پیراسته
فرحبین مزین و منور می یابیم پس ما را از مرگ چه باک باشد **مثنوی** [illegible]
برگ آمد که راحتها در وست + مرگ سازد مغز را پیدا از پوست + [illegible]
تا شوم از فرع سوی اصل خویش + مرگ جانها را سوی جانان کشد + بلبلان را جانب
بستان کشد + پس از آن منزل رحلت فرموده بموضعی رسیدند که آنرا قطقطانه خوانند شاهزاده
درین منزل لشکر خود را گفت ای مردمان شما از من بحلید شما را دستوری دادم باز گردید و هر جا که
خواهید بروید که کوفیان با ما بیوفائی کردند و مسلم عقیل را بقتل آوردند و این کار مرا افتاده است از شما هر که

هر که خواهد بازگردد. جمعی که در راه وفا ثبات قدمی نداشتند ملازمت آن حضرت را گذاشتند و حسین
ماند با فرزندان و برادران و خویشان و جمعی اندک از موالیان. حسین فرمود که ای دوستان
مرا از خویشان و خویشان را از من گریز نیست اما شما را اجازت است عنان بگردانید و جان را که
عالیست بطرف خواهید ببرید. چون شنیدند آن وفاداران حق گذار و هواخواهان سینها علیه الصلوة
الملک الجبار یکبار زبان اخلاص برگشوده و اظهار صدق نیت و صفای طویت نموده گفتند یا ابن آل النبی
هزار جان ما فدای خاک پای تو باد که تو سپهر ولایت را ماهی و مسند امامت را پادشاهی
هر کدام امروز روی از تو بگرداند فردا بکدام دیده در روی تو نگریستن تواند رباعی ای قبله
هر که مقبل آید کوی تست + روی همه مقبلان عالم سوی تست + امروز کسی که از تو برگرداند روی +
فردا بکدام دیده بیند روی تست + یا ابن رسول الله ما بچه حجت دست اعتصام از دامن ولای تو
باز داریم و از ملک خدمت و ملازمت تو که سبب پادشاهی جاوید ماست روی بکدام مملکت آریم ملکه ما
آنرا دانیم که سلطانش تویی و جان را از آن دوست داریم که جانانش تویی نظم خوشا ملکی که سلطانش
تو باشی + خوشا جانی که جانانش تو باشی + خوشا روزی که در روی تو باشد + خوشا چشمی
که انسانش تو باشی + بدرد دل بسر بردیم عمری + بامیدی که درمانش تو باشی + ای ریحان
روضهٔ رسالت و ای یاسمن گلشن جلالت ما را از بوستان وصال خود بخارستان فراق
حواله مکن که اگر چه عالم پر گل و گلزار است بی گلزار عشق جمالت آنها همه در نظر ما خار است نظم
اخگر غم عشقت آویخته از دامن + که حسن نظری باشد رفتن بگلستانها + گر در طلبت ما را رنجی برسد
غم نیست + چون عشق حرم باشد سهل است بیابانها + یا ابن رسول الله ما بتحقیق ترا شناخته ایم
و بهواداری تو بر سر میدان مخالفت برافراخته ایم و مرکب حق شناسی بر مضمار متابعت
تو تاخته ایم و رسم بیوفائی و پیمان شکنی که در مذهب فتوت و آیین مروت روا نیست برانداخته ایم
اگر از آستین ملال بر ما فشانی یا دامن صحبت از ما در چینی ما دست از دامن تو باز نداریم و اگر از
در برانی از دیوار بر آییم بیت گر تو صد بار دامن افشانی + نگذاریم دامن تو ز دست + بعد از آنکه
نعمت خدمت تو دریافته باشیم طریق شکرگذاری و وظیفهٔ سپاس داری اقتضای آن
میکند که تا زنده ایم چنان نعمتی از دست ندهیم و بوعدهٔ با شکر قدوم نعم و سر ارادت بر خط
انقیاد و اطاعت نهیم بیت دامن دولت جاوید گریبان امید + حیف باشد که بگیرند و دگر
بگذارند + موالیان در اثنای این سخنان گریه میکردند و حسین نیز میگریست و ایشان را

دعای خیر میگفت اما راوی گوید ابن زیاد جاسوسی بمکه فرستاده بود که چون حسین بجانب عراق
متوجه کوفه شود مرا خبر کن درینوقت جاسوس در رسید و خبر رسانید که شانزده روزست که
حسین از مکه بیرون آمده و امروز در قبیلهٔ بنی سکونست پسر زیاد که این سخن بشنید حر بن یزید
ریاحی را با هزار سوار بفرستاد که بهر وجه که باشد حسین را بکوفه رساند و نگذارد که بطرفی دیگر بیرون رود
حر راه بادیه در پیش گرفت و حسین را می طلبید اما امام حسین از آن قبیله بیرون آمده بکوفه
میرفت که شخصی از بنی عکرمه او را پیش آمد حسین از حال کوفه سوال کرد آنکس گفت که ابن
زیاد لشکرها بطلب تو در بادیه سرگردان کرده است و از قادسیه تا عذیب همه صحرا سپاه
فرو گرفته است و انتظار تو می کشند مصلحت آنست که مراجعت نمائی و بخدا سوگند که تو نیروی
مگر بجانب نیزها و شمشیرهای ایشان و یقین بشناس که بر اقوال و افعال اعتمادی نیست
بلکه اکثر آنها که بدست پسر عمت در بیعت تو آمده بودند حالا در محاربه ملازمان ابن [illegible]
با لشکر شام اتفاق کرده اند حسین فرمود که جزاک الله خیرا تو شرط نصیحت بجا آوردی
حق تعالی ترا جزای خیر دهاد پس حسین از وی برگذشت و میرفت تا منزل [illegible] شب
آنجا بیتوتت فرمود و علی الصباح روان شد و چون آفتاب باوسط السما رسید که حر [illegible]
که دران صحرا فرود آمده بودند و در سایهای اسپان خود نشسته چون سیاهی سپاه حسین پیدا
سوار شده و پیش راه ایشان صف بر کشیدند حسین کسی فرستاد که مهتر این سپاه کیست
حر بن یزید پیش آمد و نام و نسب خود بگفت حسین فرمود که یا حر ألنا ام علینا بیاری ما آمده
یا بحرب ما حر گفت که بحرب شما حسین گفت لا حول و لا قوة الا بالله العلی العظیم آنگه گفت
ای حر چه خیال داری گفت مرا پسر زیاد فرستاده است که ترا رها نکنم که باز گردی
و نگذارم که بطرفی دیگر روی بلکه ملازم تو باشم تا دروازهٔ کوفه حسین باز نگریست وقت
نماز پیشین بود گفت ای حر وقت نمازست فرود آی و تو با قوم خود نماز گذار تا من [illegible]
نماز گذارم حر گفت یا ابن رسول الله تو فراپیش رو و ما هر دو لشکر در پی تو [illegible]
که تو پیشوای زمانی و امام اهل جهانی و مضمون این بیت ادا کرد نظم من و
اقتدا با تو در هر نمازی که یقین ست تا روی مغفرت بینم بمحراب ابرویت آرد نیازم
تا در بر پیر خدا طاعت من پس حسین او را دعا گفت و فرود آمد و نماز پیشین گذارد پس
برخاست و بر شمشیر خود تکیه کرده خطبهٔ فصیحانه ادا کرد و گفت ایها الناس من رأی [illegible]

نیاوردم و عزیمت این جانب نکردم تا رسولان شما متعاقب نیامدند و نامهای شما پی در پی بمن نرسید که بشتاب سر چه تمامتر متوجه دیار ما شو که امامی نداریم که اقتدا بوی کنیم اگر رهبران را باشی مهمات دنیا و آخرت ما انتظام می پذیرد و من بسخن شما آمدم اگر بر عهود و مواثیق خود هستید تجدید آن بیعت نمائید تا من از اطمینان قدم در شهر شما نهم و اگر از بیعت و متابعت من پشیمانید عنان مراجعت بر تافته بهر جا خواهم بروم حر گفت ای حسین سوگند بخدا که من ازین مکتوبات خبر ندارم حسین فرمود که جمعی درین لشکر تو اند که نامهای ایشان با من است پس فرمود که مکاتیب را آوردند و چون خوانده شد بعضی ازان مردم سر در پیش انداختند و خجل و منفعل شدند پس حسین برخاست و نماز دیگر نیز بجماعت ادا کرد ناگاه شتر سواری در رسید و نزد حر آمده مکتوب ابن زیاد بوی داد مضمونش آنکه در هر کجا این نامه بتو رسد حسین را در آنجا موقوف دار و او را در منزلی که از آب و گیاه دور باشد فرود آر [illegible] فرو آرند و با حسین داد که اینک بنگر که پسر زیاد چه مبالغه دارد دیگر فتن [illegible] فرو مانده ام اگر چنین نکنم از پسر زیاد می ترسم و اگر مباشر حرب شوم [illegible] شرم میدارم پس پنهان از سپاه خود با حسین گفت یا ابن رسول الله دست [illegible] اگر بر تو تیغ کشد دیده اش برکنده باد اگر بخیانت در تو نگرد و من درین راه که [illegible] هیچ سنگ و کلوخی نگذشتم الا که آوازی از ایشان بگوش هوش من میرسید [illegible] مرا ببهشت بشارت میدادند و من با خود میگفتم که وای بر تو ای حر بجنگ پسر رسول [illegible] میروی این چه بشارت است اکنون مخالفان با من همراه اند و بضرورت مرا با تو می باید بود [illegible] باشد با یکدیگر سوار شویم و مقداری راه برانیم و چون فرود آئیم شما به بهانه آنکه [illegible] همراه است دورتر فرود آئید و آنگه مردمان بخواب روند برخیزید و راه بگردانید و از هر طرف [illegible] روز شود و مردم من بیدار گردند و معلوم شود که شما رفته اید [illegible] بهانه ساخته مراجعت نمائیم حسین او را دعا گفت و سوار شده [illegible] نهادند و چون لشکر حر بخفتیدند [illegible] حسین برخاست و با مردم خود روی براه نهاد و شب بود [illegible] تا دمی [illegible] صبح بدمید [illegible] آناق [illegible]

وبایستاد وهرچند شاهزاده تازیانه میزد گام از گام برمی گرفت حسین پرسید که هیچکس میداند
که این چه زمین ست یکی گفت این را ارض ماریه گویند حسین گفت شاید نامی دیگر داشته باشد
گفتند آری این موضع را کربلا خوانند حسین گفت الله اکبر ارض کرب وبلا وسفک الدماء
این زمین کرب وبلاست اینجا ریختن خونهای ماست این محط رحال آل عباست **غزل**
گر نام این زمین بیقین کربلا بود * اینجا نصیب ما همه کرب و بلا بود * اینجا بود که تیغ بر آل
نبی کشند * وینجا بود که ماتم آل عبا بود * کار مخدرات من اینجا تبه شود * پشت مبارزان
من اینجا دوتا بود * ریزند در مصیبت من آب چشم خویش * هر مرغ و ماهیی که در آب و
هوا بود * علی اکبر پیش آمد که ای پدر بزرگوار این چه فال ست که میگیری و این مقالات
که میگوئی گفت ای جان پدر من با جدت مرتضی علی در وقت عزیمت صفین بدین موضع
رسیدیم که کربلا می گویند امیر فرود آمد و سر در کنار برادرم حسن نهاد و من بر سر بالین وی
نشسته بودم ناگاه از خواب در آمد گریان برادرم گفت یا ابتاه ترا چه شد گفت در واقعه دیدم
که دریای از خون در صحرا بود و حسین من در آن دریا افتاده دست و پا میزد و فریاد میکرد
و هیچکس بفریاد او نمی رسید آنگه روی بمن کرد و گفت یا اباعبدالله ترا درین صحرا واقعه با بلا دست خواهد داد
چه خواهی کرد گفتم صبر کنم و جز صبر و شکیبائی چه چاره دارم امیر گفت همچنین کن که مرد صبر کننده گا
در شمار نمی آید که انما یوفی الصابرون اجرهم بغیر حساب خدایا ر با صابرانست و ما را
تمسک بچیزیکه فرموده صبر است پس حسین بفرمود که حالا شتران بخوابانید و بارها باز کنید
و خیمها بزنید نور الائمه فرموده **نظم** بار بگشائید کاینجا خون ما خواهند ریخت * آبروی
ما بخاک کربلا خواهند ریخت * کودکان جعفر طیار را خواهند کشت * گرد بر رخسار آل مصطفی
خواهند ریخت * آن سگان از حیله و روباه بازی دمبدم * خون نور دیده شیر خدا
خواهند ریخت * آنگه حسین پای از مرکب بگردانید همانجا فرود آمد اما چون قدم حسین رض
بخاک کربلا رسید خاک را رنگ زرد شد و از وی غباری برخاست که گیسوی [illegible]
ام کلثوم گفت ای برادر عجب حالی مشاهده میکنم و ازین بادیه [illegible] عظیم بدل من میرسد
بیت وادی عشق که جز تشنه درو نایاب ست * ریگش از خون دل تشنه لبان سیرابست
حسین خواهران را تسلی داد و شهربانو را طلبیده وصیت کرد که ای یار دلنواز وای غمگسار کارساز
چون مرا ببینی درین موضع از اسب در افتاده و سر و روی در هم شکسته و اعضا از زخم تیغ و تیر و نیزه

گشت حضرت نهار تا سر و موی برهنه نکنی و سینه و روی نخراشی که شماتت اعدا عظیم ترین مصیبتیست
اما چون اهل بیت این سخن بشنیدند همه در خروش و فغان آمده گفتند ای سید سرور این چه خبر
دلسوز جهانگداز است که میدهی و این چه داغ اندوه و ملال است که بر سینه یتیمان و غریبان می‌نهی
بیت این سخن چیست که دلها ز غمش خون گردد * دیده‌ها از غم دل جمله چو جیحون گردد * شاهزاده
فرمود که جوان چنین خواهد چاره چیست بجز آنکه صبر کنید و پناه بخدا برید آنگاه حسین رض
بجای خود نشست و فرمود تا کسان او خیمه زدند و نزدیک آب فرات قرار گرفتند
نور الائمه آورده که امام حسین از کربلا رقعه نوشت بسلیمان بن صرد خزاعی که تو نامه نوشتی
و مرا استدعا نمودی آمدن کردی و من اینک آمده‌ام اگر مرا یاری کنی و عهد خود را بوفا رسانی
خود قاعده مروت بجا آورده باشی و اگر بوفا نکنی این صورت از اهل کوفه غریب نیست
که با پدر و برادرم همین کردند حالا لشکر مخالف سر راه بر من گرفته اند اگر یاری کنید نیکو
والا من تن برضای خدا داده و سر بر مهد الرضا بالقضا بر باب الله الاعظم بقدم الثبات
ایستاده صبر بر جهد و زبان بحکم رضا داده است پس آن نامه را بقیس اعرابی داد و وی
بسوی کوفه نهاد و در راه اتفاق افتاد که پیش ابن زیاد بردند چون چشمش بابن زیاد افتاد
نامه را از بغل بیرون کرد و بدرید [illegible] ابن زیاد گفت این چه کاغذ بود که بدریدی گفت نامه بود
که من برنده آن بودم گفت از کجا آورده بودی جواب داد که از پیش امام حسین گفت
چرا بدریدی گفت تا تو نخوانی که اسرار محبان بدشمنان فاش کردن شرط نیست ابن زیاد گفت
ترا از دو کار یکی باید کرد تا از چنگ من رهائی یابی یا نامهای آن کسان که نامه بدیشان آورده بودی
با من بگوئی یا بر منبر روی و حسین را و پدر و برادرش را ناسزا گوئی و مرا و یزید را ستایش کنی قیس
گفت اول از نام اهل نامه خود هیچکس [illegible] اما کار دیگر بکنم قوم را در مسجد جامع کن و مرا
بر منبر فرست تا آنچه دانم بگویم پس ابن زیاد [illegible] کرد تا خلایق بمسجد جامع حاضر شدند و منبر
در صحن مسجد نهادند و قیس به بالای منبر برآمده خدای را بصفات سزا ستایش کرد و بر حضرت
رسالت صلی الله علیه وسلم درود فرستاد و از ابلاغ حق سبحانه مر انبیا و اولیا را حدیثی چند
فرو خواند و گفت ای قوم بدانید که من رسول امیر المؤمنین حسینم و مرا فرستاده تا این ولایت را
[illegible] از یزید [illegible] است بخلافت زیرا که فرزند رسول خدا صلی الله علیه وسلم
است [illegible] که در کربلا [illegible] چند فرود آمده و لشکر مخالف بسیار است خوشا

حال صاحب دولتی که از هجوم بلا اندیشه ناکرده روی بکربلا آرد **بیت** فراز و نشیب بیابان
عشق دام بلاست ٭ کجاست شیردلی کز بلا نپرهیزد ٭ پس در این تاریخ [illegible] این
آغاز کرد خروشش از اهل کوفه برآمد و خبر به پسر زیاد رسید کسی فرستاد تا او را از منبر زیر آورد و بالا
کوشک بردند و شربت شهادت چشانیدند و چون خبر قتل وی بحسین رض رسید بسیار بگریست
و او را دعای خیر گفت و چون پسر زیاد دشنید که حسین رض در کربلا فرود آمد نامه نوشت بوی
مضمونش آنکه یزید بمن نامه نوشته که زینهار اگر حسین رض را یابی با جمیع اولشکری [illegible]
و نان و آب سیر نخورے تا او را به بیعت من در آری و اگر ابا کند سرش پیش من آر [illegible]
اکنون ای حسین من ترا نصیحت میکنم بیا به بیعت یزید درآی و اگر نه ساخته جنگ را آماده باش
چون نامه بحسین رض رسید برخواند و بینداخت و گفت بدحال قومے که رضاے مخلوق را بر غضب
خالق اختیار مے کنند **بیت** رو بدنیا آورند و پشت بر عقبے کنند ٭ خلق را
خشنود سازند و خدا را خشمناک ٭ پس رسول عبید الله زیاد گفت جواب نامه بگوید حسین
فرمود ماله عندے جواب فقد حقت علیه کلمة العذاب نامه او را نزدیک من جواب
نیست و سزاے او جز کلمه عذاب نیست آن رسول پیش پسر زیاد آمد و خبر نامه [illegible]
و جواب ناانوشتن بیاورد غضب او زیادت شد روے بحضار مجلس کرد که [illegible] از شما
که متصدے حرب حسین رض گردد و هر بلده از بلاد عراق که طلب بود ارزانی دارم [illegible]
نوبت دوم و سوم نیز کس اجابت نکرد القصه عمر سعد آن شب [illegible] گفته [illegible]
که تو آرزوی حکومت ری دارے و فی الواقع آن ولایت [illegible] وارد و
مداخل اموال او بسیار و بیشمار است حالا میخواهم که منشور ری و طبرستان بنام تو نویسم این آرزو
ترا از خلوت توه بصحرای فعل آرم عمر سعد خدمت قبول کرد ابن زیاد فرمود تا منشور حکومت ری
و ایالت طبرستان بنام وی نوشته بیاوردند و او را خلعت [illegible]
پیش وی کشیدند پس گفت ای عمر من ترا سالار لشکر [illegible]
خروار زر از خزانه نقد بتو مے بخشم [illegible]
درآرے با سر او و متابعانش برو او را عمر سعد گفت ای امیر این کار بزرگ است [illegible]
در چنین کار سے شروع نتوان کرد [illegible]
پسر زیاد گفت برو و زود خبرے بمن رسان عمر سعد جامه [illegible]

و منشور حکومت ری در دست گرفته بخانه آمد چون فرزندان او او را بدان صورت دیدند گفتند
ای پدر این اسپ و جامه از کجاست و این کاغذ که در دست داری چیست گفت ای فرزندان
دولتی بار دیگر آورده است که پایانش پیدا نیست و سعادتی در طالع ما اثر کرده که نهایتش پیدا
نے رباعی امروز بخت نیک بشارت رسان ماست * اقبال رو نموده مرادات ما روا است *
روزیست اینکه دل بفراوان دعاش جست * عهدیست اینکه جان بهزار آرزوش خواست *
بدانید که امیر عبید الله زیاد سپهسالاری لشکر خود بمن داد و تشریف خاص و اسپ خنگ بمن ارزانی
فرمود و منشور امارت ری و طبرستان بنام من نوشت بشرط آنکه بروم و با حسین محاربه کنم پسر
کهترش که این سخن بشنید گفت هیهات هیهات این چه اندیشه بد است که کرده و این چه سودای
بی حاصل است که بسویدای دل در آورده هیچ میدانی بحرب که میروی و کمر دشمنی کدام خاندان
بر میبندی حسین بن علی جگر گوشه مصطفی صلی الله علیه و سلم و نور دیده مرتضی و سرور
سینه فاطمه زهرا است پدر تو که سعد وقاص بود جان فدای جد ایشان میکرد و تو حالا قصد
جان ایشان میکنی مکن و از خدا بترس و از شرمساری روز قیامت بر اندیش و جواب حضرت
رسالت صلی الله علیه و سلم آماده کن که چون روز قیامت از تو پرسد که چرا با فرزندم خصومت
کردی و تیغ در روی او کشیدی چه حجت خواهی آورد و چه عذر خواهی گفت و دیگر آنکه نامه
بدست خود نوشته بوی فرستاده و او را خوانده و او سخن ترا اجابت کرده و بقول تو روی بدینجانب
آورده تو اکنون قصد کشتن وی میکنی مردمان ترا غدار و بیوفا گویند و دوستان اهل بیت
تا قیام قیامت بر تو ناسزا گویند فرد مکن مکن که نکو محضران چنین نکنند * که تا
بروز قیامت بخر تو لعنت حق * عمر سعد روی از وی بگردانید و پسر مهتر را گفت تو چه میگوئی گفت
آنکه برادرم میگوید اگرچه راست است ولی نسیه است و آنچه پسر زیاد میدهد نقد و هیچ عاقل نقد را به نسیه ندهد و
حاضر را بر غائب اختیار نکند نظم نقد را رایگان ز دست مده * وز پی نسیه روزگار مبر *
گفته‌اند مصرعی که آنجا مه نقد * از نسیهای نسیه نیکوتر * عمر سعد گفت ای پسر راست میگوئی
حالا ما دنیا را اختیار کرده ایم تا حال آخرت چون شود پس روزی دیگر عمر سعد بدار الامارة
رفت و گفت راضی شدم بحرب حسین ابن زیاد شادمان شد و خنجر اسپ بوی داد
و حیات کربلا نقل کرد چون از شهر بیرون آمد یکی گفت یا ابن سعد بحرب فرزند رسول خدا
صلی الله علیه و سلم میروی گفت آری اگرچه حرب حسین در دنیا موجب عارست و در آخرت

موصل بنارست اما حکومت ملک ری نیز سبب ذوق وحضور ست و واسطهٔ عیش وسرور عمر سعد اینجا بیتے چند مے گوید که ابوالمفاخر ترجمه اش برین وجه آورده **غزل** مرا بخواند عبید اسد از میان عرب * رسید بر دلم از خوانندش هزار تعب * مرا امارت ری داد و گفت حرب حسین قبول کن که از و ملک راست شور وشغب * بملک ری دل من مائل ست دمی ترسم * بکینه چون بکشم بادشاه ملک عرب * چگونه تیغ کشم در رخ کسے کو رست * شجاعت ونسب وعلم وحلم و فضل وادب * سزای قاتل او دوزخست ومیدانم * که اینچنین عمل آرد خدای را بغضب * ولی چو من نگرم در ری وحکومت آن * همی رود ز دلم خوف نار ذات لهب * آورده اند که حمزه بن مغیره که خواهرزاده عمر سعد بود چون دید که خالش عزم محاربت با حسین جزم کرده نزدیک وی آمد وگفت ای خال توجه بحرب حسین یکے از گناهان بزرگست مستلزم قطع رحم وموجب اشتهار بغدر وبیوفائی تو مرتکب این امر چرا شوی عمر سعد گفت اے فرزند اگر چنین نمیکنم ایالت وحکومت ری بمن نمیرسد حمزه گفت بخدا سوگند که ترک و خروج از دنیا بهتر از انست که نزد خدا روے وخون حسین در گردن تو باشد پسر سعد در اندیشه دور و دراز افتاده خواست که عزیمت را فسخ کند عاقبت حب جاه دیدهٔ بصیرت او را بپوشانید و در چاه افتاد و با پنجهزار سوار و پیاده روے بکربلا نهاد و در برابر امیر المومنین حسین فرود آمده کس بدو فرستاد که سبب آمدن تو بدین ولایت چیست حسین در جواب فرمود که تو واقران تو بمن مکتوبها نوشتید ومتعاقب رسولان فرستادید و در التماس قدوم من مبالغه از حد درگذرانیدید من بکلمات واهیهٔ شما روی براه آوردم وشما نقض پیمان کرده پسر عمم یار ندادید تا بزاری کشته شد وحالا من میخواهم که باز گردم اگر کسے مانع من نشود عمر سعد ازین جواب خوشدل شد وگفت شاید میان حسین وپسر زیاد بصلحے بر گذرد و حسین باز گردد و بحرب احتیاج نیفتد پس مکتوبے با بن زیاد نوشت واز ملتمس امام حسین او را آگاه ساخت زیاد بد و نوشت که بیعت یزید بر حسین عرض کن اگر قبول نماید مرا اعلام نما تا هر چه خاطر فرمان من باشد عمر سعد دانست که پسر زیاد بمراجعت حسین راضی نمیشود آن نامه را بعینه پیش حسین فرستاد و آنجناب بعد از مطالعه فرمود که من هرگز بسخن پسر زیاد عمل نکنم و فرمان او نبرم و چون خبر ابا و امتناع حسین به پسر زیاد رسید غضب برو مستولی گشته حصین بن نمیر وشیث بن ربعی وشمر ذی الجوشن را با جمعے سوار و پیاده بمدد عمر سعد فرستاد و پیغام داد

که حسینؓ و اتباع او را از تصرف در آب فرات مانع آیند تا وقتیکه به بیعت یزید در آید پس عمر سعد
عمرو بن حجاج را با پانصد سوار جهت ضبط آب تعیین فرمود و حسینؓ و مردم او را از لب آب دور کردند
شاهزاده خیمه بجانب بادیه زد و این صورت سه روز پیش از شهادت امام مظلوم بود اما چون
تشنگی بر ملازمان حسینؓ غلبه کرد برادر خود عباس علیؓ را با سی سوار و بیست پیاده بطلب
آب فرستاد و عباس با عمرو محاربه کرد و غالب آمده مشکها پر آب کردند و به لشکرگاه خود بردند
شبی دیگر حسینؓ کس نزد عمر سعد فرستاد که میخواهم که امشب با من ملاقات کنی عمر سعد
قبول کرد و با بعضی از خواص خود از لشکرگاه بیرون آمد و حسینؓ با برادر خود عباس و پسر
خود علی اکبر سوار شده در برابر عمر سعد بایستاد و گفت ویحک ای عمر از خداوندی که باز گشت
همه بدوست نترسی که با من در مقام مقابله و مقاتله آئی و تو میدانی که من پسر کیستم ازین اندیشه
ناصواب درگذر و باز فکر دنیا غدار که با هیچکس پایدار نیست مغرور مشو **مثنوی**
گنج بقا نیست درین خاکدان ❊ مغز وفا نیست درین استخوان ❊ آنچه درین مایده خر گهیست ❊
کاسهٔ آلوده و دست تهیست ❊ هر که از و گفت زبانش بدوخت ❊ و آنکه ازو خورد دهانش بسوخت
اینچنین بد نام که بخود میپسند و دل در عروس عشوه نمای جان ربای دنیا مبند **مصرع**
که این عجوزه عروس هزار داماد ست ❊ عمر سعد گفت یا ابا عبدالله هر چه گفتی حق و صدق
اما می ترسم که اگر بخدمت تو در آیم منازل مرا در کوفه خراب کنند امام فرمود که عمارتهای دنیا
خانه ای بیش نیست کدام خانه تعلق باید داشت ترا زیبد اگر قصر بلند ترا پست سازند کوشکهای
رفیع در جنت برای تو بنا کنند و هم نزد اگر با من باشی سرای بهتر از آن بتو دهم گفت مرا در والا
کوفه ضیاع و عقار بسیار است از آن می اندیشم که این زیادتها متصرف گردد حسینؓ
فرمود که اگر آن ضیعت ضائع شود من ترا در حجاز زر بخشم که بهتر از آن ارزد عمر سعد سر در
پیش انداخت و هیچگونه جواب نداد حسینؓ گفت برو که بفضل خداوند وثوق دارم که بعد از من
مرا دتر سیری از گندم آن دیار نشود زیرا که بزبان آن حضرت گذشت چه اندک زمانی مختار ابو عبیده او را و
پسرش حفص را خواند و که پدر را بر حرب حسینؓ تحریص و بر حکومت ری ترغیب کرده بقتل رسانید
و چون شاهزاده بازگشت بریر بن حضیر همدانی که یکی از جمله زهاد و عباد زمان بود پیش آمد که
ای فرزند رسول خدا اجازت ده تا بروم و گفت عمر سعد را نصیحت کردم از قبول آن امتناع دارد اگر دستوری
دهی بروم و پندش دهم شاید که پنبهٔ غفلت از گوش وی برکشم و چون نزد عمر رسید سلام نداد

امام حسینؓ فرمود که بر صواب دید تو کسی را اعتراض نیست بریر چون اجازت یافت علی الصباح
بلشکرگاه عمر سعد شتافت و او در خیمه بود که برای او نصب کرده بودند بریر همدانی بی اجازت
درآمد و سلام نکرده بنشست عمر سعد در غضب شد و گفت یا اخا همدان ترا چه چیز مانع شد که
بر من سلام نکردی مگر من مسلمان نیستم بریر گفت که حضرت رسول صلی الله علیه وسلم فرموده که
المسلم من سلم المسلمون من لسانه و یده مسلمان کسی ست که مسلمانان از زبان و
دست او بسلامت باشند اینجا آب بر اهل بیت پیغامبر صلی الله علیه وسلم بسته و زبان بمذمت
ایشان برکشوده با فرزند رسول خدا صلی الله علیه وسلم داعیه حرب کرده و لشکر برای عترت پیغامبر
صلی الله علیه وسلم آورده مصرعه از خلق و خدا هیچ ترا شرم و حیا نیست * عمر سعد زمانی سر
در پیش انداخت پس سر برآورد و گفت ای بریر یقین میدانم که هر که با ایشان قتال کند و حقوق
ایشان را غصب نماید لامحاله جای او جحیم و جزای او عذاب الیم خواهد بود اما من ترک ملک ری نمیتوانم
و دل از حکومت و ایالت بر نمیتوانم گرفت بریر فرمود که یا ابن سعد هر که هوس ملک ری کند
هر آئینه بساط خدمت حق را طی کند و مرکب سعادت را به تیغ شقاوت پی کند و مرد نیکبخت
و عاقل اینچنین کارها کی کند **نظم** گیرم که روزگار ترا میری کند * آخر بمرگ نامه عمر تو طی کند *
گیرم که بگذری تو ز قارون بگنج و مال * با وی وفا نکرد جهان با تو کی کند * هر کو گزید
دشمنی آل مصطفی * او مرکب سعادت خود بازپی کند * پس بریر از پیش وی ناامید
بیرون آمد و خبر بشاهزاده رسانید که آن سیاه گلیم عقاب عظیم را بر نعیم مقیم اختیار کرد **بیت**
باب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد * گلیم بخت کسی را که بافتند سیاه * اما شمر ذی الجوشن
چون شنود که عمر سعد در شب رفته با حسینؓ سخن گفته فی الحال بکوفه رفت و با ابن زیاد گفت
که میان حسینؓ و عمر سعد رسل و مراسله واقع ست و شب نیز با یکدیگر ملاقات نموده تدبیرها
میکنند و حقیقت این حال معلوم نیست ابن زیاد در غضب شد و نامه نوشت بعمر سعد که من ترا
بمحاربت حسینؓ فرستاده ام نه بمصاحبت او می شنوم که با هم کلام و پیامی [illegible]
از دست تو نمی آید منشور ری که بنام تو نوشته ایم باز فرست و سپهسالاری لشکر با شمر ذی الجوشن
گذار چون نامه برسید عمر سعد اندیشناک شد و دل بر حرب حسینؓ نهاد راوی گوید که در روز هشتم
محرم در لشکرگاه حسینؓ آب نماند و آن لشکر به تشنگی مبتلا شدند و اطفال فریاد
العطش العطش برکشیدند حسینؓ برخاست و بموضعی [illegible] گفت [illegible]

چون قدرے بکندند چشمۂ آب شیرین خنک وخوشگوار پدید آمد همه لشکر ازان آب خوردند
ومرکبان را سیراب ساختند ومشکها پُر آب کردند وباز آن چشمه ناپدید شد وهرچند طلبیدند
ازان نشانی ندیدند واین از جملۂ کرامتهاے شاهزاده بود اما چون این خبر به پسر زیاد رسید
باز نامه نوشت بعمر سعد که حسین رض را مجال داده تا در بادیه چاه مے کند کار بر وسخت گیر ومجال
بروتنگ ساز اینک لشکرے در پے میفرستم انگه شمر را با چهار هزار مرد بمدد عمر سعد فرستاد واز عقب وی
یزید کلبی را با دو هزار وحصین بن نمیر سکونے را با چهار هزار ودر پے ایشان عمرو بن قیس بن حنظله
را با دو هزار ودر قفای ایشان نصر شامے را با دو هزار واز پس آن حجاج بن الحر را با هزار کس دیگر
تا هفده هزار سوار وپیاده بعمر سعد پیوستند واو پنجهزار مرد داشت مجموع بیست و دو هزار
نامرد جمع شدند وبا شاهزاده اندک مردمی بود حبیب بن مظاهر اسدی گفت یا ابن رسول الله
درین نزدیکے قبیلۂ بنی اسد است دستورے ده مرا تا امشب بروم وایشانرا بنصرت تو خوانم پس
اجازت یافته بمیان قوم رفت وگفت ای مردمان پسر فاطمه رض زهرا وجگرگوشۂ رسول خدا
صلی الله علیه وسلم را بیست و دو هزار سوار وپیاده درمیان گرفته اند وشما خویشان من اید او
وشما را نصیحت میکنم که اگر شفاعت رسول صلی الله علیه وسلم مے طلبید بیائید وحسین رض را دریابید
عبدالله بن البشیر اول از ان مردمان بر پاے خاست وگفت مصرعه اول کسی که لاف محبت زند
منم گواه باشید که نخست کسے که اجابت دعوت حسین رض کرد من بودم حبیب گفت بشرک الله
یا ابن البشیر بالجنة اے پسر بشیر بشارت دهاد خدا ترا به بهشت القصه نود کس از بنی اسد
بیعت کرده مکمل ومسلح بر اسپان تازی نشسته روی بلشکرگاه حسین رض نهادند قضارا بدبختے
از همین قبیله خبر بعمر سعد برد واو ازرق شامے را با چهار هزار کس فرستاد وآن جماعت در پیش ایستاد
آن لشکر را بسبب ایشان هر دو در کنارهٔ آب فرات بهم رسیده جنگ در پیوستند وشکست بر مردم
بنی اسد افتاد وجمعے کشته شدند وباقی دانستند که طاقت مقاومت آن لشکر ندارند بقبیلۂ خود
باز گشتند وحبیب باز نزد شاهزاده خبر رسانید وموجب ازدیاد حزن اهل بیت شد **بیت** مردم
افزا بار غمے بالاے غمم بد لشکر غم دائمی افتند بهم ❊ وچون پسر زیاد شنید که حسین رض بقبائل
کس میفرستد ومدد مے طلبد آتش غضب او اشتعال یافته کس بعمر سعد فرستاد که اگر درین روز
بجنگ حسین رض مشغول نشوی ترا وهر که با تست سیاست بنمایم چون پیغام ابن زیاد برسید عمر سعد
بترسید واگرچه روز بیگاه شده بود فے الحال سوار گشته با تمامی لشکر روی بحسین رض نهاد واین روز

نهم محرم بود که تاسوعا گویند و دران محل حسین سر بر زانو حضرت بی بی زینب نهاده در خواب شده بود چون
گرد سپاه و نعرهٔ سواران و قعقعهٔ سلاح پدید آمد او را بیدار ساختند حسین برادر [illegible]
خود عباس را با بیست سوار پیش ایشان باز فرستاد تا معلوم کند که سبب آمدن آن جماعت چیست
عباس تحقیق نموده بازگشت و گفت عمر سعد ست با لشکر خود بر حرب اقدام نموده حسین فرمود
که برو و این قوم را بلطف بازگردان که روز بیگاه است و باقی امروز را امهال طلب باش تا شب
عاشوره تا باشد که مراسم طاعت و لوازم اوراد من درین شب برقرار ماند عباس بازگشت و گفت
ای مردمان جگر گوشهٔ مصطفی صلی الله علیه وسلم یک امشب دیگر مهلت می طلبد و میفرماید که
شب بازپسین ست از عمر وی میخواهد که بطاعت و عبادت گذراند و در اوراد و اذکار و تلاوت قرآن مجید
با امرای لشکر مشاورت کرد گفتند ما به تنگ آمده ایم و از غضب امیر نیز میترسیم شمر فریاد زد که شما را
امان نیست و امهال مجال ندارد ناگاه ابو شعبان کندی و در روایتی آنست که عمرو بن حجاج از آن
مقاله شرم داشت بانگ بران جماعت زده گفت ای قوم این چه سخت دلی و سست ایمانی ست
که می کنید اگر این قوم از روم و یا از چین بودندی و مهلت خواستندی مهلت می دادید [illegible]
این اهل بیت پیغامبر شمااند و شما امت جد وی اید از خالق بترسید یا از خلائق شرم دارید و گفته نظم
شما بس سخت روی و سست دینید * چو شیطان لعین با کبر و کینید * ز حق [illegible] شرمی ندارید *
ز مردم نیز آزرمی ندارید * نه آخر اهل بیت مصطفی اند * بصد کرب و بلا در کربلا اند * مردمان این سخن
استماع کرده دست از حرب باز داشتند و همانجا فرود آمده نگهبانان بر گماشتند و حسین قبل ازین فرموده بود
تا گرد لشکرگاه خندق کنده بودند تا مصاف از یکجانب باشد و حرم نیز از تعرض [illegible] ایمن باشند
و پر هیزم ساخته و درین محل فرمود تا آتش دران زدند تا کسی شبخون نیارد [illegible] آتش [illegible]
[illegible] گرفت مالک بن عروه [illegible] نشسته [illegible] گفت ای حسین پیش از آتش [illegible]
این آتش را خود زدی حسین فرمود که کذبت یا عدو الله [illegible]
گمان داری که من بدوزخ روم و تو به بهشت [illegible] گفت [illegible]
فرمای تا [illegible] بدان آتش زنم حسین گفت نخواهم که [illegible]
[illegible] پس روی بقبله آورد و گفت اللهم جره الی النار [illegible] عقوبت [illegible] آتش
گشت و پیش از بازگشت او آتش عقبی [illegible]
[illegible] ظاهر شد [illegible]

شهدا

... ان از دست داده پایش در رکاب بماند اسب بهر سو میدوید تا بکنار خندق آتش رسید
و او را از پشت در میان آن آتش افگند و خود بازگشت و خروش از مردمان بر آمد و این کرامتی
دیگر بود از ان حضرت پس حسین سجده شکر بجا می آورد و انگه سر برداشت و باواز بلند چنانچه
جمیع لشکر بشنیدند گفت خدایا ما اهل بیت و ذریت رسول توایم داد ما از ظالمان بستان
از میان لشکر شخصی آواز داد که ترا به پیغامبر صلی الله علیه وسلم چه خویشی ست که هر ساعت لاف میزنی
حسین از زدن این سخن متغیر شد و آشفته شد و از سر نیاز با حضرت کریم کارساز و خداوند بنده نواز مناجات کرد
که خدایا این بیدین نسبت من قطع میکند مرا فرزند پیغامبر تو می داند فارمه فی الیوم زلا عاجلا
... از زبان ... بود ناگاه رگ جانش را قطع کن هنوز تیر دعا بر هدف آسمان
اجابت نرسیده بود که شهباز قضا از سدره عالم التقدیر در رسید و علی الفور در باطن آن ناپاک تقاضای
قضای حاجت پیدا شد از مرکب فرود آمد و بقضای حاجت مشغول گشت کژدم سیاه با وی آتشین برعورت او زد
و کشته شد با عورت در میان جیب و راست میگردید تا جان پلیدش از تن ملوث او جدا شد مصرعه
در آتش چنان بدو زند کافر مرده به * و این کرامتی دیگر از ان حضرت واقع گشت پس حصین بن نمیر
پیش راند و آواز داد که ای حسین این آب فرات می بینی که چون دریای مواج میرود بخدا که از
قطره بچشی تا از تشنگی هلاک شوی حسین که این سخن بشنید آب در دیده بگردانید و گفت اللهم
اقتله عطشا ان خدایا او را تشنه میران فی الحال بی سببی آتش در رسید و ویرا بیند اخت
و او بر خاست در پی اسب می دوید تشنگی بر وی غالب شده میگفت العطش العطش و هر چند
آب بلب او میرسانیدند نمی توانست خورد تا در ان تشنگی بمرد و این آیت سوم بود که از ان حضرت
ظاهر شد و لشکر بسیار زیاد آن همه کرامات مشاهده می نمودند و همچنان بر طرفت جهل و عنا
مستقیم بودند مثنوی اشقیا منکر کرامات اند * بر بساط منکرت مات اند * اولیا را چه
مینداند ... اهل صفا فرو نارند * این همه بهر آنکه جنس نیند * دو دیو اند نوع انس نیند
القصه آن روز و شب حرب نکردند و ملازمان امام مظلوم روی نیاز بدرگاه حی قیوم آورده
همه شب ... گرسنه و تشنه بذکر الهی و درود حضرت رسالت پناهی صلی الله علیه وسلم میگذرا
نیدند آورده که چون روز تاسوعا بگذشت و شب عاشورا درآمد سلطان سیارگان در تغر
غروب مقام گرفت و شب مشکفام پلاس سیاه و پیراهن کبود در ماتم خاندان بپوشید و تو نا
... شهیدان کربلا آمدند شفق خون دیده در دامن سپهر ریخت ... زمین گرد

وخاکستر رخسار بر فرق خویش بیخت **بیت** دود ظلام روی زمین را سیاه کرد
خویش را بنجر اشش تباه کرد ✽ دران شب حسینؓ بفرمود تا آن کسے که اسلاح ساخت
همراه داشت درمیان صحرا نهادند وجمیع لشکر خود را طلبیده بربالای کرسی نشسته
خطبه در غایت جزالت ونهایت بلاغت ادا کرد وبعد از ثنای خداوند تعالی وتعظیم
ودرود سید عالم صلی الله علیه وسلم فرمود که الحمد لله علی السراء والضراء اما بعد بدانید
که من هیچکس را از اصحاب خویش باوفاتر نیافتم وهیچ آفریده را از اهل بیت خود رحیم‌تر
ونیکوتر ندیدم فجزاکم الله منی خیراً خدا شما را از جهت من جزای خیر دهاد بدانید که
رقبهٔ شما را از ربقه بیعت خویش محلی ساختم واین مهلت برای شما خواستم
که چون این قوم مرا بینند طلب شما نکنند وبجستجوی دیگری نپردازند پس باید که هر یک
از اصحاب من امشب دست یکی از اهل بیت من گرفته در آفاق متفرق گردند تا از محنت رهایی
واز شدت فرج یابند **بیت** من شدم غرقهٔ گرداب غم آن به که شما ✽ کشتی خود
سوی ساحل رانید ✽ برادران وفرزندان وخویشان وموالیان جواب دادند که
ما را قوت مفارقت وطاقت مهاجرت تو نیست ولقای خود بعد از وفات تو نخواهیم
وتا جان در تن داریم ورمقی در بدن داریم با اعدای ودشمنان اولاد رسول رب العالمین
مقاتله خواهیم نمود **بیت** بقیامت برم آن عهد که بستم با تو ✽ تا نگوئی که دران روز وفا
ننمود ✽ حسینؓ ایشان را دعا گفت وروی بفرزندان مسلم بن عقیل کرد وگفت ای
بر مواعید کاذبه واکاذیب باطله کوفیان اعتماد نموده پدر شما را بکوفه فرستادیم وآن
روی دل از کوی مهر ووفا بر تافته وباقدام انتقام در شاهراه تحریک فساد وایقاد
نایرهٔ ظلم وبیداد شتافته غرض مضمون اورا هدف سهام تعرض ساختند
اهل بیت نبوت را از روی ناسپاسی بر انداختند الا لعن الرحمن من کذا
شهادت نوشید وخلعت سعادت پوشید حالا شما یادگار مسلم علیه
وماتمزده است برخیزید ومادر خود را بر داشته از اینجا بقبیلهٔ ... رسید واز آنجا بمدینه
ودل در کرم الهی بسته انتظار برید کرد میبدم کسی که انتقام ما از بنی امیه بکشد ظهور ناید گردد ومن این سخن
از پدر خود شنوده ام وحقا که او از حضرت رسالت شنوده باشد واین صورت برین وجه بوده
که حضرت امیر ... روزی از ... [illegible]

محمد حنفیه گفت ای پدر روی در آخر صفوف ست امیر فرمود که مراد من ابو مسلم خولانی نیست
مقصود من صاحب جیش شما که از جانب مشرق با رایات سیاه پدید آید و چندانی محاربه کند که
خلافت را بواسطه وی حق را در مرکز خود قرار دهد خوشا وقت آنان که با وی موافقت نمودند
در اعلای دین و نگونساری ظالمان جد و جهد نمایند این نقل بصحت پیوسته و در شواهد النبوة
مذکور است و آنجا چنین فرموده که مراد ازین شخص صاحب الدعوة ابو مسلم مرویست که با علمهای
سیاه از مرو شاهجهان بیرون آمده با بنی امیه محاربه نمود و عالم را از شامت مروانیان بپرداخت
القصه چون امام حسین این سخن با اولاد مسلم بگفت که بریده نمکی دیگر بر بالای جراحت
مصیبت پدر می نهید شما را فراق پدر و برادران بس است **مصرعه** اندرین ره دوی نباید داغ بر بالای
داغ * ایشان فریاد برکشیدند که ای شاهزاده **مصرعه** مائیم و خاک کویت تا جان
ز تن برآید * جان را چه خطر باشد که بهر تو فدا کنیم و سر را چه قدرست که نثار آن خاک پا کنیم پدر ما
در وفاداری تو سر در باخت و مادر هوادار تو جان در می بازیم او بغیرت با دشمنان در ساخت
و ما از محبت با دوستان جانی در می سازیم تو نه از آن سروری که با تو سری مضایقه توان
کرد آنکه با تو سری که رضا دل ترا بزودی از دست توان داد **بیت** تا سر ز گریبان اجل
بیرون نکشیم دست ز دامان تو کوته نکنیم چون حسین دید که ایشان از روی صدق و صفا محکم
و در راه مهر و وفا ثابت قدم اند دعای خیر جهت ایشان بر زبان راند و فرمان داد که چون
همه اصحاب حسین برین وجه قرار یافت باید که بروند و بقیه که از شب مانده بطاعت و عبادت
بگذرانند و در صباح حاضر گردند که نماز آخرین که بجماعت خواهیم گذارد نماز این بامداد خواهد بود
آن تشنه جگران بمنازل خود شتافتند و با وراد و ادعیه مشغول گشتند آن شب همه شب ناله زار و آه
جگر سوز ایشان بفلک بر راه سپرفت و نم اشک غریبان بادیه عنا از چشمه چشمها به پشت ماهی میرسید
دود آه آتش افشان تا بجائی رفت و آه تا بماه * ماه در ماهی ز ابر اشک و آه سیکیم گواه *
در روایت آورده که اوائل سحرگاه بود که از بطنان آسمان آوازی آمد که یا جیش الله ارکبی
یعنی ای لشکر خدا سوار شوید که هنگام کارزار رسید و بشنید که وقت رحلت بمنزل دار القرار آمد
امام زین العابدین چون این بشنود جوشان و خروشان خود را در خیمه حسین انداخت و گفت
ای پدر بزرگوار این صدا شنیدی که از آسمان آمد گفت آری شنیدم و ازین غم
زین العابدین درین ساعت بیک لحظه نور باصره از فلک دماغ با فول رسید و مردم چشم

از روزنه جان بنظارهٔ گلشن ملکوت مشغول شد بحکم وراثت جدم صلی الله علیه وسلم [illegible]
عینای ولا ینام قلبی چشمم در خواب و دلم بیدار بود سگان دیدم که بر من حمله کردند و در میان
آنها سگی از همه بر من خشمناک‌تر بود و من با خود گفتم که او مرا هلاک خواهد کرد و در این اندیشه
بودم که جدم صلی الله علیه وسلم پیش من آمد و گفت یا بنی ای پسر دلبند شهید آل [illegible]
مظلوم‌ترین فرزندان من اینک انبیا باستقبال روح پاک تو آمده اند و بمرتبه بزرگ ترا [illegible]
میدهند جهد کن تا امشب افطار نزد من کنی و توقف و تاخیر جایز نداری و همراه جدم صلی الله علیه
وسلم فرشته دیدم آن حضرت صلوات الله وسلامه علیه فرمود که ای حسین این کس [illegible]
گفتم فرمود که این فرشته ایست از آسمان فرود آمده با شیشه [illegible] ترا و ران [illegible]
نگاهدارد ام کلثوم بگریه در آمد حسین گفت ای خواهر همه اهل بیت [illegible]
رسیده است محمل الوداع اید وستان کیت دم سفر خواهیم کرد مسکن [illegible]
خواهیم کرد ✽ از اینجا شاد و خرم میرویم از بهر آنکه ✽ منزل اندر بقعه زین خوبتر خواهیم
بهر کرا عزم تماشای ریاض قدس هست ✽ گو مهیا شو که از اینجا سفر [illegible]
[illegible] حسین [illegible] را اجازه داد و بیامدند حسین فرزندان را پیش خود جا داد و بوسه بر [illegible]
[illegible] سینه ایشان می مالید و از دل پرخون زار زار می نالید و [illegible]
[illegible] شما سوز که هنوز وقت یتیمی شما نیست و در غریبی [illegible]
یتیمی شده [illegible] و غم شما با که گویم پس روی بشهربانو کرد که یار دیرینه من [illegible]
[illegible] سر [illegible] نمیدانم که با این یتیمان چه خواهی کرد و بعد از من غم ایشان چه گونه
خواهی [illegible] خروش و فغان از اهل بیت بر آمد و کشتی صبر و سکون در گرداب غیرت و [illegible]
[illegible] افتاد و از امواج دریای مصیبت و احزان متلاطم [illegible] شد [illegible]
[illegible] بزرگان خاندان گریان گشت و زبان بدین نغمه دلسوز جگر خراش [illegible]
موج زن میشود از هر دیده طوفان غمی ✽ میرسد در گوشم از هر لب [illegible]
نمیدانم چه کار افتاده است ✽ اینقدر دانم که در هم رفته کار عالمی ✽ ام کلثوم [illegible]
گفت ای گلدستهٔ باغ لا فتی و ای لالهٔ نو رسته چمن هل اتی [illegible]
[illegible] استماع این کلام جگرسوز است جد با حضرت مصطفی صلی الله علیه وسلم [illegible]
رحلت فرمود و خرم [illegible] حضرت علی مرتضی بود چون علی بپال شهادت سوی روضه [illegible]

سایه برادرت حسن مجتبی بر فرق ما گسترده شد و بعد از برادر محرم ما محرمان و پناهگاه مظلومان
تو بودی ای یادگار خاندان نبوت چون تو بروی محرم ما که باشد و مرهم راحت بر جراحت دل
ما فراق زدگان **بیت** فریاد ازان روز که بی تو بمانیم * در آرزوی عمر بحسرت گذرانیم *
درین سخن بودند که ناگاه صبح بدمید و گریبان از غم آن غریبان چاک زد **مصرع**
فلما اضاء الصبح فرق بیننا صبح سر برهنه از سپهر کبود پوش خراشیده روی ظاهر گشت
و آفتاب سرگردان از فلک سرگشته با دل پر آتش طالع شد و دشنه زبان گیسوی شب را
در ماتم شهید ببرید و موی بریدن در مصیبت غریب نیست و دست زمان پیراهن ازرق
فلک را از جیب تا دامن فرو درید و جامه دریدن در تعزیت عجیب نیست **نظم** هر صبح اگر
نه تعزیت مفخر الهداست * پیراهن کبود فلک غرق خون چراست * گر آفتاب شرع نه در خاک
تیره شد * بر قامت سپهر چرا پیرهن قباست * گر در فراق آن رخ گلگون نسوخت زار * خورشید
را چرا رخ بعلی چو کهرباست * اما چون اثر صبح ظاهر شد حسین بانگ نماز گفت و یاران
جمع شده و تیمم کرده سنت ادا کردند و فرض را بجماعت گذاردند و هنوز دعا ناگفته و اوراد
ناخوانده فریاد کوس حربی و ناله نای رزمی از لشکر مخالفان برآمد جوق جوق از سوار
و پیاده مکمل و مسلح روی بمیدان نهادند رایتها و علمها نصب کردند ندای هل من مبارز در داد
زاست کرموالیان حسینی سپاه عراق را که مخالف اهل حجاز بودند با جنیان برگ نوا دیدند عشاق
مرحله شکاری بدست یقین برای خسرو زمان و زمین بر میان جان شیرین بستند و پیاده
و سوار رو بصفت کارزار آوردند عمر سعد تعبیه لشکر پرداخته میمنه نامیمون را در عهده عمرو ابن
حجاج کرده و میسره ناسره را بشمر ذی الجوشن سپرده و علم را بدست موسی خود درید داد و
آن قلب سیاه دل در قلب سپاه قرار گرفت شاهزاده با آنکه عدد وی چند بیش نبود از
کثرت لشکر دشمن اندیشه ناکرده میمنه با میمنت را بنامزد زهیر بن قیس بجلی نمود و میسره را با
حبیب بن مظهر را مقرر فرمود و رایت را به برادر عباس ارزانی داشت و اگر چه جای قلب
[illegible] را شد آن صدر در قلب جای گرفت مبارزان حسین در میدان شهادت نقد جانهای روان
بر کف کفایت نهادند هاتف غیبی از عالم لاریبی بگوش هوش ایشان این ندا رسانید که **نظم**
روز جنگ ست جنگ باید کرد * کوشش نام و ننگ باید کرد * وقت جوشش شتاب خوش
باشد * گاه کوشش درنگ باید کرد * شکم ماه و پشت ماهی را * ز اشک تیغ رنگ باید کرد *

اندرین بحر غوطه باید خورد ✤ جا بکام نهنگ باید کرد ✤ رزم با این سگان روبه باز ✤ همچو شیر
و پلنگ باید کرد ✤ وز پی دیدهای کج بینان ✤ فکر تیر خدنگ باید کرد ✤ اما چون هر دو
صف راست شد حسین به خیمه درآمد و عمامهٔ رسول صلی الله علیه وسلم بر سر نهاد و دراعهٔ
آن حضرت صلی الله علیه وسلم در پوشید و شمشیرے که شهسوار میدان انا نبی بالسیف
در دست گرفتے حمایل کرد و بر اسپی مرتجز نام که مرکب راکب براق بودی سوار شده روی بمیدان نهاد
و شعرے آغاز کرد که یک بیت از آن اینست **شعر** انا ابن علی المطهر من آل هاشم ✤
کفانی بهذا مفخر حین افخر ✤ و مضمون سخن آن حضرت آنکه ای اهل عراق سوگند بر شما
میدهم که میدانید که من نبیرهٔ مصطفی ام صلی الله علیه وسلم و سبط رسول خدا ام و جگر گوشهٔ
فاطمه زهرا ام و قرة العین علی مرتضی ام برادرم حسن مجتبی است عمم جعفر طیار در هوای
فضای جنات اعلی است عم پدرم حمزه سید الشهدا است و می بینید که این عمامهٔ رسول خدا
ست که بر سر دارم و این دراعهٔ مبارک اوست که در بر دارم و این شمشیر آن حضرت است که
حمایل کرده ام و این اسپ خاصه اوست که بزیر ران در آورده ام نعره از آن لشکر برآمد که ای
حسین براستی و درستی که آنچه گفتی حق و صدق است حسین گفت پس بچه وجه خون مرا حلال میدارید
و آبی که برد و دام و یهود و نصاری حلال است از من باز میگیرید و حال آنکه پدر من فردا بدست
خود از حوض کوثر همچو کسے که شتران تشنه را از آب باز میگرداند درین محل آواز گریه و زاری
اطفال و نسوان اهل بیت از خیمه بسمع همایون حسین رسید از استماع آن متاثر شده گفت
لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم پس عباس و علی اکبر را فرستاد که بروید و با ایشان
بگوئید که فردا شما را بسیار باید گریست حالا در گریه تعجیل مکنید ایشان خاموش شدند و
شاهزاده باسر حرف خویش رفته گفت ایها الناس بدانید که خداوند تعالی [illegible]
حرام گردانیده و من هرگز دروغ نگفته ام و وعده خلاف نکرده ام و هیچ مسلمان [illegible]
و تا قلم تکلیف بر من جاری گشته فرائض الهی را ترک نکرده ام و شما را معلوم [illegible]
که من دارم امروز برروی زمین هیچکس ندارد و من مردی بودم از دنیا اعراض نموده و ملازم روضهٔ
جد بزرگوار خود صلوات الله وسلامه علیه گشته مرا در آنجا رها نکردند تا ضرورت ترک مدینه گرفته
بحرم مکه بردم و بعبادت پروردگار خود مشغول شدم تا رسل شما متعاقب و نامهای شما متواتر
بمن رسید که ما ترا بامامت احق و اولی از غیر تو میدانیم باید که متوجه اینجانب شوی مرحمت

نشانه نشد ✤ منتظرم که بحکم ان الله یمهل ولا یهمل جزای کردار ومزای گفتار شما بزودی

در شمار سد **نظم** هر که آئین ظلم پیش نهاد ✤ بنا بر دست و پاے خویش نهاد ✤ چند

روزے اگر سرافرازد ✤ دهرش آخر زپا دراندازد ✤ پس حسین عنان مرکب از میان برتافته

بصف لشکر خود باز آمد و دل بر محاربه بنهاد و این واقعه روز جمعه بود دهم محرم سال بر شصت

و یک از هجرت سید عالم صلے الله علیه وسلم و لشکر مخالف بقولے هفتاد هزار و بروایتے

سی هزار بودند و صحیح روایات آنست که بیست و دو هزار سوار و پیاده از شام و کوفه دران معرکه

حاضر آمدند و ملازمان حضرت امام حسین بقولے هشتاد و دو و بروایت اشهر هفتاد و دو تن

بوده اند بغیر از ان حضرت سی و دو تن سواره و چهل تن پیاده و در اغلب رسائل که سخنان

این مقتل مرقوم شده تفصیل این مبارزان و کیفیت مبارزت ایشان مذکور نیست و بمجرد

نامی و شعرے اکتفا کرده اند و این کمینه تفحص و تصفح بسیار کرده تفاصیل آن واقعه را بطریقه خیر الکلام

درین اوراق ایراد نمود و رجز هر مبارزے را که میخوانده چون پارسے زبانان را ازان فائده نیست

و سر رشته سخن بسبب آن انقطاع مے یابد اینجا نیاورد مگر جائے که ضرورت باشد و اشعارے که ترجمه

آن رجزها بود از گفتار قدما و مناسب اذهان لطیفه اهل زمان می نمود آن نیز مطلوبی شد الا انچه

ایراد آن بفائده نبود و من الله الاعانة والتوفیق راوی گوید که چون صفوف قتال آراسته شد

از هر دو جانب چشم بر میان میدان گماشتند تا سبقت حرب که کند و حسین میفرمود که من

از پدر خود یاد دارم که تا مخالف ابتدا بحرب نکند متعرض حرب او نباید شد - اما حر بن یزید

پیش صف لشکر کوفه ایستاده بود چون حال بران منوال مشاهده نمود مرکب نزدیک

عمر سعد راند و گفت یا ابن سعد با حسین علی مقاتله خواهے کرد گفت بلی درین قتال بسیار

بے سر خواهد شد حر گفت فردا جواب رسول صلے الله علیه وسلم [illegible]

جواب نداد حر ازو اعراض نموده متوجه میدان شد اما لرزه بر اندامش افتاده [illegible]

در بر بشش میطپید چنانکه هر کس در پهلوی وی بودی آواز آن میشنود [illegible]

دیگر آنست که برادرا و مصعب بن یزید بادی گفت که من در هیچ [illegible] ترا ترسناک ندیده ام

تو از جمله مشاهیر دلاوران و مبارزانے و هر گاه که از دلیران [illegible] رسیده اند

پیش ما از همه ترا نام مے گرفته اند و پیش از همه ترا [illegible] میدان [illegible] را

سبب چیست حر گفت ای برادر مرا هیچ ترس [illegible] اما نفس [illegible]

ساخته ام و با خود در اندیشه آنم که چگونه بر آید ناگاه نعره از جگر بر کشید و گفت ای برادر
بشارت باد که نفس من بهشت را اختیار کرد پس تازیانه بر اسپ زد و نزد امام حسینؓ آمد و از
مرکب پیاده شد و رکاب حسینؓ را بوسه داد و روی بر سم مرکب شاهزاده نهاد و گفت یا ابن
رسول الله من گمان نمی بردم که این جماعت قصد تو کنند و خیال می بستم که مهم بصلح انجامد [illegible]
که [illegible] واقعه ان الشان بر من ظاهر شد [illegible] تو [illegible]
[illegible] گناه من بجز قبول رسد یا نه قطعه با خجالت [illegible] روی راه
آورده ام [illegible] آورده ام بر من بیدل مفلسان دست رد منه که
من با امید رو بسوی این بارگاه آورده ام حسینؓ از بالای مرکب دست [illegible]
حر را [illegible] گفت ای حر هر چند بنده گناه کند چون روی بدرگاه خداوند آورده استغفار نماید
و از آن گناه توبه کرده عذر خواهد امید قبول هست و هو الذی یقبل التوبة عن عباده
و یعفو ای حر که بنسبت من کردی ناکرده انگاشتم و تقصیری که تا این غایت از تو
واقع شد درگذاشتم مردانه باش و دل بر حرب قوی نه که امروز روز بازار سعادت است
میدان جلوه گاه اهل شهادت است حر با دلی پر از محبت حسینؓ رو بمیدان نهاد و در [illegible]
و جولان نمودن داد [illegible] چون مصعب برادر حر دید که حر آنحضرت را بر دنیا گزید و دست ولا
در دامن آل عبا زد و اسپ برانگیخت و در فتراک خدمت حسینؓ آویخت لشکر عمر سعد گمان
بردند که بجنگ برادر میرود چون بمیدان رسید گفت ای برادر خضر راه من شدی و مرا از ظلمت
کبر بسر چشمه آب حیات معرفت رسانیدی من هم با تو موافقت کرده از اهل مخالفت بیزار
شدم هم فردا گواه معامله هم باشیم و با هم از شفاعت حسینؓ بهره گیریم پس حر برادر را بنزدیک
حسینؓ آورده صورت حال بموقف عرض رسانید حسینؓ او را در بر گرفت و بنواخت در مقتل
اما [illegible] اسمعیل آورده که در آن زمان که حر نزدیک شاهزاده آمد گفت یا ابن رسول الله شب
خود را در خواب دیدم که نزد من آمد و گفت ای حر درین روزها کجا رفته بودی گفتم رفته بودم
که سر راه بر حسینؓ گیرم پدرم فریاد برکشید که واویلاه ای پسر ترا با فرزند رسول خدای
صلی الله علیه وسلم چه کار اگر طاقت آتش دوزخ داری برو و با وی حرب کن اگر خشنودی
رسول خدا صلی الله علیه وسلم و رضای پروردگار عالم تعالی [illegible]
[illegible] دشمنان او مصاف کن [illegible]

که بحرب روم حسین گفت تو مهمان مائی صبر کن تا دیگرے برود حر گفت یا ابن رسول الله
اول کسی که بمخاصمت تو آمدم من بودم دستوری فرماے تا نخستین کسی که بمحاربت دشمنان تو رود من باشم
حسین او را اجازت داد حر مردے مردانه و دلاورے فرزانه بود و او را در کارزار با هزار سوار
برابر داشتندی و سپهسالار پسر زیاد بود و بر مرکبے دونده و جهنده تازے نژاد بمیدان آمد و رجز
گویان مبارزے طلبید و ابو المفاخر ترجمه رجز او برین وجه آورده *نظم* منم شیر دلاور حر نام
ربا سے ٭ کمر بسته بپیش ولی خداے ٭ منم شیر و شمشیر بران بدست ٭ که دارد دلیرے شمشیر پای
چون حر سوار حر را در میدان بدید لرزه بر روے افتاده دلش بپیچید یکی از سعد وقاص حر را
که صفوان بن حنظله گفتندے طلبید و گفت برو و حر را نصیحت و ملامت کن جانب ما آر و اگر
سخن قبول نکند سرش بشمشیر آبدار از تن بردار صفوان باراد تمام نزدیک
و گفت ای حر تو مردی عاقل و پردل و از مبارزان کاملی روا باشد که از یزید
کنی حر گفت ای صفوان از خردمندی و مردانگی تو این سخن عجب است که تو یزید را
او ناپاک و فاسق است و حسین پاک و پاکیزه زاده تر و یج باد رشش
جنبانیده پیغامبر صلی الله علیه و سلم او را ریحان بوستان خود خوانده *بیت*
شرح و بیان بالاتر است ٭ هرچه من گویم ازان والاتر است ٭ صفوان گفت من این همه میدانم
و زیاده ازین همے شناسم اما دولت و مال و جاه باید بدست و ما هم دست
یراق و مرتبه و منصب مے باید تقوے و طهارت و علم و فضیلت
خاک سار حق را میدانی و مے پوشی و شربت شیرین نامی جان ربا
فردا تکند خمار کاکنون مستی ٭ صفوان در غضب شد و نیزه حواله حر کرد
نیزه او را پاره پاره ساخت و در همان گرمے سنان نیزه بر سینه اش
بیرون آمد پس بر ابهام نیزه از صدر زین در ربود و بر سر دست آورد
آنگاه بر زمین زد چنانکه استخوانهایش او ریزه ریزه شد خروش [illegible]
سه برادر بودند هر سه از غصه قتل برادر بیکبار بر حر حمله کردند حر
بعظمت و قدرت یاد کرده و بتاخت و دوال کمر یکے را گرفت و از خانه زینش
بر زمین زد که گردنش خرد بشکست و دیگرے را تیغ بر سر زد که تا سینه اش
روے بهزیمت نهاد حر از عقب وی در تاخت و نیزه بر پشتش زد که سنان از سینه [illegible]

بیرون آمد پس روی بجانب حسین آورده گفت یا ابن رسول الله مرا بحل کردی و از من
خشنود شدی حسین گفت نعم انت حر کما سمتک امک آری من از تو خشنود شدم
و تو آزادی چنانچه مادرت ترا نام نهاده یعنی فردا از آتش دوزخ آزاد خواهی بود حر این بشارت
شنوده بانشاطی تمام روی بمیدان نهاد و حرب در پیوست بهرجانب که در تاختی از کشته پشته ساختی
مقارن این حال پیاده در دوید و اسپ حر را پی کرد پیاده بحرب در آمد شعله خشم جان سوزش زبانه
کشیده و نائره قهر غیرت اندوزش اشتعال پذیرفته بیت به نیزه صخره را سوراخ میکرد +
به پیکان موی را صد شاخ میکرد + لشکر از این گونه کارزار رسیدند پیاده و سوار از پیش وی
در می رمیدند اما چون امام حسین دید که حر پیاده جنگ میکند اسپ تازی با ساز گرانمایه فرستاد
تا حر سوار شد چون آن مرکب نزدیک حر آوردند رکابش را بوسه داد و سوار شده بجولان در آمد
بیت عنان مرکب از آب میداد + بخون نوک سنان را آب میداد + چون جمعی را که مانند
پروین گرد او در آمده بودند چون بنات النعش متفرق ساخت خواست که باز گردد و نزد حسین آید
هاتفی آواز داد که ای حر باز مگرد که حوران منتظر قدوم تو اند پس حر روی بجانب حسین کرد
که یا ابن رسول الله نزدیک جدت میروم هیچ پیغامی داری حسین گریان شد و گفت
ای حر خوش باش که ما نیز در عقب تو روانیم خروش از اصحاب حسین بر آمد و حر خود را بر لشکر دشمن زده
حرب میکرد تا نیزه او در هم شکست پس تیغ آبدار را بکشید و هر خاکسار را که بر فرق میزد تا سینه
می شگافت و هر کرا بر میان میزد دو نیم میکرد گاهی حمله بر میمنه زده شور از لشکریان بر آورد
و گاهی متوجه میسره شده جمع ایشان را پریشان کردی برین سان کارزار مینمود تا خود را
نزدیک علمدار لشکر عمر سعد انداخت و خواست که علمدار را با علم دو نیم زند که شمر بانگ بر لشکر زد
که گرد اگرد وی فرو گیرید یکبار لشکر غلبه کردند و از اطراف و جوانب زخم بر وی زدن گرفتند
و حر در میان آن گروه محصور شد و متحیر شد و مردانه می کوشید ناگاه قسور بن کنانه نیزه
بر سینه حر زد که در وجای بگذشت حر گرم در حرب بود چون زخم خورد و در نگریست قسور را دید
که ضربت زده بود و خود از بیم حر جدا شده بشمشیری بینداخت بر فرق قسور که تا سینه اش
بشگافت قسور از اسپ در گذشت و حر نیز از مرکب در افتاد و نعره زد یا ابن رسول الله [illegible]
[illegible]
[illegible] لشکر [illegible]
[illegible] رخساره [illegible] و حر را [illegible]

بازمانده بود دیده باز کرد و سر خود را بر کنار حسین دید تبسمی کرد و گفت یا ابن رسول الله
از من راضی شدی حسین فرمود که من از تو خوشنودم خدا نیز از تو راضی باد حر ازین بشارت
شادمان شده نقد جان نثار نمود **بیت** برین مژده گر جان فشانم رواست که این مژده
آسایش جان ماست حسین از برای حر گریست و اصحاب آن حضرت نیز بر وی گریه کردند و صاحب
خشعی آورده که شاهزاده در مرثیه حر بیت فرموده است یکی از آن این است **شعر** لنعم الحر
حر بنی ریاح * صبور عند مختلف الرماح * و در ترجمه ابوالمفاخر آورده **نظم** خوشا حر
فرزانه نامدار * که جان کرده بر آل احمد نثار * ز رخش تکبر فرود آمده * شده بر براق شهادت
سوار * بعشق جگر گوشه مصطفی * بر آورده از جان دشمن دمار * آورده اند که چون مصعب برادر حر
دید که برادرش ببال شهادت بروضه قدس پرید باجازت امام حسین روی بمیدان نهاد و حر
بن جبیر و بعد از کارزار مردانه و کشتن دشمنان از جیاد آرزم بیگانه شربت شهادت نوش کرد
و با برادر با جان برابر دست وصال در آغوش کرده اند که حر پسری داشت در میان لشکر عمر
که نامش علی بود چون پدر و عم خود را کشته دید بی طاقت شده غلام خود را گفت بیا تا اسپان
را آب دهیم و هر دو سواره از میان لشکر عمر سعد بیرون تاخته روی بصف لشکر حسین آوردند
چون علی بن الحر نزدیک شاهزاده رسید از مرکب پیاده شد زمین ادب بوسید و نزدیک پدر آمد
روی در روی پدر مالید حسین گفت ای جوانمرد تو کیستی گفت من پسر حرم که در خدمت تو جان نثار کرد
و من نیز آمده ام که در حضرت تو جان فدا کنم و نکته الولد الحر یقتدی بابائه الغر اینجا گفته اند
بیت پسر کو ندارد نشان پدر * تو بیگانه خوانش مخوانش پسر * حسین پیر او را دعا گفت
و علی دستوری یافته روی بمیدان نهاد و زهر گریان طریه میکرد و جولان مینمود ناگاه شخصی
مردی از لشکر شام آراسته باسلاح تمام برون آمد علی باستقبال او رفته نگذاشت
که سخن گوید و بنوک نیزه او را از روی زین در ربوده بر زمین زد و گفت **قطعه**
نه من بنده ام * بسی دشمنان را سر افگنده ام * من از والد خویش شرمنده ام * چو او کشته شد
من چرا زنده ام * مبارز دیگر برابر وی آمد و بکین پدر و عم ایشان را بقتل میرسانید و حسین
باواز بلند بر وی آفرین میگفت و برای او دعا میکرد **بیت** آفرین خدا بر پدری * که او پرورد
و مادری که تو زاد * آخر الامر او را در میان گرفته شهید گردانیدند و به پدر بزرگوار رسانیدند آورده اند که
در رسانیدند اما غلام حر که غره نام داشت در فراق خواجه و خواجه زاده جگر بریان شده در لشکر برادران

آن راضی شدند که آداب مبارزان عرب آنست که در معارک حرب و قتال نام و نسب خود آشکارا سازند
و بمفاخر و مآثر قبیله و عشیره خود لوای مباهات برافرازند و ابواب تصلف و تکلف بگشایند و هر
که در باب مبارزت دارند بنمایند چون این سخن را قبول کردند حسین با صف لشکر خود آمد و عمر سعد
مردی مبارز نامدار را که سالم ازدی گفتندی بمیدان فرستاد سالم پیاده با مرکب تیز گام
بی آرام سوار شده و در دستی سلاح ملوکانه پوشیده مرکب خود را بجولان آورد و نام خود را و هر که
مبارزان آشکار کردند ای هل من مبارز بر کشید درین محل زهیر بن حسان اسدی
در پیش حسین ایستاده بود گفت یا ابن رسول الله این مرد که بمیدان آمده مبارزی صف شکن
و دلیری مرد افگن است مرا اجازت ده تا با او هم نبرد کنم و بنای لاف و گذاف که در ساحت
میدان برافراشته بصرصر قهر در هم شکنم حسین او را اجازت داد و این زهیر از قبیله بنی اسد
بود در همان نزدیکی از وطن و مسکن خود بریده و خدمت شاهزاده را از همه عالم برگزیده
و مبارزی مردانه و دلاوری فرزانه در نبردها اقداح راح ظفر نوشیده و در مجالس حرب از
جام طعن و ضرب شربت نصرت چشیده **بیت** در افگنده مرکب بمیدان دلیر به نعره بنالنده
نره شیر * در گرمی تاختن سر راه بر سالم ازدی گرفت سالم چون زهیر را دید از بیم او بلرزید
و از راه نصیحت در آمده گفت ای شهسوار مضمار محاربت و ای نامدار میدان مبارزت شرم
نداری که مال و منال اهل و عیال خود را میگذاری و روی بتقویت حسین میگذاری
او می آری زهیر گفت ای ناکس دون ترا شرم باد [illegible] اهل بیت مصطفی
صلی الله علیه وسلم می کشی و برای نعمت فانی [illegible] اختیار کنی سالم
خواست که دیگر سخن بگوید که زهیر نیزه [illegible] فی
الحال از مرکب در افتاد و جان بداد [illegible] یا اهل کوفه
هر که مرا خود نشناسد بشناسد که زهیر بن حسان اسدی [illegible]
تا زمانی با یکدیگر بگردیم و به بینیم که بخت کرا یاری کند [illegible]
بیت کوی عشق ست درو زخم بلا بسیار [illegible] *
اهل شام و عراق که نام آن یگانه آفاق شنیده بودند [illegible] شجاعت و دلیری او بسمع
ایشان رسیده بود همه سر در پیش افگنده از محاربت با او سر باز زدند عمر سعد بانگ بر سپاه
زد که این چه حمیتی ست [illegible]

بلند ساز ید نصر بن کعب نخعی سواری تمام بود واز رؤسای کوفه واز سرداران عرب که او را برابر
صد سوار داشتندی مرکب را برانگیخت و در برابر زهیر آمد و گفت ای شجاع عرب از نعمت خود
جدا ماندی و سنی ثمان خود را دست بازداشتی بیا تا ترا پیش امیر جلیل یعنی پسر زیاد برم
تا از خارستان عنا و کلفت بگلزار راحت و بهجت رسی زهیر گفت ای لعین در خدمت آن یاد خارهای
بدعت در دامن دین می آویزد و در گلستان خدمت حسین سرزمان نهال معرفتی از کنار
جویبار حقیقت میخیزد و من اکنون که از روضه صحبت آن حضرت گلهای مراد چیده ام از خارزار
دشمن نابکار هیچ اندیشه ندارم **بیت** زروی دوست مرا چون گل مراد شکفت ✤ حواله
سر دشمن بخار و خاره کنم ✤ نصر اندیشه کرد که زهیر را بسخن مشغول سازد و ناگاه بحربه
نیزه بسوی وی اندازد زهیر این معنی را دریافته مجال سخنش نداد و بیک زخم نیزه اش
بصحرای عدم فرستاد برادرش صالح بن کعب در میدان آمد زهیر بنیزه حواله او کرد و صالح
بیک طرف اسپ میل نمود تا نیزه او را در کمان پیش در رسیده او را از پشت خود بیفگند و در آن
محل پایش در رکاب ماند و مجال پیاده شدنش نماند اسپ جست ز لگد بر روی میزد تا پاره
پاره شد پسر عم کعب بن نصر از پدر شجاع تر بود بانتقام خون پدر و عم بانگ بر مرکب زده
در برابر زهیر آمد هنوز نفس راست نکرده بود که زهیر نیزه بر ناف وی زد چنانچه سنان از پشت وی
گذاره کرد زهیر باسپ و سلاح هیچ یک از سواران التفات نفرمود و خویش را بر پیادگان
زد که در پیش صف سواران بودند و خلقی را از ایشان هلاک کرد و باز مراجعت نموده بمیدان آمد
و مبارز خواست و هر چند مرد در برابر وی آمد بنیزه که چون غمزه خوبان چین فتنه انگیز
و چون مژه عاشقان مشکین خونریز بود خون او میریخت و با خاک میدان می آمیخت
بیت غزلوان بهر جانب می شتافت ✤ بنیزه دل دشمنان می شکافت ✤
بیک ساعت بیست و هفت سردار را از پا درآورد و عمر سعد روی بحجر الاحجار کرد که تو پشت و پناه
لشکری بیرون رو سر زهیر را بیار تا هر جا که روی بر آرم حجر گفت هیهات روباه با شیر یا
چه حد بهتر توانا کرد و تیهو در پیش شاهباز بپرواز تواند نمود این مبارز نبیره اسد است و او تنها
بهزار سوار در می آمیزد من از جان خود سیر نشده ام که بمقابله و مقاتله او آهنگ کنم
[illegible] می کند ✤ مگر آنکه سه صد سوار از
[illegible] دم نه بین که بر من حمله آرد در وی

مشاهده کردند جمعی از یلازمان را فرمود که زهیر را دریابید سعد که غلام امیرالمومنین علی بود
باده تن از مبارزان رفتند و خود را بر آن گروه زده برخی را از آن سواران بکشتند و زهیر را
از آن میانه بیرون آوردند افزون از دویست چوبه تیر در سلاح او نشسته بود و از بعضی زخمهای
او مانند باران قطرات خون میچکید او را بدینگونه نزد شاهزاده آوردند آن حضرت پیاده شد
و بر سر بالین او بایستاد زمانی بر آمد زهیر چشم باز کرد حسین را بر بالای سر خود ایستاده دید
آن مقدار قوت داشت که روی خود را بر قدم حسین نهاد و بزبان حال میگفت **بیت**
خاک قدم دوست شدم نیست کسی را ÷ این عیش که امروز مرا در قدم اوست ÷ حسین فرمود
که ای زهیر با من سخنی بگوی و آنچه در دل داری ظاهر کن تا بآن بایستم و تدارک گذاری کنم
که تقصیر نکردی و شرائط مردی و جوانمردی بجا آوردی زهیر گفت ای فرزند رسول خدا
برای من جام آب صاف زلال خنک آورده اند صبر فرمای که آب بخورم انگه سخن گویم حسین گفت
ای یاران حیای زهیر بد و نموده اند و آن شراب بهشت ست که بوی می نمایند بلکه برای همه
بیت در پی آن تیغ که بر سر خورند ÷ شربتی از چشمه کوثر خورند ÷ پس زهیر زبان بهم بر
نهاد چنانچه کسی چیزی آشامد آنگه نفسی زد و طوطی روحش بشکرستان یرزقون فرحین پرواز نمود
حسین بگریست و گفت طوبی مر زهیر را که در آن جهان همسایه من باشد و خدا و رسول
از وی راضی باشند راوی گوید که چون زهیر شهید شد هر دو لشکر دیده بر کشاده منتظر
ایستاده بودند تا چه کس قدم مبارزت در عرصه محاربت نهد و کدام دلاور داد مردانگی و فرزانگی
دهد از یکطرف لشکر شقاوت اثر کوفیان و شامیان آتش جهان سوز عناد برافروخته و رایت
شرارت سرائت قتال برافروخته **مثنوی** نبرد آزمایان آهن گسل ÷ پر از خشم سینه
پر از کینه دل ÷ چو آتش بسوزندگی گشته گرم ÷ نه مهر و وفا و نه آزرم و شرم ÷ و از یک جانب
[illegible] اختران سعود شاهزاده کونین و نور دیده نبی الثقلین علیه صلوات الله و سلامه تا اتصل
بریقین بالیقین دست اعتصام در عروة الوثقی حسبنا الله و نعم الوکیل زده و پای ثبات
[illegible] فقاتلوا اشقی تیغ نهاده اگر چه اندک می نمودند اما از روی جرئت چنان
بودند که اگر شیر شرزه پیش آید جگر او را بسر پنجه مردی بدرند و اگر با پلنگ جنگ باید کرد
پیه زنگ او را بچنگ در آرند **بیت** یکی را نیزه چون شعله آتش بکف ÷ هر یکی را ناوکی
چون برق سوزان در کمان ÷ ابوالمؤید آورده که درین محل دو مرد از لشکر عمر سعد بمیدان در آمدند

بر مرکبان کوه پیکر هامون نورد نشسته و هر یکی دست سلاح مرزد پوشیده طلبه کردند که ایشان را بجولان در آورند یکی گفت منم یسار مولای زیاد بن ابیه و دیگری نعره زد که منم سالم مولای عبید الله زیاد کیست آن خون گرفته و از عمر بسیر آمده که بمبارزت ما بیرون آید تا طعن نیزه و ضرب شمشیر دمار از روزگار او بر آریم بریر بن حصیر و حبیب بن مظاهر خواستند که بمیدان روند نزد حسینؑ آمده استجازه نمودند شاهزاده فرمود که شما توقف کنید ایشان خاموش شدند و مقارن این حال عبد الله بن عمر کلبی پیش حسینؑ آمده گفت یا ابن رسول الله مرا اجازت ده حسینؑ در نگریست مردی دید گندم گون و دراز بالا بازوهای قوی و سینه گشاده و فر مبارزت از جبین وی میتافت حسینؑ فرمود که گشتنده این دو غلام وی خواهد بود عبد الله را دستوری داد او با آتش آبدار یعنی شمشیر صاعقه بار پیاده روی بمیدان در آورد گفتند تو کیستی گفت مردی ام از بنی کلب مرا عبد الله گویند یسار و سالم گفتند ما ترا نمی شناسیم باز گرد تا زهیر بن قین یا بریر همدانی پیش ما آید عبد الله گفت ای غلامان ناکس کار شما بدان رسیده و مهم شما بدان انجامیده که سرداران لشکر و مبارزان دلاور را طلبیده میدانست که کفو شما بنده باید مانند شما و اگر ضرورت تشنگی نباشد ما آزادان را با شما حرب کردن عار است یسار در غضب شد و نیزه حواله عبد الله کرد و عبد الله طعنه او را رد کرده شمشیری بر پای وی زد چنانچه یسار از پا در افتاد و عبد الله بلا تیغ کشیده بسر وی دوید تا کار او تمام کند سالم از عقب وی در آمد با تیغی چون قطره آب و قصد کرد تا بروی زند از لشکرگاه حسینؑ آواز داد که ای عبد الله از ضرب تیغ سالم حذر کن عبد الله بدان سخن التفات نکرد و سر تیغ بر سینه یسار نهاد و زور کرد چنانکه نوک شمشیر از پشتش بیرون آمد درین محل تیغ سالم بوی رسید عبد الله دست پیش آورد سالم بزد و نوک انگشتان وی را قلم کرد و عبد الله ذره نبندیشید و تیغ را از سینه یسار بیرون کشیده خود را به سالم رسانید و به یک ضرب کار وی را بساخت [illegible] ابن زیاد یکبار روی بمیدان نهاده گرد عبد الله فرو گرفتند و آن مردی مردانه بسی از ایشان بکشت و بسی را مجروح گردانید و بآخر شربت شهادت چشید **قطعه**

بر داشت پای و روی براه عدم نهاد * وان کیست کو براه عدم پا نمی نهد * شاه و گدا و پیر و جوان و بلند و پست * از دام هولناک اجل کس نمی جهد * نور الائمه فرموده که بعد از آن بریر بن حصیر همدانی که زاهدی بزرگوار و پیری پاکیزه روزگار بود باجازت حسینؑ روی بمیدان

با من نیز جان فدا کردی اما یقین میدانم که امروز جان برای حسین در بازد فردای قیامت
بر براق کرامت به عرصهٔ بهشت پاکیزه سرشت در تازد و در قصور بهشت برین با وصال حور
عین در سازد بیا تا نزدیک شاهزاده رویم و در حضرت او با من شرط کن که فردای من
پای در بهشت ننهی و این زن نا شوهری اینجا از سر گیری و رفیق و یار و الیف و غمگذار تو در ساحت
دار القرار من باشم وهب گفت نیکو باشد پس هر دو باتفاق نزد حسین آمدند و عروس بتضرع و
زاری و جزع و بیقراری گفت یا ابن رسول الله شنوده ام که هر شهیدی که از مرکب
بر زمین افتد حوران فردوس از کنار خود سر او را بالین میسازند و در قیامت نیز جفت
و قرین و رفیق و همنشین او می باشد و این جوان داعیه جان باختن دارد و من از وی هیچ
تمتعی نیافته ام و دیگر آنکه اینجا غریب و بیچاره ام مادری و پدری و خواهری و برادری و خویشی
و غمگساری و یاری و مددگاری ندارم حاجت من آنست که در عرصه گاه محشر مرا باز طلبد و
بی من به بهشت نرود و دیگر من غربت زده را بشما بسپارد تا مرا با دختران و خواهران خود سپارید
و از حرم محترم اهل بیت یکی از کنیزان و خدمتگاران باشم و یقین دانم که در سراپردهٔ عصمت
دست نامحرم بدامن عفت من نرسد حسین بگریست و اصحاب آن حضرت از سخن آن عورت
گریان گشتند جوان گفت یا ابن رسول الله قبول کردم که در روز قیامت وی را باز طلبم و
بی وی بدولت شفاعت [illegible] رسول الله صلی الله علیه و سلم رخصت دخول جنت نیابم و
[illegible] ان منزل [illegible] حجرات طهارت بسپارید این بگفت و روی
بمیدان نهاد با عذاری چون گل شکفته و رخساری چون ماه دو هفته بر مرکبی چون عمر
گرامی رونده و چون اجل ناگهان بسر خصم رسنده سوار شده زرهی داودی پوشیده و
غفتان زره افکنده بر روی او فرو کشیده نیزهٔ خطی بدست راست گرفته و سپر مکی بر دوش چپ
افکنده و رجزی آغاز کرده که اشعار اینست شعر امیری حسین و نعم الامیر
له لمعة کالسراج المنیر [illegible] نیست که جان میبخشد وهب کلبی
[illegible] روی حسین [illegible] روی اشرار چو گیسوی حسین
[illegible] سیر اند تا بمیان [illegible] کشید و قصیده که در مدح حسین ادا کرد بعد از آن
[illegible] پیکر دران رو [illegible] لعنتی چند بود و هنری چند اظهار فرمود
[illegible] داشت او بیگانه و دوست [illegible] چند آنگاه مبارز طلبید و هر که بمقابلی آمد

رازوی پسرش خالد بن عمرو بحکم ومن اشبه اباه فما ظلم روی بمیدان نهاده داد
روانگی بداد و رجزگویان در قتال بر روی ارباب عناد و جدال بگشاد خاک میدان را از خون
مردان چون لعل بدخشان میکرد و صفحهٔ معرکه را به تیغ آتش فشان از قطرات دماء دل [illegible]
عددان افشان میکرد مانند برق خاطف خنجر گذارے مے نمود و بر مثال شهاب ثاقب
نیزهٔ آتشین را کار میفرمود لعاقبت خالد بن عمرو نیز همچون عمرو خالد بخلد آباد وصال وصال
ملد رسید رباعی چون ذره بخورشید درخشان پیوست * چون قطرهٔ سرگشته بعمان پیوست
بان بود میان وی و جانان حایل * فی الحال که جان داد بجانان پیوست * بعد از و سعید بن [illegible]
نیمی که در هیچ معرکه از حروف سیوف روی نتافته بود و بشعشعهٔ شمشیر درخشان غبار [illegible]
نگافته چون عرصه گاه نبرد را خالی دید بیت ز نخش زگرمے در آمد بجوش * بر آورد
چون رعد غران خروش * روے بمیدان نهاده مرغ تیر پران را از قفس جعبه
آزاد کرد و گوهر تیغ تبران را از معدن نیام بیرون آورد و روے هوا را از [illegible]
سیجا زنگارے و صحن زمین را از کثرت خون اعدا گلنارے ساخت بعد از کشتن [illegible]
بیشمار نامردے بر وے تاخت و بنیاد حیاتش بشمشیر قاطع بر انداخت ابو المؤید
آورده که بعد از و عمرو بن عبد الله مذحجی در دریاے هیجا غوطه خورده تیغی چون نیش نهنگ
تیز چنگ از نیام انتقام بر کشیده و خود را بر سمند باد رفتار چون سمند بیابان آتش گذار
رسانید بیت بسیم سیما تیغ او بر سنگ اگر کردی گذار * [illegible] سیماب از نهیبش سنگ را
گشتی بیقرار * آغاز جنگ کرد و ساحت زمین وسیع را بر دشمنان تنگ کرد صفحهٔ تیغ [illegible] را
بخون دلیران زنگ نمود و عاقبت از ضربت اعدا مرغ روح پاکش از مجلس خاک با آشیانهٔ
افلاک آهنگ فرمود پس [illegible] زان حماد بن انس بمیدان در آمد اسپ مے تاخت و لواے
نصرت بر مے افراخت و به تیغ مبارزت سر دشمنان از تنه جدا مے ساخت و [illegible]
نصرت چون گوے مے باخت و بناے صبر و قرار از دل اشرار بر [illegible]
خدنگ اجل دیده املس بربست و با دلے شاد از دار و جاے [illegible]
پیوست بیت هر لحظه باد مے برد از گلستان وے * [illegible] شگفته [illegible]
بعد از و وقاص بن مالک بیت ها تیز کرد اسپ را [illegible]
هنوز از دوازده تن را بیش نکشته بود که ناحفاظے بر وی تاخت و [illegible]

انداخت فراش قدرت سایه بان عزت وی در عرصه جنان برافراشت و بساقی قضا از جام
در محفل ارتضا او راست و سر انداز ساخت **بیت** جرعه از جام شهادت چشید ٭ رخت
بایوان سعادت کشید ٭ بعد ازان شریح بن عبید روی بمیدان نهاد بر مرکبی تیز گام راه
زرین ستام سیمین لجام سوار شده بر چپ و راست می تاخت و مردرا از بالش زین بر فرش زمین
می انداخت **نظم** بهر جا که نیزه برافراختی ٭ جهانی ز مردم تهی ساختی ٭
بهر سو که مرکب برانگیختی ٭ بشمشیر خون یلان ریختی ٭ ناگاه مرکبش خطا کرد و آن صواب کار
بر زمین افتاد و جمعی از گرد وی در آمده بزخمهای متوالی و ضربهای متعاقب اعضا
و اجزای مجتمعه وی را متفرق ساختند بعد ازان مسلم بن عوسجه اسدی بمیدان آمد و او
مردی مردانه بود و شجاعی یگانه ثابت رای و لشکر آرای در غزوه آذربیجان کارهای عظیم
کرده و کار بر مشرکان بتنگ آورده چند نوبت قرآن پیش امیر المومنین علی گذرانیده
و خود را بدان درجه که امیر او را برادر خوانده رسانیده و از مضائق خطرات چون تیغ جوهر دار
خود بسر خروی بیرون آمدی و در مهالک غزوات چون نیزه برق آثار خود سرافراز بود
بیت گرزا و مغفر شکستی بر سر گردان رزم ٭ تیغ او جوشن دریدی بر تن مردان کار
باجازت حسینؑ روی بمیدان آورد و طریده مردانه و جولانی مبارزانه کرد رجزی در مدح
شاه شهید میخواند و منقبت قبیله و محمدت عشیره خود در ثنای آن بزبان میراند
مقارن این حال مبارزی از اهل خلاف و جدال بمبارزت بیرون آمد چون بحری جوشان
و رعدی خروشان و از گرد راه حمله بر مسلم کرد و مسلم حمله او را رد نموده نیزه زد بر پهلوی
راستش که سر سنان از جانب چپ بیرون آمد سپاه حسینؑ خروش بر آورده تکبیر گفتند
و نعره صلوات بفلک اثیر رسانیدند و لشکر عمر سعد طیره و تیره گشته سر خجالت
در پیش افگندند مبارزی دیگر بیرون آمد چاشنی مرگ چشید دیگری روی بحرب
آورده زود زود بیاران گذشته در رسید القصه مردی می آمد و مسلم می گشت تا پنجاه
مبارز را به نیزه پیچان بیجان کرد و شمشیر آبدار دمار از شش کس دیگر بر آورد و عاقبت
زخمی گران یافته از پای در آمد و فی الحال حسینؑ و حبیب مظاهر بر وی رسیدند
دیدند که هنوز رمقی در تن وی باقیست حسینؑ فرمود که ای مسلم طائفه از یاران مارا
اجل دریافت و جمعی که زنده اند انتظار آن می برند غم مخور و اندوه مدار که ما نیز دم بدم تو بهم راه

اهیم شد و همراه یکدیگر به نزدیک نبی و وصی خواهیم رفت که این سخن بشنود دیده باز کرد و
بشاهزاده نگریست و تبسمی کرد و گوش و هوش عارفان دران زمان از تبسم او این نکته
می شنود **مصرع** ای خوش آن راهی که در وی چون تو همراهی بود * انگه حبیب گفت
ای مسلم ابشر بالجنة بشارت باد ترا به بهشت مسلم باواز ضعیف گفت بشرک الله بخیر
یا حبیب پس حبیب فرمود که ای مسلم اگر من میدانستم که بعد از تو زنده می مانم
التماس وصیتی میکردم اما یقین دارم که همین لحظه بتو خواهم پیوست و رخت زندگانی
ازین خرابه فانی برخواهم بست چه وصیت طلبم مسلم گفت وصیت من بتو آنست که دست
از حرب این مدبران شقی باز نداری و دقیقه از مردانگی و فرزانگی فرو نگذاری
و در نظر حسین تیغ زنی تا وقتیکه جان فدای شاهزاده کونین کنی حبیب گفت
برب الکعبه که چنین خواهم کرد و این وصیت بجا خواهم آورد **نظم** به خدمت حسین
افتخار خواهم کرد * برای حضرت او جان نثار خواهم کرد * دلیروار بمیدان حرب خواهم رفت
به تیغ و گرز و سنان کارزار خواهم کرد * درون معرکه شیران دشت هیجا را * بطعن
نیزه بیجان شکار خواهم کرد * مسلم او را دعا گفت و روی بحسین آورده فرمود که یا ابن رسول الله
رفتم تا خبر آمدن تو بحضرت جدت رسانم و پدرت را از قدوم تو آگاه گردانم پس دیده
برهم نهاد و نقد جان بقابض ارواح داد راوی گوید که دران زمان که مسلم افتاده بود
بعضی از لشکر عمر سعد آواز برآوردند که ابن عوسجه را کشتیم و شیث بن ربعی زبان بشنام
ایشان کشاده گفت بکشتن شخصی اظهار شادمانی می نمائید که در غزای آذربیجان
پیش از انکه صفوف مومن و کافر بهم رسند چندین مشرک را بقتل آورده بود عجب حالتی
که شیث آن قوم را از شاد شدن بقتل مسلم منع می نمود و خود بقتل سبط ستوده
رسول صلی الله علیه وسلم و پسر پسندیده بتول شادمان و مبتهج بود **مصرع**
افسوس که انصاف دران قوم نبود * نور الائمه آورده که پسر مسلم بعد از قتل
پدر روی بمیدان نهاد حسین گفت ای جوان بازگرد که پدرت کشته شد و اگر تو نیز
بقتل رسی مادرت ضائع ماند پسر خواست که برگردد مادرش فریاد کنان گفت ای پسر اگر
ازین حرب برگردی هرگز از تو خوشنود نشوم پسر روی بمعرکه آورد و مادرش از عقب او
روان شده او را بر جان فدا کردن دل میداد و می گفت جان مادر تا از آتش تشنگی

که همین ساعت از دست ساقی کوثر سیراب خواهی شد جوان بحرب در آمد و بیست تن را
از سر افتاده آخر از پا در افتاد و سرش بریده پیش مادرش انداختند آن دل سوخته سر را
بر داشت و آفرین گویان در روی مینگریست و هر که آن حال مشاهده میکرد زار زار میگریست بعد از آن
هلال بن نافع بجلی رو بمیدان نهاد اگرچه نامش هلال بود اما جمالش چون بدر در درجه کمال بود
در آن نزدیکی خلعت نو دامادی پوشیده و از جام ازدواج شربت ابتهاج نوشیده وقتیکه
عزیمت حرب کرد عروس دست در دامنش زد که بمیدان مرو که مبادا هلاک شوی هلال گفت ای
... آن از من دور شو چرا من از دیگران کمتر باشم بگذار که خدمت حسینؓ بگذاف بر میان جان
بسته ام و از زندگی دنیوی بجهت خدمت حضرتش پیوسته حالا دل از عالم برداشته و علم تجهید
بر او در بر افراشته ... العهد محبت و فا سیکنم ✤ بخاک در ش جان فدا میکنم ✤ این سخن بسمع
مبارک حسینؓ رسید گفت ای برادر دل عیال بجال تو نگرانست نخواهم که در جوانی بفراق بکدیگر
مبتلا گردید هلال گفت یا ابن رسول الله اگر ترا در محنت بگذارم و در کوی لعشقبازی و عشرت
سازی آرم فردای قیامت با جدت چه جواب گویم و حذر این حال چگونه خواهم پس از حسین
همت طلبیده آهنگ مصاف کرد خودی عادی فولادی بر سر نهاده و سپری مدور چون جرم قمر منور
بکتف در آورده قبضه پر تیر خدنگ زرنگ مرز و پیکان سفته سوفار عقاب پر بر میان بسته
و تیغی یمانی جوهر دار صاعقه آثار حمائل کرده و این هلال تیرانداز بود که خدنگ عقاب صفتش
طعمه جز از جگر دشمن نخوردی و شاهین تیر تیز پرش بهنگام شکار جز دل بدخواه صید نکردی
... تیر او چون نهد چشم برابروی کمان ✤ زه بگوش ظفر آید ز زبان سوفار ✤ هلال
بن نافع کالبدر الساطع والبرق اللامع بمیان میدان رسیده و رجزی فصیحانه آغاز کرده
مبارز طلبید از سپاه شام مبارز قیس نام در برابروی آمد و هنوز دویست قدم دور بود که هلال
تیری در چله کمان پیوسته و بشست درست کشیده حواله سینه او کرد قیس سپر در پیش کشیده
خواست که آن تیر را رد کند اما تیر چنان بضرب آمد که سپر را بشکافت و بسینه رسیده از پشتش
گذر کرد و سوفار در زمین غرق شد لشکر عمر سعد از آن ضرب تیر ترسیدند و کسی دیگر قدم جرأت
پیش ننهاد و هلال روی بقلب لشکر مخالف نهاده بهر تیری امیری از پای در می آورد و بهر خدنگی
نهنگی بیجان میکرد **مثنوی** چو تیرش سوی خصم پران شدی ✤ دل دشمن از
... بریان شدی ✤ چو دستش کمان را بیاراستی ✤ ز هر گوشه زه زهر برخاستی ✤

آورده اند که هشتاد تیر داشت و بهر یکی ازان یکی را از دشمنان هلاک کرد چون تیرش
تمام شد تیغ از نیام برکشید و مبارزت همی نمود و سر دشمنان را از تن ایشان می ربود تا جان
پاکش از منادی غیب صدای ارجعی الی ربک بشنود با مشتاقان فادخلی فی عبادی [illegible]
توجه فرمود بعد ازان عبدالله یزنی بمیدان در آمد و بیست و هشت تن را بکشت و بوسیله
شهادت بقرب عالم غیب و شهادت رسید پس ازان یحیی بن سلیم المازنی تیغ بر زد و یحیی
مردی پسندیده و مبارزی کار دیده بود حرب میکرد و محیای و مماتی لله رب العالمین
میگفت میمنهٔ لشکر خصم را که از یمین خالی بود برهم زد و آتش هیجا در میسرهٔ بی یسار ایشان
برافروخت آخر الامر ابن سلیم از مقام تسلیم با قلب سلیم از عنایت خداوند سلام بدار السلام
رسید بعد ازو عبدالرحمن بن عروه غفاری رجز گویان روی بمعرکه نهاد و دو سه بیتی
از ترجمه رجز او نور الائمه آورده **نظم** چون من اندر عرب جوان نبود ٭ در عرب چه که
در جهان نبود ٭ چه بدستان حرب آرم روی ٭ رستم زال را امان نبود ٭ جان فدای
حسین رض خواهم کرد ٭ که جز او راحت روان نبود ٭ همین که بمیدان تاخت و لوای مقاتله برافراخت
و بیک ساعت سی کس را از مبارزان خیاره بیجان ساخت قضا را تیری بر پیشانی وی زدند
آنرا بیرون کشید و بینداخت و از چپ و راست حمله کرده بازخمی چند دوازده تن دیگر بکشت
و شهید شد مالک بن انس بن مالک بدستوری مالک ممالک ولایت بیرون آمد و در برابر عمر سعد
بایستاد و گفت ای عمر اگر سعد وقاص رضی الله عنه بدانستی که روزی از تو این حرکت صادر
خواهد شد بدست خویش سرت باز بریدی و عالم را از ننگ وجود ناپاکت باز خریدی عمر سعد
ازین سخن خجل و منفعل گشته بانگ بر سپاه خود زد که مبارزی بیرون فرستید تا او را خاموش
گرداند و بدغدغهٔ کارزار سخن نسب و حسب بر وی فراموش سازد مرد بیرون می آمد و مالک
در درکهٔ مهالک می افگند و صبح اقبال اهل شام را بظلمت ادبار تیره میساخت [illegible]
شهادت رسید عمرو بن مطاع الجعفی از عقب وی روی بمیدان آورد و در خونریزی بران صبیح و بسالت
ملیح ادا کرد و بکارزار مشغول شده بر اعادی کارزار می گردانید و بهر طرف که تیغ میراند اثر از آدمی
نمی ماند چندان کوشش نمود که رخت اسبر آخرت کشید و بعز شهادت فائض گشته در یاران
گذشته رسید **بیت** هر زمان یار دگر بار سفر می بندد ٭ در شادی بدل غمزده در می بندد ٭
راوی گوید که بعد از عمرو بن مطاع قیس بن منبه چون شیر شکاری و پلنگ کوهساری روی

بمیدان نهاد و رجزی آغاز کرد که ترجمه بعضی از ابیات آن اینست **مثنوی** من قیس مینام
که در خدنگ به کیوان ترسد که زد ار و گیرم * گر رستم زال زنده گردد * گردد بخشم کمند اسیرم *
در دوستی حسین با آتش * باکی نبود اگر بمیرم * امروز شوم شهید فردا * در خلد برین بود
سریرم * کمان کمین در بازوی تمکین افگنده کمند گیر و دار از فتراک ادراک در آویخت
و بقوت بازوی توانا خاک میدان را با خون دشمنان بر آمیخت سالار کوفی از بیم عمر سعد
بمبارزت وی بیرون آمد و طاقت حرب وی نیاورده روی بگریز نهاده راه بیابان بر گرفت
قیس از روی تعصب مرکب از عقب وی در تاخت تا از لشکرگاه بصحرا رسید عمر سعد حکم کرد
تا جوقی سواران از عقب هر دو بتاختند همین که قیس نزدیک سالار رسید و خواست که نیزه
بوی رساند سواران از قفای وی در آمده و زخمها بر وی گشاده دمار از وی بر آوردند
تا قضیت الامر زخمهای پیاپی در پی شهیدش کردند و سالار بسلامت بازگردید و بجای خود آمد درین محل
از لشکرگاه اهل بیت از دست راست حسین رض از میان بیابان سواری بیرون آمد بر خنگ تازی نژاد
تند تیز گستاخی نشسته با جل از زرین و سیمین بر وی کشیده مرکبی که در مهارت معرکه
چون قطرات شام تیز دویدی و بر مصاعد معرکه چون دخان باندک زمانی بدامن آسمان رسیدی
بیت * برق روی ابر دستش آنکه بر رفتار خوش * شام بدی در جنبش صبح شدی
در جستن * مرکبی بدین زیبایی بجولان در آمده و بر آنش خفتانی لعل چون چهرهٔ مریخ
درخشان پوشیده و خودی عادی چون افسر کیوان بر سر نهاده نیزه چون مار ارقم
در دست گرفته و کمانی بلند در بازوی ارجمند افگنده جعبه پر از تیر خدنگ بر میان بسته
و شمشیر یمانی زهر آب داده حمایل کرده و سپری از پس پشت در آویخته چون شیر ژیان
و نهنگ دریا سپر بیابان بغرش در آمد سراپای میدان بگردید و رجزی میخواند و چون از طرید و جولان
فارغ شد روی بسپاه مخالف آورد و نعره زد که ای لشکر کوفه و شام و ای بی رحمان خون آشام
هر که مرا شناسد داند و هر که نداند بداند منم هاشم بن عتبه وقاص برادر زادهٔ سعد وقاص
و پسر عم عمر سعد پس از روی اخلاص روی بلشکر حسین رض نهاد و گفت السلام علیک یا ابن رسول الله
اگر پسر عم سعد با دشمنان یار است دل من با دوستان شما را هوادار است و در دوستی
شما ثابت و پایدار است و این هاشم در صفین حرب کرده بود و در حرب عجم همراه عم خود
بسی دلیریها کرده چنانچه در تواریخ صحابه معلوم است آنکه از شاهزاده همت طلبید

روی بمیدان نهاد و گفت میخواهم ازین لشکر الا عم زاده خود عمر سعد را عمر سعد که این سخن بشنید
و طعنه هاشم گوش کرد لرزه بر اعضای وی افتاد و چون مبارزتهای هاشم را بشنود
و دلیری و مردانگی او را دانسته روی به لشکر خود آورده گفت ای دلاوران این سوار عم زاده
من ست و مرا در میدان رفتن پیش او مصلحت نیست کیست که برود و دل مرا ازو فارغ گرداند
سمعان بن مقاتل که امیر حلب بود بمیدان آمد و او در آن نزدیکی از دمشق با هزار سوار
بیاری پسر زیاد آمده بود مردی کار دیده و گرم و سرد روزگار کشیده چون بمیان میدان
رسید نعره بر هاشم زد که ای بزرگ زاده عرب بلی عم ترا از پسر زیاد چه بد رسیده
ملک ری و طبرستان نامزد او ست و سپاه از لشکر کوفه و شام ست ترا و را که [illegible]
که نه مملکت داری و نه حشم و نه خزانه و نه خدم یار شده مکن و از دولت روی بگردان
با بخت خویش ستیزه فرو گذار **بیت** همت بلند دار و ز دولت شتاب کن
و ز اقبال سر مپیچ * هاشم گفت ای ناکس این دو سه روزه اختیار فانی از دولت
و جاه بی اعتبار دنیا گذران را اقبال لقب زاده **بیت** گفتم بکسی که [illegible] دولت
روزی دو سه دو باشد و باقی همه لت * نه دولت جهان را اعتبار نیست [illegible]
جهانیان را ثباتی و قراری **نظم** اگر دهند تو جام جهان نما دنیا * به نیم جو مستان
صد هزار جام جمش * کشیده دار قدم در حریم حرمت او * که بیشتر همه نامحرم اند در حرمش
ای سمعان بیا و دیدهٔ انصاف بگشای و بنعیم باقی بهشت رغبت نموده از [illegible]
از سگان و اپس آمده در گذر و کمر خدمت فرزند مصطفی صلوات الله و سلامه علیه بمیان
جان بسته دولت رضای الهی و سعادت نامتناهی بدست آر **بیت** چون مقبولان
بمنزل روحانیان رسید * حیف ست در بوادی غولان قدم زدن * سمع سمعان از
استماع این سخنان تیره و بصر بصیرتش از اشعهٔ بوارق این کلمات طیبات [illegible]
شده گفت ای هاشم نه از پسر عمم شرم میداری و نه از پسر زیاد [illegible]
مغرور شده و از روش عقل و معاش دور افتاده هاشم گفت [illegible]
عم را بانی داد تا دین بدنیا بفروخت لشکن عالی هاشم [illegible]
سید هم مرغوب باقی میستانم این جاه فانی که شاید [illegible]
و عقاب عظیم گرفتار گردید سمعان دیگر باره خواست که سخن گوید هاشم [illegible]

او را گاه با هیبت مرکب زد و گفت ای ناسزاده بمجادله آمده یا بقتال پس سمعان حمله کرد و نیزه
بر نیزه یکدیگر انگندند. با خر هاشم نیزه از دست بیفگند و شمشیر برکشیده روی بسمعان نهاد
سمعان چلیپی نیزه بر سینهٔ هاشم راست کرده بود هاشم پشت شمشیر بر نیزهٔ او زد نیزه از دستش
بیفتاد و خواست که تیغ برکشد هاشم با آتش نهاد و شمشیر برق و پیدا رصاعقه آثار خود را بر فرق سرش
زد که تا بحلقه زیر سر بدو نیم شد آواز تکبیر از سپاه حسین بر آمد و هاشم در پیش صف لشکر عمر سعد
بایستاد و گفت ای عم زاده پدرت سعد وقاص در روز احد جان فدای حضرت
رسالت صلی الله علیه وسلم کرده تیر بر روی دشمنان دین می انداخت و اعدا را از آن حضرت
دفع میکرد و پیغمبر صلوات الله وسلامه علیه او را دعا میگفت و پدر من عتبه بن ابی وقاص
سنگ بر لب و دندان آن حضرت صلی الله علیه وسلم میزد و مدد مخالفان میکرد امروز
حالتی عجب مشاهده میرود که تو پسر چنان پدری با دشمنان یار شده تیغ بر روی فرزند
مصطفی صلی الله علیه وسلم میکشی و من پسر چنان پدر اهل بیت آنحضرت را حمایت میکنم و میخواهم
که بنیاد اهل خلاف و شقا بر اندازم اینجا سر یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی
ظهور تمام دارد آن روز زبان معجز نشان سید عالمیان صلی الله علیه وسلم بر پدرت آفرین
میگفت و امروز بر تو نفرین میکند و همان روز بر پدرم نفرین میکرد و میدانم که امروز بر من
آفرین میگوید عمر سعد که این سخن گوش کرد آهی سرد از دل پر درد بر آورد و سر در پیش افگنده
آب ندامت از دیده بی شرمش روان شد اما چون سمعان بدان خواری کشته شد برادرش
نعمان بن مقاتل با هزار مرد که ملازم سمعان بودند یکبار بر هاشم حمله کردند هاشم نترسیده
از آن لشکر ذره نخیده بیش حملهٔ ایشان باز شد و دست و بازو بکار در آورده دستبردی
می نمود که اگر رستم دستان بچشم انصاف مشاهده کردی گرد سم سمند او را توتیای دیده
ساختی و اگر سام نریمان آن رزم را بدیدی رشتهٔ خدمت او را بجای طوق مرصع در گردن
انداختی بیت اترک خنجر دار گردون هر دم از چرخ برین ٭ حرب او میدید و میگفت
آفرین باد آفرین آه چون شاهزاده دید که هاشم تنها با هزار سوار کارزار میکند روی
بیاران کرد که آن میدان دار و جگرداران را در یابید برادر حسین که او را افضل بن علی
میگفتند و چند تن دیگر از اصحاب حسین که نام ایشان معلوم نیست بمدد هاشم روان شدند
عمر سعد پانصد سوار از پس فرستاد که نگذارید که آن سپاه ربان بهاشم پیوندند سواران سر راه بر ایشان

ده تن گرفته حرب در پیوستند آواز گیر و دار بفلک دوار رسید صدا مست چون از زه کمان گوشه گیر
و رفته چون تیغ انتقام از نیام آشکارا گشتند **مثنوی** نگر تا سپه ز نیزهای بلند ⁂
کمر گیر شد حلقهای کمند ⁂ ز عکس سر تیغ و برق سنان ⁂ سر از را میرفت و دست از عنان ⁂
لشکر دشمن بجهت انبوهی غالب شده ده تن شهید کردند و فضل بن علی چون پدر بزرگوار
خود به تیغی چون ذو الفقار زبانه دار به نیزه مانند مار ارقم جان شکار حرب میکرد و
بسیار کس بکشت گاهی بشعله سنان آتش آهنگ دود از جان سوختگان از سینه بیدلان بر آورد
و گاهی بجهت تیغ بیدریغ رخنه در صف دلیران و سپاه زنان کردی دو هزار کس با آن نایب
در ماند و دست بشمشیر کردند **بیت** ز پیکان عالمی را ژاله بگرفت ⁂ ز خون روی زمین را
لاله بگرفت ⁂ درین تیر باران اسب شاهزاده سقط شد و پیاده در میان آن قوم گرفتار
و عاقبت از سرای بی اعتبار دنیا متوجه منازل دار القرار عقبی شد و اول کسی که از برادران
حسین شربت شهادت چشید و تشنه لب سوخته جگر بساقی کوثر رسید او بود رضوان الله علیهم
و چون لشکر عمر سعد این ده تن را شهید کردند روی بار دیگر بسر نعمان بن مقاتل
آوردند و او با هزار سوار گرد هاشم فرو گرفته بود و هاشم تنها با آن مدبران دغاکار
سه کرد و بار از پیاده و سوار بر می آورد **مثنوی** نشسته بزین اژدها چون پلنگ
اژدها ⁂ سر ناسک گروه بر دوی رها ⁂ اسپی عقابی بر انگیخته ⁂ ز تیغ نهنگی بر آویخته ⁂
بهر طرف که مرکب میراند بوی مرگ بمشام مقاتلان میرسید و بهر جانب که حمله میکرد
رنگ موت احمر بنظر مخالفان در می آمد و نعمان بن مقاتل بهر زبان نعره بر سپاه میزد
که بکوشش کنید و خون برادرم باز خواهید درین حال هاشم در تاخت و دوال کمرش بگرفت
و از خانه زینش در ربوده بر زمین زد چنانچه همه استخوانهاش درهم شکست و فی الحال
مرغ جان از قفس قالب شومش بیرون جست پس علمدار او را نیز بضرب تیغ
در رسانید و علمش نگونسار گردید سپاه نعمان چون دیدند که علمش را نگونسار دیدند
گریزان شده نعره الحذر الحذر بر کشیدند و درین محل لشکر عمر سعد در رسیدند و ایشان را
باز گردانیدند قرب سه هزار کس حوالی هاشم را فرو گرفتند و او مانده شده بود و زخم
بسیار خورده و تشنگی بر وی غلبه کرده نه راه گریز داشت و نه مجال ستیز و با این همه می جوشید و
میخروشید و مردانه می کوشید تا وقتی که شربت شهادت بنوشید و از جامه خانه کرامت تشریف خلعت

بر روی زمین هیچ کس نیست که نزد من دوست‌تر و عزیزتر از تو باشد و من درین مدت خدمتی
لائق نکرده‌ام و تحفه‌ای درین حضرت بجناب مستطاب نیاورده لاجرم هم از خجالت آن پیش تو
سر در پیش دارم همیشه سر نگون از خجالت برآورده‌ام هر دو دست که خدمتی بسزا بجا آرم
از دستم برنیاید اگر چیزی نفیس‌تر از نفس خود میداشتم آن را فدای تو میکردم حالا که جز نفس
و نفس تحفه هم تو میکنم امید هم اگر اجازت فرمائی بمیدان مردی درآیم دستی بکار برم و بر زخم
و اگر قبول نمائی جان شیرین را فدای راه تو سازم امام حسین رضی الله عنه بروی آفرین کرده دستوری
داد و عابس با اتفاق غلام روی بمیدان نهاد و در مقتل نوری از ربیع بن تمیم نقل میکند
که چون من عابس را در معارک دیده بودم و هنرهای او را مشاهده نموده چون نظرم بر او
دور بروی افتاد که بمصاف می آید با لشکریان گفتم که کسی متوجه شما شده که هنگام جنگ
بر شیر ژیان دلیل و دمان غالب می آید باید که هیچ کس بقصد حرب و تعرض قتال او نشود
در اثنای این قیل و قال عابس نزدیک رسیده فریاد برآورده که رجل برجل مرد
مردی لشکریان بسخن من از مبارزت او ترسیده بودند کسی بمیدان او نرفت
عمر سعد گفت چون بحرب او تنها کسی نمی رود یکبار حمله برید و سنگ بیاد روی بوی نهاده آغاز جنگ
کردند عابس که این حال مشاهده کرد خود از سر و زره از تن بیفگنده روی بلشکر نهاد و غلام
از عقب پشتش نگاه میداشت بخدای زمین و آسمان که دیدیم که زیاده از دویست کس را
زخمی ساخته بود و مرده می گشت ربیع گوید من با وی آشنائی داشتم گفتم ای عابس
سر برهنه و تن بی زره در آمده و خود را بمهالک افگنده از عواقب هلاک نمی اندیشی عابس
جوابی داد مضمونش این بیت چو من در بحر عشق افتاده‌ام زخونریزی مترسانم کسی کاتش
زسر بگذشت از طوفان چه غم دارد * بآخر از اطراف و جوانب در آمده زخمهای متفرقه
بروی زدند تا کشته شد خواجه و غلام از دار الملام روی توجه بامن السلام
نهادند و بمصاحبت رفیقان رسیدند بمنزل * و از پس ایشان حجاج بن مسروق
که مؤذن لشکر امام حسین بود و گفته اند رکابدار آن حضرت بود دستوری شهادت خواسته
روی بمیدان نهاد کمان را مانند قوس قزح بزه کرده و خدنگ چون تیر آه مظلومان
که سحرگاه از قوس تظلم بهدف تاب قوسین افگنند در آن پیوسته رجز خوانان بطریق جولان
در آمد خاک میدان را تا اوج کیوان می رسانید و بآتش شمشیر آبدار باد غرور از سر دشمنان

بیرون می برد و سپاه مخالف از وی بتنگ آمده تیر باران کردند زخمی بروی رسید و بدرجه شهادت رسید
بعد از وی سیف بن حارث بن سریع و مالک بن عبد بن سریع که پسر عموی یکدیگر بودند گریان پیش
امام بیامدند پس فرزند خیر الانام شتافتند آنجناب پرسید که سبب گریه شما چیست
جواب دادند که ما برای تو می گرییم چه می بینیم که دشمنان ترا احاطه کرده اند و در دستان ما بر
دفع ایشان قدرت نماند امام حسین در شان ایشان دعای خیر گفتند و آن دو مبارز کار
چون شیر مرغزار سر بکارزار در آمده داد مبارزت دادند و بسی سوار و پیاده را از
عرصه حیات بدر وازه فنا فرستادند آخر از این ظلمت خانه پر وحشت و ملال
روی بنزهت آباد قرب ذو الجلال نهادند شاهزاده بر آن دو نوجوان که با حسرت
از این جهان رفتند بگریست و آمرزش ایشان از حضرت غفور رحمان مسئلت نمود
و فرمود که با تصادم مقتضیات تقدیر چه جز در ساختن و تسلیم شدن چه تدبیر فالحکم لله
العلی الکبیر و الیه المرجع و المصیر بیت نیست کس را ز دست
مرگ نجات * آخر و ذکر هادم اللذات * بعد از آن غلام ترک که قاری قرآن
و حافظ صحیفه فرقان بود با روی خندان و چهره چون آفتاب تابان بپیش امام حسین
آمده در زمین افتاد و گفت نفسی لنفسک الفدا ای جان من فدای جان تو باد
یا ابن رسول الله التماس چنانست که از لشکر ما یکی زنده نخواهد ماند دستوری ده تا من
نیز پیش تو جان فدا کنم و خود را بعالم قرب و مقربان مقعد صدق آشنا کنم امام
فرمود که ترا از برای پسر خود زین العابدین خریده ام و بوی بخشیده ام برو از وی اجازت
طلب راوی گوید که در آن روز امام زین العابدین بیمار بود و در خیمه تکیه کرده نشسته غلام پیش آمد
و گفت ای مخدوم زاده من از آنحضرت پدرت اجازت حرب طلبیدم گفت از تو اجازت بخواهم
منع اختیار تو او دارد و حالی روی باستان حرمت نشان تو آوردم
میدانم که مرا محروم نگردانی و دستوری کارزار ارزانی داری امام زین العابدین
گفت ترا در راه خدا آزاد کردم دیگر تو میدانی ترک بشکرانه آن قبال صادق نیت
صادق طویت بگرد خیمه ها بر آمد و از همه اهل بیت بموالی بحلی طلبید و گفت مراد من آنست
که فردای قیامت مرا باز طلبید و هر چند در خدمت تقصیر کرده ام از من فراموش مکنید
غریو از اهل بیت بر آمد دیگر باره بملازمت امام حسین رفته صورت حال بموقف عرض رسانید

محاسن دار البوار بمحل جنات تجری من تحتها الانهار انتقال نمود و حظائر عالیه
ملکوت را بمنازل نازلهٔ عالم ناسوت اختیار فرمود آورده اند که محمد بن مقداد و عبید الله
بن ابو دجانه با یکدیگر از ان سعید و سرور دستوری خواسته بمیدان رفتند و حربهای کلی کردند
بسیاری را کشته و خسته گردانیدند خواستند که بملازمت شاهزاده آیند فوجی سوار از لشکر فجار گرداگرد
ایشان فرو گرفتند سعد که غلام امیر المومنین علی بود با پنج تن از موالیان و بندگان
امام حسین چون انیس بن ربیع و اشعث بن سعد و عمرو بن قرظه و حنظله رحمهم الله بودند بمدد
ایشان رفتند بواسطه کثرت مخالف و ضربهای متوالی و مترادف هر شش تن از این
ششدر فانی متوجه مناظر هشت گانه بهشت جاودان شدند رضوان الله علیهم
اجمعین درین محل از یاران و چاکران و ملازمان امام حسین پنجاه و سه تن شربت
شهادت چشیده از این جهان فانی رحلت فرموده بودند و از مردان غیر از شاهزاده
و امام زین العابدین نوزده تن باقیمانده شانزده تن از خویشان و برادران و فرزندان
بودند و دو تن از یاران و یک نفر از غلامان چنانچه بتفصیل مذکور می شود **مثنوی**
چو نوبت بآل پیمبر رسید ٭ جهان جامهٔ صبر بر تن درید ٭ زمین شد پر از فتنه و زلزله ٭
فلک گشت پر شورش و غلغله ٭ زبان روزگار بزاری میگفت **بیت** چیست یارب
کاتشی در عرصهٔ عالم زدند ٭ فتنه انگیختند و عالمی بر هم زدند ٭ و فلک دوار بلسان اضطراب
و اضطرار مضمون این سخن را بگوش جهانیان میرسانید **بیت** ناشده روز قیامت حال
عالم را چه شد ٭ نادمیده صور فرزندان آدم را چه شد ٭ چون امام حسین دید که از یاران
و هواداران کسی نماند سوز بر دل آن حضرت غالب گشته آهی شعله‌ناک برکشید و اهل بیت
دانستند که ملال آن حضرت برای ایشان است همه متفق الکلمه گفتند ای نور دیده و صدر مسند
رسالت و سرور سینه شاه عرصه ولایت هیچ اندیشه بخود راه مده و داغ ملال بر سینهٔ بی کینه منه
که ما زندگی خود بعد از تو نمی خواهیم خواهش ما آنست که امروز در قدم تو سر بازیم تا فردا
در میان محشر سر بر افرازیم سوخته داغ شوق و محنت توئیم ما را از شعلهٔ بلا چه بیم غرقه
دریای محبت توئیم ما را از سیل هلاک چه باک اگر خانهٔ تن بطوفان محن ویران گردد چون منزل
دل بسعی معمار عنایت تو معمور است چه اندیشه **بیت** ما چو دادیم دل و دیده بطوفان بلا ٭
گو بیا سیل غم و خانه ز بنیاد ببر ٭ امام حسین بگریست و دعای خیر ایشان

از دور هم ندیده عبد الله از تاختن فرو ماند نیزه از دست بیفگند و تیغ بر کشیده بر یک گوشهٔ میدان بایستاد قدامه چون دید که عبد الله نیزه بیفگند بغایت شادمان شده مرکب برانگیخته نیزه حواله سینه بی کینه آنجناب کرد عبد الله خود را خم داده تا نیزه از وی درگذشت پس بجانهٔ زین باز آمد و قدامه اسپ را باز گردانیده میخواست که حمله دیگر بیاورد که عبد الله تیغی بزد بر دهان او که نیمه کله اش پران شد پس دست بزد و کمر بند وی بگرفته از پشت مرکبش درگردانید و فی الحال بر مرکب او سوار شد اسپ خود را بغلام داد و نیزه از زمین در ربوده مبارز طلبید و رجزی میخواند که ترجمه بعضی از ابیاتش اینست **غزل** امروز به بینم جگر سوخته جان را ❊ پیش شه مظلوم کشم روح و روان را ❊ یا دولت جاوید در آغوش در آرم ❊ در روضهٔ فردوس عروسان جنان را ❊ زان پیش که با شیر بخلوت بنشینم ❊ با خاک برابر کنم این جمع سگان را ❊ راوی گوید که چون سلامه بن قدامه شجاعت عبد الله را بدید عمر سعد را گفت ای سپهسالار بدانکه من حربها بسیار کرده ام و بسیاری مبارزان کاری و دلیران کارزاری بجرأت و شجاعت این جوان هاشمی کسی بنظر من در نیامده **بیت** سالها لعب نماید فلک چوگان قدر ❊ تا چنین شاهسواری سوی میدان آرد ❊ اما چون سپاه مخالف آن ضرب و حرب را مشاهده کردند همه از وی ترسان و هراسان شده هیچکس را زهره آن نبود که پیش او بیرون آید عبد الله ساعتی بایستاد مبارزی در برابرش نیامد از تشنگی بیطاقت شده بر میمنه لشکر حمله کرد و میمنه را بر هم زده چندین مرد و مرکب را در ورطهٔ هلاک افگند از جمله حمیری را که از بقیه لشکر خوارج نهروان بود و لیپش کامل بن حمیر را لقب در گرانداخت پس از میمنه برگشت و قطره قطره خون از شمشیر او میچکید خود را بر قلب لشکر زد و قریب بیست کس را بقتل رسانید و صالح بن نصیر را هم آنجا کشت و از آنجا روی بمیسره نهاد و از مردانگی داد داد و با قدامه حبشی که پهلوان لشکر عمر سعد بود برابر افتاده شر او نیز کفایت کرد آنگه خواست که بلشکر خود باز گردد پیادگان سر راه بروی گرفتند و خداع دمشقی ناگاه از عقب وی در آمده بیک ضرب تیغ هر دو پای اسپش از پای در آمد و عبد الله سبک از مرکب فرو جسته خود را بر زمین استوار گرفت نوفل بن مزاحم حمیری بطعن نیزه گویند عمرو بن صبیح صیداوی بزخم تیر آن خلاصهٔ خاندان عقیل را قتیل ساخت **قطعه** دریغ و درد که خورشید آسمان کمال ❊ غروب کرد ز اوج سعادت

ببرج زوال * همای روح شریفش کشاده بال و برفت * ازین نشیمن فانی بآشیان جلال
و چون عم او جعفر بن عقیل برادرزاده خود را کشته دید و بخون آغشته دید زار زار بگریست و
از امام حسین دستوری خواسته روی بمیدان نهاد و رجزی میخواند که ترجمه آن در نظم
ابو المفاخر این ست **نظم** قرة العین عقیلم من و مولاے حسین * دل جان
پاک ز آلایش هر تهمت و شین * پسر عم من ست این شه و شهزاده که هست * قرة العین
نبی چشم و چراغ ثقلین * این حسین بن علی ست که جبرئیل امین * پرورش داده
ورا در حلل جنتین * هر مبارز که بمیدان آن صفدر مے آمد فی الحال از جان و جهان برآمد
نهال نهاد ایشان را بضرب تیغ از بیخ میکند و بهر گوشه از کشته پشته می افگند چون آن سگان
مردم خوار در مانده کارزار او شدند بیکبار در میانش گرفته طعن و ضرب بر کشادند عاقبت
سفینه سکینه اش در گرداب اضطراب و کشتی وقار و اصطبارش در غرقاب ضجرت و
اضطرار افتاده و در دریاے شهادت غوطه خورده گوهر شرف بکف آورد **بیت** ز وقت
این نور دل و راحت روح * جانها همه محزون شد و دلها همه مجروح * و چون فرزندان حمید
عقیل از عقیله دنیا باز رست برادرش عبدالرحمن عقیل بحرب در آمد کمر مردے بر میان بسته
و بر مرکب تازے نژاد نشسته شمشیرے چون قطره آب حمائل کرده و حربه چون شعله
آتش بدست گرفته **بیت** دمادم بدان حربه مرد کش * بهر دم کشتے دست میکرد
خوش * عاقبت بسهم عبد الله عروه خثعمی از جام سعادت شربت شهادت چشید
و عبدالرحمن بمقعد صدق رسید و چون اولاد عقیل شهید شدند نوبت فرزندان جعفر طیار
در آمد و پیش از همه محمد بن عبدالله جعفر نزد آن سرور آمد و گفت اے شهباز بلند پرواز
اوج ولایت و اے عنقای دلربای جانفزاے قاف قرب و هدایت مراد [illegible]
عرب [illegible] که آرزوے من آنست و مدعای خاطر فاترم چنان ست که پیش از [illegible]
سرشت در فضاے هواے بهشت طیران کنم و ببال شهادت [illegible] آشیان
سعادت آرم چنانچه مرغ دانه بر مے چیند دانه وجود این چند صفتان بی دانه ادبار را
و بوم سیرتان آشیانه انکار و استکبار را بمنقار کارزار از عرصه میدان برچینم امام حسین
او را اجازت داد و محمد روے بمیدان نهاده رجزی آغاز کرد و در نور الائمه آورده
که ترجمه رجز او اینست که اے اهل کوفه و نا اهلان شام **غزل** با شما

کارزار خواہم کرد * بر شما کارزار خواہم کرد * وزبرائے دل حسینؓ بن علی * جان خود را نثار خواہم کرد * تا کنم دست ظالمان کوتاہ * پا بحرب استوار خواہم کرد * کین خود از شما نخواہم خواست * سر دل آشکار خواہم کرد * شکوہ در پیش جعفر طیار * از شما بیشمار خواہم کرد * حرب میکرد در روئے میدان از مغز سر دلیران چہرہ میکرد تا آخر جانب آشیان قدس پرواز نمود و مرغ روح مقدسش در حوصلۂ مرغان سبز بال بہشت آرام یافت زینب خواہر حسینؓ در فراق فرزند دلبند خود بنالید و حسینؓ او را تسلے دادہ خاموش گردانید اما برادر محمد کہ عون بن عبد اللہ بود برادر را کشتہ دید بے اختیار خود را در میان کشتگان انداخت قاتل برادر را دید بزد بر سر وے ایستادہ اول بیک ضربت کار او را آخر کرد و نزد امام حسینؓ آمدہ عذر خواہی نمود کہ اے خال بزرگوار از فراق برادر بیخود بودم و از حضرت شما استجازہ ننمودم حالا کرم نمائید و مرا اجازت فرمائید امام حسینؓ او را پیش طلبیدہ در کنار گرفت و وداع فرمودہ دستورے داد عونؓ لمعہ کہ در آمد رجزے میخواند کہ ابو المفاخر ترجمہ برین وجہ آوردہ **غزل** ما ئیم لقوت عیانہا * برخاستہ از رہ گمانہا * در معرض رغبت شہادت * بر دست نہادہ نقد جانہا * چون اختر تیغ زن کشیدہ * در دیدۂ اہرمن سنانہا * اے قبلۂ طہر از درت تا زنے * ما طائفہ نیستیم از آنہا * کز خدمت او ملول گردیم * در زیر و زبر شود جہانہا * یا بغیر دشیم جاش ﷲ * وصل تو باصل خان و مانہا * بکینہ برادر سیار ز سیخواست و بہ تیغ نوار شاخ حیات از درخت نہاد ایشان سے کاست عاقبت از سر زندگے عار میتے برخاست و منزل بل احیاء عند ربہم رالقدم مبارک خود بیاراست بعد از شہادت خواہر زادہائے امام مظلوم نوبت بہ برادر زادگان مہموم مغموم رسید اول عبد اللہ بن حسنؓ جوانے بود نوخاستہ چون ماہ ناکاستہ و سر آراستہ پیش عم عزیز خود آمدہ گفت اے خلاصۂ خاندان رسالت و امامت ولقادہ دودمان ولایت و کرامت مرا دستورے دہ کہ طاقت فراق خویشان ندارم و بار مہاجرت حریفان را تحمل نمے آرم امام حسینؓ گفت آہ ترا چگونہ اجازت حرب کنم و تو مرا یادگار برادر نزدیک تر از جان شیرین برادرے عبد اللہ سوگند بر شاہزادہ داد و اجازت یافتہ روی بمیدان نہاد و میگفت **شعر** ان تنکرونے فانا فرع الحسن * سبط النبی المصطفے المؤتمن *

شہادت عون بن عبد اللہ ... (حاشیہ)

شہادت عبد اللہ بن حسنؓ (حاشیہ)

چون دید که شاهزاده حمله کرد او نیز از بحتری برگشته با ایشان متفق شد و بیک حمله آن پانصد مرد را بر داشته میدوانیدند تا بقلب لشکرگاه رسانیدند شیث ربعی با پانصد سوار از صف لشکر بجنبیده بانگ به هیبت بر بحتری زد که شرم نداری که با این همه مردان کاری از پیش چهار تن روی بگریز می آری پس او را با لشکر او باز گردانید و خود نیز با پانصد سوار حمله کرده گرد اگرد آن چهار مبارز فرو گرفتند عبد الله روی بشیث آورد و محمد و اسد با وی بودند اما پیروزان دیگر باره بر بحتری حمله آورد و لشکر او را زیر و زبر کرد از عمر سعد منقول است که گفت که من دران روز حرب پیروزان را تفرج میکردم سوگند بخدا که اگر یک شربت آب یافتی لشکر ما را کفایت بودی از غایت شجاعتی که داشت و من می شمردم صد و بیست کس را به نیزه و بیست کس را به شمشیر هلاک کرد راوی گوید که پیروزان از بسیاری حرب کوفته شده برگشت تا بملازمت امام حسین رود که عثمان موصلی از قفای او درآمد و بخنجر نیزه بر گردن وی زد که از اسپ درافتاد و اسپ رم کرده روی بصحرا انهاد و لیکن پیروزان چون پیاده بماند نیزه بیفگند سپر در سر کشیده تیغ از نیام برآورد و با آن مدبران برآویخت اما اسد بن ابو دجانه چون پیروزان را پیاده دید بانگ بر مرکب خود زده حمله کرد و از حلقه که گرد پیروزان زده بودند چهارده کس را بقتل آورد و باقی دور میدند و اسد نزدیک پیروزان آمد و گفت ای برادر جهد کن و بر اسپ من نشین و پیروزان خواست که سوار شود که ناگاه از چهار سوی ایشان درآمد آغاز حرب کردند اسد پیروزان را بگذاشت و پیش ایشان باز شد و دست بحرب بگشاد و در اثنای محاربه بحتری از دست راست اسد درآمد و نیزه بر پهلوی وی زد که سر نیزه از پهلوی دیگر بیرون شد و نیزه از دست اسد بیفتاد و خواست که تیغ برکشد دستش کار نکرد ازرق بن هاشم درآمد و بیک ضرب تیغ کار اسد را تمام کرد اما عبد الله بن حسن با شیث ربعی برآویخته بود و در اثنای حرب هفده زخم بر وی زده بودند عاقبت بکوشید تا آن قوم از روی گریزان شدند و چون دید که لشکر گرد پیروزان و اسد فرو گرفته اند بجانب ایشان تاخت و بمحلی رسید که اسد شهید شده بود عبد الله از اندوه وی درآمد و قاتلش را بیک طعن نیزه هلاک کرد و بحتری را مجروح گردانید لشکر از وی در رمیدند و او پیش آمد پیروزان را دید افتاده دست در او زد و او را از زمین در ربود و در پیش زین گرفته روان شد اسپ دیگر [illegible] فرود آمد چه فزون از صد چوبه تیر بر وی انداخته بودند

واسپ تشنه و گرسنه بود و بسیار بهر جانب دویده حالا که دو تن بر وی سوار شدند
طاقت نیاورد و بایستاد عبدالله پیاده شد و پیروزان را نیز از اسپ فرو گرفت عمش عون بن علی
چون وی را پیاده دید مرکب بتاخت و جنیبتی بیاورد تا عبدالله سوار شد و بازوی پیروزان
گرفته بدست عون داد عون خواست که براه درآید پیروزان بیفتاد و جان بحق تسلیم کرد
عبدالله بگریه درآمد و عون نیز گریان شد و بر فوت او دریغ خورد **رباعی** از غم و
حسرت یاران وفادار دریغ * ترک احباب گرفتند بیکبار دریغ * بالب تشنه بخون غرقه
برفتند افسوس * ما بماندیم بصد حسرت و تیمار دریغ * دیگر باره شاهزاده مؤتمن عبدالله الحسن رض
دست توکل در حبل المتین حسبی الله استوار کرده و پای یقین در رکاب و ما
توفیقی الا بالله آورده دل از دنیا و ما فیها برداشته و عنان اختیار بقبضه ارادت
پروردگار باز گذاشته **بیت** روان کرد رخش عنان تاب را * برانگیخت چون آتش
آن آب را * و روی بلشکر مخالف آورده مبارز طلبید و هیچکس را داعیه حرب او نشد و هر چند
عمر سعد مبالغه میکرد کس سخن او نمی‌شنید پسر سعد در غضب شده لشکر خود را دشنام
میداد و نفرین میکرد یوسف بن الاحجار اسپ فرا پیش راند که یا ابن سعد منشور ملک ری
تو گرفته و علم سپه سالاری تو برافراشته چرا پیش نمی‌روی و ما را انگوهش میکنی عمر سعد
گفت مرا امیر جلیل نفرموده که بخود حرب کنم بلکه این لشکر را در فرمان من کرده تا ایشان
را بحرب فرستم پس ترا فرمان من می باید برد و نه مرا فرمان تو باید برد با این پسر حرب کن
و اگر نه از تو شکایت پیش پسر زیاد کنم یوسف بن الاحجار بترسید و مرکب برانگیخته
بمصاف عبدالله آمد و از گرد راه نیزه حواله سینه عبدالله کرد شاهزاده طعنه او را رد کرد
و نیزه بر حلقومش زد که سر سنان از قفایش آشکارا شد و آن شقی نگونسار از مرکب
درافتاد و جان بداد پسرش طارق بن یوسف چون حال پدر بدید بدانگونه مشاهده کرد روی
بمصاف عبدالله آورد و زبان بیهوده گشاده و رسم حیا و ادب بیکباره فرو گذاشته
دشنام میداد و سخنان ناسزا میگفت عبدالله را طاقت برسید و بنیزه بر او حمله کرد
طارق بچابکدستی تیغ براند و نیزه عبدالله را بدو نیم کرد و خواست که همان تیغ را بر عبدالله
فرود آرد که عبدالله دست مبارک برآورد و سر دست او را با تیغ در هوا بگرفت و چنان
دستش برتافت که استخوان ساعدش هم شکست و تیغش بیفتاد عبدالله بدست نهاد کمرش

از باغ زندگانی رفتن سروی چنین دریغ * و گنجی چنین نهفته بزیر زمین دریغ * افسوس از آن نهال
گلشن کامرانی که در اول بهار جوانی بصرصر اجل پژمرده شد و دریغ از آن چشمهٔ آب زندگانی
که از هبوب صرصر اجل ناگهانی چون نفس زمهریر بادی افسرده گشت رباعی
دردا که دل از حادثهٔ غمناک افتاد * در دیده ز سیل اشک خاشاک افتاد * نوبادهٔ باغ
عمر از شاخ امید * بی آنکه رسیده بود بر خاک افتاد * راوی گوید که چون قاسم بن الحسن ع
چهره برادر خود را که گل بوستان ناز بود بغبار آن حادثهٔ جان گداز خراشیده دید آه از نهاد
او بر آمده پیش عم بزرگوار خود آمد گریان و دل بر آتش حسرت بریان و گفت ای
شاهزادهٔ دو جهان مرا دیگر قوت مفارقت اقارب نمانده و زمانه از سر [illegible]
بچشم من تنها اندوه و مصیبت تنها شده و زمین تنگی [illegible] برادر باز [illegible]
اهل [illegible] را بآرام تیغ [illegible] امام حسین ع گفت ای
جان منست تو مرا از برادر یادگاری و درین صحرا انیس دل افگاری [illegible]
اجازت نخواهم داد [illegible] فراق تو بر سینهٔ پر غم نهاد قاسم از خیمه [illegible]
و دامن قاسم بر دست پیچید [illegible] بیت ای بالعلم گرفته [illegible]
از نظر مرو و مرهم سینه چون تویی مرهم دیده هم تو شو * القصه قاسم اجازت حرب
نیافت و برادران امام حسین ع همه محاربه میکردند قاسم بخیمه در آمد سر بزانوی
اندوه نهاده ناگاه یادش آمد که پدر تعویذی بر بازوی وی بسته بود و فرموده
که در محلی که اندوه بسیار و ملال بیشمار بر تو غلبه کند این تعویذ را باز کن و بر خوان و آنچه
در آنجا نوشته است کار کن قاسم ع با خود گفت که تا من بوده ام مرا حالتی چنین نیفتاده
و بدین سان ملالتی دست نداده بیا تا تعویذ را از بازو باز کرده بگشاده دید که امام حسن ع
بخط مبارک خود نوشته است ای قاسم وصیت میکنم ترا که چون برادرم
حسین را بینی در کربلا بدست شامیان پر دغا و کوفیان بی وفا گرفتار شده
زنهار که سر خود در قدم وی انداز و جان خود را برای وی روان در باز
و هر چند ترا از مصاف باز دارد تو مبالغه نمای و در الحاح و ابرام افزای که جان فدای
حسین ع کردن مفتاح باب شهادت و وسیلهٔ اقبال و سعادت است بیت
کدام کشتهٔ عشق است [illegible] بر خاک * که جان کشته بخون غریق رحمت نیست

قاسم این وصیت نامه فرو خواند و از شادی بسی نشاط کرد و از جای بجست و
سجده شکر بجا آورد و نوشته بدست وی داد چون شاه شهیدان آن مکتوب را بدید
آه سوزناک از جگر برکشید و زار زار بنالید و گفت ای جان عم این وصیت پدرست بتو
و میخواهی که بدین وصیت کار کنی مرا هم درباره تو وصیتی دیگر فرموده و من نیز در خیمه آرم
که آنرا بجا آرم بیا تا ساعتی بدین خیمه درآئیم و بدان وصیت قیام نمائیم پس دست قاسم
گرفته بخیمه در آورد و برادران خود عون و عباس را طلبید و مادر قاسم را گفت جامهای نو
بر قاسم بپوشان خواهر خود زینب را گفت که عیبه جامهای برادرم حسن را بیار فی الحال بیاوردند
و در پیش امام حاضر کردند سر عیبه را بگشاد و دراعه حسن بیرون آورد و جامه قیمتی خود در قاسم
پوشانید و دستار زیبا بدست مبارک خود بر سر قاسم بست و دست دختری که نامزد قاسم
بود گرفته گفت ای قاسم این امانت پدر تست که بتو وصیت کرده تا امروز نزدیک من بود
اکنون بستان پس دختر را با وی عقد بست و دستش بدست قاسم داد و از خیمه بیرون آمد
قاسم از یک جانب دست عروس گرفته می نگریست و سر در پیش افکنده ناگاه از لشکر
آواز آمد که هیچ مبارز دیگر مانده است قاسم دست عروس رها کرد و خواست که از خیمه بیرون
عروس دامنش بگرفت و فرمود که ای قاسم چه خیال داری و عزیمت بجانب کی داری
بگو که بر من چه امید بری ÷ مرا میگذاری کجا میروی ÷ قاسم گفت ای نور دیده عم
عزم میدان دارم همت بر دفع دشمنان میگمارم دامنم بگذار که عروسی ما و دامادی ما بقیامت
افتاد ابیات غباری بر دمید از راه بیداد ÷ شبیخون کرد بر نسرین و شمشاد ÷ برآمد
ابری از دریای اندوه ÷ فرو بارید سیلی کوه تا کوه ÷ ز روی دشت باد تند برخاست ÷
سوار گرد با خاک زمین راست ÷ رسید از عالم غیبی صدایی ÷ صدای نه ندای آشنایی ÷
که حسرت ای زمانه دی زمین زه ÷ عروسان را بدامادان چنین ده ÷ عروس گفت که در قیامت
که عروسی ما بقیامت افتاد در قیامت ترا کجا جویم و بچه نشانه شناسم گفت مرا بقیامت
بدین روی ... طلبی ... این آستین دریده بشناس پس دست فراز کرد و سر آستین
پاره کرد ... از اهل بیت برآمد ... قاسما این چه ظلم و بیداد است ÷ این نه آیین
و رسم داماد است ÷ اما چون امام حسین دید که قاسم بمصاف میرود گفت ای جان عم
بپای خود بگورستان میروی بدینگونه نتوان رفت دست برد و گریبانش

چاک زد و سر دوسر دستارش بدو جانب رویش فرو گذاشت و لباس اشتیاق کفن را در پوشید
و تیغ خود بدست وی داد و بمیدانش فرستاد قاسم روی بمعرکه آورد و آغاز رجز کرد
و ترجمهٔ بعضی ابیات رجز او در ترجمهٔ ابوالمفاخر برین منوال است **غزل** دل
خریدار جانان خواهم کرد ✤ جان شکر ریز شاه خواهم کرد ✤ با اساس و لباس دار او دست ✤
عزم و ترتیب راه خواهم کرد ✤ بسم مرکب و سر نیزه ✤ ماه راهی تباه خواهم کرد ✤ آب شهدی
و باد تازه را ✤ بر شهادت گواه خواهم کرد ✤ بلبل آیین به نغمهای حزین ✤ بانگ
و استغاثه خواهم کرد ✤ کبریا را وکیل خواهم ساخت ✤ مصطفی را گواه خواهم کرد ✤
با بتول رض و علی شکایت قوم ✤ در حریم اله خواهم کرد ✤ طریبه کرد و جولان می نمود و
مبارز طلبی می فرمود تا بسیاری از تن برود و از بسیاری که دلیران را از جان برآورد
دیگر هیچ مبارز آهنگ حرب وی نکرد قاسم در برابر لشکر آمد و عمر سعد را آواز داد که ای جفاکار
بیوفا و تیره روزگار و دور از صفا بسی یاران و هواداران حسین را شهید کردی و بعضی را از
خویشان و اقربای وی زار بر آوردی اکنون جمعی پریشان حال مانده اند هیچ رقتی بما
کردستانرا بازداری و با این مدبران روی بکوفه آری و ما را با این تشنگی و بی برگی
بگذاری و از آنچه کردی پشیمان گردی **فرد** دگر به صید حرم تیغ برمکش زنهار ✤
بادل ما کرده پشیمان باش ✤ عمر سعد جواب داد که شما را وقت نیامد که از سر نافرمانی درگذرید
و بعاقبت خود فرو نگرید در سلامت بر خود بگشائید و به بیعت یزید و متابعت پسر زیاد
در آئید قاسم بروی و امرای وی نفرین کرد و گفت ای شقی دین را به دنیای فانی فروخته
و متاع فانی امانت را با آتش خیانت سوخته بدین عجوزهٔ غدار فریفته گشته و قباله
خواستگاری او را بدست غرور نوشته و ندانسته که او بعقد هر که در آید دو سه روزی
بیش با او نپاید **فرد** جمیلة البیت عروس جهان ولی خوش باش ✤ که این مخدره
در عقد کس نمی آید ✤ ای عمر امروز اسپ خود را آب داده گفت آری آب داده ام تا
بر نشسته قاسم گفت ویلک یا ابن سعد وای بر تو ای پسر سعد عوض مسلمانی
میکنی و اسپ را سیراب میداری و تشنه سواران میدان امامت را تشنه میگذاری
عورات و اطفال اهل بیت را از تشنگی جان بلب رسیده و تو آب از ایشان باز میگیری
و نشنیده که اذکرکم الله فی اهل بیتی نمی پذیری آخر از تشنگی قیامت بر اندیش و از

شرمنده گردید پیش ساقی کوثر یاد کن آتش در دل عمر سعد افتاد جوی آب از چشمه چشم بگشاد و چون از خاکساری نقد دین بباد داده بود هیچ جواب نداد اما روی بسپاه خود کرد که این سوار را می شناسید قاسم بن حسن ست که در روز رزم اگر شمشیر الماس لعل مرد فام ببیند آنرا لب لعل خوبان طراز بنده انگشته بیوسه کاری آن میل میکند و اگر تاب و پیچ کمند بنظر وی درآید حلقهٔ چین زلف ماه رخان خطا انگاشته بدست بازی بآن رغبت نماید **بیت** سیاه ارچه باشد جهان در جهان ✿ نترسد ز حرب کهان و مهان ✿ شما یگان یگان پیش او مروید و تدبیر آن کنید که او را در میان گیرید لشکر مخالف ترسان و لرزان عزم آن کردند که روی بقاسم آرند و قاسم از آن حال بیخبر چون دید که مبارز به پیش او بیرون نمی آید روی بخیمهٔ عروس نهاد و چون بدر خیمه رسید آواز دختر حسین شنید که بر مفارقت او می نالید قاسم نیز بسیار آرزومند ملاقات وی بود کلمهٔ بدین مضمون ادا کرد **بیت** بیرون آ اندکی جانان که بسیار آرزومندم ✿ وداع عمر نزدیک ست و دیدار آرزو دارم ✿ عروس آواز قاسم شنید از خیمه بیرون دوید و گفت **بیت** خوش آمدی ز کجا میرسی بیا بنشین ✿ بیا که می دهمت بر دو دیده جا بنشین ✿ قاسم از مرکب فرود آمده نزدیک وی رفت و گفت ای دختر عم و ای انیس دل پر غم جای نشستن و مجال سخن دیدن و گفتن نیست که سپاه خصم خیره گی و چیره گی می نمایند میخواهم که بصولت تیغ آبدار آتش جرات ایشان از تو بنشانم و حقا که بی اختیار از تو مفارقت می نمایم **فرد** ز دیدار تو ام دور ساخت ضرورت چه سود دوری نخواهم هیچ موجود ✿ که جان از تن جدا باشد ✿ پس قاسم او را وداع فرمود و عزیمت مراجعت بمیدان حرب نمود و از زبان حال عروس این کلمه بگوش هوش وی رسید **رباعی** بازم ز دیده ای گل خندان چه میروی ✿ جانکم چو گل فگنده بدامان چه میروی ✿ سرو سهی بجز جویبار نیست ✿ از جویبار دیده گریان چه میروی ✿ و اما چون قاسم بمیدان آمد مبارز طلبید هیچکس اجابت نکرد شعلهٔ آتش قهر وی بنا زبانه زدن گرفت چهار بار خود را در میمنه و میسره و قلب زده بسی دلیران را با خاک یکسان کرد و هر بار که از تاختن فارغ میشد بعمر سعد می نگریست که این همه سرکشی قاسم طلب مبارز میکرد و عمر سعد ازرق را که در سپاه او مبارزی نامی بود طلبید و گفت ای ازرق هر سال ده هزار دینار از یزید می ستانی در لطفهٔ شجاعت

با مراجع دلاوران شام و عراق میر سپاهی چرا بیرون نروی و کار این جوان را فیصل نمی
ازرق گفت ای عمر این سخن از تو عجیب است مرا که در ولایت مصر و شام با هزار سوار برابر
گرفته باشند بجرب کودکی میفرستی و میخواهی که نام و ناموس مرا در هم شکنی مرا ننگ آید با وی
محاربه کردن عمر سعد بانگ بر وی زد که ای مدبر زبانت لال باد این پسر حسن بن علیست
است و نبیره حضرت مصطفی است صلی الله علیه وسلم و فرزند فرزند شیر خدا است اینجا اگر
ضرورت تشنگی و درماندگی نبودی او را عار آمدی که با ما سخن گفتی بر و بهانه میار تا پیش
یزید محترم و نزد پسر زیاد محتشم گردی ازرق گفت اگر اعضای مرا بمقراض ذره ذره سازند
که من بجرب وی نروم اما چون تو مبالغه داری مرا چهار پسر است همه شجاع و دلاور و سپاهی را
دبیر هستم تا بمیدان رفته سر وی را بیارد و دل ترا ازین اندیشه فارغ سازد پس پسر مهتر را
بخواند و از مرکب خود فرود آمده او را سوار کرد و شمشیر خود بر میان وی بست پسر ازرق
با زره تنگ حلقه و خود فولادی و ساقین و ساعدین روی بمیدان نهاد کمر را از
زر سرخ بر میان بسته و نیزه خطی هژده زرعی در دست گرفته با آراستگی تمام بجولان درآمده
بقاسم رضی حمله کرد قاسم رض که او را بدان شکوه و آراستگی دیده بمقدار ذره اندیشه یاد
نکرد بر مرکب زد و پیش حمله او باز رفته نیزه حواله سینه وی کرد وی سپر از فولاد پیش
در آورد نیزه قاسم بر سپر آمده سنانش شکست قاسم خشم گرفته نیزه بیفگند و تیغ برکشیده
بوی درآمد او نیز نیزه بیفگند و تیغ از نیام برآورده حواله قاسم کرد قاسم سپر در پیش آورد و تیغ پسر
ازرق سپر را دو نیمه ساخت پشت دست قاسم مجروح گشت اما حمید الس از لشکر امام حسین دید
که قاسم سپر ندارد جای پر جست و سپری محکم فراخ دامن بوی رسانید دید که قاسم
بر پشت دست زخم رسیده قدری از عمامه خود دریده بر آنجا بست و به لشکرگاه باز گردید
و قاسم سپر در دست گرفته آهنگ موذی خود کرد پسر ازرق دیگر باره تیغ
زنان پیش پسر درآمده و از پشت مرکب درافتاده هر شش بر سینه شد
نشست قاسم از پشت مرکب پیاده نبود وی او را بر دست تنیده مرکب برانگیخت و او را
از روی زمین در ربوده گرد میدان نگاه این پس از دست بیفگند مرکب بر دو دوانید
چنانچه همه اعضایش درهم شکست پس تیغ او را که بس گرانمایه و قیمتی بود بر داشت و نیزه
ربوده با لشکرگاه بیار نظامی ازرق چون نگاه کرد پسر را دید که بدان خواری دو دو را کشته

ایشان رد شد ازرق در غضب شده بر شکم مرکب قاسم زد و اسپ از پای در افتاد قاسم
پیاده بماند امام حسین محمد انس را گفت دریاب جگر گوشه برادرم حسن را و این جنیبت پیش
رسان محمد انس جنیبت امام حسین را نزدیک قاسم آورد تا سوار شد و بر ازرق حمله کرد
ازرق بر اسپ گلگونی نشسته بود چون کوه پاره و به برگستوان مغربی بر افگنده کنارهای
آن با زر و سیم آراسته به پیش حمله قاسم باز شد و سه طعن دیگر میان ایشان رد و بدل شد
و عاقبت ازرق تیغ بر کشید و بقاسم در آمد قاسم نیز تیغ چون برق سوزان از نیام بر آورد
و چون رعد خروشان نعره بر کشید و گفت بیا تا به بینم که در جنگ کار [illegible]
چه داری **مثنوی** بیا تا نبرد دلیران کنیم ٭ بیفتیم رزمی که شیران
کنیم ٭ به بینیم کز ما بلندی کراست ٭ درین کار فیروزمندی کراست ٭ چون ازرق
در نگریست و آن تیغ در دست قاسم بدید گفت ای قاسم من این تیغ را بهزار دینار خریده
و بهزار دینار دیگرش بزهر آب داده ام حالا بدست تو چگونه افتاده قاسم گفت این یادگار
پدر منست میخواهم که ترا شربت این تیغ بچشانم و بقعر زندانت در رسانم ای ازرق
تو مرد سپاهی باشی همین که سوار میروی تنگ اسپ را احتیاط نکنی تا بدین زدی سست
شده و نزدیکست که زین از پشت اسپ در گردد ازرق پشت خم کرد تا تنگ اسپ را
نگاه کند که قاسم به تنگ وی در آمد و ضربتی زدش بر میان چون خیار تر بدو نیم شد غریو
از لشکر شام بر آمد فی الحال از مرکب فرو جسته بر اسپ او سوار شد و جنیبت امام حسین را
لجام گرفته به لشکرگاه خود آورد و چون بنزدیک امام حسین رسید از مرکب پیاده شده
رکاب سعادت انتساب عم عالی جناب خود را بوسه داد و گفت وا عماه العطش
العطش حقا که اگر یک شربت آب یابم دمار ازین لشکر برآرم امام حسین فرمود
نزدیکست که از دست جدت شربت کوثر نوش کنی و این همه غم ها و الم ها را
فراموش کنی برو که مادرت در فراق تو میگرید و میزارد و همه اوقات [illegible]
میگذارد و آتش هجرانت داغ بر سینه آن نامراد نهاده و دست شوق رخسارش [illegible]
ابواب حرمان بر روی آن دردمند گشاده **بیت** خارهاست اندر جانش از درد
فراق تو ٭ دلش پیوسته می سوزد ز درد اشتیاق تو ٭ قاسم روی بخیمه که
مادرش با عروس در آنجا بودند روان شد آواز مادر شنید که میگفت ای فرزند ارجمند

تیغ و کفن در آستین * امام حسین او را دعا و آفرین بسی نواخت و او مرکب تازی نژاد کرد تند تازی برانگیخت باد سبق بردی و در تیزی روی پیک سبکپای هم را مانده کردی

بیت بگرمی چو آتش بنرمی چو آب * گذر دیده از آه جوان در شتاب * به هر طرف می تاخت و رایت شجاعت بدست جرات می افراخت و عرصه میدان را از نامردان تهی می ساخت تا وقتیکه نقد حیات بر سر بازار شهادت درباخت راوی گوید که ابوبکر را بیست و یک جا زخم رسیده بود و آخر بزخم نیزه قدامه موصلی و گفته اند بزخم تیر عبدالله بن عقبه غنوی یا حرب بن بدر نخعی

بیت رخت ازین منزل فانی بربست * بطرب خانهٔ جاوید نشست * و بعد ازو عمر بن علی دستوری طلبیده بحرب در آمد و لقیت مبارزت از سران معارک قتال بر آمد و در رعز مناقب اهل بیت بالماس فصاحت می سفت و رجزی مشتمل برین مضمون بزبان حال میگفت

قطعه [illegible] تبار ره درو کرده ایم * جان را بمن یزید عدم فرد کرده ایم * [illegible] بحر آب گون چو کسی آب خوش نخورد * دل را از آب خورد جهان سرد کرده ایم * پس از محاربه بسیار بسبب غلبهٔ فجار و اشرار از عالم غدار رخت بربسته در روضهٔ رضای پروردگار قرار گرفت و بعضی گفته اند عمر علی در ان حرب حاضر نبوده و این قول نزد علمای نسب صحیح است اما مشهور آنست که دران روز بسعادت شهادت فائز گشته و بعد ازو عثمان بن علی باجازت سبط نبی و ولی

بیت سگاور را پیش صف برانگیخت * ز لب [illegible] گهر یا لعل فرو ریخت * حربی مردانه در پیوست و دست مبارزان لشوکت مردانگی فرو بست و رجزی میخواند که سه بیت از ترجمهٔ آن اینست

نظم آمده عثمان بجنگ تیغ [illegible] * [illegible] بقتل شما پیش برادر حسین * شامی مدبر چرا تیغ کشد بر حسین * نیست [illegible] انصاف بین * صبح شهادت دمید وقت صبوح من ست * مست شوم [illegible] * بعد از حرب بسیار بزخم گران یزید ابطحی شمع حیات آن چراغ دودمان ولایت [illegible] آل مصطفی شد از آن گنج جواهر زواهر معالی بزیر خاک فوات مختفی گشته [illegible] روشنی [illegible] عالم [illegible] نماند * برگ عیش و کامرانی در دل [illegible] جوانی بود خوبصورت زیبا سیرت صافی نیت پاکیزه [illegible] آمد و گفت ای برادر مرا صرفه نیست که مبارز طلبم که دران تاخیر [illegible] تعجیل از رم اجازت فرمای و همتی از ارزانی دار امام حسین

گفت ای برادر لشکر دشمن بسیارست و مخالف ما از سوار و پیاده بیشمار عون جواب داد
که یا ابن رسول الله شیر را از هجوم روباه اندیشه در ضمیر نگذرد و شهباز را از بسیاری کلاغ
ترسی روی ننماید **مثنوی** بکوشم درین حرب مردانه وار ٭ چه اندیشه از لشکر بیشمار
دل و دست و بازو بکام آورم ٭ جهان بر عدو تنگ و تار آورم ٭ این بگفت و مرکب برانگیخت
و بر قلب سپاه دشمن حمله کرد در دریای هیجا به پشتی بازوی توانا غوطه خورد ابن الاحجاب
با دو هزار پیاده و سوار گرد او فرو گرفتند عون علی تیغ شیر صفت [illegible] آن قوم را از هم
بدرانید و لشکر را از پیش خود براند و عنان بجانب امام حسین منعطف گردانید
امام حسین بر او آفرین گفت و فرمود که [illegible] زخمهای
خود را ببند و زمانی بیاسای عون گفت ای برادر بزرگوار بحق جدت محمد مختار
علیه الصلوات الملک الجبار که مرا از حرب باز مدار که از تشنگی بهلاکت نزدیکم و می بینم
که ساقی کوثر جامی پر از شراب بهشت در دست دارد و مرا اشارت میکند و من زود تر
می خواهم که خود را از تشنگی برهانم و بعد رفیق طریق شهادت که قافله سالار کاروان سعادت
است جگر تشنه خود را باب زلال [illegible] امام حسین [illegible] اسپی که حضرت
امیر در حال حیات [illegible] تا زین کنند و برگستوان [illegible] بر افگنند
و سوار شد و عون [illegible] آن مرکب را [illegible] و درعی پوشید
و پیراهن [illegible] بر بالا زره در پوشید و تیغ یمانی حمایل کرده و نیزه ردینی گردار
بدست گرفته روی بمیدان نهاد و از زبان [illegible] **بیت**
چه آفت است که باز این سوار پیدا شد ٭ کدام سرو ز بالای این چمن پیدا شد ٭ صالح
بن سیار را که چشم بر وی افتاد بلرزه در آمد و کینه [illegible]
عداوت او آن بود که در زمان خلافت [illegible] امیر المؤمنین علیه [illegible]
و امیر [illegible] خود عون را گفت [illegible]
بحسب شرع و بحکم [illegible] وقت
که عون بمیدان آمد صالح با طالع [illegible] تیغ از نیام کشیده و زبان بفحش
و دشنام گشاده بر عون حمله کرد عون از کلمات سفاهت آمیز او خشم گرفته بیک طعن نیزه
از اسپش در گردانید برادر صالح بدر بن سیار برادر را در میدان خوار افتاده دید

یکبیند او بر عون حمله کرد و در برابرش آمده خواست که زبان نحجش بگشاید که عون او را
مجال نداده نیزه بر دهنش زد که سر سنانش از قفا سرش بدر شد عاقبت هزار سوار
از میمنه و هزار از میسره بچپ و راست وی در آمدند و طعن و ضرب بر وی روان کردند
آن سوار نامدار و نقد صاحب ذوالفقار با ایشان بنبرد در آمد و بر هر سو که حمله میکرد دمار
از سوار و پیاده بر می آورد تا زخم بسیار بروی زدند و لعین نیزه کا خالد بن طلحه
از مرکب در افتاد و گفت بسم الله و بالله و علی ملة رسول الله صلی الله علیه وسلم
یا ابن رسول الله بهوای تو در معرکه دنیا آمدیم و در وفای تو بمیدان آخرت رفتیم

بیت گر سرم خاک گشت بر در تو ٭ باد جانا سعادت سر تو ٭ انگه برادر دیگر
که جعفر بن علی گفتندی از غم برادران سراسیمه گشته باجازت امام حسین روی بمیدان
آورد و داد مردانگی و جرات بداد و اندک زمانی را از همان شربتی که
برادران عزیزش نوشیده بودند جرعه بچشید و بیک چشم زدن در مقعد صدق بدیشان
رسید عبد الله بن علی با دیده گریان و سینه بریان پیش شاهزاده دو جهان آمد و بزبان
حال میگفت **رباعی** ای غمت اصل شادمانیها ٭ وصل تو اصل کامرانیها ٭
سر زخم تو بهای غم بر دل ٭ میرهم از درت گرانیها ٭ ای برادر طاقتم از فراق
برادران طاق شده و تنم در میدان هجران پایمال خیل فراق گشته شرف اجازتم بارزانی دار
امام حسین ابراد دستوری داد و عبد الله روی بمصاف جای نهاد و بعد از انکه صد
و هفتاد کس را در معرکه فنا افگنده بود بزخم هانی بن ثوبیت خضرمی از مرکب در افتاد
و روحش بجانب جنات نعیم شتافت **بیت** نجات یافت ازین دامهای رنج و عنا ٭ نزول کرد
بگلزار جنت الماوا ٭ اما عباس بن علی علمدار امام حسین بود چون احوال برادران بر این منوال
مشاهده نمود سیل خون از دیده محنت دیده بگشود و میگفت **بیت** کایا برادران
و عزیزان کجا شدند ٭ در دشت کربلا همه از هم جدا شدند ٭ پس علم برداشته
بخدمت امام حسین آورد و بالای سر مبارکش برپا کرد و گفت ای برادر علمداری
ما از دست ما افتاد دعا فرمای و اجازت فرمای امام حسین بگریست و گفت
ای برادر نشانه لشکر من تو بودی چون تو بروی جمعیت ما بتفرقه مبدل میگردد
عباس گفت ای پسر رسول خدا صلی الله علیه وسلم جان من فدای تو باد دلم از دنیا

بتنگ آمده و آئینه سینه از غبار اغیار زنگ گرفته میخواهم که داد خویش ازین ستمگاران بستانم و به تیغ انتقام بعضی را ازین مدبران کوفه و منکران شام بیجان گردانم امام حسینؓ فرمود که چون مراد تو اینست باید که بمیدان روی و اول برین قوم حجت گیری و آنچه گویم با ایشان بازگوئی و اگر نشنوند پس از ان آغاز حرب کنی پس کلمهٔ چند با او بگفت و اجازت داد عباس مبارز نامدار و شجاع بغایت عالی مقدار بود حرارت قوت از حیدر کرار میراث داشت و پیوسته در معارک مقاتله رایت نصرت بر می افراشت درین محل بر مرکبی تیز پای آهن خای رعد صدای برق نمای سوار شده با تیغ مصری و سپر مکی و خود رومی روی بمیدان نهاد **بیت** برقی گرفته در کف وابری به پیش روی ❊ ماهی نهاده بر سر و چرخی بزیر ران ❊ روی هوا از تراکم غبار چون شب تار گردانید و صحن زمین از طرید و جولان چون عرصهٔ گلستان منور و مزین ساخت و چون بمیان جنگ جای رسید عنان مرکب باز کشید و گفت ای قوم این سید و سرور و این فرزند ستوده پیغامبر صلی الله علیه وسلم می گوید که برادران و خویشان و یاران و هواداران مرا کشتید و خون پاک چندین بزرگان من صحابه و تابعین رضوان الله علیهم اجمعین [illegible] ریختید اکنون ما را چند ان آب دهید که اطفال و عورات بنوشند [illegible] ایشان [illegible] و باقی اطفال که مانده اند برگرفته بطرف روم [illegible] روم [illegible] باشما گذارم و شرط میکنم که من فردای قیامت بر شما خصمی نکنم و فعل شما را بخدا حواله نمایم تا او هر چه خواهد کند چون عباس این پیغام [illegible] را گزارد [illegible] از سپاه [illegible] جمعی خاموش شدند و قومی دشنام آغاز کردند و بعضی [illegible] زار زار میگریستند تا شمر ذی الجوشن [illegible] گفت ای برادر ابوتراب با برادرت بگو [illegible] اگر [illegible] باشد یک قطره از ان آب شما [illegible] نشوید عباس پریشان گشته بازگشت [illegible] امام حسینؓ [illegible] رسانید امام حسینؓ سر مبارک در پیش افگنده آب در دیده بگردانید [illegible] و فغان برآمد و صدای العطش [illegible] بآسمان رسید [illegible]

و گویند او عبد الله نام داشت و بجهت آن کنیت امام حسین رض ابا عبد الله مقرر شده اما چون
امام حسین رض دید که از یاران و برادران و خویشان کسی نماند سلاح بر خود راست کرد و خواست
که بمیدان رود علی اکبر رض چون پدر را دید که قصد میدان دارد فراز آمد و در دست و پای
وی افتاد و گفت ای پدر هرگز مباد که من یکروز و یکساعت بی تو در جهان باشم روا مدار
که مرا در میان ظالمان بگذاری چندان حرب خود را در توقف دار که من جان در قدمت
بازم و دل پر خون خود را از غصه این دونان بپردازم حرم امام حسین رض و خواهران
و دختران از خیمها بیرون دویده در دست و پای علی اکبر افتادند و در منع کردن او
از مبارزت مبالغه بیاد نمودند امام حسین رض نیز اجازت نمی فرمود علی اکبر رض زاری و تضرع
می نمود و سوگندها بذات عظیم پدر می داد و قطرات اشک از چشمه چشم می گشاد
آخر امام حسین رض از سر اضطرار نالید و زاری او بدست مبارک خود سلاح بروی پوشانید
زرهی در جوشن بر وی راست کرد و کمر ادیم که از آن حضرت امیر بود بر میان او بست
و مغفر فولادی بر سر وی بر فرق مبارکش نهاد و بر اسب عقابش سوار گردانید مادر و خواهران
از رکاب و عنانش در آویختند و بجای آب خون از دیدها میریختند امام حسین رض فرمود
که دست از وی بدارید که عزیمت سفر آخرت دارد بیت آن مه بجانب سفر آهنگ
میکند ٭ صحرا و دست بر دل ما تنگ میکند ٭ پس علی اکبر رض ایشان را وداع کرد و روی بمصاف
آورد و او جوانی بود هژده ساله با روی چون آفتاب و گیسوی چون مشک ناب از روی خلق
و خلق شبیه تر از وی برسول خدا صلی الله علیه وسلم کس نبود چون بمیدان رسید
ساحت آن معرکه از شعاع رخسار وی منور شد لشکر عمر سعد در جمال وی متحیر مانده از وی
پرسیدند که این کیست که تو ما را بحرب وی در آورده رباعی این کیست سواره که بلای
دل ماست ٭ صد خانه برانداخته در خانه زین ست ٭ ماهی ست درخشنده چو بر پشت سمند
ست ٭ سروی ست خرامنده چو بر صحن زمین ست ٭ چون عمر سعد نگریست و او را بدید
گفت این سوار ... گفت این پسر شهزاده حسین رض ست که در شکل و شمائل بحضرت رسالت
صلی الله علیه وسلم مشابهت تمام دارد ... و هر گاه شوق لقای سید عالم صلی الله علیه
وسلم بر اهل مدینه غالب شدی بیامدندی و در روی علی اکبر رض نظر کردندی چون شوق
... سید انام علیه الصلوة والسلام بر ایشان غلبه کردی سخن شمار نثار شهزاده شنودندی

جوانی با قامت چون سرو روان و طلعتی افروختہ تر از گل ارغوان اسپ را در عرصہ میدان بجولان در آوردہ مے گفت **شعر** انا علی بن حسین بن علی * نحن و بیت اللہ اولے بالنبی * از نیج بیت رجزیست کہ شاہزادہ میخواند و از حسب و شرف نسب خود خبر میداد ابو المؤید آوردہ کہ علی اکبر رض معرکہ مبارزت جلوہ کنان در آمد و حلقہ گیسوے بر روی رنگین افگندہ و آن شاہزادہ چہار گیسوے بافتہ تافتہ مجعد معنبر مسلسل معطر داشتہ کہ دو از پیش و دو از پس سے انداختہ و زبان روزگار در وصف آن شہسوار بدین ابیات ترنم می پرداختہ **رباعی** خسرو انجم مشتری غلام تو باد * توسن چرخ در لجام تو باد سبز خنگ فلک سخر فست * ابلق روزگار رام تو باد * شاہزادہ رجزی در مناقب خود و اہل بیت خود میخواند کہ ترجمہ بعضی ازان در منظومات نور الائمہ خوارزمے برین منوال است **نظم** منم علی حسین علی کہ خسرو مہر * فراز تخت فلک کمترین غلام منست * چون از نژاد شہی ام کہ قدر او میگفت * کہ خطبہ شرف سرمدی بنام منست * عنان ز معرکہ خصم بر نخواہم تافت * چرا کہ توسن تند سپہر رام منست * راوی گوید کہ ہر چند علی اکبر رض مبارز طلبید کسے در برابر او نیامد شاہزادہ خود را بر لشکر خصم زدہ شور در میمنہ و میسرہ و قلب و جناح آن سپاہ افگند و چندان مقاتلہ کرد کہ آن گروہ انبوہ از حرب او بستوہ آمدند پس مراجعت نمود پیش پدر آمد و گفت وا ابتاہ اے پدر بزرگوار ذبحنی العطش مرا بکشت و ہلاک میکرداند تشنگی و اثقلنی الحدید و گران میسازد و در رنج می افگند مرا آہن سلاح فہل الی شربۃ ماء من سبیل آیا بشربتی از آب ہیچ راہ توان برد و بر حصول مقدار ازان ہیچ چارہ میتوان کرد حقا کہ اگر قطرہ آب بحلق من رسیدے دمار ازین قوم بر آوردمے امام حسین او را پیش طلبید و خاک از آب دہان او پاک کردہ انگشتری رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم در دہان وے نہاد تا بمکید و اندکی تشنگی وی تسکین یافت تا دیگر بارہ روی بمیدان آوردہ و رجزی در صورت حال خود اداکرد کہ ابو المفاخر ترجمہ آن آوردہ کہ **غزل** ساقی کوثر آب میخواہد * میر مجلس شراب میخواہد * گیسوان سیہ سفید حسین * گیست کز خون خضاب میخواہد * گشت انگوز قرطبے نمکی * دل زہرا کباب میخواہد * بچہ شیر در طریق خطر * راہ آب از کلا موسنان در بہشت و منکر با * سوی دوزخ شتاب میخواہد * درین نوبت کہ شاہزادہ مبارز طلبید عمر سعد طارق بن شیث را گفت برو و کار حسین رض بساز تا من حکومت رقہ و موصل از ابن زیاد برائے تو بستانم طارق گفت مے ترسم کہ فرزند رسول را بکشم و تو بدین وعدہ وفا نکنی عمر سعد سوگند خورد کہ ازین قول بر نگردم و انیک انگشترے عس بستان و نگہدار طارق

انگشتری سعد را در انگشت کرد و بار زره و حکومت رقه و موصل با وی بحرب علی اکبر نهاد با سلاح
تمام بمیدان آمده نیزه حواله علی اکبر کرد علی اکبر نیزه او را رد کرده و در آمد و نیزه بر سینه وی
زد که مقدار دو وجب سنان از پشتش بیرون آمد و طارق از اسپ در گردید علی اکبر
مرکب عقاب را بر وی راند تا همه اعضای او بسم مرکب خسته و شکسته گشت پسر او عمر طارق بیرون آمد
بقتل رسید پسر دیگرش طلحه بن طارق از غم پدر و برادر برافروخته و مرکب برانگیخته چون شعله
آتش خود را بشهزاده رسانید و فی الحال روی گریبانش گرفته بطرف خود کشید تا از مرکبش
در افگند علی اکبر دست فراز کرد و گردن او بگرفت و چنان بر پیچید که خورد و بشکست و از
زین پشتش در ربوده بر زمین زد که غریو از لشکر برآمد نزدیک بود که از هول و هیبت و زور و شوکت
شاهزاده متفرق شوند عمر سعد بترسید و مصراع بن غالب را فرمود که برو و این جوان هاشمی را
دفع کن مصراع در برابر وی آمده گرم گرم بر وی نیزه حمله کرد علی اکبر شجاعت از جد و پدر خود میراث
داشت نعره زد چنانچه همه سپاه از هول نعره او بلرزید و مصراع در آمد و بر تیغ نیزه او را افگار کرد
مصراع خواست که شمشیر برکشد که علی اکبر خدا را یاد کرد و بر رسول صلوات و تحیات فرستاد
و تیغی زد بر سرش چنانچه تا بر وی زین بدو نیم شد و دو پاره از مرکب در افتاد و سپاه در خروش
و ابن سعد حکم بن طفیل را با ابن نوفل طلبید و هر یکی را هزار سوار داده بحرب علی اکبر فرستاد
و ایشان از دو راه بر علی اکبر حمله کردند شاهزاده بیک حمله آن دو هزار سوار را برداشته تا قلب لشکر
بدوانید مانند شیر گرسنه که در رمه افتد میزد و میکشت تا شور در لشکریان افتاد پس بازگشته
پیش پدر آمد و فریاد العطش بر داشت امام حسین فرمود که ای جان پدر غم مخور که دمبدم
از حوض کوثر سیراب خواهی شد علی اکبر بدین مژده دلشاد گشته باز گردید و بیکبار لشکر اشرار
از یمین و یسار بر وی حمله کردند و زخم بسیار بر وی واقع شد آخر بطعن نیزه ابن نمیر و گویند بضرب
تیغ منقذ بن مره عبدی از مرکب در افتاد و نعره زد که ای پدر این از پای در افتاده را
دریاب و دستگیر **نظم** برنگذار چو خاکم فتاده هان ای بخت * بدین طرف برسان
بار منت سوار مرا * نمی برم ز غم این بار جان برای خدا * خبر ببرید ز من یار غمگسار مرا * آواز
او بگوش امام حسین رسید در تاخت و او را از میان در ربوده بدر خیمه آورد و از مرکب فرود آورد
و سرش در کنار گرفته و گفت ای فرزند ارجمند و ای آرام دل دردمند بابا دیده بگشا و سخنی
[illegible] سر خود بر کنار پدر دید و خروش مادر و خواهران شنید گفت

یا ابتاه می‌بینم که درهای آسمان گشاده است و حوران جامهای شربت بر دست نهاده انتظار
می‌کنند که بیا این کلمه بگفت و ودیعت روح باز سپرد خروش از حرم امام حسین و خواهران
و دخترانش برآمد امام حسین نیز می‌گریست و میگفت ای فرزند خود را از ان جهان بدیدی
و نزدیک جد خود رسیدی شربتهای نوشین نوشیدی و خلعتهای بهشت پوشیدی ما را
در میان اعادی بگذاشتی و خود در راه جنات عدن مفتحة لهم الابواب بر داشتی **نظم**
ای عزیز پدر کجا رفتی + وز کنار پدر چرا رفتی + بر نخورده ز بوستان حیات + سوی کاشانهٔ
بقا رفتی + نه که زین کلبهٔ فنا رستی + بر سراپردهٔ بقا رفتی + مصطفی جانب است میدانم +
که بنزدیک مصطفی رفتی + فرع زهرا و مرتضی بودی + سوی زهرا و مرتضی رفتی + شهربانو
گفت دریغ از ان نهال چمن شادمانی که طراوت نوبهار جوانی او بدست باد خزان اجل
پژمرده شد و افسوس از ان جمال زیبا که هنوز از جلوات حیات چاشنی ذوق نیافته
چون غنچه از شوکت خار فنا و فوات در پرده شد **بیت** ماه نو را چه اتفاق افتاد + که چنین
زود در محاق افتاد + و در روایتی دیگر آمده است که در ان محل که علی اکبر بر تمام لشکر حمله کرد
او را در میان گرفتند شاهزاده از نظر پدر بغایت امام حسین از عقب وی در آمد تا تفحص
احوال وی کند و نعره میزد که یا علی از طرف دیگر نعره برآمد که یا ابتاه ادرکنی اسپ بزیر را
دریاب امام حسین مرکب از ان جانب راند و گفت یا علی از طرف دیگر نعره برآمد که ادرکنی
یا ابتاه دریاب پدر ای پدر امام حسین از عقب آواز رفت و او را ندید باز آواز داد که یا علی
جواب نیامد و سبب آن بود که منقذ بن نعمان زخمی بر فرق او زده بود و بدان نزدیک شده که
شاهزاده از مرکب در افتد خود را بمردی نگاه داشته و یال اسپ را گرفته عنان را باز گذاشته
اسپ او را بجای بیرون برد که بجانب لشکرگاه امام حسین بود و چون قدمی راه برفت
علی اکبر از اسپ درافتاد و اسپ روی بجانب میدان نهاد اما چون امام حسین
نشنید بطاقت شده صف لشکر را از هم بدرید علی اکبر را ندید و
نیز نیافت قضا را مرکب امام حسین از حوالی لشکرگاه عمر سعد روی بجانب بادیه نهاد و هر چند
امام حسین عنان او باز کشید اسپ تمکین نکرد تا مقداری راه از میدان قتال و معرکه جدال
دور شد یا علی یا علی نعره میزد و در آرزوی فرزند دلپسند دیده آب از دیدهٔ حسرت دیده می بارید
و بزبان حال میگفت **بیت** ز فرقت تو دلی دارم و هزاران درد + بهجر تو نفسی دارم و هزاران آه +

ای فرزند دلبند. تو کجائی و چراغ رخ نازنین خود به پدر سوخته جگر نمی نمائی ای پسر از جفای
دشمن دست رنجیم پدر در دست آری ریش دل مرا که مرهم هجران در خور دست **بیت** من خود
از آزار این سنگین دلان * زار بودم گشتم اکنون زارتر * در اثنای این حال نظر امام حسین رض
بر مرکب علی اکبر رض افتاد علی رض را ندید خواست که اسب را بگیرد اسب رو به بادیه نهاد امام حسین رض پی آن
بر داشته میرفت تا بموضعی رسید که اسب استاده بود نگاه کرد علی اکبر رض را دید افتاده بود و
چون مرغ نیم بسمل میطپید و بخود ابه در میان خاک و خون می غلطید امام حسین رض فی الحال پیاده شد
و پیش او نشست و دست بر پیشانی او نهاد علی اکبر رض چشم باز کرد جمال با کمال پدر را دید گفت
یا ابتاه می بینی امام حسین رض گفت چه چیز را بینیم گفت بله ای پدر درنگر و ببین که جدم حضرت
مصطفی صلی الله علیه وسلم دو قدح از شربت بهشت بر دست دارد و یکی بمن می دهد که بنوش
و من میگویم هر دو قدح بمن ده که بغایت تشنه ام میفرماید که ای علی اکبر رض تو این یک قدح بنوش
که آن دیگر را برای پدرت آماده کرده ام که او نیز با لب تشنه و دل خسته بنزد من خواهد آمد این بگفت
و نقد جان بجانان تسلیم کرد امام حسین رض او را بر اسب عقاب بسته تا در خیمه آورد و مادر و خواهر
خروش و زاری در گرفتند و برای وی مرثیه ها می خواندند چنانچه قبل ازین همت ذکر یافت
دریغا که هلال نوگستر آسمان ولایت که از افق امامت و هدایت طلوع یافته بود هنوز بر مدارج
معارج کمال بدریت مرتقی و مشتعل ناگشته بحجاب غروب نقاب افول محتجب و مختفی گشت و نهال تازه
مثال بوستان کرامت که بر کنار جویبار فتوت و شهادت نشو و نما پذیرفته پیش از اظهار ازهار
فضائل و اثمار معالی بصرصر اجل از پای درآمد **بیت** تا دامن آن تازه گل از دست برون شد
چون غنچه دلم تنه آغشته بخون شد * سوزش این درد را غمزده داند که بواقعه غم اندوز
فرزندی دلبندی سوخته باشد و خراشش این زخم را مصیبت رسیده شناسد که
بحادثه جگرسوزی مفارقت دلبندی ارجمندی مبتلا گشته بود **بیت** هلاک جان من آن
پیر داند * که روزی از جوانی دور ماندست * القصه چون امام حسین رض دید که از هیچ طرف یاری
و مددگاری روی نمی نماید و از هیچ جانب آواز غمگساری و هواداری نمی آید و مخدرات حجرات
عصمت و طهارت تا خروش بر آورده اند و فغان و شیون آغاز کرده فرمود که ای پردگیان حرم
نبوت و ای پرورش یافتگان درج عفت و فتوت خاموش باشید تا دشمنان شماتت نکنند
در صبر و شکیبائی را شعار و دثار خود سازید که در بلا جزع کردن موجب محرومی از ثواب است و ثواب

صابران نزدیک حق سبحانه وتعالی بیرون از سرحد حساب است پس زنان نیاز فراق زدگان اهل بیت
نحوا این سخن را ادا میکرد **فرد** دل ندارد طاقت بار فراق * این دل است ای شاه سنگ خاره
نیست * وناطقهٔ حال شاهزاده درجواب میفرمود که راست میگوید **فرد** صبر کردن در فراق
چون منی * سخت دشوار است لیکن چاره نیست * پس دختر خود سکینه را نزد خود خواند و او را
گفت سکینه من امروز یتیم خواهد شد زنهار که بعد از من بانگ برو نزنید و با او بد انتهائی
نکنید که دل یتیمان نازک باشد و پس از واقعهٔ من موی برهنه نکنید و طپانچه بر چهره نزنید
وروی وسینه نخراشید وجامه چاک نسازید که اینها عادت اهل جاهلیت است اما از گریه منع
نمی کنم که شما غریبان و بیکسانید مظلوم و بیچاره شده محروم و آواره گشته اید با این همه مصیبتها
من مبتلا خواهید شد و بشهادت من سراسیمه و پریشان خواهید گشت درین محل زینب و ام کلثوم و
شهربانو و سکینه بی طاقت شده گریه آغاز کردند بدرجهٔ که صومعه داران آسمان از آه و ناله ایشان
بفریاد آمدند امام حسین همه ایشان را تسلی داده بر مرکب سوار شده خواست که بمیدان رود ناگاه
خروش عظیم و غلغلهٔ بزرگ از خیمه بسمع مبارک وی رسید از سبب آن پرسید گفتند ای سید
ستمگر بانوان میکنند علی اصغر از تشنگی زاری میکند شیر در پستان مادرش خشک شده و آن
طفل شیرخواره بهلاکت نزدیک گشته امام حسین فرمود که او را نزدیک من آرید شهربانو او را نزد
پیش امام حسین آورد امام مظلوم او را برداشته در پیش قربوس زین گرفت و نزدیک صف
سپاه مخالفان رفته بر روی دست آورده آواز داد که ای قوم اگر بزعم شما من گناه کرده ام این طفل
باری هیچ گناه ندارد وی را یک جرعه آب دهید که از غایت تشنگی شیر در پستان مادرش نمانده آن
جفاکاران سنگین دل گفتند محال است که بی حکم پسر زیاد یک قطره آب بتو و فرزندان تو دهیم
ونامردی از قبیلهٔ ازد که او را حرملة بن کاهل گفتندی تیری در کشیده بسوی امام حسین انداخت
آن تیر بر حلق علی اصغر آمده گذاره کرده در بازوی امام حسین نشست امام حسین آن تیر
حلق آن معصوم زادهٔ بی نظیر بیرون کشید و خون از حلق او میرفت ... بدست مبارک ...
که بر زمین ریزد پس روی بخیمه نهاده مادرش را طلبید و گفت بگیر این طفل شهید را که از حوض کوثر
سیراب گردانیدند شهربانو خروش بر آورده خواتین اهل بیت فغان بر کشیدند و امام حسین
نیز بر حال آن مظلوم گریه میفرمود **نظم** تا جدا گشتی از کنار پدر * تیره شد بی تو روزگار پدر *
غمگسار پدر تو بودی و بس * بی تو یاد تو غمگسار پدر * تو برفتی زپیش من وز تو * درد

امام حسین گفت بازگردید شما را بخدا می سپرم و او وکیل من است در مهمات شما و کفی بالله وکیلا آنگاه
چون امام حسین میان آن سپه نیزه بر زمین استوار کرد و رجزی آغاز فرمود قریب به بیست بیت از آنجا
پنج بیت بر سبیل تبرک آورده شد **شعر** خیرة الله من الخلق ابی + ثم امی فانا ابن الخیرتین +
فضة قد خلصت من ذهب + فانا الفضة وانا ابن الذهبین + فاطمة الزهراء امی وابی +
وارث الرسل امام الثقلین + من له جد کجدی فی الوری + او کشیخی فانا ابن العلمین +
ذهب فی ذهب + و لجین فی لجین فی لجین + **غزل**
جد من خیر الورا است آنکه فخر انبیاست + آفتاب اوج عزت شمع جمع اصفیاست +
مرتضی شاه ولایت پدر [illegible] در درج لا فتی و [illegible] هل اتی ست + مادرم
خیر النسا فرزند خاص مصطفی + [illegible] کلام حق گواست + وان برادر کو [illegible]
هست شاه دین حسن + آنکه سبط مصطفی و نور چشم مرتضی ست + هست عم جعفر [illegible]
کاندر باغ خلد + [illegible] پرواز او تا آشیان کبریاست + حمزه سرخیل شهیدان باشدم عم دگر
اینچنین اصل و نسب در جمله عالم کراست + ای ستمکاران که [illegible] اخلاق شما + بی وفایی و نفاق
وحیله و جور و جفاست + جمله فرزندان و خویشان عزیزان مرا + قتل کردید این چه آیین ستمکاری
طغیان کاست + وین زمان بهر هلاک من کمر بسته اید + کشتن من در کدام آیین [illegible] روا
تشنه لب رفتند یاران و من از پی میروم + در قیامت حضرت حق حاکم ما و شماست + پس گفت
ای قوم بترسید از خدای که شب بر دو روز آورد و میراند و زنده گرداند روزی [illegible]
اگر بدین خدا اقرار دارید و برسولش محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم که جد من است ایمان آورده اید
بر من ستم مکنید و بیداد روا مدارید و بر اندیشید از آنکه فردا در عرصات قیامت جد و پدر و مادر من با شما
خصمی کنند و شما را از حوض کوثر آب ندهند. اینک هفتاد و دو تن از برادران و برادرزادگان و اقربا
و یاران و موالیان من بکشته اید و حالا قصد جان من دارید اگر برای ملک است مرا بگذارید تا
با حبشه یا ترکستان روم و عیال مرا که از تشنگی جگر ایشان کباب است مقدار آبی بخشید تا
خصمی نکنم و اگر نه چنین کنید الحکم لله و رضینا بقضاء الله [illegible] سخنان شما [illegible] نشنیدند
خود برسیدند و کوفیان نگریستند و بنالیدند بحتری بن ربیعه و شبث بن ربعی و شمر ذی الجوشن [illegible]
که کار از دست رفت و نزدیک است که لشکر با مر خود بجرب آیند در برابر امام حسین درآمده گفتند
یا ابن ابی تراب [illegible]

کشی وازین مهلکه خلاص یابی والا ترا برین وجه میداریم تا از تشنگی هلاک شوی امام حسین سر مبارک در پیش
انداخت وعمر سعد چون گریه لشکر وفغان ایشان دید بترسید واز قلب لشکر بیرون تاخت وبانگ بر پیادگان
زد که بگذارید که پسر ابوتراب دیگر سخن گوید زود تیرباران کنید یکبار مقدار پانزده هزار کس تیر بر کمان
نهاده از شست رها کردند وقضا را یکی تیر بر آن حضرت کارگر نیامد تیراندازان از آن خطا کار منفعل گشته باز گشتند
و امام حسین بخیمه باز آمد نور الائمه از امام جابر الله العلامه نقل میکند که در آن وقت که امام حسین در کربلا
تنها مانده بود نظم ورای پرده نشینان و کودکان بیمار ٭ نمانده هیچکس دیگر از تبار حسین ٭ حسین گریه
کنان در وداع فرزندان ٭ ستاده لشکر بیحد در انتظار حسین ٭ شاهزاده میخواست که حمله کند که
ناگاه گردی وغباری پدید آمد چنانچه هیچکس هیچکس را نمی دید مقارن این حال شخصی مهیب با شکلی عجیب
بر مرکبی نشسته که سر و دستش بسر و دست اسپ می مانست و پایش مشابه پای شتر پیش امام حسین آمده
سلام بدین عبارت السلام علیک وعلی جدک وعلی ابیک وعلی امک امام حسین جواب
سلام او باز داد و گفت تو چه کسی ای نیکبخت که در چنین وقتی بر مظلومان بیچاره وغریبان آواره
سلام میکنی گفت یا ابن رسول الله من مهتر پریانم وسر لشکر سید آخر الزمانم چاکر شاه مردانم مرا زعفر
می گویند ولشکر من درین بیابان هست پدرت وقتی که بچاه بئر العلم در آمده دیوان ابیض الکفار مسلمان
ساخت پدر مرا بر ایشان مرتبه امارت داد و بعد از وفات پدر من همه در فرمان من اند دستوری ده
تا با لشکر خود بیایم و دمار ازین قوم برآرم بیت دوستان را شاد گردانم بتوفیق خدای ٭ دین ستمکاران
کش را براندازم زپای ٭ امام حسین گفت ای زعفر خدایت به نیکوئی مزد دهاد شما را دستور قتل آدمیان نیست
از آنکه شما جسم لطیف دارید ایشان شما را نه بینند وشما ایشان را ببینید وبکشید این ظلم باشد اما آنکه ملائکه
در حرب بدر وحنین نزدیک جدم آمده بر کفار حرب کردند آن بحکم خدا بود تو باز گرد بمنزل خود
معاودت کن زعفر گفت ای سید و سرور ما خود را بصورت آدمیان بدیشان نمائیم و حرب کنیم اگر از
قوم ما بکشند شهید راه تو باشیم امام حسین گفت جزاک الله خیرا یا زعفر دلم از زندگانی دنیا
سیر شده ودر علم المنایا دیده ام که من امروز بلقای پروردگار خود خواهم رسید تو برای خاطر من باز گرد
ومتعرض این قوم مشو زعفر بازگشت و فی الحال آن غبار فرو نشست اما چون امام حسین دید
که اهل عناد را انکار وجدال می افزاید واز خصومت وعداوت تنزل نمی نمایند دیگر باره رو بمیدان نهاده
مبارز طلبید تمیم بن قحطبه که یکی از امرای شام بود مردی علمدار و در میان قوم خود عالی مقدار پیش امام حسین
باز آمد و گفت ای پسر علی تا کی خصومت میکنی فرزندانت زهر هلاک نوشیدند اقربا وچاکرانت

لباس فنا و فوات پوشیدند هنوز جنگ میکنی و یک تن تنها با بیست هزار کس [illegible] امام حسین
فرمود که ای شامیان من بجنگ شما آمده ام یا شما بجنگ من آمده اید من سر راه شما گرفته ام یا شما
سر راه بر من گرفتید برادران و فرزندان مرا بقتل رسانید اکنون میان من و شما شمشیر حکم خواهد
بسیار مگو و بیا تا چه داری این بگفت و از روی مردانگی تیغ بکشید نعره از جگر برکشید که زهره دلیران از
لشکریان آب گشت شمر را سینه بشد و دستش از کار فرو ماند شاهزاده تیغی زدش برگردن که سرش پنجاه قدم
دور افتاد پس حمله کرد و سپاه دشمن از ضرب تیغ او ترسان شده یکبار در رسیدند و [illegible] بانگ بر لشکر زد
که ای بی حمیتان همه درمانده یک تن شده اید [illegible] پس سلاح جنگ خود درراست
کرده پیش امام حسین باز آمد و مبارزت [illegible] شام و عراق مشهور بود و [illegible] شجاعت [illegible]
مصر و روم معروف و مذکور سپاه عمر سعد چون او را بمقابله امام [illegible]
برکشیدند و اطفال و عورات اهل بیت این معنی [illegible] امام [illegible] بانگ
که گر مرا نمی شناسی که چنین گستاخانه پیش من می آیی [illegible] جواب نداد و تیغ [illegible] امام حسین [illegible]
پیشدستی نموده تیغی بر کمرش زد که چون خیار تر به دو نیم شد [illegible] بسیار [illegible]
شمر بانگ بر لشکر زد که زنهار زنهار مگذارید که حسین آب خورد که اگر یک شربت آب بیابد یکی
از ما زنده نگذارد پس لشکر [illegible] و میان امام حسین و آب فرات حائل گشتند امام حسین
با تیغی کشیده مرکب ذوالجناح را برانگیخت و غریوی در صفت اسب و تیغ شاهزاده فرموده

نظم

تیغ گوهردار بود و اسب رنگ و گوهری ✤ آتش همرنگ آب [illegible]
گوهر او تابناک و آتشی دو آبناک ✤ آب و آتش گشته یکجا هم قران و هم قرین ✤ [illegible]
در صف میدان جنگ ✤ نعل خاراکوب اسپش خاک را با خون عجین ✤ [illegible]
سم خاراشکاف ✤ خرد سر کوچک دهان لاغر میان فربه سرین ✤ [illegible]
کوه کن دریاگذار ✤ رعد هیبت برق سرعت باد جنبش تیز بین ✤ اینت [illegible]
اینت تیغ و اینت مرد ✤ ای هزاران آفرین بر جان پاکت آفرین ✤ امام [illegible]
برانگیخت و بچنان تیغی سر باغیان چون برگ خزان بر زمین میریخت تا صف لشکر را بر دریده
و راه خود گشاده ساخته بلب آب رسیده و همین که اسپ [illegible] فرات راند و کفی آب برگرفته خواست که
بیاشامد یکی آواز داد که ای حسین آب میخوری و لشکر در خیمه عورات افتاده غارت میکنند امام حسین را
غیرت آمده آب ریخت و چون باد بار خیمه راند کس را ندید دانست که این سخن را بمکر و غدر گفته بودند

دست همت برخ جان وجهان خواهم فشاند * از سر صدق وصفا چون صبحدم خواهم زدن *
وندران دم در هوای دوست جان خواهم فشاند * راوی گوید که چون شاهزاده روی بمیدان
نهاده مبارز جست عمر سعد گفت ای قوم بدانید که یک یک حریف او نیستند واو حالا تشنه است وبهلاکت
نزدیک شده بیکبار بروی حمله کنید لشکر از جای بجنبیدند و امام حسین را درمیان گرفتند آن سرور
شهدا چون شیر غران با تیغ بران درمیان ایشان افتاده ارکان زمین را بعربده رعد آسای
انا ابن یا رسول الله در تزلزل می درآورد شعاع تیغ برق نمای صاعقه فزایش چشم اهل خصم را
خیره ودرخشار اسپش را تیره میکرد وغباری که میان زمین آسمان برخاسته بود بباران خون فرو
می نشاند ونزاعی که جان ناپاک مخالفت را با بدن تیره اش واقع شده بود بحکم شمشیر قاطع فیصل میداد
واز زبان حالش گوش هوش اهل هیبت که نظاره حرب او میکردند مضمون این قضیه وفحوای این نکته
می شنودند **بیت** الوداع ای جان که جان خواهم فشاند * دست همت بر جهان خواهم فشاند *
ودر بعضی روایات هست که بار دیگر شاهزاده خود را لب آب رسانید وکفی آب برداشت خواست که بیاشامد
از تشنگی اطفال وعورات براندیشید وآن آب را بریخت [illegible] گفت آبی پیش من آورد وهنوز قطره
بحلق مبارکش نارسیده حصین بن نمیر تیری بردهن مبارک او زد وآن آب لقیب [illegible] افتاد دهان
آن حضرت زبان بر خون [illegible] ودشمنان حمله می آوردند وتن نازنین شاهزاده
را مجروح میکردند از بسیاری زخم شاهزاده دست از [illegible] مرکب نیز از کار بازمانده بهانجا که
رسیده بود عنان مرکب بازکشید عمر سعد دید حال که شاهزاده را ضعیف حالی پیدا آمد آهنگ می کرد امام حسین
گفت که تو خود نخواهی که مرا القتل رسانی عمر سعد شرم [illegible] عنان اسپ بازکشید وازانجا بازگشت
اما شمر پیادگان را گفت گرد وی بگیرید همین که پیادگان حوالی امام حسین فرو گرفتند شمشیر
حواله ایشان کرد همه منهزم شدند [illegible] زده شد [illegible] قصد کرده [illegible]
امام حسین راندند وبعضی لشکریان خواستند که خیمها را آمده غارت کنند امام [illegible]
که ای آل ابوسفیان اگرچه شما را دین نیست از عار [illegible] می [illegible]
گفت ای حسین مقصود تو چیست فرمود که اگر غرض شما [illegible] ایستاده ام
وبا شما جنگ میکنم تمنای من آن است [illegible] تا من زنده ام شمر گفت
است [illegible] این التماس را [illegible] خیام توجه
[illegible] گرد آمده گفت [illegible] امام حسین [illegible]

اگر کارے میکنید اینجا سعی نمائید دگر باره آغاز جنگ کردند امام حسین همچنان ایستاده بود و در ایشان
مے نگریست و مے گفت عجب حالتی که چندانچه نگاه مے کنم یارے و هوادارے نمی بینم و هر چند
نظر برے گمارم مهربانے و غمگسارے نمی یابم **نظم** هر کسے گرم رو نمی کند سوی من
میان این همه بیگانه آشنائی نیست * کجا روم چکنم ره بجائی گیرم پیش * درین میان بیابان
کرا بجائے نیست * راوی گوید از چندین سوار و پیاده که بر حضرت شاهزاده حمله کردند
نزدیک وی رسیده یکی از ترس قدم پیش نمی توانست نهاد و از هیبت امام حسین چشم
نمی توانستند گشاد و آخر زخم تیر باران کردند و امام حسین از مرکب فرود آمد تا زخمے بدان اسپ
نرسد که یادگار جد و پدر بود و لشکریان که وی را پیاده دیدند دلیر شده آهنگ وی کردند
تا مردی تیرے بر پیشانی نورانی آن حضرت زد امام حسین تیر را بیرون کشید از موضع جراحت
خون مانند آب چشمه روان شد آن سرور دست مبارک بران زخم مے نهاد و چون پر خون میشد
بر سر و روی خود مے مالید و میفرمود که بدین هیات باید خود محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم
را ملاقات کنم و حال کشندگان خود باز خواهم گفت راوے گوید هفتاد و دو زخم نیزه و تیر
و تیغ بر وی زده بودند و درین حال شاهزاده روی بقبله نشسته بود و سر او بحضرت کبریا متوجه
یکایک از دور و نزدیک مے آمدند و چون نظر ایشان بر روی می افتاد شرم میداشتند فی الحال باز گشته
مے گفتند ما نمی خواهیم که فردا ے قیامت این خون در گردن ما باشد و ما را بدین مواخذه
نمایند **بیت** سهل کارے نیست خون آل احمد ریختن * خاک غم بر فرق فرزند محمد بیختن *
اما شمر چون دید که لشکریان در قتل امام حسین تعلل مے نمایند بانگ بر ایشان زد که این همه توقف
و تامل چیست زرعه بن شریک پیاده آمد و زخمے بر دست آن حضرت زد و ده تن دیگر بقصد آن سرور
کمر بستند و نزدیک وی آمدند و هیچکدام را یارا ے آن نبود که پیش آید سنان بن انس نیزه
بر پشت شاهزاده زد و آنجناب بیفتاد خولی بن یزید اصبحی از اسپ فرود آمد که سر مبارک آن حضرت
را از تن جدا کند [illegible] برادرش شبل بن یزید متصدی آن امر قبیح شد امام اسمعیل
بخاری [illegible] افتاده بود یکی بیامد که کار وی تمام کند امام حسین در وی نگریسته
[illegible] آید که تو با آتش دوزخ گرفتار شوے آن مرد
[illegible] زخم ما میخوری و میخواهی
که با آتش دوزخ [illegible] تیغ [illegible] امام حسین کشیده بود در دست بجنبانید

شمر جبر نکرد که امام مظلوم نماز را تمام کند و هم در سجده آن حضرت با نصرت را شربت شهادت چشانید
انا لله وانا الیه راجعون در این حال غلغله در صوامع ملکوت افتاد و ولوله از اهل حظائر جبروت برآمد
آفتاب عالم افروز از تابش باز ایستاد و ماه جهان آرای در چاه محاق افتاد زهره برای دل زهرا
دست از طرب باز داشت کیوان بر بالای هفتم آسمان باتفاق مصیبت زدگان نوای
تعزیت برافراشت فرشتگان در جوف هوا ناله بر داشتند جنیان از نواحی کربلا بنوحه درآمدند
آسمان دامن از خون پر گردانید زمین از غضب الهی برخود بلرزید مرغان هوا از آشیانها متفرق
شدند نعره غراب البین برکشیدند ماهیان دریا از آب بیرون آمده بر خاک خواری طپیدند
دریا از موج حسرت اوج فلک بپیمودند کوهها بصداهای دردآمیز و نواهای محنت انگیز بنالیدند
آواز گریه از جوانب و اطراف برخاست و کسی نمیدانست که آن فغان چیست و آن تعزیت
کجاست **غزل** اندرین غم نه همین ارض و سما بگریستند ✣ کاهل عالم از ثریا تا ثری بگریستند ✣
آفتاب و ماه و عرش و کرسی و لوح و قلم ✣ در غم شاه شهید کربلا بگریستند ✣ در هوای آن لب
محروم از آب فرات ✣ ماهی اندر آب و مرغان در هوا بگریستند ✣ اولیا گشتند بهر مرتضی
زاری کنان ✣ انبیا باتفاق مصطفی بگریستند ✣ در قصور جنت الفردوس حوران سربسر
از برای خاطر خیر النسا بگریستند ✣ دل پیروان احمد مختار علیه الصلوات الملک الجبار از وقوع
این حادثه هایله در مقام تحیر دایره وار سرگردانست و جان هواداران اهل بیت اطهار از حدوث
این واقعه نازله در مجلس تفکر چون نقطه سر بپای غم احزان هرگاه که شعله این حکایت
در کانون سینه برمی افروزد دل محزونان را کباب میسازد و جگر پر خون را میسوزد **قطعه** بر فلک
دوش از حزن و شرر من دل اختر بسوخت ✣ شعله آهم چو پروانه ملک را پر بسوخت ✣ زاهد از سوز غمش لب
خشک صوفی دیده تر ✣ آه ازین آتش که چون زد شعله خشک و تر بسوخت ✣ احمد اعثم کوفی رحمه الله در تاریخ خود نقل
کرده که مقارن قتل امام حسین غباری سرخ پدید آمده جهان تاریک شد چنانچه مردم یکدیگر را نمی دیدند
گمان بردند که مقدمه عذاب خداوند تعالی ست اما بعد از ساعتی غبار مرتفع گشته عالم منجلی شد و اسپ
امام حسین بعد از قتل وی رمیده بهر جانب دویدن گرفت و بعد از لحظه آمده موی پیشانی خود را
بخون آنجناب خضاب ساخته و آب از دیده روان کرده روی بخیمه امام حسین نهاد اما چون
اهل حرم شاهزاده اسپ را دیدند که با روی خون آلود می آید و سوار پدید نیست فریاد از نهاد ایشان
[illegible] گفتند ای ذو الجناح شاهزاده را چه کردی و چنانچه بروی چرا

باز نیاوردی دولت داد که او را در میان دشمنان یگانه گذاشتی دلی او را بسوی لشکرگاه او بردی
نظم چه کردی خداوند اسلام را ◆ چه کردی شهنشاه ایام را ◆ چه خاک است ای اسپ بر سر کنی تو
زخون که سرخ است این موی تو ◆ ایشان نوحه ها میکردند و ذو الجناح سر در پیش افگنده قطرهای آب
از چشم می بارید و روی خود را در پای امام زین العابدین می مالید ابو المؤید خوارزمی آورده که آن
چندان سر بر زمین زد که نفسش انقطاع یافت و ابو المفاخر گفته که با اسپ بادیه فرو رفت و کسی دیگر
از وی نشان نداد اما بعد از قتل آن حضرت شمر مردود با جمعی ... بخیمه ها نهاد و هر متاعی که دیدند
بغارت و تاراج برده گرد عورات نگردیدند و شمر چون بخیمه امام زین العابدین که تکیه داشت
در آمد شمشیر برکشیده خواست که او را بقتل رساند حمید بن مسلم گفت سبحان الله از کشتن این کودک
بیمار درگذر و بعضی گفته اند عمر سعد بر دو دست شمر را گرفته گفت از خدا نمی ترسی و شرم نمیداری
که بر قتل این جوان بیگناه که در دام مرض اسیر است و از قتل پدر و برادران و عمان با ناله و نفیر اقدام
مینمائی شمر بسبب مبالغه پسر سعد از آن فعل شنیع ممتنع شد باسرهای شهدا و جماعت نساء حرم
کوفه نمودند و باقی این سخن در باب دهم بین الاجمال والتفصیل گفته آید در دو فصل والله اعلم بالفرع والاصل

باب دهم در وقایعی که اهل بیت را بعد از حرب کربلا واقع شده و عقوبات مخالفان که مباشر آن حرب بوده اند

فصل اول

در وقایعی که بعد از حرب کربلا مر اهل بیت را واقع شده باید دانست که در هیچ وقتی از اوقات روزگار زلزله آشوب تر از واقعه شهادت اهل بیت قصه نبوده و هیچ زمانی از ازمنه قرون و اعصار چنین تیره از حادثه کربلا صورتی رو نموده و بواسطه غرابت این حال است که از روز شهادت امام حسین تا تاریخ تالیف این کتاب که هشتصد و چهل و هفت سال است هرگاه که ماه محرم نو شود قصه تجدید این ماتم بر صفحات قلوب اهل اسلام و هواداران اهل بیت سید انام علیه الصلوة والسلام کشیده می گردد و از زبان هاتف غیبی ندای عالم لاریبی بنسبت با مصیبت داران اهل بیت این نغمه شنیده میشود غزل

عزیزان در غم سبط نبی افغان کنید ◆ سینه را از سوز شاه کربلا بریان کنید ◆ از
لب برخاک ریزد آب چشم ◆ در میان گریه یاد آن لب خندان کنید ◆ جان او
یاد آورید ای دوستان ◆ سرسبز جوانان حباب ... باران کنید ◆ نخل قد ... زجوی دیده ها
آبی دهید ◆ اندر آن ساعت که گشت گلشن و بستان کنید ◆ چون ... گل ببینید از شوق
رخش ◆ با دل پر درد همچون بلبلان افغان کنید ◆ گر رسد از سنبل سیراب او در مشام

ریان بن شبیب آمده که یا ابن شبیب اگر میخواہی که در جنت اعلی در درجات غرفها با ما باشی پس
براندوه ما اندوہناک باش و بغم ما غمناک شو و بر تو باد بدوستی ما که ہرکسی را دوست میدارد
او را با آن کس حشر خواہند کرد ای پسر شبیب اگر بگری بر حسین بحیثیتی که قطرہای اشک بر رخسار تو
روان گردد حق تعالی بیامرزد گناہان ترا از صغیره و کبیره و اندک و بسیار یا ابن شبیب اگر خواہی
که بخدا برسے و ترا ہیچ گناہی نباشد زیارت کن مر حسین را و اگر خواہے که در غرفہای بہشت
ساکن باشے [illegible] بر قاتلان حسین و اگر شاد مے گرداند ترا آنکه بیابے ثواب کسانی که
در ملازمت امام حسین شہید شده اند ہرگاه که از واقعه کربلا یاد کنے بر خاطر بگذران که کاشکی
من دران معرکه حاضر بودمے تا بران شاه مظلوم جان نثار نمودمی **بیت** جان فدا کردمے
بحق غداے ✤ بودمے گر بروزگار حسین ✤ آورده اند که عمرو بن لیث پادشاه خراسان قاعده
داشت که ہر امیرے از امرای او که ہزار مرد مکمل بر و عرض کردے گرز زرینی بوی دادے روزے
مجموع لشکر او عرض میکردند صد و بیست امیر با گرز زرین در دفتر نوشته شد و ہر یک ہزار مرد مکمل
داشتند چون این صورت بعرض رسید عمرو بن لیث گریان شده خود را از اسپ در انداخت و روے
بر خاک نہاد و بسیار وقت با ناله و زارے پرداخت بعد از زمانی که بحال خود آمد ندیمی که با وی بسیار
گستاخ بود سوال کرد که ای ملک **بیت** این نه وقت گریه و فریاد تست ✤ وقت شادی مبارکباد
تست ✤ ملکی دارے وسیع و امرا و وزرای مطیع کارہاے ساخته و مہمات پرداخته صد و بیست
ہزار سوار آراسته نہال اختیار دوستان اقتدار پیراسته سبب گریه چه بود عمرو بن لیث گفت
چون لشکر خود را مکمل و مسلح دیدم و چشم و خدم خود را کارزار و کارزاری مشاہده کردم واقعه کربلا در پیش
من آمد و آرزو بردم که چرا آن روز با این لشکر جرار دران صحرای خونخوار نبودم که بتوفیق که شاہزاده
حسین در میان لشکر دشمن درمانده بود من با این جماعت حاضر شدمی و دمار از دشمنان اہل بیت
برآوردمے یا جان فدا کردمے یا راه فتح و ظفر بپایان بردمے القصه بعد از وفات او را
دیدند تاجے مکلل [illegible] مرصع در بر کمری آراسته بجواہر بسیار [illegible]
بہشت نشسته غلمان نازک بدنان [illegible] روان [illegible] ایستاده
دوان گفتند ای امیر حال تو بعد از وفات چگونه گذشت گفت خدا مرا بیامرزید و خصمان را از
من خشنود گردانید [illegible] که در روز عرض لشکر کردم [illegible] شہید کربلا که بخاطر آوردم و
[illegible] که جہت شہدا [illegible] گذشت و آنچه درباره مظلومان بر دل من گذشت و ازین سخن

نکته معلوم می شود که مجرد نیتی که جهت نصرت امام حسین در دل کسی بگذرد موجب نجات است
پس بی شبهه جزای آن شهیدان رفعت عرفات و علو درجات خواهد بود **نظم** شهیدان را بچشم
کم مبین کایشان بهر زخمی * که اینجا یافتند آنجا ز رحمت مرهمی دارند * اگر رفتند با درد و الم زین
عالم ناخوش * بدار الخلد بی درد و الم خوش عالمی دارند * و هم در عیون الرضا فرموده که هر که
مصیبت ما را یعنی قصه کربلا را یاد کند پس بگرید و کسی را بگریاند چشم او نگرید در روزیکه همه چشمها
گریان باشند و هر که یک مجلس سازد که ذکر ما را زنده سازد دل وی نمیرد بوقتی که همه دلها از هول بمیرند ای
عزیز جهد کن تا درین ایام غم انجام قطره آب از دیده بباری و آن قطره را ضائع نپنداری که
هدیه تو یوم لا ینفع مال و لا بنون آب دیده و سوز سینه خواهد بود چنانچه گفته اند **فرد** اشکی
بده آلوده و گنجی بردار * آهی بزن آهسته و ملکی بستان * نور الائمه آورده که ای مشتاقان
اهل بیت بگرئید و ای محبان خاندان ناله و زاری کنید که روح مقدس شاهزاده از اوج قدس
با اشک شما می نگرد و در ماتم داران خود از روی شفقت نظر می کند روزیکه امام حسین بر تخت شفاعت
بنشیند هر که امروز برای او گریسته فردا لب ایشان از شادی یافتن مراد بخندد **بیت** آخر هر گریه
خنده ایست * مرد آخر بین مبارک بنده ایست * امام اسمعیل بخاری روح الله روحه در ...
آورده که امام زاهد قدس سره در مجلس عاشورا میگفت ای مسلمانان این مصیبت را سهل مصیبتی شمارید
و این تعزیت را آسان تعزیتی مپندارید **رباعی** زین ماتم اگر سپهر بقانون گریستی * از چشم اختران
همه شب خون گریستی * چون ابر کاشکی همه تن چشم بودمی * تا من درین غم از همه افزون
گریستی * قبل ازین گفته شد که در روز مقتل امام حسین هر سنگی و کلوخی که در حوالی بیت المقدس
بر داشتند در زیر آن خون تازه یافتند در شواهد آورده که زمخشری در کتاب ربیع الابرار روایت
کرده است از هند خواهر زاده ام معبد که ام معبد فرمود که رسول صلی الله علیه و سلم در خیمه من خواب
کرده چون بیدار شد آب طلبید هر دو دست مبارک خود را بشست و مضمضه کرد و آب مضمضه را در خار
بنی که در طرف خیمه بود بریخت چون بامداد کردیم دیدیم از آن موضع درختی بزرگ رسته و میوه بار
آورده بس بزرگ و خوش بوی او چون بوی عنبر طعم او چون طعم شهد * اگر گرسنه خوردی سیر شدی
و اگر تشنه تناول کردی سیراب گشتی و اگر بیمار بخوردی صحت پیوستی و هیچ شتر و گوسفند برگ آنرا
نخوردی که شیر او بسیار شدی و ما آنرا شجره مبارکه نام نهاده بودیم و از همه بادیها بطلب شفای بیماران
نزد ما می آمدند و از میوه آن توشه می گرفتند یکروز بامداد آمدیم و دیدیم که میوه های آن ریخته بود

و برگہا خرد شده فزع بسیار کردیم ناگاه خبر وفات حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم رسید بعد ازان
میوه مے داد اما اندک و چون ازین واقعه سی سال گذشت یکروز یاد ادکردیم دیدیم که از بیخ تا شاخ
وی ہمه خار برآورده است و میوہاے او فرو ریخته ناگاه خبر مقتل امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ رسید بعد ازان
دیگر ان درخت میوه نداد اما از برگ آن نفع مے گرفتیم و بیماران ازان شفا مے یافتند تا یکبار
بامداد کردیم دیدیم که از ساق وی خون خالص بیرون آمده است و برگہای وی پژمرده گشته گفتیم
آه این نوبت حادثهٔ عظیم واقع شده است و چون شب شد آواز نوحه و زاری از زیر آن درخت
می شنیدیم و کسی را نمی دیدیم در میان آنکه ما ملول و مغموم و محزون بودیم ناگاه خبر قتل امام حسین رضی اللہ عنہ
بما رسید بسیار بگریستیم و جزع کردیم و بمراسم مصیبت قیام نمودیم **بیت** این زمان محنت ست
ای دل می خرم مباش ❊ خون گرے در ماتم او وز درختی کم مباش ❊ اما راویان این خبر
جانسوز و ناقلان این اثر غم اندوز چنین آورده اند که چون صورت واقعه شاه شهیدان روی نمود
و زمانه بیوفا درہای کرب و بلا بر روی تشنگان کربلا یعنی مخدرات آل عبا بدست جور و جفا بگشود
حوادث از کمین گاه عذر و حیله بیرون آمده کمان عناد بزه کردند و با تیرہای جگر شکار و تیغہا
زہر آبدار روی بسر خیل ابرار و نقاوهٔ اہل بیت سید اخیار آوردند **نظم** دریای فتنه موج زد و دشمنان
چو سیل ❊ خود را بران امام وفادار ریختند ❊ پرہای بلبلان سخن گو سے سوختند ❊ خونہاے
طوطیان شکرخوار ریختند ❊ ہر میوه که بود ز بستان مصطفی ❊ ہمچون شگوفه بر سر ہر خار ریختند ❊ آن سرو
بوستان رسالت ز پا فتاد ❊ حوران سرشک بر گل رخسار ریختند ❊ مرغان کربلا بعزای امام حسین ❊
خون بر لب فرات ز منقار ریختند ❊ روی عالم بغبار اندوه تیره چشم فلک از دود آه غمزدگان
خیره گشت نور الائمه آورده که دران ساعت عرش عظیم بلرزید و کرسی وسیع از جای بجنبید
آسمان خون شفق در دامن ریخت زمین غبار حیرت بر فرق روزگار ریخت دریاہا در جوش ماہیان
در خروش آمدند مرغان فریاد و فغان در گرفتند فی الحال کبوتر سفیدی از ہوا در آمد و در خون
امام حسین غلطید پر و بال خود را سرخ کرده پرواز گرفت و بران بیران بمدینه [illegible]
رسول صلی الله علیه وسلم مے پرید و قطره قطره خون از پر و بال او [illegible]
حیران بودند و در حل آن عقده تأملات مینمودند تا بعد از چند روز خبر واقعه امام حسین رضی اللہ عنہ رسید که آن
مرغ نامه حال شهید کربلا بر بال شکسته خود بسته جهت اعلام اسیر او نزد سید انام آمده **بیت**
نامه که برد مرغ اگر نویسم حال ❊ ز سوز واقعهٔ من بسوزدش پر و بال ❊ [illegible] خون آلودگی زبان

در کربلا بسیار رسیده‌اند از جملهٔ آن در کنز الغرائب آورده که یهودی دختری داشت جمیله ناگاه مرضی
بر وی طاری شد و هر دو چشمش نابینا شد و امراض و علل دیگر بدو راه یافت چنانکه دست و پایش
از کار برفت و پدرش را در خارج شهر بوستانی بود و برای جهت تبدیل مکان و تغییر آب و هوا
بدان موضع برده باشد که هوای آنجا بعضی از بیماریهای او را زائل گرداند و دختر در آن بوستان
ساکن شد و پدرش و اهم پیش وی می‌بود و او را بانواع سخنان تسلیه می‌فرمود روزی پدرش
بضرورتی متوجه شهر شد و دختر را تنها در باغ گذاشت و قضا را مهم پدرش تعویق یافت شب
در شهر بماند و دختر در آن بوستان تنها شب گذرانید و علی الصباح از درخت دیگر آواز مرغی شنید
که زار زار می‌نالید و دختر از بیماری خود نالان بود چون نالهٔ مرغ را استماع فرمود بجانب او میل نمود
و درد و تعجب در دل او پدید آمده خود را بهنجار آواز آن مرغ بپای آن درخت رسانید و با آنکه چشم
نداشت سر بالا کرده توجه بدرخت نمود قضا را قطرهٔ گرم بر چشم وی چکید فی الحال آن چشمش بینا گردید
در نگریست مرغی دید که قطرات خون از بال او می‌چکید ناگاه قطره بر دست وی چکید که راست شد
دست فرا پیش داشت تا قطرهٔ دیگر بر دستش چکید در چشم دیگر مالید آن چشم نیز پر نور و روشنی یافت
قطرهٔ دیگر فرا گرفت و در دست دیگر مالید متحرک شد قطرهٔ در پای مالید روان شد دختر تندرست
و روشن چشم برخاسته گرد باغ می‌گشت و بهر طرف طوفی می‌نمود پدرش باز آمد زنی دید که گرد
باغ می‌گردد بخیالش نرسید که این زن دختر او می‌تواند بود پرسید که ای زن تو کیستی من در این باغ
در پای درخت دختری داشتم نابینا و شل و اعرج او کجا رفت دختر پیش دوید و گفت یا ابتاه انا ابنتک
ای پدر منم آن معلولهٔ مبتلای تو پدر از شادی بیهوش شد و چون با خود آمد کیفیت قصه درخواست دختر
تمام حکایت باز گفت و پدر را بزیر آن درخت آورد که مرغ بر آنجا بود یهودی نگاه کرد
مرغی دید با پر و بال خون آلوده گفت ایها الطیر المبارک ما حالک ای مرغ همایون بال
فرخنده فال خجسته مآل این خون بر بال تو چراست و این صحت مترتب بر این خون از کجاست مرغ بالهام
الهی جهت آنکه سبب هدایت یهودی گردد گویا شد و بزبان فصیح گفت ما جمعی طیور بودیم که از آشیانها
دیروز برخاستیم تا بطلب آب و دانه خود رویم هر مرغی بگوشه بیرون رفتند و نیم روز بود که از غایت
حرارت هوا اکثر ایشان در درختی که در فلان بادیه بود جمع شده هر یک از آنچه خورده بودند خبری دادند
ناگاه ندائی رسید بما بر درخت یکجا بهم که ای مرغان حسین بن علی از تاب آب آفتاب در کربلا بریان شده
و شما بیاد و ما بسایه آورده اید اهل آسمان و زمین بماتم و مصیبت مشغول اند و شما در غم آب و دانه مانده اید ما بالهام

بجانب کربلا روان شدیم چون رسیدیم شاهزاده را شهید کرده بودند [illegible]
میرفت ما جامه بر وی بگریستیم و من خود را بروی افگندم و پر و بال خود را در [illegible]
ست که از بال من بچکید و هر جا قطره از دو چکید از و خیر و برکت می زاید یهودی [illegible]
اگر جد حسینؑ بر حق نبودی این برکت در فرزندان او یافت نشدی و فرزند [illegible]
خون حسینؑ صحت نیافتی پس با تمام اهل بیت خود بدائرهٔ اسلام در آمد چون [illegible]
می پرسیدند این حکایت غریب را بشرح و بسط باز میگفت مصرع [illegible]
غریب نیست ✤ راوی گوید که بعد از شهادت شاهزاده شمر ذی الجوشن [illegible]
اصحاب امام حسینؑ برکشود و خواست که امام زین العابدینؑ را بقتل رساند [illegible]
و امام زین العابدینؑ گفت چه زیست یا حمید چیز آ و شمر نعره مے زد که اقتلو [illegible]
بکشید این پسر را بر همین فراش که تکیه دارد القصه عمر سعد فرمود که منادی [illegible]
و متعرض این صبی مشوید دست از غارت بدارید و آنچه برده اید باز دهید این سخن [illegible]
نکرد و هیچ چیز باز ندادند اما دیگر غارت نکردند و در تاریخ ابو حنیفه دینوری مذکور است [illegible]
امام حسینؑ را بخولی بن یزید اصبحی داده نزد پسر زیاد فرستاد و خود دو روز دیگر در کربلا [illegible]
کشتگان لشکر خود را جمع کرد و بر ایشان نماز گذارده بفرمود تا دفن کردند و بدن مقدس شاهزاده
و سائر شهدا را همچنان در میان خاک و خون بگذاشتند صباح روز سوم خواتین اهل بیت را فرمود
تا جامها پوشیده و رویها بر بسته بر شتران سوار شدند و در آن محل گذر ایشان بر معرکه افتاد
تنهائی آن کشتگان دیدند غرق خاک و خون و سرهاے ایشان پیدا نی آورده اند که زینب
تن برادر خود امام حسینؑ را دید فریاد برکشید که واجداه وا محمداه یا رسول اللہ این [illegible]
تست که بوسه بر روے او مے دادے و روی مبارک بر سینه او مے نهادے این [illegible]
تو اند بدین خوارے و زارے در کربت غربت گرفتار شده این تن حکر گوشهٔ تو [illegible]

نظم

بر تودهٔ غبرا افتاده بجای غالیه بر روی خاک و خون آلوده کفنا [illegible]
سپهر شیشهٔ جامے پر اشک یاقوتے ✤ که آسمان طلبد لعل جان فزای حسینؑ [illegible]
آفتاب منیر ✤ کبود پوش شده از پی عزای حسینؑ ✤ القصه از گفتار زینب دوست و دشمن
مے گریستند و عمر سعد رؤس شهدا را بر قبائل مقسوم ساخته بیست و دو سر از آنها [illegible]
بر بنی تمیم و سردار ایشان حصین بن نمیر بود و سیزده سر بقبیله کنده دادند [illegible]

بن اشعث تعلق داشت و شش سر به بنی اسد که مهتر ایشان هلال بن اعور بود تسلیم و پنج سر بقبیله
انده سپردند و دوازده سر دیگر بعهده ثقیف کردند بجانب کوفه روان شدند و سر امام حسین رضی الله عنه را پیشتر بدست
خولی فرستاده بود راوی گوید که خولی سر امام حسین رضی الله عنه را برداشته روی بکوفه نهاد و او را منزلی بود بیک
فرسخی از کوفه در منزل خود فرود آمد و زن او از انصار بوده اهل بیت را بجان و دل دوستدار خولی
از دری بترسید سر امام حسین رضی الله عنه را بیاورده در تنوری پنهان کرد و بیامد و بجای خود بنشست زنش پیش آمد
و پرسید که درین چند روز کجا بودی گفت شخصی بایزید باغی شده بود بحرب وی رفته بودم زن دیگر
هیچ نگفت و طعامی بیاورد تا خولی بخورد و خفت و آن زن را عادت بود که نماز شب برخاستی و تهجد
گذاردی این شب برخاست و بدان خانه که تنور در آنجا بود در آمد خانه را ابتدا بر روشن دید که گویا
صد هزار شمع و چراغ بر افروخته اند چون نیک در نگریست دید که روشنائی از آن تنور بیرون می آید از روی
تعجب گفت سبحان الله من درین تنور آتش نکرده ام و دیگری را نیز نفرموده ام این روشنائی از کجاست
دران حیرت دید که نوری بسوی آسمان میرود تعجب او زیاده گشت ناگاه چهار زن دید که از آسمان فرود آمده
بسر تنور شدند یکی از آن چهار زن بسر تنور فرا رفت و آن سر را بیرون آورده بوسید و در میان
سینهٔ خود می نهاد و می نالید و می گفت ای شهید مادر و ای مظلوم مادر حق سبحانه و تعالی
روز قیامت داد من از کشندگان تو بستاند و تا داد من ندهد دست از قائمهٔ عرش باز نگیرم و آن
زنان دیگر نیز بسیار بگریستند و آخر سر را دران تنور نهاده غائب شدند زن انصاریه برخاست
و بسر تنور آمده سر را بیرون آورده و نیک دران نگریست چون امام حسین رضی الله عنه را بسیار دیده بود بشناخت
نعره زد و بیهوش بیفتاد دران بیهوشی چنان دید که هاتفی آواز داد که برخیز که ترا گناه این مرد که شوهر
تست مواخذه نخواهند کرد زن از هاتف پرسید که این چهار زن که بر این تنور آمده گریه و زاری
کردند کیان بودند ندا رسید که آن زن که سر را بر روی و سینه می مالید و بیشتر از همه می گریست
و می نالید فاطمه رضی الله عنها بود و آن دیگر مادرش خدیجه کبری رضی الله عنها سوم مریم مادر عیسی علیه السلام چهارم آسیه
زن فرعون دغالیس آن زن با خود آمد کسی را ندید سر را برگرفت و بوسید و بمشک و گلاب از خون
پاک بشست و غالیه و کافور بیاورد و بروی مالیده گیسوی مبارک شاهزاده را شانه کرد و در موضعی پاک
نهاد و بیامد و خولی را بیدار ساخته گفت ای ملعون دون و ای مطعون زبون این سریست که آورده
و درین تنور نهاده آخر این سر فرزند رسول خدا است صلی الله علیه وسلم برخیز که از زمین تا آسمان فغان
برخاسته و فوج فوج ملائکه می آیند و آن سر را زیارت می کنند و گریه و زاری مینمایند و بر تو لعنت کرده

توجہ بفلک مینما یند و من بیزارم از تو درین جہان و دران جہان پس چادر بر سر کرد و قدم از خانہ بیرون نہاد خولی گفت ای زن کجا میروی و فرزندان را چرا یتیم میکنی گفت اے لعین تو فرزندان مصطفی را صلی اللہ علیہ وسلم یتیم کردے و باک نداشتی کہ فرزند تو ہم یتیم شوند پس آن زن برفت و دیگر ہیچکس از وی نشان نداد او چون بامداد شد خولی سر امام حسین را بر داشتہ بر طبقے نہادہ پیش پسر زیاد آورد و آن بیحیا قضیبے در دست داشت بر لب دندان شاہزادہ میزد زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ از صحابہ کبار دران مجلس حاضر بود خروش برآورد کہ یا بن مرجانہ این چوب را بر ثنایای حسین مزن و ترک این بی ادبی کن کہ بخدای کعبہ کہ در شمار نے توانم آورد کہ چند بار دیدہ ام کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ برین لب و دندان میداد آنگاہ باواز بلند بگریست و حضار مجلس نیز بگریہ در آمدند ابن زیاد در خشم شد و گفت ای زید اگر نہ آنست کہ ترا کبر سن دریافتہ و خرف شدہ والا گردنت را بزدمے زید ازان مجلس برخاست و گفت ای معشر عرب حق تعالی از شما خشنود مباد کہ پسر فاطمہ را کشتید و ابن مرجانہ را بر خود امیر کردید و از دار الامارت بیرون آمد پسر زیاد گفت این سر را پیش لشکر یاز برید و بر نیزہ کردہ باسرہای دیگر بشہر در آرید **مثنوی** سر فرزند ارجمند نبی ✤ بر سر نیزہ ایست بوالعجبی ✤ سر آن سرو بوستان غیوب ✤ جلوہ گر چون شگوفہ بر چوب ✤ آوردہ اند کہ بعد از دو روز لشکر عمر سعد سرہاے شہدا را بر داشتند و تنہای ایشان را در کربلا بگذاشتند اہل غاضریہ یعنی بنی سعد را خبر شد بیامدند تنے چند بے سر افتادہ دیدند آواز نوحہ و زارے بی آنکہ کسے را ببینند شنیدند و آن جماعت جنیان بودند کہ بر شہدا نوحہ مے کردند و قصائد در مرثیہ ایشان میخواندند و از جملہ یک بیت ایشان اینست **شعر** نساء الجن یسعدن نساء الہاشمیات ✤ بنات المصطفی احمد امام البریات ✤ یعنے زنان پری در ماتم و نوحہ گری موافقت کردند با زنان بنی ہاشم یعنی زنان برگزیدہ اخیار احمد مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ پیشوائے ہمہ آفریدگان و مقتداے مجموع برگزیدگان بود در شواہد آوردہ کہ یکے از ثقات گوید کہ از قبیلہ سعد گفتم کہ بما رسیدہ است کہ شما نوحہ جنیان را بر امیر المومنین حسین شنیدہ اید ہیچ آزادہ و بندہ را ازین قبیلہ نیست مگر کہ ترا ازین معنی خبر دہد گفتم من دوست میدارم کہ از تو بشنوم آنچہ خود از ایشان شنیدہ گفت من از جنیان شنیدم کہ مے گفتند **شعر** مسح الرسول جبینہ ✤ فلہ بریق فی الخدود ✤ معنے آنست کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بسود جبین او را یعنے بدست شریف یا بروے مبارک پیشانی او را مسح فرمود و بارقہ نور جمال تو بواسطہ آن مس

در رخسار مبارک او ظاهر و باهر بود شعر اوّاه من علیا قریش + وجده خیر الجدود + پدر و مادر او
یعنی علی و فاطمه از بزرگان قبیلهٔ قریش بودند وجد او یعنی حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم
بهترین اجداد بلکه اشرف آباء مفخر اولاد بود القصه اهل غاضریه تجهیز نموده بر ایشان نماز گذاردند
و در آن حریم گاه دفن فرمودند و عمر سعد چون بیک فرسخی کوفه رسید سر امام حسین را نزد وی
آوردند پس سر آن سرور را با سرهای دیگر بر سر نیزه کرده روی بکوفه نهادند و جواری امام حسین
را بر محملها نشانده می بردند و آنکه در بعضی کتب نوشته اند که سر و پای برهنه بر شتران بی جهاز
نشانده می بردند قول ضعیف ست و بصحت نرسیده بلی برین وجه که می بردند آن نیز بنسبت
اهل بیت الاهانت بود چه ایشان پردگیان حرم عصمت و ستر داران حریم عفت بودند آفتاب
با همه تاب بر فرق مبارک ایشان سایه نینداخته بود و باد عالم گرد دگر چهرهٔ پاکیزه ایشان
نتاخته نظم عفائف حرم دین که پیش سدهٔ ایشان * بهشتیان همه جاروب کرده جعد معطر *
نظارهٔ جمال ایشان نشده ماه سپهر * نه سایه بر سر ایشان فکنده مهر منور * و چون خبر آمدن
لشکر با ابن زیاد رسید بفرمود تا منادی کردند که از اهل کوفه هیچ سلاح داری باستقبال بیرون نرود
و ده هزار سوار فرستاد تا سرهای محملها را گرفتند تا کسی فتنه نکند و غوغای عام بر نیاید پس مردم
از شهر بیرون آمدند هر که را چشم بر آن سرها و نظر بر آن محملها افتاد فغان در گرفته بهای های
بگریستند و بعضی مخالفان نیز از کرده پشیمان شده نوحه و زاری و ناله و بیقراری میکردند
امام زین العابدین میفرمود که چون لشکریان بر قتل پدر و برادران و خویشان ما می گریند
پس کدام جماعت ایشان را کشته اند ابو المؤید آورده که اهل کوفه در حوالی محامل اهل بیت غلو کرده
می گریستند زینب از درون هودج خود آواز داد که ای اهل کوفه و ای اهل مکر و حیل و دروغ و دغل
بکشتید ... دروغ کردید و روی توجه از سر نفاق ببرادر من آوردید پیغامهای تزویر آمیز
نزد وی فرستادید ... فرستادید و در هلاکت آل رسول سبب شدید و بدترین عالمیان را
... آمدید ... ایستادید از دور نظاره کنان بنصرت و مدد او نپرداختید
... اشک می بارید و از روح مقدس حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم
... در میان قوم پیری بود از خواجگان کوفه بسیار بگریست بنوعی که از محاسن او
... فرو میریخت و میگفت راست میگوئی ای دختر خاتون قیامت پیران شما بهترین
پیران اند و جوانان شما شریف ترین جوانان اند و خواتین شما پاکیزه ترین خاتونان این صورت

که واقع شد تا قیامت موجب بدنامی کوفیان خواهد شد **نظم** این چه جور فاحشست ای کوفیان
بیوفا ✤ وین چه ظلم ظاهرست ای شامیان شوم روی ✤ در زمان حرب با اخند با ها ای هاے ✤
در پس قتل شهیدان گریها با های و هوی ✤ راوی گوید که هر که نظر بر سر مبارک امام حسین رضی می انداخت از هیبت
و سطوت آن حضرت بیهوش میشد و آن سر در میان سرهای دیگر چون ماه در میان ستارگان می درخشید
در شواهد از زید بن ارقم رضی الله عنه نقل کرده که چون سر شاهزاده را در کوچهای کوفه میگردانید
من بر غرفه خانه خود بودم چون در برابر من رسید از سر وی شنیدم که میخواند ام حسبت ان اصحاب
الکهف والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا از هیبت این حال موی بر اعضای من برخاست و ندا کردم
که والله سر تست این یا ابن رسول الله و امر تو عجب ترست و غریب ترست و عزیزی دیگر
فرموده که چون سرها را بر کوشک ابن زیاد رسانیده از نیزها فرو گرفتند من نزدیک سر امام حسین رضی
بودم دیدم که لب مبارکش میجنبید گوش فرا داشتم این آیت تلاوت میکرد فلا تحسبن الله
غافلا عما یعمل الظالمون اما چون سرها را بیاوردند ابن زیاد دگرباره سر امام حسین رضی را برداشت
و در روی و موی او می نگریست لرزه بر دستهای وی افتاد چنانچه آن سر را نگاه نتوانست داشت
و بر روی ران خود نهاد و از آن سر نوری می تافت بر مثال ماه شب چهارده و از گیسوی مشکینش رائحه
به مشام میرسید خوشتر از غالیه گویا حضرت قاسم انوار قدس سره اشارت بدین معنی فرموده اند **بیت**
بوی جان می آید از باد صبا این بوچه بوست ✤ مشک را این حد نباشد نکهت گیسوی اوست ✤
ابو المفاخر آورده که چون ابن زیاد سر امام حسین رضی را بر ران خود نهاد قطره خون بر قبای وی افتاد و قبا
و جبه و پیراهن و ازار وی را سوراخ کرده بگوشت ران وی رسید و از طرف دیگر بیرون آمد و رخت و
تخت را سوراخ کرده بر روی زمین غائب شد و آن سوراخ در ران او بماند هر چند علاج کردند به نشد و از
زخم او گندی عظیم ظاهر می گشت چنانچه هیچ شامه را تحمل شنیدن آن نبودی و پیوسته نافه مشک بر آن
سوراخ بستی و با وجود آن رائحه کریه آن زخم بر بوی مشک غالب بودی و بهمین بلا مبتلا
بود تا ابراهیم اشتر او را در میان کشتگان بدین علامت شناخت چنانچه
راوی گوید که چون منتسبان دودمان رسالت بمجلس ابن زیاد آوردند زینب پیش ایشان سر خون
در آمد بگذشت و سلام ناکرده و بکسی التفات نانموده بنشست ابن زیاد پرسید که من الجالسة این زن
نشسته چه کس است گفتند زینب بنت علی و خواهر امام حسین است ابن زیاد گفت شکر و سپاس مر آن خدا را
که شما را رسوا ساخت و سخن شما را دروغ گردانید زینب جواب داد که شناوت ایشر خدا را که جد ما را پیغامبر

خویش صلی اللہ علیہ وسلم گرامی کرد و بحکم ویطہرکم تطہیرا ما را از ارجاس پاکیزہ گردانید و خدا فاسقان را رسوا سازد و سخن بدکاران را دروغ گرداند ابن زیاد گفت چگونہ دیدے صنع خدا با درشان برادر و اہل خویش زینب گفت بجز نیکوی چیزے ندیدم اہل بیت من جمعی بودند کہ ارادہ ازلی بقتل ایشان تعلق پذیرفتہ بود وجد بزرگوار و پدر نامدار من برادر مرا ازین حال خبر دادہ بودند و ایشان انتظار حکم سبحانی و تقدیر ربانی مے نمودند و بدان راضی گشتہ بمضاجع خود در دنیا و منازل خود در آخرت تشریف فرمودند و ای پسر زیاد عنقریب خدا تعالی ترا با ایشان در یک موضع جمع کند تا با تو مخاصمت نمایند بر اندیش ای لا مرجانہ کہ ترا دران روز ظفر و نصرت باشد یا ایشان را پسر زیاد ازین سخن در غضب شدہ قصد قتل او کرد عمرو بن حریث مخزومی گفت ایہا الامیر نسوان را بر گفتہ ایشان مواخذہ نمایند بتخصیص زنان ماتم زدہ مصیبت رسیدہ را پسر زیاد از سر قتل وی درگذشت و گفت ای خواہر حسین خدا تعالی ضمیر مرا از دغدغہ طغیان برادرت آسایش داد و بکشتہ شدن وے و تابعانش درد و رنج از خاطر من برگرفت زینب گفت نیکو کارے ساختہ و طرفہ ہمے پرداختہ کہ سبب آن روح و راحت و فراغ بال توقع میکنی ای از خرد بے بہرہ و از دانش بی نصیب از شراغ و زیست و بواسطہ جاہ ناپایدار از دست شدہ **مصرع** فردات کند خمار کاکنون مستی + تو ہیچ میدانی کہ چکار کردہ مہتر و بہتر خاندان نبوت را کشتی و اصل و فرع شجرہ بوستان رسالت را قطع کردی اگر این تیغ شفاے دل تست درین زودی از زود تشفی روزے تو گردد کہ آثار آن بر صفحہ روزگار باند بجزای عمل نامرضی خود برسی **بیت** بنا اشت ستمگر کہ ستم با ما کرد ٭ در گردن او بماند بر ما بگذشت +

پسر زیاد روی از وے بگردانید و متوجہ امام زین العابدین شد و پرسید کہ این کیست گفتند علی بن الحسین ابن زیاد گفت من شنیدم کہ خدای بکشت علی بن الحسین را گفتند آن علی اکبر بود کہ بقتل رسیدہ زین العابدین گفت و اسر ان لہ مطالبا یوم القیمۃ آرے برادر بزرگتر من کشتہ شد و بخدای کہ او را کسے خواہد بود کہ مطالبہ خون وے کند پسر زیاد در غضب شدہ فرمود کہ این را بدر کوشک گردن بزنید و سرش را نزد من آرید موکلان قصد وی کردند زینب برخاست و بروے چسپید و گفت ای پسر زیاد ہنوز از کشتن اہل بیت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم سیر نگشتی و بس نبود ازین خونہای ناحق کہ بریختے اگر البتہ او را بخواہی کشت و برچنین خون بناحق اقدام خواہے نمود نخست مرا بقتل رسان زین العابدین گفت اے عمہ تو زمانے سخن با من گذار تا جواب او بگویم پس روی بوی کرد و گفت یا ابن زیاد تو مرا از کشتن می ترسانی بقتل تہدید میکنی

ونمیدانی که قتل وقتال از عادات ماست وشهادت تمنای خود را عین کرامت حضرت الهی میشناسیم
بدانکه قالب ما را بآب محنت سرشته اند وتخم محبت را بدست قدرت در گل ما کشته وهلاک عدو اعتنای
ماست و دریافت شهادت میمنت **رباعی** ما را قتال دشمن بکیش عادت ست ۞ با اهل بغی حرب
نمودن سعادت ست ۞ نه دید ما چرا الشهادت کند کسی ۞ حقا که آرزوی دل ما شهادت ست ۞
ابن زیاد لحظه متفکر شده ملازمان خود را گفت مرا از گفتگوی وابرام این جماعت خلاص کنید
وایشان را ازین قصر بیرون برده بپهلوی مسجد جامع در فلان سرای فرود آرید بموجب فرمان او
عمل کردند وایشان را در منزلی که مقرر شده بود فرود آوردند وهیچکس از مردم کوفه بواسطهٔ ترس ابن زیاد
ایشان را نپرسید وبعد از چند روز پسر زیاد تهیهٔ اسباب سفر ایشان کرده زحر بن قیس ومحفر بن
ثعلبه وشمر ذی الجوشن را با پنج هزار مرد مقرر کرد تا آن سرها را با اهل بیت بشام برند وایشان
متوجه شده قطع منازل وطی مراحل میکردند ودر هر موضعی کرامتی دیگر روی می نمود
وبرهان دیگر ظهور میفرمود وبعضی از آن حکایات که بظهور اقرب بود مذکور میگردد راوی
میگوید از آنچه در راه واقع شد یکی آن بود که چون بحرّان رسیدند بر سر تلی خانهٔ بود از یهودی
که او را یحیی حرانی گفتندی باستقبال آن مردم بیرون آمد وآن سرها را نظاره میکرد ناگاه
چشمش بر سر امام حسین افتاد دید که لبهای مبارک او می جنبید پیشتر رفته گوش فرا داشت
این کلمات بسمع او رسید وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون یحیی از مشاهدهٔ این حال
متعجب شده پرسید که این سر کیست گفتند از آن حسین بن علی گفت پدرش معلوم شد
مادرش که بوده گفتند فاطمه بنت محمد صلی الله علیه وسلم یهودی گفت اگر دین جد او حق نبودی
این برهان از وی پدید نیامدی پس کلمهٔ شهادت بر زبان راند وعمامهٔ دق مصری از سر برداشته
قطعه قطعه کرده بخواتین داد وجامهٔ خزی که پوشیده بود نزد امام زین العابدین فرستاد با هزار
درم که این را برای احتیاج خود صرف نماید جماعتی که موکل آن سرها بودند بروی زدند که این
چه کارست که پیش گرفته ودشمنان والی شام را حمایت میکنی از گرد این [illegible]
اگر نه سرت برداریم یحیی را ذوق محبت دریافته بود خادمان خود را فرمود تا شمشیرها را
بیاوردند وتکبیرگویان بر ایشان حمله کرد وپنجتن از ایشان بکشت عاقبت بدرجهٔ شهادت رسید
وامروز تربت او بدروازهٔ حرّان معروف ومشهورست وتربت یحیی شهید میگویند وآنجا
دعا مستجاب میشود **بیت** در هر دو جهان که آبرو مطلبی ۞ بگذر بسر خاک شهیدان عشق ۞ نقل

کرده اند که این لشکر در اثنای طریق چون بنزدیک موصل رسیدند کس بامیر موصل فرستاده پیغام
دادند که شهر را بیارای و باستقبال ما بیرون آی و طبقهای سیم و زر مهیا ساز که بر ما نثار کنی و بآمدن
ما بمنزل تو بر تمام اهل جزیره مباهات و افتخار کنی که سر حسین و فرزندان و برادران و اقربا
و دوستان او همراه داریم و اهل بیت او را نیز می آریم امیر عماد الدوله که حاکم موصل بود اهل شهر را
جمع کرد و صورت حال با ایشان درمیان نهاد و گفت ای قوم زنهار که بدین سخن تن در ندهید
و بدین فضیحت همداستان نباشید موصلیان همه با وی متفق گشتند نزل و علوفه راست کردند و پیش
ایشان باز فرستادند و گفتند آمدن شما بشهر ما مصلحت نیست پس بر یک فرسخی شهر منزلی از برای
ایشان را آنجا فرود آوردند و در آن موضع سر امام حسین را بر سنگی نهاده بودند و قطرهٔ خون
از سر مبارک شاهزاده بر آنجا چکیده بود و هر سال روز عاشورا از آن سنگ خون تازه بر دمیدی
و مردمان از اطراف و جوانب آنجا جمع شده مراسم مصیبت قیام نمودندی و همچنین می بود تا زمان
حکومت عبد الملک مروان او بگفت تا آن سنگ را از آن مقام برداشتند و دیگر از آن سنگ
کسی نشان نداد اما آنجا گنبدی ساخته اند و آن را مشهد نقطه نام نهاده و هر سال ماه محرم در آن
مردم آنجا آمده شرائط تعزیت بجا آرند و شیخ اوحدی رحمه الله مناسب نوشتن تعزیت شهدا
در هر سالی چند بیت فرموده و بعضی از آن اینست **نظم** هر سال تازه میشود این درد سینه سوز +
سوزی که کم نگردد و دردی که بی دواست + اندر شفق هلال محرم ببین که هست + چون
نعل اسب شه که بخون غرقه گشت راست + ای تشنه فرات یکی دیده باز کن + کز آب دیده
بر سر قبر تو دجلهاست + ای عزیز دمیدن خون تازه از سنگ عجب ست و عجب تر آنکه در بعضی
از بلاد روم در کوهی صورت شیری هست از سنگ تراشیده و هر سال از روز عاشورا از دو چشم
آن شیر دو چشمه آب روان شود تا شب آن آب میرود و مردم حوالی آنجا مجتمع گردند و تعزیت اهل بیت
بپا دارند و از آن آب بخورند و بجایهای خود برسم تبرک ببرند **نظم** کوه از حسرت آن تشنه لبان
سنگ گرید + بگر از حسرت آن خسته دلان میجوشد + آه از آن سنگدلی بیخبری تیره درون +
که ز حسرت نکشد آه و زغم نخروشد + و در روایت آمده که چون موصلیان لشکر شمر را نگذاشتند
که بشهر موصل در آیند و ایشان را دورتر از شهر فرود آوردند روز دیگر ایشان از بالای
شهر موصل روی بنصیبین آوردند و به منصور بن الیاس که امیر آنجا بود کس فرستادند
که تا شهر را بیاراست و همین که آن لشکر بشهر در آمدند بقدرت الهی از ابر قهر و غضب پادشاهی

برقی پدید آمد و یک نیمهٔ شهر را بسوخت مردم بهم برآمده و خجل زده گرد آن لشکر گشتند
و ایشان از آنجا بشهر دیگر که رئیس آنجا سلیمان بن یوسف بود توجه نمودند و سلیمان را دو برادر
یکی در جنگ صفین بردست مرتضی علی بقتل رسیده بود و یکی دیگر با این برادر در حکومت
شریک بود و یک دروازهٔ شهر تعلق بوی میداشت او را داعیه شد که سرها را از دروازهٔ خود
بشهر درآورد و سلیمان میخواست که از دروازهٔ او بشهر درآید میان برادران جنگ شد و
سلیمان کشته گشت فتنه و غوغا پدید آمد لشکر شهر آنجا نیز سراسیمه گشته روی بجانب نهادند
و در حوالی حلب کوهی بود و بر بالای آن کوه دیهی آبادان با حصار مستحکم و آنرا معمور گردانیده
و گویند حالا نیز معمور است و در آنجا کوتوالی بود عزیز بن هارون و اهل آن حصار با مهتر
ایشان همه یهودی بودند و حریری میبافتند و جامهای ایشان در حجاز و عراق و شام
بنازکی و خوبی مشهور بود و چون آنجا رسیدند در پای کوه که آب و علف بسیار داشت
فرود آمدند و چون شب درآمد در خدمت شهربانو کنیزکی بود بغایت زیبا روی و او را
شیرین گفتندی در لطافت شیرین زبان بود و در ملاحت لیلی دوران بیت دو لب شکر
چون عقیق آب داده * دو گیسو چون کمند تاب داده * پیش شهربانو آمده آغاز گریستن کرد
و گریهٔ او را سبب آن بود که شهربانو را که بمدینه آوردند صد کنیزک با او بود و آن شب که بشرف
زفاف امام حسین مشرف گشت پنجاه کنیزک را آزاد کرد و چون علی زین العابدین متولد شد
چهل کنیزک دیگر را خط آزادی داد و باوی ده کنیزک باند و در میانهٔ ایشان این شیرین
بحسن یکتا و بجمال بی همتا بود روزی شیرین بخانه درآمد شهربانو با شاهزاده نشسته بود
امام حسین در شیرین نگریست و بمطایبه گفت ای شهربانو شیرین عجب بوی برافروخته دارد
شهربانو گمان برد که امام حسین را بوی میل پدید آمده گفت یا ابن رسول الله او را بتو
بخشیدم امام حسین دریافت که او چه گمان برده است فی الحال گفت که من هم او را آزاد کردم
شهربانو برخاست و سر عیبهٔ جامهٔ خود بگشاد و خلعتی نفیس قیمتی در شیرین پوشانید امام حسین
گفت تو چندین کنیزکان را آزاد گردانیدی هیچ یکی را مثل این جامه نپوشانیدی شهربانو
گفت ای سید آنها آزاد کردهٔ من اند و این آزاد کردهٔ تو پس میان ایشان فرقی باید
امام حسین او را دعا گفت و شیرین همچنان در ملازمت شهربانو بسر می برد تا درین شب که
در پای این کوه فرود آمدند شیرین در حال شهربانو نگریست که جامه نه فراخور خود پوشیده بود

بیاد وی آمد از آن جامهٔ مرصع که در نظر امام حسین پوشیده بود گریه بروی افتاد و از شهربانو
اجازت طلبید که بدان دیه رود غرضش آنکه اندک ما سیرایه که با وی مانده بود بفروشد و برای
شهربانو از جامهای که آنجا می بافتند جامه بخرد اما چون شیرین دستوری خواست که بآن دیه رود
شهربانو گفت تو آزادی و آزادان را کسی نگاه نمیدارد و بر اسیر نمیگیرد هر جا دلت میخواهد برو شیرین
برخاست و بکوه بالا رفته بر در حصار آمد در بسته بود و پاسی از شب گذشته بود در را فرو کوفت
عزیز بن هارون واقعه دیده بود و در پس در حصار آمده می بود آواز داد که ای کوشنده در شیرین
تویی گفت بلی در بگشاد و بر وی سلام کرد و او را بسرای خود برده بتعظیم تمام بنشاند شیرین عزیز را
پرسید که نام مرا چگونه دانستی گفت اول شب بخواب شدم موسی و هارون را علیهما السلام دیدم سر و پای برهنه و آب از دیده روان آه زنان اثر تعزیت بر ایشان پیدا و علامت
مصیبت از صفحهٔ حال ایشان هویدا گفتم ای سیدان بنی اسرائیل و برگزیدگان رب جلیل شما را
چه رسیده است و سر و پای شما چون مصیبت زدگان برهنه از سبب چیست و این آه و ناله و گریه
شما از برای کیست گفتند تو ندانسته که سبط پیغامبر آخر الزمان محمد مصطفی را صلی الله علیه وسلم
بظلم بکشتند و اکنون سر او را با اهل بیتش بشام می برند و امشب در زیر این کوه فرود آمده اند
و من گفتم شما حضرت محمد صلی الله علیه وسلم را می شناسید و بدو اعتقاد دارید موسی علیه السلام گفت
ای عزیز چون نشناسیم و او پیغامبر بحق ست و حق سبحانه از ما در بارهٔ او پیمان فرا گرفته و ما بوی
ایمان آورده ایم هر که بدو نگرود و او را راستگوی نداند جای او دوزخ ست و ما و همه پیغامبران
از آن کس بیزاریم من گفتم مرا نشانه پیدا کنید و علامتی نمایید که یقین من بیفزاید در این کار
در فتوحی بر من بگشاید گفتند برخیز و برو تا بدر قلعه چون آنجا رسی کنیزکی شیرین نام که
آزاد کردهٔ حسین ست پیش دروازه خواهد رسید و حلقه بر در خواهد زد نام او شیرین ست
متابعت او کن که او زوجهٔ تو خواهد بود و بدین اسلام در آی و نزد سر حسین رو و سر آن سرور را از
ما سلام برسان که جواب خواهی شنید پس من از خواب در آمدم و فی الحال برخاسته بدر قلعه آمدم
و تو در رسیدی و چون بدین واقعه دانستم که نام تو شیرین ست و چون مرا گفتند که تو حلال من خواهی بود
رضا میدهی که زوجهٔ من باشی گفت روا باشد بشرطیکه ایمان آری و شهربانو اجازت
[illegible] شیرین بازگشت و بخدمت شهربانو آمده تمام قصه بعرض رسانید شهربانو از آن قصه
[illegible] با بنات و اخوات امام حسین باز گفت همه متعجب گشتند اما چون خورشید جهان آرا

موسی‌وار ید بیضا از سر کوه طلوع نموده معموره عالم روشن گردانید [illegible] از طرف کوه [illegible]
گشت هویدا * رایت بیضا نمود چون کف موسی + عزیز بیامد و هزار [illegible]
تا دستوری یافت دادند که در حق اهل بیت خدمتی بجا آورد پس [illegible] درآمد
و برای هر یک از خواتین حجرات عصمت و طهارت جامه قیمتی بیاورد و هزار [illegible] امام
زین العابدین نهاده بر دست وی بشرف اسلام معزز گشت و نزد سر شاهزاده آمده گفت
ای سید سلام موسی و هارون علیهما السلام بشما آورده ام از سر امام حسین آواز آمد که سلام
خدا بر ایشان باد عزیز گفت یا سید خدمتی بفرمای که مرا رضای حق سبحانه تعالی [illegible] امام حسین
فرمود که انچه لائق بود بجا آوردی چون اسلام قبول کردی خدا و رسول خدا از تو خشنود شدند
چون در حق اهل بیت من احسان فرمودی [illegible] برادرم از تو راضی گشتند چون سلام دو پیغامبر
بمن آوردی رضای من هم یافتی و روز قیامت در میان اهل بیت ما محشور خواهی شد آنگه شهربانو
شیرین را گفت اگر رضای دل من میخواهی عزیز را بشوهری قبول کن [illegible] بعقد عزیز
درآوردند و جمیع اهل قلعه مسلمان گشتند **فرد** سایه اهل نبی چون بر سر ایشان فتاده [illegible]
هر ذره خورشید عالمتاب شد * امام اسمعیل آورده بروایت ابوالحنوق که هر شب بر آن سرها
پنجاه مرد موکل بودند شبی من در میان آنها بودم نگاهبانان همه بخفتند و مرا خواب نمی آمد
ناگاه از جانب آسمان صدائی شنیدم که نزدیک بود که جهان زیر و زبر گردد مرد سفید جامه
نورانی بلند بالائی گندم گون دیدم که از آسمان بزیر آمد و سر خود را برهنه کرد و سر امام حسین
که در صندوق بود بیرون آورده بر روی او بوسه میداد و می گریست من برخاستم و متحیر شده
خواستم که آن سر را از وی بستانم و در صندوق نهم پیش از انکه موکلان بیدار شوند چون فرا
پیش رفتم یکی بانگ بر من زد که گستاخی مکن و پیش مرو که این آدم صفی الله است علیه السلام
که بماتم فرزند حبیب خدا آمده ناگاه نعره دیگر شنودم که نوح نجی علیه السلام فرود آمد [illegible]
ابراهیم خلیل و اسمعیل و اسحق علیهم السلام فرود آمدند و در آخر حضرت [illegible]
والسلام با صحابه کبار و حیدر کرار و حمزه و حسن و جعفر طیار همه گیسوان [illegible]
و یک یک آن سر را برداشته تعظیم کردند پس کرسی از نور بیاوردند [illegible]
سید سرور رحیم **بیت** محمد کافرینش هست خاکش * هزاران آفرین بر جان پاکش +
کرسی نشسته و انبیا گرداگرد او بر زمین نشستند پس فرشته پیدا آمد [illegible]

وعمودی از آتش بدست دیگران فرشته دست مرا بگرفت من فریاد برآوردم که یا رسول الله
من دوستدار خاندانم و مرا این قوم باکراه همراه آورده اند آن فرشته طپانچه بر روی من زد
که موضع آن طپانچه سیاه شد حضرت رسول صلی الله علیه وسلم آن فرشته را گفت دست از وی بدار
فرشته مرا بگذاشت و من بیهوش گشتم تا صبح بدمید بهوش باز آمدم از آن نگاهبانان هیچ اثری پیدا نبود
و سر امام حسین را دیدم در صندوق نهاده و سر جا گرداگرد آن صندوق توده خاکستر بود راوی
گوید چون بامداد شد شمر ابو الحنوق را طلبید دید که یک نیمه روی او سیاه است احوال پرسید
ابو الحنوق هرچه دیده بود باز گفت و آهی بکرد و بیفتاد و جان بداد نگاه کردند زهره او ترقیده آن اهل
لشکر بترسیدند و بعضے از آمدن پشیمان شده جز رفتن چاره ندیدند **بیت** دگر باره سفر را ساز
کردند + پی رفتن شتاب آغاز کردند + ابو سعید دمشقی گوید من همراه آن جماعت بودم که سر امام حسین
بشام می بردند چون نزدیک دمشق رسیدند خبری در میان مردم افتاد که مسیب بن قعقاع خزاعی
لشکری جمع کرده میخواهد که شبخون آرد و سرها را باز ستاند سرداران لشکر مضطرب گشته احتیاط
تمام پیش گرفتند شبانگاه بمنزلے رسیدند و در آن منزل دیری محکم دیدند رای ایشان بر آن قرار گرفت
که آن دیر را پناه سازند تا اگر کسے شبخون آرد کاری نتواند کرد راوی گوید که شمر بدر دیر آمده
نعره زد پیرے که سر حلقه اهل دیر بود ببالای بام برآمد نگاه کرد لشکری دید که گرداگرد دیر سوار
ایستاده و شمر در پیش دیر نعره میزد پیر پرسید که این چه لشکر است و شما چه کسانید شمر گفت ما از
ملازمان پسر زیادیم و از کوفه بدمشق میرویم پیر گفت بچه مهم متوجه شام شده اید گفتند در عراق شخصے
با یزید باغی شده بود ما بحرب وی رفتیم و او را باکسان او کشتیم و اینک سرهای ایشان بر نیزه کرده ایم
و اهل بیت او را نیز آورده ایم تا پیش یزید بریم پیر نگاه کرد سرها دید بر نیزه گفت سر مهتر اینها
کدام است اشارت بسر امام حسین کردند پیر در نگریست هیبتی از سر امام حسین در دل وی افتاد
گفت گرد دیر من چرا آمده اید شمر گفت شنوده ایم که جمعے اتفاق کرده اند که بر ما شبخون آرند و سرها
و اسیران را از ما بستانند میخواهیم که امشب بدیر تو درآییم پیر گفت شما لشکر بسیارید دیر من گنجایش
چندین مردم ندارد شما این سرها و عورات را بدین دیر من درآرید و گرداگرد دیر فرو گرفته آتشها
برافروزید و هشیار و بیدار باشید تا از شبخون ایمن گردید و دزدان اگر بیایند و مطلوب خود نه بینند
بازگردند و کسی خود بدین دیر دستی ندارد شمر گفت نیکو میگوئے پس سر امام حسین در صندوقی مستحکم
نهاده قفلی محکم بر آن زدند و هر کرا از لشکریان معتمد همراه صندوق بدیر درآیند و شب آنجا باشید

هیچکس قبول نکرد چه از واقعهٔ ابوالخنوق ترسیده بودند این قدر کردند که صندوق را بدیر آوردند و در خانه مضبوط کرده و قفلی گران بر در آن خانه زده بخفتند و امام زین العابدین با اهل بیت در آمدند و پیر دیرانی ایشان را بمنزل نیکو فرود آورد و صندوق را در خانه که نهاده بودند گرداگرد آن خانه می گردید و میخواست که سر مبارک امام حسین را از نزدیک به بیند ناگاه دید که آن خانه که صندوق در ویست بی شمع و چراغ روشن شد پیر متعجب گشت و گفت آیا این روشنی از کجاست قضارا در پهلوی آن خانه خانهٔ دیگر بود که روزنی درین خانه داشت پیر بدان خانه در آمد و از آن روزنه می نگریست دید که آن روشنی هر ساعت زیاده میگردد تا بحدی رسید که هیچ دیده تاب مشاهده آن نور نداشتی **نظم** نوری دا که هیچ دیده ندارد درین جهان ✤ تاب اشعهٔ لمعات جمال او ✤ آنجا که کرد بارقهٔ نور او ظهور ✤ گو عقل دم مزن که نباشد مجال او ✤ القصه بعد از غلبهٔ نورانیت سقف آن خانه بشگافت و عماری نازل گشته از آنجا خاتون خوبروی بیرون آمد با کنیزان بسیار که بجوار دنیا هستند با وی ندا می زدند که طرقوا طرقوا راه دهید که مادر همه آدمیان یعنی حوا صفیه می گذرد و بعضی دیگر حرم محترم خلیل الله ساره مادر اسحق و هاجر مادر اسمعیل فرود آرند انگه راحیل مادر یوسف و صفورا دختر شعیب کلثوم خواهر حضرت موسی و آسیه زن فرعون مریم مادر عیسی نزول نمودند ناگاه خروشی برآمد و عماری در رسید و در وی خدیجه کبری و بعضی از ازواج طاهرات حضرت مصطفی صلی الله علیه وسلم و علی جمیع الانبیاء والمرسلین فرود آمدند و سر از آن صندوق بیرون آوردند و یک یک زیارت کردند که ناگاه نالهٔ زاری عظیم پیدا شد و عماری نورانی پدید آمد و یکی بانگ بر پیر ترسا زد که از پیش چراغ نگاه مکن که خاتون قیامت می آید پیر از حیرت بیهوش بیجان با خود آمد حجابی در پیش نظر وی بود که کسی را از آن زنان نمی دید ولی خروش و زاری ایشان می شنید و آواز یکی از آن زنان می آمد که السلام علیک ای مظلوم مادر و ای شهید مادر و ای غریب مغموم مادر ای نور دیدهٔ من فدای فرزند [illegible] دیدهٔ من [illegible] از خصمان [illegible] خستهٔ [illegible] انتقام [illegible] مظلوم فرزند [illegible] از آن خاتونان [illegible] از آن کلمات [illegible] معلوم میتوان کرد **غزل** گر بنسبت ابر نیسان [illegible] بگریستی ✤ چشم پروین بر بجای قطره زن بگریستی ✤ کاشکی صد دیده بودی مردم چشم مرا ✤ تا بصد دیده بران فخر زمن بگریستی ✤ رشتهٔ موی حسین آغشته شد در خاک و خون ✤ چشم شب کو تا بران مشکین رسن بگریستی ✤ یوسف مصر

راجامه پرخون شد کجاست ٭ دیده یعقوب تا بر پیرهن بگریستی ٭ کوه را گر گوش بودی
تا شنیدی ناله اش ٭ با همه سنگین دلی کوه از حزن بگریستی ٭ طفل خرد شهربانو تشنه لب شد
آب کو ٭ تا بران لب تشنه شیرین دهن بگریستی ٭ پیر ترسا از استماع این سخنان بیهوش شد
چون بهوش آمد از آن خمار بهیار و اهالی آن نشانی ندید برخاست و از آن خانه بیرون دوید قفلی که
آن مدبران بران در زده بودند درهم شکست و بخانه درآمد قفل صندوق را نیز بگشاد و چون صندوق
در خاک غلطیده بسیار بگریست پس سر آن سرور را بیرون آورده بمشک و گلاب بشست و
بر سر سجاده نهاد و شمع پیشش کرد و پیش آورده از دو زانوی ادب درآمده در آن نظاره
می کرد و بگریه درآمد و می گفت ای سر سروران عالم و ای بهترین بنی آدم چنان گمان می برم
که تو از آن جماعتی که وصف ایشان در توریت موسی و انجیل عیسی خوانده ام بحق آن خدای
که ترا این جاه و منزلت داده که تو کیستی و ترا بدین حال که آورد تا من بزیارت تو آیم و خاتونان [illegible] پرده
نبوت [illegible] تو زار می نالند ما را خبر کن تو چه کسی فی الحال بفرمان حضرت ذی الجلال سر امام حسین
بسخن آمده گفت ای پیر انا مظلوم منم ستم رسیده ام انا مهموم منم غم دیده و محنت کشیده ام انا
مقتول منم به تیغ دشمنان کشته ام انا غریب منم از خانمان آواره گشته ام **قطعه**
منم خسته بی ناتوانی ٭ نیابی نه کاری نه خانی نه مانی ٭ اسیر غریبی شهیدی حزینی ٭ نه همراه نه
نه از کس امانی ٭ پیر گفت که نردبان زیادت کن سر امام حسین گفت ای پیر از حال حسب و نسب می پرسی یا از سوز
تشنگی و تعب سوال می کنی اگر از نسب می پرسی انا ابن النبی المصطفی منم پسر پیغامبر برگزیده ام انا ابن الولی
المرتضی منم پسر ولی پسندیده ام **نظم** منم نور دو چشم مصطفی ام ٭ فرزند علی مرتضی ام ٭ سر دفتر خاندان
خویشم ٭ برگزیده حضرت خدا ام ٭ لب تشنه غریب و ستمندم ٭ مظلوم شهید کربلا ام ٭ پیر دیرانی که این سخنان
استماع نمود فی الحال مریدان خود را طلبید ایشان هفتاد و دو تن بودند و صورت حال با ایشان
بازگفت ایشان فریاد برکشیدند و جامها بدریدند و باتفاق پیش امام زین العابدین آمده یکبار
زنارها ببریدند و کلمه شهادت بر زبان راندند و دست و پای شاهزاده ببوسیدند و گفتند یا ابن رسول الله
اجازت فرمای تا از دیر بیرون رفته شبخون برین لشکر زنیم و دل خود را برین ناکسان دون و
مدبران ملعون خالی کنیم امام زین العابدین فرمود که جزاکم الله خیرا خدای تعالی شما را جزای
خیر دهاد و ایشان در همین دم سزای خود خواهند دید و خدای تعالی از ایشان انتقام خواهد کشید
و بپاداش خود خواهند رسید **بیت** ظالمان را به کردگار سپار ٭ تا جزا شان دهد برابر وار ٭

اما چون روز شد سرها و اهل بیت را از دیر بیرون آورده روی براه نهادند و منازل و مراحل طی میکردند
تا بشهر عسقلان رسیدند یعقوب عسقلانی از امرای شام که در حرب امام حسین حاضر شده بود درین حال
با این لشکر همراه آمده حکومت این شهر تعلق بوی میداشت بفرمود تا شهر را آئین بستند و مطربان
آغاز سرود کرده بر غرفها نشستند و مجلس خمر بیاراستند شادی و نشاط میکردند و آن سرها را
با اهل بیت گرد شهر برمی‌آوردند جوانی بازرگان که او را زریر خزاعی گفتندی آن روز در بازار
عسقلان ایستاده بود طرب و بهجت مردمان می‌دید و از هر طرف آواز مبارکباد می‌شنید
از کسی پرسید که آراستن شهر را سبب چیست و این همه مسرت و فرحت برای کیست آنکس گفت مگر تو
غریبی گفت آری دیروز بدین شهر رسیدم و امروز چنین حالتی می‌بینم موجب این حال نمی‌دانم
که چیست آنکس جواب داد که جمعی مخالفان یزید که در عراق علم یاغیگری برافراشته بودند و مردم
را از طاعت و متابعت فرو گذاشته بدست امرای شام گرفتار گشته بقتل رسیدند این سرهای
ایشانست که بر نیزه گرد شهر میگردانند و این عورات که در هودجها [illegible] اهل بیت ایشانند
زریر گفت این جماعت مسلمانان بودند یا مشرک گفت مسلمانان بودند اما از طاعت امیر [illegible]
بیرون آمده پرسید که سبب بیرون آمدن ایشان از طاعت یزید چه بود گفت مهتر ایشان می‌گفت
که من سزاوارترم بامامت از یزید چه پدر و جد من امام بوده‌اند زریر گفت پدر مهتر ایشان
که بوده گفت ابوتراب که نامش علی بن ابیطالب است و برادرش حسن که با پدر یزید معاویه صلح کرده
گفت او را چه نام داشت گفت حسین گفت مادر این دو برادر که بود گفت دختر پیغامبر صلی الله علیه وسلم
که او را فاطمه زهرا گفتندی زریر که این سخنان بشنید دود از نهادش برآمد روی بجانب ایشان جهد
کرده روان شد چون برسید چشمش بر امام زین العابدین افتاد گریان شد شاهزاده پرسید
که ای جوان چه کسی گفت مردی غریبم فرمود که همه شهر شادمان‌اند تو چرا گریانی گفت از آنکه
شما را می‌شناسم و ای کاشکی هرگز بدین شهر نیامدمی تا این حال شما را مشاهده نکردمی [illegible]
قبیله خود دورم در غربت بیچاره و مهجورم و از غم شما اندوهناک و رنجورم [illegible]
با دشمنان کراهتان بر صحیفه دوران باندی **قطعه** [illegible]
چه گویم که غریب و مستمندم [illegible] دارم اکنون [illegible]
بخدم امام زین العابدین بگریست و گفت ای جوانمرد از تو بوی آشنائی می‌شنوم حق تعالی ترا
جزای خیر دهاد زریر گفت ای مخدوم زاده مرا کاری فرمای و آرزوی که در خاطر مبارک هست

بازگوی تا بآنچه توانم شرط خدمت بجا آورم مصرع هرچه حکم کنے بجا آریم + خدمتگارم + شاهزاده فرمود
که ای جوانمرد آن کس که سر پدرم دارد بفرما تا از پهلوی شتران پیش رود تا مردم بنظارهٔ آن مشغول
شوند و عورات ما در حجاب مانند زریر رفت پنجاه دینار بدان کس داد که سر امام حسینؓ داشت تا پیش
پیشتر راند و مردم بتماشای آن از حوالی شتر دور شدند. زریر باز آمد که یا ابن رسول اللہ خدمتی دیگر
بفرمای فرمود که اگر جامهٔ زیادتی داری برای عورات ما بیار فی الحال برفت و برای
هر یک مخدرات اهل بیت دو جامه بیاورد و بجهت امام زین العابدینؓ جبه و فرجی و عمامه ترتیب داد
و در اثنای این حال خروش و فریاد از بازار برآمد زریر درنگریست شمر ذی الجوشن را دید با جمعی
مست و سرانداز که نعره زنان و شادی کنان در رسیدند غیرت دین و حمیت اسلام در دل
زریر بجوش آمد در دوید و عنان مرکب شمر گرفته گفت ای لعین پرکین وای مدبر بی دین
این سر کیست که بر نیزه کرده و این فرزندان کیانند که بر شتران نشانده دستهای شما بریده باد
و دیدهای شما برکنده و اسباب عقوبت شما جمع باد و دلهای شما پریشان و پراگنده **نظم**
شما را دیدهٔ بی نور بادا + دل از دیدار حق مهجور بادا + شما را جای جز سجین مبادا + ز حق جز لعنت
و نفرین مبادا + شمر نعره برملا زان زد که بزنید این بی ادب را یکبار به تیغ و خنجر حمله آوردند و مردم
شهر نیز سنگ و خشت بجانب وی روان کردند چندان زخم بوی رسید که از پا درافتاده بیهوش شد
مردم گمان بردند که مرده او را بگذاشتند و برفتند نیم شبی بود که زریر چشم باز کرد کسی را در حوالی
خود ندید برخاست و روان شد مشهدی بود در عسقلان که حضرت سلیمان علی نبینا و علیه السلام
ساخته بود و بسیاری از پیغامبران و پیغامبرزادگان دران مشهد مقدس آسوده بودند زریر مجروح
رفته از ترس دشمنان پناه بدان مشهد برد چون درآمد جماعتی از محبان دید سرها برهنه
کرده و جامها چاک زده و آب از دیدها کشاده و آتش در سینه برافروخته زریر گفت شما را چه حالت
ست که مردم این شهر همه در طرب اند و شما در شغب همه در عشرت اند و شما در عسرت همه در تهنیت اند
و شما در تعزیت ایشان جواب دادند که عزیز وقت شادی خارجیان ست و زمان ماتم محبان
شما نیز اگر دشمنانی بمیان ایشان بازرو و اگر از دوستانی بنشین و با ما در غم و اندوه دمساز شو
اگر دردمندی همه دردمندان را بنواز و اگر سوخته زمانی بنشین و با سوختگان درساز **فرد**
اگر [illegible] تو زار بگرییم + که احوال دل سوخته هم سوخته داند + زریر گفت ما شاکه من از
خاندان باشم و حال امن از دست تا الآن امام حسینؓ با ان بصد حیله بیرون آورده ام از خوف

معاندان روی بدین مشهد منوره پاکیزه گردد پس صورت حال تمامی بازگفت و جراحتهای خود
بدیشان نمود و باتفاق بمصیبت اهل بیت مشغول شدند و تاسف می خوردند که کاشکی در کربلا بودی
تا جانها نثار شهدا نمودی یا انتقام امام حسین از دشمنان باز کشیدی زیر گشته حالی هم
انتقام می توان کشید القصه زیر مالهای خود را همه اسب و سلاح خرید و چهار ده تن با وی
بیعت نموده روز جمعه خروج کردند و خطیب را بقتل رسانیده دار و غه را بدست آوردند و قصه ایشان
در کتابی علیحده مذکور است اما چون خبر آن لشکر و آوردن سر آن سرور بدمشق رسید حکم شد
تا شهر را آئین بندند و مردم شهر تماشا بیرون روند در کنز الغرائب از ابو العباس که از سهل ساعدی
رضی الله عنه نقل میکند که من بتجارت بولایت شام رفته بودم روزی در حوالی دمشق بدیها
رسیدم مردم شادی می کردند و دهل میزدند با خود گفتم مگر این مردم را عیدی هست
ورای عیدهای مردم از یکی حال پرسیدم گفت ای شیخ مگر تو اعرابی گفتم من سهل ساعدی ام
صاحب رسول الله صلی الله علیه وسلم آن کس آه سوزناک از سینه برآورد و گریه در گرفت و گفت
عجب ست که درین تعزیت از آسمان خون نمی بارد و ازین مصیبت زمین اهل آنرا فرو نمی برد
گفتم کدام ماتم ست گفت خبر نداری **قطعه** آسمان از جبهه اکلیل مرصع برگرفت * ترک
گردون اندرین ماتم کلاه از سر گرفت * زهره همچون چنگ گیسوهای خود را باز کرد * پس بناخن
چهره بخراشید و افغان در گرفت * گفتم روشن تر ازین بگو گفت این سر امام حسین ست که
اهل عراق بسوی یزید هدیه فرستاده اند و مردم شام فرح و شادی می کنند گفتم آن سر را از
کدام دروازه بشهر در می آورند گفت از باب ساعات پس در پیش دویدم و بسعی تمام خود را
تا خود را بمیانه شتران اهل بیت رسانیدم بر نیزه سری دیدم که بسر مبارک رسول الله صلی الله علیه وسلم
شبیه بود گریه بر من افتاد یکی از عورات اهل بیت با من بسخن آمد که ای پیر چرا می گریی گفتم
من آنم تو کیستی گفت من سکینه ام دختر امام حسین گریه من زیاده شد گفتم ای فرزند
قیامت من سهل ساعدی ام از اصحاب جد بزرگوار تو هیچ حاجتی داری گفت
آری این نیزه داران را بگو تا سرها را پیشتر برند تا خلق بنظاره سرها مشغول گردند و زنان بدیشان
ننگرند و ما اندک از نظر خلق دور باشیم پس من پیش رفتم و حال آن بزرگوار را گفتم تو حاجتی دارم اگر
قبول کنی چهار صد درم بتو دهم گفت حاجت چیست گفتم تقدیم راس امام حسین آن مرد چنان کرد
من زر بوی دادم خواستم که بنزد اهل بیت باز آیم از غلبه مردم میسر نشد و از دحام بمرتبه رسید

که از باب ساعات در آمدن متصور شود باز گشتند و از دروازه توما در آوردند راوی گوید که چون اهل بیت
در آن هنگام گذرانیدن ایشان پیش مسجد جامع افتاد و در پیش مسجد پیری بود با محاسن سفید چون چشمش
بر امام زین العابدین افتاد و آن عورات را در زیر چادر دید گفت شکر مر خدای را که اکابر شما را هلاک گردانید
و مردمان را از فتنه شما آسایش داد و یزید را بر شما مستولی ساخت امام زین العابدین روی بدو کرد که
ای پیر قرآن خوانده گفت آری گفت این آیت در قرآن خوانده که قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة
فی القربی گفت دیده ام امام زین العابدین گفت فنحن ذوی القربی پس مائیم آن خویشان
رسول که مودت ما لازم است آنگاه گفت ای شیخ این آیت را خوانده که انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس
اهل البیت و یطهرکم تطهیرا پیر گفت خوانده ام شاهزاده فرمود که مائیم آن اهل بیت که بآیت
طهارت اختصاص یافته ایم پیر چون این سخن بشنید زمانی سر در پیش افکند آنگه گریه بروی
غالب گردید و گفت یا ابن رسول الله معذور دار که ندانستم که شما چه کسانید پس روی بقبله گاه دعا آورد
گفت الهی از دشمنی این قوم توبه کردم و بیزارم از دشمنان ایشان و تولا دارم بدوستان ایشان
پس خود را در پای شتر امام زین العابدین انداخت و در خاک می غلطید و می گفت خدایا
من قبول کرده و از من خوشنود گشته جانم بر در دعای آن پیر باقتضای ملک قدیر موافق افتاد
نعره زد و هم فی الحال جان بداد و خروش از اهل بیت بر آمد و امام زین العابدین با همه خواتین بروی
گریستند **مثنوی** پیر در کوی محبت جان بداد * جان برای وصلت جانان بداد * چون ز سر حق
آگاه شد * با شهیدان در زبان همراه شد * راوی گوید که اول روز سرها را بدروازه در آوردند از
مردم که بنظاره و تماشا آمده بود تا نماز دیگر راه کوشک یزید رسیدند یزید فرموده بود که تا کوشک را بیاراسته
بودند و پردهای زربفت در آویخته و تختی از ساج و عاج مرصع گردانیده و بر زبر آن کلل ساخته
و در آنجا مسند نهاده و دیباهای رومی و شستری بر روی افکنده و کرسیها بر حوالی تخت وضع کرده و امرای
شام بعضی نشسته و برخی ایستاده چون شمر با آن دو امیر دیگر برسیدند حکم شد که در آیند و سرها را از
در آوردن اهل بیت در آمدند و ایشان را در یک صفه کوشک جای دادند و پرده از پیش صفه در آ[illegible]
و سرها را در [illegible] در پیش تخت بنشستند یزید یک یک سر را میدید و احوال صاحب آن می پرسید
تا نیکانی سرهای سروران دین اطلاع یافت بعد از آن گفت سر امام حسین را بیارید شمر مردود [illegible]
[illegible] بود و سر امام حسین را به بشیر بن مالک داد تا پیش یزید برد با او گفت رجزی بخوان در قتل امام
[illegible] کن و از یزید صله نیک طلب و غرض شمر آن بود تا مزاج یزید را درباره قاتلان امام حسین

معلوم کنند بشیر سر مبارک امام حسین پیش تخت یزید برد و این رجز آغاز کرد مصرع املأ رکابی فضة
و ذهبا + پر کن چار پایان مرا از زر و نقره + ع انی قتلت الملک المحجبا + یعنی بجهت
آنکه من بکشتم پادشاه بزرگوار را ع قتلت خیر الناس اما و ابا + بکشتم کسی را که بهترین مردم بود
از جهت مادر و هم از جهت پدر و بیتی چند دیگر که مشتمل بر شرف نسب و کثرت حسب امام حسین بود فرو خواند
یزید ازین سخن در خشم شده گفت اگر میدانستی که حسین بدین صفت موصوف و بدین نعوت منعوت
بود چرا او را کشتی و اگر هیچ چیز از من بتو نرسد بلکه ترا بدوزخ رسانم آنگاه فرمود تا [illegible]
گردنش بزدند و این شبیه است بآن [illegible] امام حسین اتفاق کرده بود [illegible]
کتب مذکور است که این صورت مجلس ابن زیاد واقع شد [illegible]
که حسین را چگونه کشتند زحر بن قیس بروایتی شمر ذی الجوشن آغاز تکلم نموده گفت [illegible]
تن از اقربا و شیعه خویش بکربلا فرود آمده بود با لشکر [illegible]
تو و متابعت پسر زیاد خواندیم اجابت نکرد ما بر وی حمله کردیم [illegible] و ما را از وی و لشکر وی
برآوردیم و سرهای ایشان بریدیم و تنهای ایشان بر خاک افگندیم و حالا اجسام ایشان در آن صحرا
افتاده است و جامهای ایشان بخاک و خون آلوده یزید زمانی سر در پیش افگنده هیچ سخن نگفت
و طشتی زرین طلبیده فرمود تا سر مبارک امام حسین را در آنجا نهادند و [illegible] چوبی بدست گرفته
اشارت بلبهای امام حسین میکرد و میگفت حسین چه لب و دندان نیکو داشته یکی از حضار مجلس
بانگ بر یزید زد که دور دار چوب را ازین ثنایا که بارها دیده ام که رسول صلی الله علیه و سلم بوسه برین دندانها
و برین لبها نهاده است **نظم** آن لب که بوسه داد بر و بارها رسول + سویش بچوب کردن اشارت
کجا رواست + آن سر که بر کنار نبی داشتی وطن + در طشت زر نهاده به پیش تو ای سزاست +
ابو المؤید خوارزمی آورده که در آن زمان که یزید قضیب بجانب لب و دندان مبارک امام حسین
حواله کرد سمرة بن جندب رضی الله عنه که از صحابه کبار و از یاران سید ابرار بود و قضا را در آن مجلس
تشریف داشت آواز بر کشید که قطع الله یدک یا یزید خدا دست ترا ببراد ای یزید [illegible]
برجای زنی که چندین نوبت مشاهده کرده ام که حضرت رسالت صلی الله علیه و سلم بوسه بر آنجا میزد
یزید در غضب شده گفت ای سمره حرمت صحبت تو با رسول خدا صلی الله علیه و سلم نگاه میدارم و اگر
بحرمت صحبت تو با آن حضرت مانع نشدی گردن ترا میزدم سمره گفت طرفه حالیست که ملاحظه صحبت من
با آن حضرت صلی الله علیه و سلم میکنی و رعایت فرزندان عزیز او بدین نوع بجا می آری حاضران ازین سخنان

در گریه افتادند نزدیک بآن شد که فتنه حادث گردد آخر الامر سر را از مجلس بیرون بردند و یزید
خود را بسخن دیگر مشغول کرد ابوالمفاخر رازی آورده که تاجری یهودی آن روز در مجلس یزید بود پرسید
که این سر کیست که در پیش خود نهاده گفت این سر کسی ست که در عراق بر من بیرون آمده بود و میخواست
که خود را امیر المؤمنین نام کند سرداران من با وی حرب کرده اند و سر او و سر تابعان او را پیش من فرستاد
یهودی گفت که صاحب این سر شریف بوده که داعیه امامت داشته یزید گفت آری او
شریف بوده و پدر او از اشراف بنی هاشم بوده یهودی پرسید که نام او چه بود گفت حسین
گفت نام پدرش گفت علی گفت مادرش چه نام داشت گفت فاطمه گفت فاطمه دختر که بود
گفت دختر محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم یهودی گفت پس صاحب این سر نبیره پیغامبر شما باشد
یزید گفت آری یهودی سر خود در جنبانید و فریاد بر کشید که وای بر شما اگر این پیغامبر شما حق بوده
ای یزید میان من و داود پیغامبر هفتاد پشت واسطه اند و جهودان بدان سبب مرا حرمت تمام
می دارند هنوز محمد عربی صلی الله علیه وسلم دیروز از میان شما بیرون رفته است امروز با فرزندان او
این می کنید **نظم** جواب چیست شما را اگر سوال کند * محمد عربی از شما بروز جزا * که آن چه بود
که با اهل بیت من کردید * چو من بملک بقا رفتم از سرای فنا * جزای آنکه شما را بحق نمودم راه * روا بود
که چنین جفاها بمن رسید از شما * یزید ازین سخن در قهر شد و گفت خاموش باش ای یهودی اگر نه آن
که پیغامبر ما صلی الله علیه وسلم فرموده که اهل ذمه را مرنجانید که هر که آزار بد نامی رساند من خصم وی
باشم روز قیامت والا الفرض یهودی تا سرت از بدن جدا کنند یهودی گفت ای ابله بی بصیرت
کسی که از برای یهودی خصمی میکند آیا برای جگر گوشه خود چها خواهد کرد وای بر تو در زمانی که
حیدر پیش پیغامبر خدا صلی الله علیه وسلم بخصومت تو برخیزد و فاطمه زهرا در عرصه محشر بدامنت در آویزد
آتش غضب یزید باشتعال در آمده گفت جلاد را طلبید یهودی برجست و سر امام حسین بر داشت
و گفت یا ابا عبدالله من مولای توام و از دل پاک مسلمان شدم اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان
محمدا رسول الله ای سید فردا پیش جدت بر ایمان من گواهی ده یزید گفت اکنون که دانستی
سزا آنچه ایشان گشت مسلمان میشوی گفت ای یزید من از حسین علی فاضلتر نیستم او را فرمودی
که بکشتند ایشان را هم بفرمای که بقتل رسانند و امید میدارم که بحکم المرء مع من احب مرا با زمره شهدای کربلا
برانگیزند و در میان ایشان حشر کنند یزید حکم کرد تا آن نو مسلمان را شهید کردند و در کتاب دیگر مذکورست
که ترسای ایلچی که از جانب قیصر روم آمده بود و جهت یزید تحفها و هدیها آورده در آن مجلس بود و چون

سر امام حسین را دید آهی از دل بر درد برکشید و گفت ای سر [illegible] پیغامبر
صلی الله علیه وسلم بر سم تجارت بمدینه رفته بودم و میخواستم که وی را هدیه بدهم از صحابه پرسیدم که حضرت
رسالت صلی الله علیه وسلم چه چیز دوست میدارد گفتند بوی خوش مایل است من از نافه و مشک و عود و
عنبر اشهب برداشته بخانه وی رفتم و وی در خانه ام سلمه بود در آمدم و جمال آن حضرت صلی الله علیه وسلم
را مشاهده نمودم از رخسار مبارکش چشم مرا روشنی بیفزود و دل من وابسته محبت او گشت بر وی
سلام کردم و آن عطرها را پیش وی نهادم گفت این چیست گفتم [illegible] هدیه ایست که بخدمت شما
آورده ام بیت
پاسے ملخی نزد سلیمان بردن ✤ [illegible] از سوی ✤ حضرت
رسول صلوات الله وسلامه علیه گفت نام تو چیست گفتم [illegible] عبد الوهاب نام کردم
و اگر اسلام قبول کنی من هدیه ترا قبول کنم من [illegible] پیغامبر است که
عیسی علیه السلام ما را از وی خبر داده بیت
عیسی [illegible] نام او [illegible] ✤ [illegible] نام او نقشش
جان مرده داد ✤ فی الحال بر دست وی ایمان آوردم و [illegible] پنهان داشتم
و حالا چند سال است که من با پنج پسر و چهار دختر همه مسلمان [illegible] در ملک
روم و هیچکس از حال من آگه نیست و در آن روز که در خانه ام سلمه بملازمت پیغامبر صلی الله علیه وسلم
بودم این عزیز که سرش بخواری پیش تو است کودک بود از در حجره در آمد و حضرت رسول
صلی الله علیه وسلم بغل کشاده و او را در کنار گرفته بوسه بر لب و دندان او میداد و میگفت از رحمت
خدا دور باد آنکس که ترا بناحق بکشد روز دیگر در مسجد پیغامبر صلی الله علیه وسلم بودم این جوان با برادرش
که از وی بزرگتر بود بیامدند و گفتند یا جداه ما با یکدیگر کشتی گرفتیم هیچ یکی دیگر را نتوانستیم افکندن
و میخواهیم که بدانیم که قوت کدام ما زیادت است آن حضرت صلی الله علیه وسلم فرمود که جانان جد کشتی
گرفتن مناسبتی با حال شما ندارد بروید و هر یک خطی بنویسید خط هر کدام بهتر باشد او زیاده تر بود
ایشان برفتند و هر یک خطی نوشته بیاوردند بدست پیغامبر صلی الله علیه وسلم دادند [illegible]
و گفت جانان جد نزد پدر خود برید که او خط نیکو می شناسد تا بگوید [illegible]
برفتند و حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم برخاست و [illegible] سلمان [illegible]
بود وی را پرسیدم که چرا حضرت پیغامبر صلی الله علیه وسلم میان [illegible] که خط کدام
نیکوتر است سلمان فرمود که آن حضرت صلی الله علیه وسلم [illegible] فرمود که
اگر گوید خط حسن رضی بهتر است دل حسین ملول شود و اگر گوید خط حسین [illegible] بر دل حسن

نشنیدند ای حبیب من این مهم را حواله به پدر ایشان کردم گفتم ای سلمان بحرمت یاری و برادری
و حق دوستی در اسلام که تحقیق کن که پدر میان ایشان چگونه حکم فرمود سلمان قبول کرد و از همه
بعد گذشتن ... از کمر کربلا تا وقت واقعه شد ای سلمان مهمی که دیروز بر تو گفتم کجا رسید گفت ای برادر
ایشان نزد پدر ... رفته بودند بهمان نوع که بر ضمیر منیر حضرت پیغامبر صلی الله علیه وسلم گذشته بود
بر خاطر عاطر او نیز گذشته حواله بمادر ایشان فرموده و گفته بنزد بتول عذرا رض روید تا او چه گوید همین که
بیش فاطمه رض رفته اند و بعرض رسانیده که جد ما فرمود که بروید و خط بنویسید هر که خط او بهتر قوت او
بیشتر باشد نوشته بخدمت جد بریم ما را حواله به پدر کرد همین که نزد پدر رفتیم ما را بملازمت تو فرستاد
و اکنون بیا و در خطهای ما نگر براستی حکم کن فاطمه رض با خود اندیشه کرده که جد بزرگوار و پدر نامدار ایشان
نخواسته اند که دل هیچکدام ملول شود من چگونه کنم پس گفته که شما میدانید که من خطی نمیدانم فاما
در عقد خویشتن هفت دانه مروارید دارم بر سر شما نثار کنم هر کدام که بیشتر چیند خط وی بهتر و قوت او
کاملتر باشد پس آن گوهرها را بر ایشان فشانده حسن رض سه گوهر بر چیده و حسین رض سه گوهر بدست
آورده فی الحال از حضرت عزت بجبرئیل امین فرمان رسید که زود بر زمین رو و به پر و بال
یا فرود ... یکدانه گوهر را بدو نیم کن تا هر یک نیمه بر چینند و دل هیچکدام اندوهگین نگردد جبرئیل بفرمان
ملک جلیل آن یکدانه گوهر را بدو نیم کرده و هر یک از شاهزادگان سه گوهر و نیم بر چیده اند ای یزید از این سخن
فهم نمیشود که مصطفی صلی الله علیه وسلم و مرتضی و زهرا غبار غم بر دل ایشان روا نمیداشته اند و حضرت
خدا تعالی نخواسته که هیچکدام ملول شود من در روم خبر شنیده ام که کسان تو یک برادر را زهر داده اند و
شنیده ام ... چنانکه هفتاد و دو پاره جگر از وی برآمده و می بینم که سر این دیگر با هفتاد و دو
در ... نهاده اند وای بر حال تو و متابعان تو **نظم** ای ناکسان به نسبت فرزند مصطفی + باشد بهیچ وجه
روا کین ... کنید + بر حلق تشنه شه دین تیغ کین نهید + بر خاک و خون نهاده رخ نازنین کنید +
چون ... این سخن بپایان رسید غریو از حاضران مجلس بر آمد یزید تیز گردید و گفت ای عبد الشمس ملک را
بر من ... می شورانی و رعیت را بآشوب می آری اگر نه آنستی که تو رسول قیصری و الا فی الحال ترا
بسیاست ... عبد الشمس گفت ای بی شرم نا انصاف حرمت رسول قیصر میداری و حرمت
رسول خدا ... نگاه نمیداری یزید بانگ بر ملازمان زد که این مرد را از مجلس من بیرون برید مردمان
و ... بیرون ... و روز بآخر رسیده بود فرمود که بعضی از زنان را بیارید تا سخن گوییم ام کلثوم و زینب
زین العابدین ... آمدند زینب رض را که چشم بر سر برادر افتاد فریاد بر داشت که وا جداه وا محمداه

پس روی به یزید کرد که هیچ میدانی که چه میکنی زنان خود را در پس پرده نشانده و دختران رسول الله را صلی الله علیه وسلم در پیش خلق بداشته ندانم که در وقت باز خواست از عهده این چگونه بیرون آئی یزید از این سخن بر خود بلرزید و پرسید که این چه کس است گفتند خواهر حسین است دختر فاطمه زهرا ناگاه ام کلثوم بر پای خاست و گفت اجازت ده تا سر برادر را بردارم و دیدار باز پسین به بینم و دستوری یافت برجست و سر امام حسین برگرفت و لب خود را بر لب وی نهاد و بیهوش شد پس سر برآورد و گفت ای یزید امید میدارم که در دین و دنیا راحت نه بینی چنانچه ما را در رنج افگندی یزید گفت این زن دراز زبان هم خواهر حسین است گفتند آری این ام کلثوم است گفت ای ام کلثوم چون دیدی که خدا علی شما را بدروغ کرد و آنچه بر ما فکر کرده بود دیده بر شما واقع شد ام کلثوم فرمود که خدا منافقان را دروغگوی خوانده که ان المنافقین لکاذبون و بر ایشان لعنت کرده و وعدهٔ عذاب فرموده که ولیعذب المنافقین والمنافقات و بحمد الله که اهل بیت پیغامبر صلی الله علیه وسلم از کذب و نفاق مبرا و معرا اند یزید از وی روی بگردانیده توجه بزین العابدین کرد و گفت این کودک کیست گفتند علی بن الحسین گفت من شنیدم که علی بن الحسین کشته شد گفتند ویرا سه پسر بود علی اکبر و علی اصغر کشته شدند و این علی اوسط بیمار بود و او را گرفته آوردیم یزید گفت ای صبی تو میدانی که پدر تو خواست که بر منبرها خطبه بنام او کنند و مسند خلافت مقام او بود شکر خدای را که بمقصود نرسید زین العابدین گفت ای یزید این منبرها پدران ما نهاده اند یا پدران تو خلافت از پدران ما زیباتر بود که در راه دین جهاد می کردند یا از پدران تو که بدرگاه الهی شریک می آوردند اما میان ما و تو در قیامت پرسیده خواهد شد وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون قطعه

روزی که اندرو جگر از هول خون بود ✽ حکام را لوای عمل سرنگون بود ✽ ای از برای دنیی دون داده دین بباد ✽ اندیشه کن که حال تو آن روز چون بود ✽ یزید از این سخنان در غضب شد و سرهنگی را گفت این را بیرون بر و سرش باز کن و پیش من آر سرهنگ دست علی را گرفت ام کلثوم برجست و بر دو دست در روی زد و گفت ای پسر زاده هند والله هیچکس نمانده است که دختران محمد را صلی الله علیه وسلم محرم باشد الا این کودک پس این بیت کرد شعر

انا دیک یا جداه یا خیر مرسل ✽ حسینک مقتول و نسلک ضائع ✽

چون یزید این بیت استماع کرد لرزه بر اعضای وی افتاد بفرمود تا دست از وی بداشتند نزدیک خودش خواند و در پهلوی پیش بنشاند گفت یا علی پدر من در سن بتو نزدیک است تو ای

کہ با وے [illegible] زین گفت کار کشتی سهل ست هر یکے را کار روے ده تا نظر کنیم
محاربہ کنیم [illegible] شد و تو تماشا کنی راوی گوید که درین محل نقاره شام
فرو کوفتند [illegible] این نوبت پدر من ست نوبت پدر تو کجاست امام
زین العابدین [illegible] با جواب تو باز دهم ناگاه آواز نقاره فرو نشست و مؤذن
آغاز بانگ نماز کرد امام زین العابدین گفت ای پسر یزید اینک نوبت جد و پدر من ست که
می نوازند تو نوبت [illegible] مقرر شد که درین سراے فانی ع هر کسے پنج روزه نوبت اوست
اما نوبت دولت ما تا قیام قیامت باقی ست در دار الضرب امامت سکه سعادت بنام ما خواهند زد
و بر منابر حرمت و کرامت خطبه فضیلت بنام ما خواهند خواند **بیت** تا دور روزگار بود دور دور ماست
تا نام کائنات بود نام نام ماست پس یزید خاموش شد حاضران از فصاحت شاهزاده
زین العابدین متعجب ماندند و میان یزید و امام زین العابدین مباحثات بسیار واقع شد
چنانچه ذکر آن بطول می انجامد القصه سخن بجائے رسیده که علی بن الحسین گفت اے یزید
جبرئیل در خانه شما فرود آمد یا در خانه ما آیت تطهیر در حق ما نازل شده یا در حق شما لزوم مودت
ذوالقربی در بارهٔ ماست یا در بارهٔ شما همچنین میگفت تا رعشه بر یزید افتاد و هیبتی ازین
سخنان بروے طاری شد گفت یا ابن الحسین هر حاجتے بخواه تا روا کنم گفت قاتل پدرم
بمن ده تا بکشم یزید سرداران کوفه را طلبید گفت که حسین را که کشت گفتند خولی بن یزید
یزید [illegible] او را حاضر کردند پرسید که حسین را تو کشتی چون خولے سیاست یا بشیر بن مالک را
دیده بود [illegible] پرسید گفت حاشا مرا با کشتن چه کار گفت پس که کشت گفت سنان بن انس او را
آواز دادند و پرسید که تو کشتی حسین را گفت لعنت بر قاتل حسین باد یزید تند شد پس گفت
او را که کشته است گفتند شمر ذی الجوشن کس فرستاد و شمر را آوردند پرسید که حسین را تو کشتی
گفت [illegible] یزید گفت [illegible] اندیشه تک او را تو کشته گفت اینان دروغ می گویند
[illegible] پرسید [illegible] را که کشته است شمر گفت من راست بگویم که حسین را که
کشته [illegible] المال بکشاد و لشکر را اسپ و سلاح و نفقه و خلعت داد
گفت [illegible] یزید را انفعال عظیم دست داد گفت برخیزید لعنت خداے
بر همه شما [illegible] امام زین العابدین کرد که حاجت دیگر طلب کن گفت سر پدرم را بمن ده
[illegible] گفت این حاجت تو روا است حاجت دیگر بخواه

گفت مرا با اہل بیت من اجازت فرمای تا بمدینہ روم و بر سر روضہ جد بزرگوار خود صلوات اللہ و سلامہ علیہ بطاعت و عبادت مشغول شوم گفت این مراد ہم حاصل ہست آرزوی دیگر در خواہ گفت فردا روز آدینہ است مرا اجازت فرما تا بر منبر روم و خطبہ بخوانم یزید گفت این آرزویت نیز برآرم و خطابت فردا با تو گذاشتم اما چون روز دیگر شد یزید از وعدہ خطابت امام زین العابدین پشیمان شد و خطیبی فصیح شامی را مقرر کرد کہ خطبہ بخواند و منادی کردند کہ ہمہ کس بمسجد جامع حاضر آیند چون مردم بنماز آدینہ حاضر شدند و خطیب بر منبر رفتہ بستایش آل سفیان زبان بگشود و در مذمت آل ابی طالب مبالغہ بسیار نمود و بطلان حسین را بیان کرد و احقیت و اولویت یزید را عیان گردانید زین العابدین رضی بی طاقت شد خود را نگاہ نتوانست داشت آواز داد کہ یا شامی بئس خطیب القوم انت ای مرد شامی بد خطیبی تو مرا این قوم را رضای مخلوق را بر سخط خالق اختیار نمودہ و دین را بدنیا دون بدل کردہ **مثنوی**

پیروی نفس و ہوای کنی ٭ راہ حق این نیست خطا میکنی ٭
در حق اخیار نگوئی سخن ٭ مدحت اشرار دامی کنی ٭
آل عبا از ہمہ فاضلتر اند ٭ ذم چنین قوم چرا میکنی ٭

پس روی بہ یزید کرد کہ بوعدہ کہ مرا دادہ وفا کن و دام عہدی کہ گستہ از ذمہ خود ادا کن و اجازت دہ کہ بر منبر روم و چنان خطبہ کہ رضای خدا و رسول بدان بازبستہ باشد بخوانم و کلماتی کہ مستمعان مست معانی او گشتہ مثاب و ماجور شوند ادا کنم یزید گفت بر منبر رفتن حاجتی نیست ہم اینجا بر پای ایستادہ سخنی کہ خواہی بگوی اہل دمشق بفغان آمدند و اشراف شام بر پای خاستند و درخواست نمودند کہ میخواہیم کہ الفاظ و عبارات اہل حجاز بشنویم و ببینیم کہ فصاحت و بلاغت حجازیان تا چہ مرتبہ است یزید گفت کہ ای اہل شام این پسر از بنی ہاشم ست و ایشان افصح عرب اند مبادا کہ چون بر منبر رود آل ابو سفیان را فضیحت سازد و بنی امیہ را سخنان ناسزا گوید اکابر گفتند او خرد سال ست چہ تواند گفت ما را ہوس ست کہ از جد خود سخنی نقل کند کہ در آن ما را موعظہ و تذکری بود یزید التماس بزرگان را رد نتوانست اجازت داد شاہزادہ ببالای منبر برآمد و خطبہ مشتمل بر حمد الٰہی و نعت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ادا فرمود بروجہی کہ سہام اوہام فصحای شیرین زبان بہدف تعریف آن نرسد و خیال بلغای رنگین بیان باسرار توصیف آن راہ نیابد بدائع الفاظ دلکشای آن چون ودائع مسائل اہل دین بر غوامض بلاغت محتوی و حقائق معانی جان فزایش مانند دقائق دلائل ارباب یقین بر لطائف براعت و فصاحت مشتمل و منطوی **نظم** لوامع کلماتش چون مہر عالم گیر

[margin: ...خطبہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ]

نظر ... چراغ ... نور افزای ... بدین لطافت و خوبی ... گردد ... یزید و داد و صاحب
خواجه ... بعد از حمد و صلوات خطبه فرمود که همه دلها ... از ... سینها از
... آن ... شعله ... یدن حرف ... سوزد
پس از آنکه ... بی آرام ... شام سر گردان شدند
و سر کرد ... انا ابن الرسول ... انا ابن المصطفی ... منم پسر صاحب معراج
رهنمای ... منم فرزند راکب البراق ... منم پسر ... سفر
سبحان الذی اسری ... منم پسر خطیب فاوحی
الی عبده ما اوحی ... منم پسر خواجه عرب بطحا و صدر
... منم پسر ... آنکه یعنی محمد رسول الله صلوات الله وسلامه علیه منم پسر
... کاه لافتی منم مفتاح خزانه انا مدینة العلم و علی بابها
منم پسر ... عجائب مظهر غرائب یعنی علی بن ابی طالب رضی الله عنه
هرگاه که گفتی انا ابن ... از خلق برآمدی بعد از تعریف جدین فرمود که منم پسر دختر خیر المرسلین
سیدة نساء العالمین منم پسر گوهر درج فاطمة بضعة منی و اختر برج من اذاها فقد اذانی
منم پسر مادر سادات و شفیع عرصه عرصات بتول عذرا یعنی فاطمه زهرا منم فرزند سبط رسول و قرة العین
بتول امام مسموم ممتحن یعنی امیر المومنین حسن منم فرزند شهید مظلوم و غریب مهموم نور دیده مصطفی
سرور سینه مرتضی مبتلای میدان کرب و بلا یعنی حسین شهید کربلا درین محل خروش و فغان
برخاست و از آواز گریستن مردم غریو در شهر دمشق افتاد یزید ازین غلغله بترسید از بیم غوغای
تمام ... یزید موذن را اشارت کرد تا بانگ نماز گوید و سخن امام زین العابدین منقطع گرداند
موذن برخاست و گفت الله اکبر امام زین العابدین فرمود که نعم لاشی اکبر من الله موذن گفت
اشهد ان لا اله الا الله امام گفت نعم شهد بها لحمی و شعری و ... و بشری
موذن گفت اشهد ان محمدا رسول الله زین العابدین عمامه از سر ... فرو
انگند و گیسوهای مشکین پریشان کرده گفت ای موذن بحق این محمد صلی الله علیه وسلم
بر تو سوگند که یک زمان توقف کن موذن خاموش کرد شاهزاده روی به یزید آورد که ای یزید
این رسول کریم جد تو بود یا جد من اگر گویی جد تو بوده دروغ گویی و همه عالم دانند که دروغ
گفتی و اگر گویی که جد من بوده که علی بن الحسین منم پس ترا چه چیز بران داشت که پدرم را که بهترین ت

این حضرت بود و بفرمودی تا شهید کردند و مخدرات سرادقات عصمت و طهارت را چون اسیران بابرده بلده
گردانیدے و مرا یتیم ساختے و رخنه در دین جدم انداختی و با این همه کلمات شهادت میگوئی و درود
بقبله مے آرے و شرم نمیدارے پس دست کرد و گریبان جامه بدرید و گفت [illegible]
از شما که جد او پیغامبر بوده باشد غیر از من فریاد از مردم برآمد و گریستن بر اهل دمشق افتاد و بعضی بیهوش
شدند و قیامتی در مسجد جامع پدید آمد یزید بر پاے برخاست و بانگ بر موذن زد که اقامت بگوی
پس اقامت گفته شد و نماز گذاردند و مردم در غلغله آمدند و دبدبه در عوام افتاد یزید تدبیری کرد
که مردم را باصلاح آرد و مجمعی ساخته همه اکابر شام را طلبید و بفرمود تا شمر و امرای کوفه را حاضر کردند
و سخنان درشت بروے ایشان گفته بر ایشان نفرین کرد و گفت من از اطاعت شما بدون قتل
امام حسین راضی بودم و اگر نه او را زنده مے آوردید من حق خدمت او بجا مے آوردم لعنت الله بر
مرجانه باد که بچنین امرے اقدام نمود و مرا در عراق و شام بدنام کرد در تاریخ العالم آورده که یزید
این سخنان بجهت آن بر زبان میراند که مردم بر قتله امام حسین و اصحاب او نفرین میکردند و یزید را
توبیخ و سرزنش مینمودند چه این کار نه آسان کاریست و این نه عمل سهل که دارای نظم نه بازیچه است
تاج سر بریدن شهریارے را ✽ که بودی حضرت روح الامین گهواره جنبانش ✽ نه سهل است از عطش
پژمرده کردن نوبهاری را ✽ که از باغ رسالت رشته شد سرو خرامانش ✽ نه آسانست کردن بر سر نیزه سر
شاهی ✽ که دادے بوسه سلطان رسل بر روی رخشانش ✽ بوقت قتلش از هر ذره آواز مے آمد ✽
که نفرین خدا یعنی بر شمر و بر انصار و بر اعوانش ✽ در کنز العباد آورده که یزید اهل بیت را در درون کوشک
خود جای مقرر ساخته بود و امام حسین دختری داشت چهار ساله و بسیار او را دوست داشتی و او نیز پدر را
بغایت دوست میداشت و تا پدرش شهید شده بود دائم مے پرسید که این ابی کجاست پدر من
مے گفتند بجائی رفته است و او را بانواع تسلی میدادند و او را بدیدار پدر اشتیاق عظیم بود در این وقت
که در کوشک یزید بودند شبی این دختر پدر را در خواب دید که او را در کنار گرفته از غایت شادی [illegible]
و پدر را ندید مشوش زیاده گشت و آغاز اضطراب کرده فغان در گرفت حال
مے دیدم که در کنار پدر نشسته ام چون چشم باز کردم او را نمی بینم مرا بگوئید که پدرم کجاست که مرا این
طاقت فراق نمانده و هر چند مے گفتند ای دختر صبر کن و شکیبائی پیشه گیر جواب میداد که **بیت**
یعلم الله مرا تاب شکیبائی نیست ✽ طاقت روز فراق و شب تنهائی نیست ✽ یا پدرم را پیش من آرید
یا مرا پیش پدر فرستید چون اهل بیت این سخن بشنیدند بیکبار فریاد از نهاد ایشان برآمد و خروش

درگرفتند یزید از غوغای ایشان از خواب درآمد و کس فرستاد تا خبر گیرد که اهل بیت را چه واقع شد ایشان
صورت واقع باز گفتند و خبر به یزید رسید که دختر امام حسین رضی پدر را در خواب دیده برای دیدار پدر
بیطاقتی می‌کند یزید گفت بروید سر پدرش بدو نمایید شاید تسلی یابد یزید آن سر را
در خانهٔ خاص خود نگاه میداشت خادمان یزید آن سر را بر طبق سیمین نهاده دستمالی از [illegible]
بران افگنده نزد اهل بیت آوردند و گفتند یزید می‌گوید که سر پدر را بدو نمایید شاید
او را تسلی پدید آید اما چون طبق را پیش وی نهادند پرسید که این چه چیزست گفتند آنچه می‌طلبی
اینست همین که سندیل برگرفت سری دید بران طبق نهاده آن سر را برداشت و نیک در وی
نگریست سر پدر خود را دید آهی از سینه برکشید و روی در روی پدر مالید و لب خود بر لب وی
نهاده فی الحال جان بداد دیگر باره اهل بیت را تعزیت امام حسین رضی تازه شد و مصیبت شهدا تجدید
پذیرفت **غزل** ای اجل باز این چه غوغا در جهان انداختی * بار دیگر ماتمی در خاندان انداختی *
ابر اندوهی برآوردی ز دریای بلا * برق حسرت در زمین و در زمان انداختی * شور
در روزگار انس و جان کردی پدید * آتشی در خرمن پیر و جوان انداختی * یزید چون ازین حال
خبر یافت ایشان را تعزیت رسانید و ام کلثوم رضی اجازت طلبید که در خارج کوشک منزلی برد و
تعزیت اهل بیت بدارد و اجازت یافته بمنزلی که جهت ماتم مقرر کرده بودند تشریف فرمود و
زنان اکابر بتعزیت وی حاضر گشتند و مرثیه که در احوال زاری اهل بیت و خواری شهدا گفته بود
میخواندند و خاتونان عرب آب از دیده می‌باریدند و از غم اهل بیت می‌زاریدند و یک بیت از قصیدهٔ
ام کلثوم رضی اینست **شعر** ماتت رجال و افنی الموت سادتی * وزادنی حسرة من بعدهم عالی *
غزل فریاد که بی مونس و غمخوار بماندیم * رفتند عزیزان و ز غم خوار بماندیم * آزاد شدند از غم
این درگه و ما * در مهلکهٔ فتنه گرفتار بماندیم * افگار شد از غم دل ایشان و برفتند * ما ناله کنان
با دل افگار بماندیم * در خاک بخفتند و رخ از ما بنهفتند * افسوس که در حسرت دیدار بماندیم *
[illegible] نفسی بود طبیب همه دلها * بگذشت همه با دل افگار بماندیم * و در روایت ابو المؤید چنانست
که یزید اسباب سفر اهل بیت ساخته همه را جامه بداد و زاد راه چنانچه لائق باشد تعیین نمود و نعمان
بن بشیر را سفر کرد تا با سی سوار محمل در ملازمت ایشان باشد و در محافظت ایشان مبالغه
نماید [illegible] بجانب مدینه روان ساخت و امام زین العابدین رضی سر پدر بزرگوار با سرهای دیگر شهدا گرفته
[illegible] بیستم ماه صفر سر آن سرور ببدن اطهر انضمام یافت و سرهای شهدای دیگر با بدان ایشان

پیوسته دران راه نعمان بن بشیر در ملازمت اهل بیت هیچ دقیقه فرو نگذاشت و قواعد تعظیم
واحترام ایشان کما ینبغی مرعی داشت نزول و ارتحال اهل بیت بر موجب دلخواه ایشان بود هرجا
نزول فرمودندی و هرگاه اراده کردندی رحلت نمودندی و در وقت فرود آمدن سواران
اهل بیت ملازمان نعمان دور شدندی تا ایشان را حجاب نبودی و نهایت ادب ایشان نگاه داشته
است که چون قریب بمدینه رسیدند ام کلثوم با زینب گفت ای خواهر این مرد را حق نعمان بر ما واجب شد
و ما هیچ چیز نداریم که بوی دهیم زینب فرمود که صدقت راست گفتی مالنا شئ نیست ما را چیزی
الا حلینا مگر آنکه زیورها و پیرایهای که ما راهست بدو فرستیم پس آن پیرایها از دست و گوش
و گردن و انگشتان بیرون آورده بدو فرستادند و عذرخواهی نمودند که این بعضی از جزای
خدمت تست در دنیا و باقی پاداش حسن مصاحبت تو در قیامت بتو خواهیم رسانید پس نعمان
مطلقا چیزی ازان قبول نکرد و همه را پیش ایشان فرستاده پیغام داد که اگرچه همراهی ما با شما
بفرمان یزید بود اما رعایت حرمت شما بغرضی از اغراض دنیائی واقع نشد بلکه برای خشنودی
جد بزرگوار شما کردم و بحمد الله که خدمت من قبول اهل بیت نبی صلی الله علیه وسلم افتاد و من شکر
این نعمت چگونه توانم کردن و سپاس داری این موهبت که نامزد من شده چه نوع بجا توانم آورد
بیت للّه الحمد که از یاوری بخت بلند * بچنین منصب شایسته شدم دولتمند * اهل بیت او را
دعای خیر کردند و ایشان را بمدینه رسانیده بازگشت آثار اوی گوید که چون اهل مدینه خبر آمدن
اهل بیت شنودند فغان از ایشان برآمد و اولاد مهاجر و انصار از صغار و کبار حتی زنان کودکان
ایشان قرین ناله و زاری و رفیق گریه و سوگواری با هزار اضطراب و بیقراری باستقبال ایشان
بیرون آمدند و چون امام زین العابدین را با دختران امام حسین و خواهران شاهزاده کونین
بدیدند بدرد دل و سوز جگر در خاک غلطیدند و با دیده گریان و سینه سوزان مضمون این کلام
بسمع اهل بیت رسانیدند **مثنوی** عالمی را جان درین ماتم پریشان گشته است * خانه
ازین اندوه ویران گشته است * آفتابی از مدینه رفته سوی کربلا * [illegible] غالب
پنهان گشته است * چشمها همچو خشخش رخون دل گشته است غرق * حال ما مانند گیسویش پریشان
گشته است * در زهرة الریاض آورده که پنج نوبت در مدینه حضرت رسالت جزعی و فزعی افتاده که
مردم گمان برده اند که قیامت قائم شده اول آن روز که حضرت رسول صلی الله علیه وسلم در حرب احد بود
که شیطان ندا داد که الا ان محمدا قد قتل خروش و فغان از زن و مرد برآمد چنانچه محرمان حجرات رسالت

صلی الله علیه وسلم و بنات هاشم و بتول عذرا رض بی اختیار بجانب احد روان شدند و شمه
ازین حکایت سابق ذکر یافته و دوم روزی که حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم ازین حجره فانی
[illegible] بسرای جاودانی شد هیچکس نبود از اهل مدینه الا که در غم و غصه و الم و ماتم بود سوم وقتیکه
خبر شهادت [illegible] رض از کوفه باسماع اهل مدینه رسید فغان برکشیدند و گویا ماتم پیغامبر
صلی الله علیه وسلم تازه شد چهارم زمانی که امام حسین رض عزیمت مکه کرده بود و داعیه کوفه داشت
و خواهران و دختران را می برد و اهل مدینه را وداع میکردند پنجم در محلی که اهل بیت از شام در رسیدند
و اهل مدینه استقبال نموده تعزیت در گرفتند اما اهل بیت که بمدینه رسیدند از گرد راه بروضه مصطفی
صلی الله علیه وسلم رفته باواز سوزناک از جگر چاک چاک نعره برکشیدند که واجداه وا محمداه
وا مصیبتاه وا سنداه یتیمان خاندان توئیم غریبان و دودمان توئیم سوزان و گریان از غم
شهیدان توئیم محنت کشیدگان بادیه هجران توئیم مظلومان صحرای درد و بلائیم مهجوران بیابان
رنج و عنائیم [illegible] کوفیان بیوفائیم آزرده خنجر ستم شامیان بی شرم و حیائیم تشنه لبان
[illegible] فراتیم [illegible] عقبات عقوباتیم سلام فرزند دلبند تو آورده ایم و از شرارت اشرار
[illegible] تو آورده ایم مثنوی یا رسول الله برار از روضه سر تا بنگری ❊
اهل بیت خویشتن را زار و بیمار و حزین ❊ در بلای دشمنان دین گرفتار آمده ❊ کس مباد در جهان
هرگز گرفتار اینچنین ❊ اهل بیت اینجا گریان و نالان که ناگاه ام سلمه رضی الله عنها از حجره طاهره خود
بیرون آمد غریوان و نالان شیشه خاک کربلا که خون شده بود در دست گرفته و دختر امام حسین را
که بیمار بود در دست دیگر گرفته چون اهل بیت مادر مومنان را دیدند و آن خاک خون شده را
مشاهده کردند [illegible] ایشان متضاعف و مترادف شد دختران امام حسین و خواهرانش
[illegible] شاهزاده را پرسش بسیار کردند بیان این تعزیت که بر سر روضه
حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم واقع شد از سرحد تقریر متجاوز است اقاصی و ادانی مدینه در آن
ماتم [illegible] مصیبت در اندوه عظیم بیت مطلقا در جهان کون و فساد ❊ کس
چنین [illegible] ❊ ام سلمه اهل بیت را تسلی بسیار داد و کسانی را از غم امام حسین میگریستند
وعده ثواب بسیار فرمود و گریه برای امام حسین ثواب بی غایت دارد چنانچه قبل ازین گذشت
که گریستن و گریانیدن موجب دخول بهشت است در عیون الرضا مذکورست که پسر دعبل خزاعی
روایت کرد که پدرم [illegible] وفات حاضر آمد زبانش بسته شد و رویش سیاه گشت من از نیز واقعه

بترسیدم و این صورت را از مردم بپوشیدم و گفتم تا او را پنهان کنند

و من از جہت وے بسیار ملول و محزون بودم شبانہ ویرا در خواب دیدم کہ با روے سیاہ

و جامۂ سفید نیکو پوشیدہ گفتم ای پدر حق سبحانہ و تعالے با تو چہ کرد گفت مرا بیامرزید

گفتم بوقت مرگ علامات عجب بر تو پدید آمد گفت آرے سیاہی روی و گرفتگی زبان من از آن بود

کہ خمر میخوردم و چون مردم مرا بقبر اندر آوردند ہمچنان با روے سیاہ و زبان گنگ بودم ناگاہ

دیدم کہ رسول خداے صلے اللہ علیہ وسلم بیامد و گفت و عیل تو ای گفتم آرے یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم گفت بخوان آن مرثیہ کہ در حق شہیدان اہل بیت من گفتہ بر خواندم شعر

لا اضحک اللہ سن الدہر ان ضحکت ✤ و آل محمد مظلومون قد قہروا ✤ تا آخر ابیات

مے خواندم و حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سخت گریست چون شعر تمام کردم فرمود کہ نیکو گفتہ

و مرا شفاعت کرد تا بہ بخشیدند و این جامہ رسول خداست کہ در بر دارم و ازین خبر معلوم میشود کہ گریہ

بر حسین مظلوم موجب اجر جمیل و جزاے جزیل ست **مثنوی** دیدہ گز بہر شہید کربلا شد اشکبار ✤

یابد از نور سعادت روشنی روز شمار ✤ از عقیق تشنہ شاہ شہیدان یاد کن ✤ گوہر اشکی ز بحر دیدۂ

خونین بر آر ✤ ہر کہ او امروز گریان ست از بہر حسین ✤ بالب خندان بود فردا بصد راقتدار ✤

فصل دوم در عقوبت قاتلان امام حسین رضے اللہ عنہ

قبل ازین حدیثی در عقوبت قاتلان شاہزادہ از صحیفہ رضویہ نقل افتادہ کہ کشندۂ امام حسینؑ

در تابوتی ست از آتش و دست و پای او بسلاسل آتش مقید و عقوبات او فزون از حد و عد

باشد و ہم در صحیفہ شریفہ باسناد عالی حضرت رضویہ مذکور ست کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ

علیہ وسلم فرمود کہ موسے بن عمران بعد از وفات ہارون علیہما السلام دست دعا بدرگاہ کبریا

برداشت کہ الٰہی برادرم ہارون شربت فوات چشید و رخت از زندان فنا ببوستان بقا کشید

مرا و را بیامرز حق سبحانہ بدو وحے فرستاد کہ اگر از من آمرزش اولین و آخرین مطلبی دعای ترا

اجابت کنم و ہمہ را بیامرزم مگر قاتل حسین بن علے را کہ من بخود انتقام حسین از او کشم

بیت کسے کو آنچنان خونے بریزد ✤ چنان افتد کہ ہرگز بر نخیزد ✤ و در بعضی اخبار آوردہ

کہ مہتر و بزرگتر ہمہ ماران دوزخ ماریست کہ او را شدید گویند ہر روز ہفتاد بار می لرزد و از زہر میریزد

حق سبحانہ میفرماید کہ ای شدید چہ میخواہی میگوید الٰہی عقوبت قاتلان حسین را بمن حوالہ کن

تا زہرہاے خود بر ایشان ریزم و حق تعالے با او میگوید کہ ساکن شو کہ عقاب ایشان ج الہ ست

همه را به تیغ خواهند گذرانید و در آن عقوبت منتهای کلی خواهند کشید این خود عقوبات
آخرت ایشان است که پایان ندارد و در دنیا نیز همه محاربان کوفه و شام که در آن معرکه حاضر بوده
اند و از قتل امام حسین شاد شده هر یک به بلای بزرگ و عنای عظیم مبتلا شده اند در کنز الغرائب
از امام سدی نقل کرده که فرمود که یکی از خوارج نزد ما بود و ما از قتله امام حسین سخن میگفتیم شخصی
از اهل مجلس گفت هیچکس شاد نگشت بکشتن امام حسین الا آنکه در بدترین حالی بمرد آن خارجی
گفت دروغ میگوید یا اهل العراق من شاد گشتم بقتل وی و مرا هیچ مکروهی نرسیده است
و هنوز در مجمع ما بود که شراره از چراغ بجست و بقدرت الهی در ریش وی افتاد و آغاز سوختن کرد
آن کس بر خاست و بسوی آب دوید و خود را در جوی افگند بهیچ وجه آن آتش فرو ننشست
و در درون آب گوشت و پوست او میسوخت تا در میان آتش و آب بمرد و سر اغرقوا فادخلوا نارا
آنجا بدید که اولوا الابصار جلوه کرد **فرد** آب ناداده شهیدان را چو آتش در زدی [illegible] باید
یکی بیان آب و آتش سوختن [illegible] حسن بصری نقل فرموده که مردی پیش ما می آمد که مرا
مسائل مرغوبه تعلیم میداد و ما را از صحبت او نفرتی عظیم بود زیرا که در وقت تکلم از وی نتنی می آمد که هیچ
شامه طاقت آن نمی آورد و ما را شرم می آمد که سبب آن نتن از وی باز پرسیم آخر در روزی
از آن حال سوال کردیم بغایت خجل و منفعل شد و گفت من از حال خود شما را خبر دهم [illegible]
که من با آن طایفه بودم که بر لب فرات نگهبانی میکردند تا لشکر امام حسین آب بر ندارند و هر که می آمد
ما او را از آب منع می کردیم بعد از واقعه کربلا شبی در خواب دیدم که قیامت قائم شده و من از تشنگی عظیم
گرفتارم و از هر سو آب میطلبم و هیچ نمی یابم ناگاه دیدم که حضرت مصطفی صلی الله علیه وسلم و علی و فاطمه و حسن
و حسین و بعضی از اکابر صحابه بر لب آب حوضی نشسته اند و برخی دیگر از اصحاب بر پا ایستاده و جمعی
سقایان مردم را آب میدهند من پیش حضرت رسول صلی الله علیه وسلم آمدم و آب طلبیدم حضرت
[illegible] هیچکس آب بمن نداد تا بسیار استغاثه کردم و هیچکس بفریاد من نرسید
آب [illegible] که فریاد زدم حضرت رسالت صلی الله علیه وسلم فرمود که چرا آتش
[illegible] سر از آنجاست که بر کنار فرات نشسته بود و تشنگان لشکر
امام حسین [illegible] صلی الله علیه وسلم فرمود اسقوه قطرانا او را فرمود که از قطران بیاشامید
چون [illegible] این نتن با خود یافتم و هر چه میخورم قطران میشود و در [illegible]
[illegible] حسن بصری فرمود که دیگر نزد ما میا و آزار خاطر ما روا مدار

واورا عذر خواستند واندک زمانی را بخوار بے تمام بمرد **بیت** اعدای ترا دید خداوند * مرگی که از آن بتر نباشد * ابو المفاخر آورده که مردی را در طواف خانه کعبه دیدند نقاب فرو گذاشته می گفت خدایا مرا بیامرز و دانم که نیامرزی سادات و مشائخ حرم گفتند ای عزیز نومیدی از رحمت خدا کفر ست و هرچند کسی را گناه بسیار و جنایت بیشمار بود چون بدرگاه حق رجوع نماید و بتوبه و انابت و زاری و ندامت پیش آید امید آمرزش هست **بیت** اگرچه جرم بیش از بیش داریم * بالطاف خدا امید داریم * تو چرا اظهار ناامیدی میکنی و از نا آمرزیدن حق خبر میدهی آن مرد گفت بیائید و قصه مرا بشنوید تا بدانید که نومیدی من از چیست گفتند بگو تا بشنویم و هر یک حصه عبرت از قصه تو برداریم گفت من دران لشکر بودم که با امام حسین جنگ می کردند و بعد از شهادت رفیق آن خیل شدم که سر مبارک شاهزاده بشام می بردند و ما پنجاه کس بودیم که نگهبانی آن سر میکردیم آن مدابیر تیره ضمیر هرجا فرو می آمدند سر مبارک را در میان مے نهادند و گرد بر گرد آن حلقه زده خمر مے خوردند و من از دور در ایشان می نگریستم ناگاه بر احوال شقاوت مآل خود میگریستم شبے از شبها بر همان عادت خود بعد از شرب خمر مست شدند و بخفتند و من در خواب نشده ناگاه آواز ناله و زاری شنیدم و کسی را نمی دیدم در اثنای این حال بالا نگریستم چنان بنظر من آمد که در آسمان گشادند و معاینه دیدم که خیمه از نور فرود آمده و در برابر سر امام حسین در هوا بایستاد و دو سه تن بارو بهای روحانی و با لباسهای نورانی فرود آمده سر امام حسین را زیارت کردند مردی با جامه و عمامه سفید بالای سر من ایستاده پرسیدم که اینها چه کسانند گفت مقربان درگاه صمدیت اند یکی جبرئیل است و دوم میکائیل و دیگری اسرافیل ناگاه جبرئیل علیه السلام بزیر خیمه شد و گفت انزل یا صفی الله فرود آی ای آدم صفی الله دیدم که آدم و شیث و ادریس فرود آمدند و سر شاهزاده را زیارت کردند باز بزیر خیمه شد و گفت که انزل یا نجی الله دیدم که نوح و سام فرود آمدند نوبت دیگر فرمود که انزل یا خلیل الله ابراهیم و اسمعیل و اسحاق فرو آمدند دیگر باره فرمود که انزل [illegible] موسی و هارون نزول فرمودند بار دیگر گفت انزل یا روح الله عیسی و شمعون [illegible] نزول کردند و هر پیغامبری که فرو می آمد سر مبارک امام حسین را زیارت میکرد و در آخر بزیر خیمه آمد و گفت انزل یا حبیب الله حضرت مصطفی صلی الله علیه وسلم نزول اجلال ارزانی فرمود با بزرگان صحابه و اشراف اهل بیت چون امیر المؤمنین علی و امیر المؤمنین حسن و حمزه و جعفر طیار اما چون رسول صلی الله علیه وسلم ازان خیمه بزیر آمد دیدم که سر امام حسین از جای خود حرکت کرده سه بار [illegible]

پس باز دو دیده نورانی خود بر پشت پای آن حضرت نهاده بآواز حزین گفت یا جداه ببین که
از ستمکاران بیوفا و نابکاران با جور و جفا بمن چه رسید سید عالم صلی الله علیه وسلم آن سر را برداشت
و روی مبارک در روی وی مالید و بگریه درآمد و همه انبیا بموافقت آن حضرت می گریستند غزل
آدم درین عزا بغم و درد مبتلاست ✤ کشتی نوح غرقهٔ طوفان ابتلاست ✤ ای خلیل آتش
نمرود دم مزن ✤ این شعله بین که در جگر شاه کربلاست ✤ رنگین چراست پیرهن موسی زنیل ✤
وز دست غصه جبهٔ عیسی چرا قباست ✤ گویا برای ماتم سلطان دین حسین ✤ چندین خروش
و ولوله در خیل انبیاست ✤ اینها غم از برای دل مصطفی خورند ✤ آن خود چه داغهاست که بر جان مصطفی
ست ✤ گر مرتضی بگرید ازین غصه در خورست ✤ در فاطمه بنالد ازین حال اگر رواست ✤ سوزش
نه بر زمین بود بلکه بر سپهر ✤ در هر که بنگری بهمین داغ مبتلاست ✤ جبرئیل علیه السلام پیش آمد
گفت یا رسول الله اگر فرمائی با اهل کوفه و شام آن کنم که با قوم لوط علیه السلام کردم حضرت فرمود که آن
نمیخواهم که فردای قیامت برایشان خصمی کنم جبرئیل گفت یا سید الثقلین جمعی ملائکه فرود آمده
میگویند که ما را فرموده اند که این پنجاه تن را هلاک کنیم رسول علیه السلام گفت که بکنید آنچه الله
را گفته اند آن فرشتگان حربهای آتشین داشتند هر کرا حربه بروی زدندی آتش در وی افتادی
و بسوختی تا چهل و نه کس سوخته شدند چون نوبت بمن رسید گفتم الامان یا رسول الله گفت برو
لا غفر الله لک خدایت بیامرزاد من شک ندارم که سخن پیغامبر خلاف نیست اهل حرم گفتند
نقاب چرا فرو گذاشته گفت از هول آن واقعه هیات من متغیر گشته است پس مبالغه کردند
نقاب برداشت روئیش چون روی خوک بود دندانهاش چون دندان گراز از دهن بیرون آمده سادات
و مشائخ حرم گفتند دور شو از نزدیک ما تا شامت تو بحاضران نرسد آن شخص نقاب فرو گذاشت
از حرم بیرون رفت هنوز ده قدم خارج حرم ننهاده بود که صاعقه از هوا درآمد و آن ناپاک را
بسوخت **نظم** از برق ستم هر که زد آتش بشهیدان ✤ شد سوخته صاعقهٔ خشم الهی ✤ و زهر که ا
یافت دل آن سلسلهٔ مظلوم ✤ حقا که بیابد الم نامتناهی ✤ راویان معتبر آورده اند که بعد از شهادت
امام حسین رض و سائر شهدا هیچ یک از امرا و سرداران لشکر یزید سوار و پیاده و خادم و مخدوم
ایشان و می باسایش نزدند و آبی بخوشدلی نخوردند و اندک زمانی هر یک بعقوبتی دیگر که
عبرت عالمیان بوده هلاک شده اند در شواهد آورده که بصحت رسیده است که هیچکس از قاتلان
امیر المومنین حسین رض و اصحاب وی نماند که پیش از مرگ فضیحت نشد و مبتلا نگشت بقتل یا بلا

دیگر در کنز الغرائب آورده که بعد از شهادت شاهزاده جابر بن یزید ازدی عمامه معزز ویرا برداشته
بر سر نهاده فی الحال دیوانه شد و دماغ وی بمرتبه مختبط گشت که بسلاسل مقیدش ساختند و دران قید
فوت شد بزنجیر سلسلة ذرعها سبعون ذراعاً مسلسل گشت و جبونه حضرمی قمیص مطهرش
از تن پاکیزه برکشیده بپوشید و ابرص شد و دران کرتهٔ پاک صد و هفده سوراخ شمردند که آثار زخمها
و جراحتها بود و گفته اند قمیص آن حضرت را عبدالرحمن بن حصین پوشیده و مبروص گشته و موی
و محاسن او ریخته عبرت عالمیان شد اسود بن حنظله یک شمشیر آن حضرتؓ را برگرفت علت جذام
بروے پدید آمد و خوره در همه اعضاے وی افتاد و سقط گشت مالک بن بسیار جوشن شاهزاده را
برگرفت از عقل بیفتاده یاوه گوی شد و مردم باوی هزل و سخریت میکردند و سنگ بروے میزدند
عاقبت کسے بازے سنگ بر سر وے زد و بدان ضرب مغزش پریشان شد و در شواهد آورده
که شمر ذی الجوشن مقدار زر سرخ در میان بارهای امام حسینؓ یافته بود و بعضے ازان بدختر خود
بخشیده دختر آن را بزرگری داد تا از براے وی زیورے سازد چون زرگر آن زر را بآتش برد
در آتش هبا و ناچیز گشت چون شمر آنرا شنید زرگر را طلبیده باقی زر را بدو داد که این را بحضور
من در آتش نه چون زرگر آن را در آتش نهاد آن نیز ناچیز شد و مے آرند که شتری چند که از شاهزاده
مانده بود آن بدبختان آنرا کشتند و بپختند چنان تلخ بود که هیچکس ازان لقمه نتوانست خورد و قصه
عقوبات قتلهٔ امام حسینؓ در دنیا و قتل ایشان بانواع خوارے و مشقت بسیار بوده بر دست
ابراهیم اشتر و مختار و غیر ایشان از دوستداران اهل بیت سید اخیارؐ که در کتب مذکور است و مسطور
والله علیم بذات الصدور امام یافعی در کتاب مرآت الجنان آورده که بعد از قتل امام حسین رض
اندک وقتی راس عبید الله زیاد را بدار الامارة کوفه آوردند و آن سر خبیث هم را آنجا که سر مطیب
مکرم امام حسینؓ نهاده بودند نهادند و امام ترمذی به سند خود از عماره بن عمیر نقل میکند که چون
سر ابن زیاد و اصحاب او را بمسجد کوفه آوردند در رحبه نهادند من بدانجا رسیدم و آواز مردم شنیدم که
آمد آمد ناگاه مارے بیامد و بمیان آن سرها در آمد بسوراخ بینی عبید الله زیاد در رفت و اندک زمانی
درنگ کرد و بیرون آمد و برفت تا از نظر مردم غائب شد باز فریاد مردم برآمد که آمد آمد که همان مار بیامد
و همان عمل که پیشتر کرده بود تکرار نمود چند نوبت این عمل مشاهده افتاد امام یافعی فرمود که علما
فرموده اند که این مکافات آن فعل بود که با سر امام حسین رض از وے ظاهر شد و این از نشانهاے
عذاب آشکاراے ولیست برین نقل در شواهد نیز مذکور است و هم در شواهد آورده که یکے از بدبختان

در مدینہ خطبہ خواند و بقتل امیر المومنین حسین الطاہر بشارت داد گردشی آنرا در مدینہ آوازے شنیدند و صاحب آواز را ندیدند و سہ بیت شنیدند کہ میخواند و یکے از ان ابیات **شعر** ایہا القاتلون جہلا حسینا * ابشروا بالعذاب والتنکیل * ای کشندگان حسین از روے جہل و بیخردی مژدہ باد شمارا بعذاب دوزخ و بہ بند در سجن سجین و ترجمہ بیت دیگر آنست کہ ہر کہ در آسمان ست بر شما نفرین میکند از ارواح انبیا و از ملائکہ و گروہ مقربان و معنی بیت سوم چنین ست کہ شما لعنت کردہ شدہ اید بر زبان پسر داؤد یعنی سلیمان علیہما السلام و بر زبان عیسے علیہ السلام کہ صاحب انجیل ست وہم در شواہد نقل کردہ کہ یکے از غازیان ارض روم گفتہ است کہ در کنائس ایشان دیدم کہ نوشتہ بود **شعر** اترجوا امۃ قتلت حسینا * شفاعۃ جدہ یوم الحساب * پرسیدم کہ این را کہ نوشتہ و کی نوشتہ اند گفتند نمیدانیم ابو المفاخر گفتہ کہ این چہار بیت ست و در تاریخ نوشتن این ابیات ہم در تحت او بودہ حساب کردہ اند بہ سے صد سال پیش از مبعث حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بود و ترجمہ این بیت کہ مسطور شدہ است انیست کہ آیا امید میدارند استفہام بر سبیل تعجب ست یعنی چگونہ امید میدارند گروہے کہ امام حسین را شہید کنند شفاعت جد او را در روز شمار و بس غریب ست کہ کسے فرزند کسی را بظلم و جفا بقتل رساند و خواہد کہ پدر آن مظلوم مقتول او را شفاعت کند **قطعہ** تعجب ست مرا زان لعین کہ از سر جہل * نداشت حرمت اولاد پاک مصطفوی * بریخت خون حسین وہنوز میدارد * طمع بلطف خدا و شفاعت نبوی * امید بعنایت الٰہی و حمایت حضرت رسالت پناہی صلے اللہ علیہ وسلم آنست کہ از مواہب فضل احدی و مواہب شفاعت احمدی صلے اللہ علیہ وسلم قسطے اتم و اکمل وسہمی اعم و اشمل بروزگار محنت زدگان آخر الزمان کہ در ماتم شاہ شہیدان با دیدہ گریان و سینہ بریان حاضر میشوند و داستان حکایت جگرسوز و روایات غم اندوز شہداے کربلا می شنوند واصل و متواصل دارد و فرمایند و کتاب و خوانندہ و شنوندہ و نویسندہ را از مثوبات آن نوشندگان شربت شہادت و کرامت آن پوشندگان خلعت سعادت محروم و بے بہرہ نگذارد **رباعے** ای جہان آفرین بجان حسین * بغم و درد بیکران حسین * کہ رسانی ثواب آن شہدا * بمصیبت رسیدگان حسین * آمین رب العالمین * * * *

خاتمہ در ذکر اولاد سبطین رضی و سلسلہ نسب بعضے از ایشان

بباید دانست کہ حضرت امیر المومنین علی رضی بقول اشہر سے و شش فرزند بودہ ہژدہ پسر و ہژدہ دختر و شیخ شرف الدین عبید لی نسابہ فرمودہ کہ نوزدہ پسر بودہ و شش در حال حیات وی متوفی شدہ اند

محسن یحیے عبید اللہ وشش پسر دیگر وسیزدہ بعد از امیر ماندہ اند حسن وحسین محمد حنفیہ ابو بکر عمر عثمان عون جعفر عبد اللہ وفضل وعباس وشش از ایشان در کربلا شربت شہادت چشیدہ اند ابو بکر که محمد اصغر نام داشت وعثمان وعون وجعفر وعبد اللہ وفضل وعباس وبقول دیگر عمر علیہم در ان حرب بودہ وبشرف شہادت فائز گشتہ واز پنج پسر ایشان عقب ماندہ حسن وحسین ومحمد اکبر که محمد حنفیہ گویند وعباس شہید وعمر اطراف وما اینجا ذکر جمیع مشاہیر از اعقاب سبطین سید بن علی جدہما اسلام خالق الکونین بر سبیل اجمال یاد کنیم در دو مقصد **مقصد اول** عقب سبط شہید ابی محمد حسن بن علی بن ابیطالب که اکبر اولاد امیر ست وی امام دوم ست لقب وی مجتبی وسید ولادت وے در منتصف رمضان سنہ ثلث من الہجرۃ بود ووفاتش شب شنبہ بیست ونہم صفر سنہ خمسین من الہجرۃ عمر شریفش چہل وشش سال بودہ وپنجاہ ونیم داورا شانزدہ فرزند بود یازدہ پسر زید وحسن مثنی وحسین وطلحہ واسمعیل وعبد اللہ وحمزہ ویعقوب وعبد الرحمن وعمر وقاسم ازین جملہ عبد اللہ وقاسم با عم بزرگوار خود در کربلا حاضر بودند وبعز شہادت مستعد گشتہ عزیمت دار القرار فرمودند واز چہار پسر اورا عقب ماند زید وحسن وحسین اثرم وعمر اما اولاد حسین وعمر زود در گذشتند واز ایشان عقب نماند وعقب حسن ماند از دو پسر زید وحسن مثنی وکثرت سادات حسنی واختیار واقتدار ایشان کالشمس فی نصف النہار بحد اشتہار رسیدہ **مصرع** مرآت آفتاب چہ محتاج صیقل ست * ودرین اوراق بعضے از اکابر که از نسل این دو بزرگوار علم ظہور برافراختہ اند یاد کنیم بطریقے که سید حسب ونسب جمال الدین احمد عنبہ رحمہ اللہ در مؤلفات خود آوردہ وذکر عقب ہر یک بر سبیل اختصار در فصل جداگانہ بیاریم **فصل اول** اما عقب زید بن حسن کہ اورا ابو الحسن گفتندی از پسر او حسن بن زیدست که کنیت او ابو محمد بود در زمان دوانیقی امارت مدینہ تعلق بہ دو داشت واو را ہفت پسر عقب ست ابو محمد قاسم وابو الحسن علی وابو طاہر زید وابو اسحق ابراہیم وابو زید عبد اللہ وابو الحسن اسحق وابو محمد اسمعیل واولاد چہار تن اندک اند واز ان سہ تن بسیار آنہا که کمتر اند یکی اسحق ست واز نسل او قبیلہ خطیبان اند دوم زید از نسل او بنو طاہر اند ودر ایشان [illegible] عبد اللہ واولاد او نیز اندک بودہ اند چہارم ابراہیم وفرزندان او بغربت افتادند بطرف ارمنہ ونصیبین حبشہ اما آنہا که اولاد ایشان بسیار بودہ یکی اسمعیل ست که داعی الکبیر وداعی الاول نیز گویند ومدتی در طبرستان پادشاہ بود واز نسل او وقبائل ایشان بسیارست ودیگر علی ست که امام عبد العظیم که در مسمی الشجرہ بنواحی ری آسودہ ومزار وے بباعث صفائی قلب ست از فرزندان اوست وایشان انیز بنو عبشایہ

زیاده از حد ست سوم قاسم واصح آنست که عقب وی عبد الرحمن شجری ست و محمد بطحانی نیست اما
بطحانیان بسیارند و سید مؤید ابو الحسین احمد و برادرش سید ناطق بحق از نسل هارون بن بطحانی اند
و ابو تراب النقیب و ابو الحسین محدث از نسل عیسی بن بطحانی و ابو زید مشهور بابن الزبیریه از نسل حسین
بن بطحانی و ابو الحسن اطروش ابو الفضل الملقب بالراضی که نسبت سادات گلستانه اصفهان بوی
رسد از نسل حسن بن قاسم بطحانی اند و داعی الجلیل که پادشاه دیالمه بوده و یکی از ائمه زیدیه ست
هم از نسل عبد الرحمن ست و بعضی گفته اند او شجری ست نه بطحانی و سادات دراز گیسو در آمل و طبرستان
هم از عبد الرحمن اند اما شجریان ایشان نیز جماعتی بزرگ بوده اند محمد اعلم و حسن نزین که مرا بو محمد بانکه هم
از نسل محمد شجری اند و بنو شکر بنو دو هم از قبیله اند و ابو الحسین احمد که داماد حسن بن زید داعی
الکبیر ست از نسل علی شجری ست و داعی الصغیر نیز از ایشان ست **فصل دوم** اما عقب حسن مثنی
را ابو محمد گفتندی و بغایت جمیل و جلیل بود و او را داعیه آن شد که یکی از دختران عم خود حسین ابن علی
را بعقد خود در آرد حسین دو دختر خود فاطمه و سکینه را بر و عرض کرد و گفت ای پسر برادر من هر کدام
ازین هر دو خواهی اختیار کن تا بعقد تو در آرم حسن مثنی شرم داشت که یکی را اختیار کند سر مبارک
در پیش انداخت و خاموش بایستاد حسین گفت یا ابن اخی من از برای تو فاطمه را اختیار کردم
که بسیار بمادر من فاطمه زهرا و بتول عذرا مشابهت دارد پس دختر خود فاطمه را بحسن داد و خدا تعالی
حسن را از دختر حسین سه پسر داد عبد الله محض و ابراهیم غمر و حسن مثلث و ایشان بر همه سادات
فخر کردندی که مادر ما دختر حسین ست و پدر ما برادر حسین و حسن را دو پسر دیگر بود داؤد و جعفر و مادر ایشان
ام ولد بود حبیبه رومیه اما ابو سلیمان داؤد بن حسن در حبس منصور دوانیقی افتاد مادرش التجا
بامام جعفر صادق نمود و امام او را دعای تعلیم فرمود که در روز استفتاح بخوان تا پسرت از زندان
خلاص یابد ام داؤد آن دعا را در روز مذکور خواند و فرزندش از ان حبس نجات یافت و حالا
همان دعا را روز استفتاح میخوانند و بدعای ام داؤد مشهور ست و عقب داؤد از پسر وی
سلیمان ست و بنو قتاده در مصر و ابو تغلب و روسای نصیبین و سادات آل طاؤس همه از نسل
سلیمان اند اما ابو الحسن جعفر بن حسن مرد بزرگ و مشهور بود و سادات سیلقی از نسل محمد بن سیلق اند
که پسر حسن جعفر بوده و عبید الله که امیر کوفه بوده در زمان مامون خلیفه پسر عبد الله بن حسن جعفر ست
و محمد ازرع پسر عبید الله امیر ست و بنو الملحوس از اولاد وی اند و بنو الکشیش در ولایت شام از نسل
ابو سلیمان محمد بن عبید الله اند اما ابو علی حسن مثلث از اکابر دور خود بوده و ابو الحسین علی عابد از اولاد

اوست و از اولاد علی عابد حسین بن علی شهید صاحب فخ ست که در زمان هادی خروج کرد جماعت
سادات علوی با وی بودند هادی کس فرستاد تا همه را شهید کردند و از آنها محمد ... منقول است که
بعد از قضیهٔ کربلا هیچ واقعهٔ اهل بیت را صعب تر از واقعهٔ فخ نبوده اما عبدالله محض ...
بوده اند و از اعقاب ایشان بسیار بزرگان خاسته اند و هاشمیه از عقب هر یک در وصلی ایراد کنیم

وصل عبدالله محض شیخ بنی هاشم بوده و در زمان خود او را محض گفتندی یعنی خالص ... خلاصه
دو سبط بود مادرش فاطمه بنت الحسین و پدرش حسن بن الحسن و او را بواسطه شبیه بوده بحضرت
رسالت صلی الله علیه وسلم و از وی پرسیدند که شما بچه جهت افضل همه مردمانید گفت با آنکه همه کس را
آرزوست که از ما باشند و ما آرزو نمی بریم که از دیگران باشیم **بیت** در آرزوی رتبهٔ ما اند دیگران
ما را برتبهٔ دگران نیست آرزو و عقب او از شش پسر است محمد و ابراهیم و موسی و یحیی و سلیمان
و ادریس اما محمد صاحب نفس زکیه بود که او را ابوالقاسم میگفتندی و اکابر زمان او را مهدی لقب داده اند
چه نام او محمد بود و کنیتش ابوالقاسم و نام پدرش عبدالله و در حدیث مشهور آمده که مهدی از فرزندان
حسن باشد نام او نام من و نام پدر او نام پدر من و در روایت دیگر است که کنیت او کنیت من و علما
بنی هاشم همه بوی مستظهر بودندی و وی ... نسابه از جد خود نقل کرده است که او چهار سال در شکم مادر
بود و چون متولد شد در میان دو کتف او خالی سیاه بود ... خروج کرد ... امام مالک
رحمة الله فتوی میداد مردمان را که با وی خروج کنید و یاری دهید کاری و هواداری او فرو مگذارید
و ابوجعفر دوانیقی لشکر بسر وی فرستاد و او با لشکر خود باستقبال ... آمد و محاربه واقع شد و او
در احجار الزیت بقتل رسید و چون در حدیث واقع شده بود که از فرزندان من نفس زکیه باحجار الزیت
کشته خواهد شد او را نفس زکیه لقب دادند و عقب او از پسر او ابی محمد عبدالله الاشتر الکابلی ست که او
بعد از شهادت پدرش گریخته بولایت سند رفت و در کابل شهید شد و ابوجعفر نقیب کوفه ...
حسن و ابوالبرکات محمد و ابوطالب محدث همدان هم از بنی اشتر اند اما ابراهیم قتیل
ابوالحسن بود و قوت او تا حدی نقل کرده اند که دم شتر رمنده گرفتی و بر جای باز داشتی و بود
نیز که شتر برفتی و دم او در دست ابراهیم بماندی و او از کبار علما بوده و در شب دوشنبه غرهٔ
رمضان سنه ۱۴۵ به بصره خروج کرد و بسی از اکابر بر وی بیعت کرده بودند چون امام اعمش و عباد بن منصور
و بصحت رسیده که امام اعظم ابوحنیفه کوفی رحمة الله نیز در بیعت او بوده و بخروج با وی و معاونت
و نصرت وی فتوی میداده و پسر خود حماد را با چهار هزار درم بنزد وی فرستاد و نامه نوشت در آنجا

یاد کرد اگر نه حفظ امانات و ودائع مردم که نزدیک من ست مرا دامن میگیرد الا بتو لاحق شده
تقویت تو میکنم و این نامه بدست دوانیقی افتاد و بر ابو حنیفه رحمه الله متغیر شده او را ایذای کرد که
سبب وفات وی گشت و آورده اند که عجوزه به نزد امام اعظم آمد و گفت تو فتوی دادی پسر مرا بخروج
با ابراهیم و او رفت و کشته شد امام فرمود که کاشکی من بجای پسر تو بودمی القصه دوانیقی لشکر
بسر وی فرستاد و ابراهیم نیز از بصره بیرون آمد با عسکر دوانیقی محاربه نمودند و بعد از انهزام لشکر دوانیقی
تیری بر پیشانی ابراهیم آمد و شهید شد در دیه باخمری و او قریه ایست قریب بکوفه و عقب او
از پسرش حسن ست و بس و بنو الازرق و صاحب خاتم در زرق الدم ملقب بنجند رسول از نسل وی اند
اما موسی که کنیتش ابو الحسن ست و چون او را مبارکش ... باشی بود مادرش او را جون لقب داد
و عقب او از دو پسر ست اول عبد الله که شیخ صالح گفتندی و او را نیز رضا لقب داده بودند
و مامون میخواست که او را ولی عهد خود سازد ابا نمود و بگریخت و در بادیه اقامت نمود تا همانجا
دعوت حق را لبیک اجابت فرمود دوم ابراهیم و عقب او از ابراهیم یوسف اخیضر ست و یوسف
و ابو جعفر حاکم یامه و بنو حمیدان همه از نسل وی اند اما شیخ صالح عقب او از پنج پسر ست موسی
و سلیمان و احمد و یحیی و صالح و از اولاد صالح آل ابی الضحاک اند و آل حسن و آل ندیم اما یحیی
ملقب ست بسویقی و اولاد او را سویقیون خوانند و ابو الغنائم و آل ابی الحمد از نسل یحیی اند
اما محمد ملقب ست بمستور که در حرب پس سوار می نمود و اولاد او را احمدیون خوانند و ایشان
بسیار اند همه اهل ریاست و حکومت و بنی عمق و آل المطر و آل حمزه و کرامیون و آل عرفه و آل حجاز
و آل سلمه و بنی السراج همه از نسل محمد مستور اند اما سلیمان حسیب و وجیه بوده و صاحب باس و سطوت
و الشجاعت و سخاوت مذکور و مشهور او را یک پسر بوده داؤد نام و داؤد پنج پسر داشت ابو الفاتک
عبد الله و حسین شاعر و حسن محترق و علی و محمد مصفح اما اعقاب محمد مصفح اندکی بوده و عقب او
از علی بن سلیمان حسین حایا شهید ست و حسن محترق بادیه نشین بوده و اعقاب او نیز قلیل بودند
و حسین شاعر را اولاد هست از جمله عبد الله المکنی بابی الهندی اما ابو الفاتک اولاد او را فاتکیون گویند
و تقدم و ریاست سادات حسینی ایشان را بوده و ابو الفاتک محمد و بیت و پنجاه بزیست و اولاد
او در مخلافات یمن ملوک بودند و او را هشت پسر بوده اول اسحق او را فارس بنی حسن گفتندی جود
و جرأت و کرم و سطوت خاصهٔ وی و اولاد وی بسیار بوده و عقب او از محمد و علی و ادریس و قاسم ست
دوم محمد و بنو الحجازی در بغداد و طبرستان از نسل وی اند سوم احمد که ابو جعفر گفتندی و بیست و

ہفت سال عمر یافت و عقب او بسیار اند ہمہ نقبا و رؤسا و ابو طالب و عباس و قاسم از اولاد وی اند
چہارم ابی الفاتک و صحیح آنست کہ اولاد او نماندہ اند پنجم جعفر آل مضام از نسل وی اند ششم قاسم
نسابہ او نیز معقب ست ہیاج و سراج از فرزندان وی اند ہفتم داؤد و موسیٰ فارس و حسین بدار
از اولاد وے اند ہشتم عبد الرحمن ابی فاتک صد و بیست سال بزیست و بیست و یک پسر
داشت از جملہ یازدہ معقب بودند و ابو الطیب داؤد بن عبد الرحمن کہ اولاد او را آل ابی الطیب
گویند عقب او بسیارست و بنو وہاس و بنو علی و بنو حسان و بنو قاسم و بنو یحییٰ اینہا ہمہ اولاد ابی الطیب اند
و بنو شماخ و بنو مکثر اولاد وے اند اما عقب وہاس بن ابی الطیب از شش پسرست محمد و حازم
و مختار و مکثر و صالح و حمزہ اما حمزہ بن وہاس والی مکہ مبارکہ شد بعد از وفات امیر تاج المعالی شکر
بن ابی الفتوح و حمزہ را از چہار کس عقب بودہ عمارہ و محمد و ابو الغانم یحییٰ و امیر المخلاف عیسیٰ و عیسیٰ را
پسرے بود علی بضم العین و فتح اللام و علی صاحب اختیار مکہ بود در ایام حکومت او بمکہ امام علامہ
جار اللہ شکر اللہ سعیہ کتاب کشاف را بنام او تصنیف کرد و قصائد بسیار در مدح وے انشا نمود
و او نیز مدح زمخشری ابیات دارد و عقب وی بسیارست اما موسیٰ بن الشیخ الصالح کہ موسیٰ
ثانی گویند کنیت او ابو عمرو ست و در ۲۵۶ او را شہید کردند در ایام معتز از خلفاے عباسیہ و
اولاد او را موسویون گویند و امارت حجاز از آن ایشان بودہ و ہژدہ پسر داشت از یازدہ تن عقب
نماندہ و ہفت تن معقب اند ادریس بن موسیٰ و ابو الرقاع و ابو الشوکات پسران وی اند امیر جدہ
و نقیب بطائح از نسل ایشانند آل علقمہ از نسل حسن بن ادریس ست یحییٰ بن موسے کہ ملقب بفقیہ
است عبد اللہ دیباج پسر اوست و آل ابی اللیل از نسل احمد بن یحییٰ اند صالح بن موسیٰ ملقب بہ ارت
ست و گویند ارت پسر او بودہ و مردر اعقب ہست حسن بن موسے اولاد او در ینبع و نواحی
آن ساکن بودند و صالح امیر فارس کہ اولاد او را صالحیون خوانند از نسل محمد بن حسن ست و آل
ابراہیم از نسل اند علی بن موسیٰ پسر او عبد اللہ عالم ست و اعقاب دارد و اولاد
عقب بسیارست مثلاً صلہ و آل الشرقی و آل نزار و آل یحییٰ و آل عطیہ از نسل وی اند و قطب الاقطاب
سید محی الملۃ والدین عبد القادر قدس سرہ منسوب ست بعبد اللہ بن یحییٰ بن محمد الرومی بن داؤد
الامیر محمد اکبر بن موسے الثانی کہ او را ثائر گویند کہ بمدینہ خروج کرد در ایام معتز عقب او از پنج کس ست
اول عبد اللہ اکبر اشداء از نسل وی اند اولاد حسین شدید دوم حسین امیر و عقب او از سہ پسرست
ابو ہاشم و ابو جعفر و ابو الحسن یحییٰ امیر از اولاد ابو الحسن بن حسین مخترق از نسل ابو جعفر اولاد

از نسل بنی الجون در مکه مالک شدند او بود و اولاد ابو هاشم را ابو هاشم گویند و امرا نیز خوانند سوم علی و بنو
علی اولاد وی اند و آل شهم و آل مقن بجمله از نسل علی اند چهارم قاسم و او را و برادر خرد او حسن را که
عقب نیست حرانی گویند که در حران با اعادی جنگ کردند و عقب حسن از سلیمان و محمد است
و عقب سلیمان از هاشم اما قاسم حرانی را اعقاب و اولاد بسیار اند آل کثیم و آل ادریس و آل ابی الطیب
و از مشجرهٔ بنو مالک معلوم میشود که نسب این شاهزاده بزرگوار فلک اقتدار ابو القاسم میکشند چه والد عالی
مقدارش سید السادات و منشار البرکات و السادات سید صلاح الدوله و الدین موسی از جانب پدر
از نسل علی بن مالک است و از طرف والدهٔ عفت شعار از نسل سلطان السادات العظام و برهان القادة
الکرام جلال الملة و الدین امیر سید برکة بن محمد مالک است و نسب مالک بر این وجه در شجرهٔ مسطور است مالک
بن الحسن بن الحسین بن کامل بن احمد بن اسمعیل بن علی بن عیسی بن حمزه بن ماس بن محمد شکر یحیی
بن محمد بن هاشم بن قاسم الحرانی بن محمد الثائر بن موسی الثانی بن عبد الله الشیخ الصالح بن موسی
الجون بن عبد الله المحض بن الحسن بن علی بن ابی طالب رضی الله عنهم پس دانسته شد که سلسلهٔ نسب
این شاهزادهٔ عالی نسب آل حسب از جانب والد بزرگوار بسبط الرسول المؤتمن امیر المؤمنین حسن میرسد
و بعد از اطلاع بر این معنی این نیز بباید دانست که از طرف والدهٔ عصمت شعار بصاحبقران اعظم امیر تیمور گورگان
منتهی می شود چه مهد اعلی و حیز اسنی که والدهٔ حضرت شاهزاده باشد دختر سلطان الاعظم قهرمان الامم
خاقان الوری معز الدوله و الدین بایقرا است که برادر اعیانی عالی حضرت خلافت پناه سلطان السلاطین
معز السلطنة و الدنیا و الدین ابو الغازی سلطان حسین بهادر خان است خلد الله ملکه و سلطانه و ایشان
فرزند بزرگوار حضرت سلطان مبرور سلطان غیاث الدین منصور و او فرزند سلطان کشورستان بایقرا
سلطان و او فرزند خاقان مغفور امیرزادهٔ عمر شیخ و او فرزند حضرت سلطان صاحبقران قطب السلطنة
امیر تیمور گورگان انار الله برهانه و باز این شاهزادهٔ عالی قدر بشرف مصاهرت عالی حضرت خلافت رتبت
جم جاهی ظل الٰهی شاه ابو الغازی خلدت معالم سلطنته کما مهدت دعایم عظمته معزز گشته و گوهر یکتا
از ان مصاهرت شرف ظهور نموده بسمی جد محمد مبارک که آثار دولت ابد پیوند از صفحات احوالش ظاهر است و
مخایل بخت روز افزون از جبین جناب اقوال او ازین اشیا لایح و باهر **شعر** ان الهلال اذا رایت نموه
ایقنت ان سیصیر بدرا کاملا **بیت** ممغا نیه او خبری سید بدر اول وقت که شاه ملک
معالی شود در آخر کار الا از ا ... الجلیل فی ظل والده النبیل اما یحیی بن عبد الله
محض او را صاحب ... خوانند که در ... خروج کرد و عقب او بسیار است اما سلیمان بن عبد الله

محمد را در مغرب اولاد بوده حقیقت احوال ایشان معلوم نیست اما ادریس بن عبد الله عقب او
از پسرش ادریس ست و عقب ادریس ابن ادریس از هشت پسر ست و هر یک از ایشان را در مغرب
مملکتی بوده حمزه بن ادریس را سوس اقصی و عمر را مدینه زیتون و علی تاهرتی که رسول سلطان
بوده بسلطان محمود غازی از نسل یحیی بن ادریس ست **وصل** ابرهیم عمر بن الحسن المثنی کنیت او ابو اسمعیل
ست و او را بجهت کثرت جود و سخا غمر لقب دادند سیدی شریف بوده راوی احادیث جد بزرگوار
خود صلی الله علیه وسلم و در حبس دوانقی وفات کرده و نود و نه سال عمر داشته و عقب او از
پسرش اسمعیل دیباج ست و بس و عقب او از حسن تج ست و ابرهیم طباطبا و عقب حسن تج
از پسرش حسن ست و بنو النج لقب اولاد اوست و عقب او از ابو جعفر ست و از ابی القاسم علی بن المعروف
بابن المعیه صاحب مسجد عبد الجبار کوفی از آل معیه ست و اکابر آل معیه بسیار بوده اند از نقبا و خطبا
از جمله نقیب تاج الدین جعفر که او را از غایت فصاحت لسان آل حسن گفتندی اما ابرهیم طباطبا
پیشوای قوم بود و سبب تلقیب او به طباطبا آن بوده که در محل طفولیت او پدرش خواسته که برای او
جامه بدوزد و آنرا مخیر ساخته میان جبه و قبا و هنوز زبانش بر کلام فصیح جاری نبوده فرمود که طباطبا
یعنی قبا قبا و بعضی گفته اند که او را اهل سواد بدین لقب خوانده اند و معنی طباطبا بلغت نبطی سید سادات
باشد و عقب او از سه فرزند ست قاسم رسی و احمد و حسن اما از اولاد حسن طباطبا ابو محمد صوفی مصری
و ابو ابرهیم و ابو الحسن ملقب بجمل و بنو المسجد و بنو الکرکی از نسل حسن اند اما احمد طباطبا که ابو عبد الله
گفتندی عقب او از ابی جعفر و ابی اسمعیل ست و ابو البرکات و ابو المکارم از نسل احمد اند امام قاسم رسی
کنیتش ابو محمد ست و بجهت نزول او در جبل الرس او را رسی گفتندی مرد عفیف و زاهد بوده و عقب او از
هفت پسر ست یحیی رسی و الی رمله بوده و آنجا عقب دارد حسن رسی حاکم و رئیس مدینه بوده علیان بن
محسن از اولاد اوست اسمعیل رسی عقب او از پسر او ابی عبد الله محمد اشعرانی ست که نقیب طالبیان
بوده بمصر و عقب محمد شعرانی از اسمعیل پسر اوست که بعد از وی در مصر منصب نقابت داشت و از ابی القاسم احمد
نقیب و نقبای مصر همه شعرانی بوده اند و سلیمان رسی قسیم عدل از اولاد اوست و بنو توزدن
محمد بن ابرهیم بن سلیمان اند و حسین رسی سیدی کریم بوده او را ابو عبد الله گفتندی ... ابو الحسین
یحیی هادی امام بزرگ بوده است از ائمهٔ زیدیه در ایام معتضد به یمن ظهور کرد و او را هادی الی الحق
لقب دادند و اولاد او ملوک و ائمهٔ یمن اند حسن قتیلی پسر اوست و آل ابی العساف از نسل محمد
مرتضی بن یحیی اند و احمد الناصر بن یحیی الهادی او را ناصر لدین الله لقب دادند و ناصریه از اولاد

و بسیار اند عقب ایشان در یمن و خوزستان ست و محمد رسی نقبا و قضاة شیراز اولاد وی اند نقیب النقبا قاضی القضاة قطب الدین ابو زراعه از اولاد زید اسود اند و او پسر ابراهیم محمد رسی ست و ابن طباطبا صاحب اموال ضیاع و عقار از اولاد قاسم الرئیس بن محمد ست و موسی رسی بمصر و عقب او آنجا بودند و آخر بنی رسی ایشانند و بنی رسی آخر بنی ابراهیم طباطبا اند و ایشان آخر بنی اسمعیل دیباج اند و اسمعیل پسر ابراهیم غمر و او پسر حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی الله عنهم این بود شمه از انساب اعقاب شاهزاده حسن ع که بر سبیل ایجاز و اختصار رقم ذکر یافت و بعد از این در عقب سبط شهید شروع میرود بعون الله تعالی **مقصد ثانی** در ذکر عقب سید و شهید ابی عبدالله الحسین ع وی امام سوم ست و ابو الائمه است لقب وی سید و شهید ولادتش سنه اربع من الهجرة بوده و شهادتش دهم محرم سنه ۶۱ هجریه و میان ولادت برادرش حسن و حمل وی پنجاه روز بوده و طهر نیز گفته اند و مرضعه او ام الفضل بوده زوجه عباس عبدالمطلب لبن قثم بن عباس و او را چهار پسر و دو دختر بوده اما پسران علی اکبرست و علی اوسط که زین العابدین ع گویند و علی اصغر و عبدالله و بروایت دیگر شش پسر داشته چهار مذکور و محمد و جعفر و در تاریخ العالم بجای محمد عمر آورده و الله اعلم و بر هر تقدیر سے او از علی زین العابدین ع ست و پس از این حضرت تا مهدی ع امام از ائمه اثنا عشر لاجرم مطالب این مقصد را در نه فصل ایراد میکنیم **فصل اول** در عقب امام زین العابدین ع وی امام چهارم ست از ائمه اثنا عشر و کنیتش ابو محمد ست و لقبش زین العابدین در شواهد آورده که یک شب در تهجد بود شیطان بصورت اژدهای متمثل شد تا ویرا از عبادت مشغول سازد امام بوی هیچ التفات نکرد شیطان آمد و انگشت پای ویرا بگزید نیز التفات نکرد پس چنان کرد که دردناک شد هنوز نماز خود را قطع نکرد پس خدا تعالی بر وی منکشف گردانید که آن شیطان ست امام ویرا دشنام داد و طپانچه زد و گفت دور شو ای ملعون خوار و ذلیل چون دور شد برخاست که ورد خود تمام کند آوازی شنید و قائل را ندید که سه بار گفت انت زین العابدین و دیگر سجاد و ذی الثفنات و آدم آل عبا هم از القاب اوست پدرش حسین بن علی سبط النبی العربی صلی الله علیه وسلم و مادرش شاه زنان و قیل شهربانو بنت کسری یزدجرد بن شهریار بن ابرویز بن هرمز بن نوشیروان ملک عادل و از اینجا گفته اند که زین العابدین ع جمع کرده است میان نبوت و ملک و گویند فاطمه خواهر زین العابدین ع هم از شهربانو بوده و بحسن بن حسن داده اند پس اولاد حسین .... پادشاهی جمع یافته ولادت زین العابدین ع روز ...... سنه ست و ثلثین بوده

از هجرت و وفاتش سنه خمس و سبعین و هیچکس را از خواص و عوام و دوست و دشمن در فضائل وی شبهه نیست
و او را نه پسر و نه دختر بوده و عقب او از شش پسر ست محمد باقر و عبدالله باهر و زید شهید و عمر اشرف
و حسین اصغر و علی اصغر اما علی اصغر عقب او از پسر او حسن افطس ست و علماء نسب را در وی سخنان
ست از جمله ابو جعفر نسابه قطعه دارد که مطلعش اینست شعر افطسیون انتم * اسکتوا لا تکلموا
و حق آنست که میان وی و امام جعفر صادق مباحثه واقع شد توجه طعن بد و ازان سبب ست
نه از روی نسب و عقب او از پنج کس ست اول خرزی و حسین مانکدیم پسر حسن بن علی خرز
ست و مانکدیم را عقب هست و تاج الدین حسن اقضی قضاة بلاد قراتیه و ابو الفضل نقیب نقبا ممالک
او کجاتیو محمد هم از نسل حسن اند دوم عمر بن حسن قاضی امین الدوله ابو جعفر نسابه از نسل او ست و
اعقاب او بسیار اند سوم حسین بنو الشکران از اعقاب وی اند و علی دینوری الحسن بن حسین
افطس ست و ابو هاشم محمد که نسابه ری بوده از نسل بنو زیست چهارم حسن مکفوف [illegible] علی
قتیل الیمین ست و بنو ترنج از نسل وی اند و بنو سمان اولاد حمزه بن حسن مکفوف اند و بنو زبیج
از اولاد قاسم بن حسن اند و بنو زباره که در بیهق الافطس خانواده ازان شریف تر نیست از نسل
عبدالله مفقود بن حسن مکفوف اند پنجم عبدالله شهید اولاد و اعقاب وی بسیار اند از جمله ایشان [illegible]
محمد فاخر و بنو المحترق و بنو الاغر و ابو محمد حسن مدائنی از نسل طلحه بن عبدالله است و [illegible]
پسر داشته همه را علی نام نهاده و امتیاز ایشان بکنیتها بوده ابو العلا [illegible] از نسل [illegible]
علی بن حسن مدائنی اند اما حسین اصغر بن زین العابدین از پنج کس عقب او ماند اول عبیدالله اعرج
و کنیت او ابو علی ست و در پای او لنگی نقصانی واقع بوده بدین لقب اشتهار یافته و در اعقاب
او فی الجمله تفصیلی ضرورست زیرا که بطون و افخاذ و عشایر او بسیار اند و عقب او از چهار کس ست
جعفر الحجه و علی صالح و محمد جوانی و حمزه و عقب حمزه اندک ست و بنو میمون از نسل حسین بن حمزه اند
و محمد جوانی منسوب ست بجوانیه و آن قریه ایست بمدینه ابو الحسن محمد [illegible]
و بنو الجوانی از اولاد ابو الحسن اند در مصر و واسط و ابو جعفر محمد مقتول هم از نسل او
بزرگ بوده و ریاست عراق تعلق باولاد او داشته و کنیت او ابو الحسین [illegible] الدعوه [illegible] بوده
و عقب او از عبیدالله ثانی ست و از ابراهیم و بنو [illegible] و بنو المحترق از نسل حسن ابراهیم اند
و عبیدالله ثانی پسری داشته علی نام مر او را پسری بوده عبیدالله ثالث و پسری
امیر ابو الحسین محمد اشتر ست و او ممدوح ابو الطیب ست و بیست فرزند داشته همه بزرگ و جید بوده اند

و ابو یعلی نقیب واسطہ و ابو المعالی و ابو الفضائل اشتری اند و بنو مکانسیہ و بنو عرام و بنو عجیبہ
و بنو الصایم و بنو سعلاج و بنو ابی الغنایم و بنو احمد و بنو طبیق و نقبای عراق و امرای حاج
اعلب از نسل اشتر اند و ابو العلا مسلم احول امیر حاج کہ کنیتش عبداللہ گویند ولد ابی علی محمد امیر حاج
بن اشتر ست و عمر مختار نقیب امیر الحاج پسر اوست و بنی المختار کہ نقبا و سادات بزرگوار اند از
اعقاب وی اند اما جعفر الحجہ امرای مدینہ و نقبای بلخ و ترمذ و ملوک آنجا از اعقاب وی اند و او را دو پسر
بود حسن و حسین بن جعفر بعد سادات بلخ ست و عقب حسین از ابی الحسین یحیی بن نسابہ است
و بنو عکہ و بنو علون و بنو فوارس و بنو عیلان و بنو الاعرج از اعقاب علی بن یحیی اند و بنو جلال الحلہ و
بنو شقائق و بنو غزعل و بنو مہنا از نسل طاہر بن یحییٰ اند و جاحدہ از نسل عبد الواحد بن مالک بن حسن
مہنا و جمامزہ نیز ازین نسلند دوم از اولاد حسین اصغر عبداللہ است و جعفر صحیح پسر اوست و عقب او
از سہ پسر ست محمد عقیقی کہ اولاد او را عقیقیون گویند و بنو الموسوس از نسل وی اند دیگر اسمعیل منقدی کہ
در دار منقد کہ بمدینہ ساکن بود و اولاد وی بسیار اند و ایشان را منقدیون خوانند از جملہ علی کیا کہ جد ملوک ری
ست و آل عدنان کہ نقبای دمشق اند از نسل وی اند و دیگر احمد منقدی اولاد او ابرہیم و جعفر و حسن و حسین
و عبداللہ ہمہ معقب اند سوم علی و او را نیز عقب بسیارست حسن حمصہ پسر او حسین الکلی از اولاد موسی
بن علی اند و بنو الکرش و بنو القیل و بنو المصنیرہ از اولاد عیسیٰ کوفی بن علی اند چہارم ابو محمد الحسن پسر او
عبداللہ است و پسر عبداللہ محمد را دو پسر بودہ محمد سلیق و بجہت سلاقت لسان یعنی تیز زبانی بدین
لقب مشہور گشت و حسن حکاکہ اولاد او و ولاۃ ری بودند از اعقاب سلیق اند و دیگر علی مرعش نقبای شیراز
اولاد وے اند و عبداللہ باسطری نیز از نسل اوست پنجم سلیمان و اولاد او را بہ بلاد مصر و مغرب بنو الغوطم خوانند
اما عمر الاشرف بن زین العابدین برادر پدر مادری زید شہید ست و اسن از و عقب او از پسر اوست علی
اصغر محدث ست و او از عم زادہ خود جعفر صادق روایت کند و علی از سہ پسر عقب دارد قاسم و عمر شجری
و ابو محمد حسن و عقب قاسم از پسرش ابو جعفر محمد صوفی ست کہ در ایام معتصم بطالقان خروج کرد و او را گرفتہ
شہید کردند و نقبای قم و شعرانیان از نسل عمر شجری اند و حسن را نیز عقب ہست مانکدیم طبری از اولاد
احمد اعرابی ست و احمد پسر ابو جعفر محمد بن حسن و ابو جعفر محمد نقیب طبری از نسل جعفر دیباجہ
بن حسن ست و بنو سہران نیز ازین نسلند و ناصر الکبیر بطبرستان کہ بادشاہ دیالمہ بودہ و ناصر الحق
لقب اوست پسر علی بن حسن ست و او را عقب ہست بگیلان و اعقاب او ملوک و حکام اند اما
زید الشہید کنیت او ابو الحسین ست و مناقب و فضائل او در حد حساب نگنجد و او بسنہ ۱۲۱ در کوفہ خروج

کرد و یوسف ثقفی بفرمان هشام بن عبد الملک با وی محاربه نمود و راشد که مملوک یوسف بود تیری
بر میان دو ابروی وی زد و بدان زخم شهید شد و او را برهنه بر دار کردند و بفرمان الهی آن شب
عنکبوت بر وی تنیدند چنانچه عورت وی از ابصار مردم پوشیده گشت و زید را چهار پسر بود یحیی
و حسین ذو الدمعه و ذو العبره نیز گویند و عیسی مؤتم الاشبال و محمد اما یحیی بعد از شهادت پدر بگریخت
و در خراسان بجوزجانان افتاد و نصر سیار جمعی را فرستاد تا وی را شهید کردند و از وی عقب نماند و حسین
ذو الدمعه سه پسر داشت اول یحیی و او را هفت پسر بود اول قاسم و عقب او اندک ست دوم حسن زاهد
عقب او نیز کم ست و بنی طنک و بنی خالص از نسل وی اند و سوم حمزه بن یحیی عقب بسیار داشت
بنو الامیر از اولاد وی اند چهارم محمد صغر اقساسی بن یحیی منسوب ست باقساس و آن دیهی بوده در نواحی
کوفه و اولاد او همه سادات معظم بودند احمد موضح و علی زاهد و محمد قرة العین از نسل علی زاهد اند بنو زج
از اعقاب محمد بن اقساسی پنجم عیسی بن یحیی عقب او در بلاد و دیار منتشر اند بنو علق و بنو الابرر
و بنو مریم و بنو الخطب و بنو المقرای از اعقاب وی اند ششم یحیی بن یحیی و ابو الحسن علی کتیله از نسل
اوست و بنو کزبر و بنو تمیکه از اولاد وی اند و بنو زین الشرف از نسل کتیله اند و بنو مقتل و بنو هیجا نیز کتیله اند
هفتم عمر بن یحیی اعقاب او از همه برادران بیش ست یحیی پسرش در ایام مستعین خروج کرد و بدرجه
شهادت رسید بنی العذان و آل شیبان و نقبای مشهد غری از بنی اسامه مجموع از نسل محمد عمر اند
دوم حسین قعد ذی الدمعه اکثر سادات فارس از نسل وی اند سوم علی بن ذی الدمعه عقب او از زید
شبیه است و او نسابه بوده است و کتب مبسوطه در انساب نوشته نقبای بغداد و بصره از نسل وی اند
اما عیسی مؤتم الاشبال کنیت او ابو یحیی ست و او شیری را بکشت که بچگان داشت و بمؤتم الاشبال
ملقب شد یعنی یتیم کننده شیر بچگان احمد مختفی پسر او مردی وجیه بود و پسرش محمد اعلم علما بود بعلم انساب
عرب و عقب علی بن عیسی در کرمان و خراسان هستند و از اولاد زید بن عیسی اکابر بسیار در بلاد
و عراق عرب و مصر هست و عقب محمد عیسی نیز بحد کثرت رسیده و احمد ذنکی و ...
ابو نلی از این نسل اند و از حسن عضاره بن عیسی بنو عقرون اند و بنو حبکا ...
از اولاد زید ست و او را ابو جعفر گفتندی بغایت فاضل و کامل بوده ... شهید شده
و عقب او از پسرش ابی عبد الله ... جعفر شاعر ست و محمد خطیب و احمد سکین ... قاسم اولاد وی اند
و صاحب دار الصخر از اعقاب ... ست و فرزندان ... نقیب و بزرگ بوده اند ابا عبد الله
الباهر از غایت غلبهٔ نورانیت بر رخسار مبارک وی بدین لقب ملقب گشته ...

برادر اعیانی بودہ عقب او از پسرش محمد ارقط است و عقب ارقط از اسمعیل و او را دو پسر بود
حسین و محمد اسمعیل و نسخ از نسل حسین اند و اعقاب او در قم بودند و محمد کوکبی ہم از اولاد است
و بنو الغریق در شام و مصر از نسل محمد اسمعیل اند و نقبای ری و ملوک ایشان و کوکبیان ہمہ از نسل
ارقط اند واللہ تعالیٰ اعلم **فصل دوم** در ذکر عقب امام محمد باقر وی امام پنجم ست کنیت وے
ابو جعفر لقب وی باقر و سبب تلقیب او بدین لفظ جہت توسع و تبحر اوست در علوم و گفتہ اند این لقب
مر او را از قول رسول خداست صلی اللہ علیہ وسلم آوردہ اند کہ چشم جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ
در آخر عمر پوشیدہ شدہ بود روزے محمد باقر نزدیک وی آمد در مبادی جوانی خود و بروسلام کرد
جابر جواب داد و گفت تو کیستی گفت محمد بن علی بن الحسین گفت ای سید فرا پیشتر آی محمد پیش آمد
و دست بوسے داد جابر دست وے را بوسید و میل کرد کہ پای وے را نیز بوسہ زند امام نگذاشت جابر گفت
یا ابن رسول اللہ ان رسول اللہ یقرئک السلام بدرستی کہ رسول خدا ترا سلام میرساند امام فرمود
کہ و علی رسول اللہ السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ پس گفت اے جابر این حال چگونہ بود جابر گفت
روزے با حضرت رسول صلے اللہ علیہ وسلم بودم مرا گفت ای جابر شاید کہ تو باقی باشی تا وقتے
کہ ملاقات کنی با یکے از فرزندان من کہ وے را محمد بن علی بن الحسین گویند خدا یتعالے وے را نور
و حکمت خواہد داد وے را از من سلام برسان و روایتی دیگر از جابر چنان ست کہ پیغامبر صلوات اللہ
وسلامہ علیہ مرا گفت کہ شاید کہ باقی باشے تا وقتی کہ ملاقات کنی با یکی از فرزندان حسین کہ او را
محمد گویند یبقر علم الدین یبقر ابشگافد و بیرون آرد علم دین را بیرون آوردنی پس چون او را ملاقات
کنی سلام من بوے برسان ولادت وی در مدینہ بود در روز جمعہ سوم ماہ صفر سنہ سبع و خمسین من الہجرۃ
مادر او ام عبد اللہ فاطمہ بنت الحسن بن علی ع از سادات حسینی اول کسی کہ مر او را ولادت حسن و حسین
جمع شدہ او بود و از حسینیان اول عبد اللہ محض را چنانچہ رقم سبق یافت وفات وی در ۱۱۴ ہجرے
و قبر وے در بقیع ست نزدیک مشہد مقدس پدر بزرگوار وی و از وی کرامات و خوارق بسیار نقل
کردہ اند و او را ہفت فرزند بود چہار پسر جعفر و عبد اللہ و ابراہیم و علی و عقب او از ابو جعفر صادق ست
پس **فصل سیوم** در ذکر عقب امام جعفر صادق وی امام ششم ست از ائمہ اہل بیت کنیت وے
ابو عبد اللہ و از ہمہ القاب وی الصادق مادرش ام فروہ دختر قاسم بن محمد بن ابی بکر ولادت وے
در مدینہ بودہ ست در روز دوشنبہ ہفدہم ربیع الاول سنہ ثمانین من الہجرۃ و وفات وی نیز در مدینہ
شدہ در روز یکشنبہ پانزدہم رجب ۱۴۸ ہجریہ و قبر او در مدینہ است پہلوے قبر مقدس پدرش و

از عظمای علمای اهل بیت بوده و میفرموده که علم ما غابر ست و مزبور و نکت قلوب و نقر اسماع و
نزدیک ماست جفر احمر و جفر ابیض و مصحف فاطمه و جامعه نیز که هرچه مردمان بدان محتاج اند در وی
مثبت ست و علم ایشان بسیار بوده و جفر خافیه از مصنفات ایشان ست و کرامات و مقامات
ایشان از حد حصر بیرون و فضائل و مناقبش از حیز حساب افزون و او را هفت پسر بوده اسمعیل عبدالله
موسی اسحق محمد عباس علی و عقب او از پنج فرزند ست موسی کاظم و اسمعیل و علی عریضی و محمد مامون
و اسحق مؤتمن اما ابو محمد اسحق مؤتمن برادر اعیانی موسی کاظم بوده و در صورت و هیات
با حضرت رسالت صلی الله علیه و سلم مشابهت تامه داشته و بشر حدیث میکرده و چون سفیان
بن عیینه از و نقل حدیث کردی برین وجه ادا فرمودی که حدثنی الثقة الرضا اسحق بن جعفر
بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب و او را عقب از سه پسر بود محمد و حسین و حسن
و بنو الوارث در ری از نسل محمد اسحق اند و حمزه بخارا از بنی وارث بوده و اولاد حسن اسحق در مصر و
نصیبین اند و میمون بن عبید از ایشان ست و حسین بن اسحق بحران افتاده و اولاد او در رقه
و حلب بسیار اند و محمد حرانی بن احمد حجازی و نقبای حلب ازین عقب اند اما محمد مامون که از جهت
حسن و جمال او را محمد دیباج هم گفتندی عقب او از سه پسر بوده یکی حسین و اولاد او منقرض شده اند
دوم قاسم و بنو الشبیه از اولاد وی اند و بنو الطیاره بمصر و بنو العروس و بنو الـ[illegible] از ذریه او از اولاد
قاسم اند سوم علی عارضی و عقب او از دو پسر ست حسن و حسین و اعقاب این دو فرزند بسیار اند
ابو الهیجا محمد ضراب بن ابیطالب حمزه ضراب از نسل حسین بن علی بن محمد دیباج ست و از اولاد محمد
بن حسین که ملقب بجور بوده ابو البرکات ست و اکابر بسیار از نسل وی اند و ابو طاهر که [illegible]
از اولاد حسن عارضی ست اما علی عریضی کنیتش ابو الحسن [illegible]
از پدر باز مانده و از برادر خود موسی کاظم علم آموخته و نسبت او بعریض ست و آن قریه ایست بر چهار
میل از مدینه و اولاد او بسیار اند و ایشان را عریضیون گویند و عقب او از چهار پسر ست [illegible]
و حسن و جعفر اصغر اما جعفر اصغر عقب او از علی پسر اوست و حال این عقب [illegible]
و عقب از پسر او [illegible] باسم ست و اولاد او در مدینه و مصر و نصیبین اند [illegible] بهاء الدین و بنو [illegible]
بنو سنجی از نسل حسن اند اما [illegible] حرانی و بنو [illegible] از اعقاب [illegible] و صاحب سجاده احمد ابن [illegible]
و ابو العشائر هم از اولاد وی [illegible] محمد علی عریضی [illegible] بسیار اند و منقرض [illegible] اولاد یحیی
محدث و بنو ثوابه و بنو المنخل [illegible] اکبر اند و او پسر محمد عریضی بوده اما اسمعیل کنیتش ابو محمد [illegible]

اکبر اولاد امام جعفر بوده و او بسیار دوست میداشته و در زمان حیات پدر وفات فرمود و تابوت او را بر گردن مردمان از عریض تا مدینه بدوش آوردند و عقب اسمعیل از دو پسر یعنی محمد و علی ست و عقب محمد از اسمعیل ثانی ست و جعفر شاعر بنو البعیض از اولاد جعفر شاعر اند و اعقاب جعفر در مغرب بوده اند و ائمہ مصر که مستولی شدند و حکومت کردند از نسل جعفر بن محمد بن اسمعیل اند بنو البزار در حلہ از اولاد صنوجیه اند و حسن صنوجیه از نسل اسمعیل ثانی ست و بنو التام نیز در سوار از نسل وی اند اما علی بن اسمعیل او را اولاد در دمشق و عراق عرب بسیار اند **فصل چهارم** در عقب امام موسی کاظم وی امام هفتم ست کنیتش ابو ابراہیم ست و بسبب حلم و فرو خوردن خشم او را کاظم لقب دادند و لادتش در ابوا بود میان مکه و مدینه روز یکشنبه هفتم ماه صفر ۱۲۸ھ ہجریه در حبس هارون رشید شهید شد روز جمعه پنجشم رجب ۱۸۳ھ ہجریه و روضۂ مقدسۂ وی در بغداد ست عابد ترین اهل زمان و کریم ترین ایشان بود و فضائل و کرامات وی بسیار ست و آن حضرت را شصت فرزند بوده سی و هفت دختر و بیست و سه پسر از فرزندان وی بعضی را عقب نبوده و در بعضی اختلاف ست و آنچه حالا ائمه نسب بر آنند آنست که او را از سیزده پسر عقب بوده اولاد چهار تن از ابنای وی بسیار اند و از آن چهار تن متوسط و اعقاب پنجتن کمتر اند و چون بیان این جماعت بزیادت تفصیلے محتاج ست هر یک از اعقاب سه گانه را در وصلے اندراج کنیم **وصل اول** آن پنجتن که اولاد ایشان قلیل اند عباس اند و هارون و اسحق و اسمعیل و حسن اما حسن یک پسر داشته جعفر نام و حالا حقیقت عقب او معلوم نیست و گفته اند جعفر بن حسن را سه پسر بوده و اولاد علی عرزمی از نسل وی اند اما اسمعیل بن موسی را یک پسر بوده موسی نام و عقب او از پسر او جعفر ست و بنو ابی [illegible] السائف و بنو الوراق از نسل وی اند اما اسحق بن موسی را امیر گفتندے او را [illegible] پسر ست [illegible] عباس و اسحق ملهوس پسر اوست و بنو الملهوس از فرزندان وی اند و محمد و اولاد او اندکے بودند در بلخ و طخارستان و حسن بن اسحق ابو جعفر صورانی از اولاد اوست و بنو الوارث از نسل صورانی اند اما هارون بن موسی گویند از وی عقب نمانده و ابن طباطبا آورده که عقب او از احمد بن [illegible] ست و امیه کابطوس از نسل اوست اما عباس بن موسی را اولاد و در غایت قلت اند و عقب او از [illegible] **وصل دوم** اما متوسطان در عقب ید الناس ست عبید الله و عبید الله [illegible] اما حمزه [illegible] ابو [illegible] گفتندی و در [illegible] عقب او بسیار اند و عقب او از قاسم حمزه است حمزه بن حمزه [illegible] عقب هست در بلخ [illegible] خراسان و قاسم بن [illegible] اولاد هست و ابو جعفر که ممدوح [illegible] انی ست و با ملوک آل سامان مخالطت [illegible] از فرزندان اوست و احمد مجدور از

نسل تو انہاست و عبداللہ را عقب از سہ پسر ست محمد یمانی و قاسم و جعفر محمد یمانی ویمامی نیز گویند
عقب اواز ابراہیم ست و ابراہیم از ابوجعفر و احمد شعرانی اکثر اولاد ابوجعفر در حجازاند و ابوالفائز
در شیراز با عضدالدولہ بودہ از نسل ابوجعفر ست و احمد شعرانی را نیز عقب ہست اما قاسم بن عبداللہ
را نیز اعقاب بودہ و عبید الشرف از نسل بیت عبداللہ بن موسے او را عقب از محمد ست
و موسے علی بن حسن الاحول از نسل محمد عبداللہ ہست و جعفر اسود از اولاد موسی بن عبداللہ
و بنو ناصر از نسل وی اند زید النار وقتیکہ بر بصرہ مستولی شد خانہای بنی عباس را بسوخت و نخلستانہای
ایشان را آتش زد و بدین سبب او را زید النار گفتند و آخر او را گرفتہ بمر و بردند و بزہر مامون
شربت شہادت چشید و او را از چہار پسر عقب بودہ حسن و اولاد وے در قیروان مغرب اند
و حسین محدث را نیز عقب ست بہ قزوین و جعفر را بارجان و بنو صعیب و بنو المکارم از نسل
موسے اصم بن عبداللہ اند واللہ اعلم **وصل سوم** مکثران از اولاد امام موسے کاظم
چہار اند امام علی رضا و ابراہیم مرتضا و محمد عابد و جعفر اما جعفر را خوارے گویند و اولاد
او را احواریون و شجریون نیز خوانند و جعفر را عقب از موسی و حسن ست و موسے
را عقب او از حسن لحق ست و حسن پدر محمد بلیط است و ملیطہ را عدوے و قوتی و انتشاری بودہ
و فارسان عرب بودہ با قوت و شوکت در حجاز و عراق عرب اما محمد عابد عقب او از ابراہیم مجاب ست
و ابراہیم را از سہ پسر عقب بودہ محمد حایری و احمد القصرین ہبرہ و علے پسر جان کرمانند و بنو احمد
و آل ابی الفائز و بنو ابی مزن و آل ابی الحرث از نسل احمد بن محمد حایری اند و بنو الضریر و آل ابی الحمر
از نسل حسن بن محمد اند و اعقاب احمد و علی منقرض اند اما ابراہیم اکبر کہ ملقب ست بمرتضی عقب
او از دو پسر ست موسی ابوسبحہ و جعفر اما موسے او را از ہشت پسر عقب ست چہار مقلل و چہار
مکثر اما مقلون عبیداللہ است و اولاد او در بصرہ و اہلہ اند عیسے را لا
او در دینور و شیراز اند ابو علی صبیح ست و ابوالفضل از ین نسلند جعفر در ترمذ
مکثرون یکی محمد اعرج ست و عقب او از موسے ابرش ست و لبس و او را
ابوطالب محسن اولاد او بصرہ اند و ابو احمد حسین بن موسی ابرش لقب لہ
او را دو پسر بودہ محمد رضی و علی مرتضی علم الہدی و مراتب ... در ... لغا
بعضے تواریخ ہست کہ در کتاب ... علم الہدے ہشتاد ... ابد کتاب بودہ
بن موسے را نیز اولاد ... اند از کاتب نقیب سامرا و نجم الشرف ابوالمظفر ہبۃ